اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتی و رضيت لكم الاسلام دينا

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين

النبوة فی الاسلام

مصنفہ

امیر جماعت احمدیہ حضرت مولٰنا مولوی محمد علی صاحب

(ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی)

جسکو

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ماہ دسمبر

سنہ ۱۹۱۵ء

میں

مطبع احمدیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر شائع

کیا

تعداد اشاعت ایک ہزار (۱۰۰۰) قیمت فی جلد ایکروپیہ دعہ

نوٹ۔ کتاب کے ساتھ ایک ضمیمہ دو سو صفحات کا لگا دیا گیا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے حتی الوسع کل حوالے متعلق نبوت دے دیئے گئے ہیں اور ہر ایک حوالہ کا خلاصہ بھی سہولت کے لئے حاشیہ پر دیدیا گیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کتاب النبوۃ فی الاسلام۔ مع ضمیمہ اور تمہید کے پونے چھ سو صفحات پر شائع ہو گئی ہے
چونکہ اسوقت جماعت احمدیہ میں ایک نہایت بھاری اختلاف محض اس وجہ سے رونما ہو رہا ہے اور
ایک فریق کا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک حضرت مسیح موعود کو حقیقی طور پر نبی نہ سمجھا جائے اور انکو کامل
نبی نہ مانا جائے اس وقت تک آپ کو مسیح موعود ماننا بھی چنداں مفید نہیں۔ برخلاف اس کے
دوسرے فریق کا یہ اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی طور پر یعنی حقیقت نبوت کو
اپنے اندر رکھتے ہوئے کسی کامل نبی کا آنا خلاف قرآن خلاف حدیث خلاف اجماع امت خلاف
تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہے پھر اسی مسئلہ نبوت پر مسئلہ تکفیر اہل قبلہ کی بھی بنا ہے
پس ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ بطور خود اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر غور کرے جس
قوم نے اس وقت دوسرے مسلمانوں سے ایک امر حق کی خاطر علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ ان کا
فرض ہے کہ وہ اب اس مسئلہ پر وہی جرأت ایمانی دکھائیں جو پہلے دکھائی ہے۔ اللہ تعالےٰ
نے ہر ایک انسان کو سمجھ دی ہے۔ فہم دیا ہے۔ اور اس لئے یہ ہر شخص کا جائے خود فرض ہے
کہ ایسے معاملات میں جن کا تعلق اس کے ایمان سے ہے۔ پوری تحقیق کر کے ایک راہ کو
اختیار کرے۔ آپ لوگوں نے حقیقۃ النبوۃ کو پڑھ لیا ہے۔ اور اس کے دلائل کو بھی دیکھ لیا
ہے۔ اب آپکا فرض ہے کہ اس مسئلہ کے دوسرے پہلو کو بھی دیکھیں جس کو اس کتاب النبوۃ فی الاسلام
میں واضح کیا گیا ہے۔ آپ ان لوگوں کی باتوں پر نہ جائیں۔ جو دوسری طرف کی تحریریں پڑھنے
سے آپ کو روکتے ہیں۔ یہ کوشش غیر احمدی علماء نے حضرت مسیح موعود کے خلاف بھی کی تھی؛
مگر آپ نے یہ بہادری دکھائی۔ کہ دوسروں کی باتوں پر بھروسہ کرنے کی بجائے خود تحقیقات کی اور
ایک امر حق کو پا لیا۔ یہ خدا کا احسان تھا جس نے آپکو اس حق تک پہنچایا۔ اب خدا تعالیٰ اس
احسان کا شکریہ تم سے چاہتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم اس کا شکریہ یہ ہے کہ اسوقت اس اختلاف
میں آپ کم از کم اس نبوت کے مسئلہ کو خود زیر تحقیق لاویں۔ اور ایک طرف دعا سے بھی کام لیں
اور دوسری طرف اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر غور کریں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جب آپ میں الذین جاہدوا
فینا کی کیفیت دیکھے گا تو اپنی طرف سے لنھدینھم سبلنا کا اجر دیگا۔ کم از کم اللہ تعالیٰ کے حضور جو آپ کی
ذمہ داری ہے اس سے آپ عہدہ برا ہو جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ضروری نوٹ

اس کتاب کی تمہید کو شائع ہوئے قریباً دس ماہ کا عرصہ گذر گیا۔ میری مصروفیت اس قسم کی تھی۔ کہ میں اس کے لیئے جلد وقت نہ نکال سکا۔ کیونکہ میں چاہتا تھا۔ کہ کسی طرح انگریزی ترجمۃ القرآن کا کام پہلے ختم ہو جائے۔ سو الحمد للہ کہ وہ کام تکمیل کو پہنچ گیا۔ اور مسودہ مطبع میں جانا شروع ہو گیا۔ تو میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اب اس کام کو بھی پورا کردوں۔ سو ۷ ر دسمبر کو میں نے اس کتاب کو شروع کیا اور محض خدا کے فضل اور احسان سے بہت سی مصروفیتوں کے اندر یہ کام بھی تکمیل کو پہنچ گیا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ مینے اس کتاب میں اصولی بحث کو مدنظر رکھا ہے۔ اور چونکہ غالباً اسکے جواب کی بھی کوشش کیجائیگی۔ اسلیئے اس قدر میری درخواست ہے کہ جو شخص اسکا جواب لکھنے کا ارادہ کرے وہ اگر اصولی رنگ میں بحث کو اٹھائے تو اس سے کوئی مفید نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ طرز کہ اصول کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی باتوں میں تو تو میں میں کی جائے نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی۔ میں نے اصول قائم کیئے ہیں ان اصول پر بحث کی جائے۔ اگر تحقیق حق مطلوب ہے تو بحث کو اصولی رنگ میں لانا چاہیئے۔ کیونکہ اصل غرض تو یہ ہے۔ کہ اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑ جائے۔

اس کتاب کو مینے کسی قدر جلدی میں ختم کیا ہے۔ اور اسلیئے ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو خیال ہو کہ ہمارے فلاں اعتراض کا جواب نہیں دیا گیا۔ لیکن مینے بحث ایسے رنگ میں کی ہے۔ کہ اسکے اندر سارے اعتراضوں کے جوابات خود ہی آ جاتے ہیں۔ ہاں میں چاہتا ہوں کہ اگر اس کتاب کو پڑھکر کوئی اعتراض کسی شخص کے دل میں پیدا ہو جسکا حل اس کتاب کے اندر اسے نہ ملے تو میں ایسے سارے اعتراضات کے جواب کو ایک مکمل رسالہ کی صورت میں نکالدوں۔ اسلیئے میری اپنے احباب سے خواہ وہ میرے خیالات سے اتفاق رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں یہ درخواست ہے کہ تحقیق حق کی خاطر اگر کسی اعتراض کا رفع وہ چاہیں تو اپنے اعتراضات کو مختصر طور پر لکھ کر میرے پاس بھیج دیں۔

اس اعتراض کا جواب کہ میری کسی تحریر میں پہلے حضرت مسیح موعود کے متعلق لفظ نبی کا لکھا گیا ہے۔ مینے کتاب کے اندر اسلیئے نہیں دیا کہ یہ بحث اصولی ہے۔ اصولی بحث میں ہم پہلے قرآن شریف اور حدیث کو لیں گے۔ اور ان کے ماتحت ائمہ اسلام اور حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو میری یا زید یا بکر کی تحریر کوئی حجت شرعی نہیں۔ باایں ہمہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مینے کبھی بھی مرزا صاحب کو کامل نبی سمجھ کر نہ لکھا ان کی نبوت کو ویسی ہی سمجھتا رہا ہوں جیسا اس کتاب کے اندر مینے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ پس اگر لفظ نبی یا نبوت کا کہیں لکھا ہے تو اسی معنے میں لکھا ہے۔ اور اسکا عملی ثبوت یہ ہے کہ میری تحریر میں آج تک یہ کوئی نہیں دکھا سکتا۔ کہ مینے سوائے احمدیوں کے کل مسلمانوں کو کافر یا خارج از دائرہ اسلام قرار دیا ہو۔ بلکہ انکو مسلمان ہی سمجھا ہے اور لکھا ہے۔ اگر نبوت کے مسئلہ میں میرا وہ مسلک ہوتا۔ جو معترض میری طرف منسوب کرتے ہیں۔ تو اہل قبلہ کے تکفیر کا بار گراں بھی گردن پر اٹھا لیا ہوتا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے ان ہر دو مسائل میں میرا قدم جادۂ صواب سے نہیں پھیرا اور یہی دعا میں اب بھی کرتا ہوں۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب

خاکسار محمد علی احمدیہ بلڈنگس لاہور ۲۵۔ دسمبر ۱۹۱۵ء

کتبہ خاکسار محمد اکبر

فہرست مضامین کتاب النبوۃ فی الاسلام

ایک اور بھی وجہ ہے کہ کیوں آپ پر یہ ذمہ واری ہے کہ اس مسئلہ میں بہت غور اور تحقیق سے کام لیں جناب میاں صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود کی تحریروں میں مسئلہ نبوت پر ایک سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کو یہ ضرورت پیش آئی کہ حضرت صاحب کی بارہ برس کی منسوخ قرار دینا پڑا۔ اب یہ کوئی چھوٹی سی بات ہے آپ نے نہ کبھی حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ان کے منہ سے نہ کسی دوسرے کے منہ سے یہ لفظ سنے کہ حضرت صاحب کی کوئی تحریر مسئلہ نبوت کے متعلق منسوخ بھی ہے۔ تو پس اب حضرت صاحب کی تحریروں کو منسوخ بتایا جاتا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے خود کبھی ان کو منسوخ نہیں کہا۔ اور ان تحریروں میں خطرناک اختلاف بتایا جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم نے یہ معیار دیا ہے لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا۔ تو آپ کا فرض ہے اور ہر ایک احمدی کا پہلا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس الزام کو حضرت مسیح موعود سے دور کرنے کی کوشش کرے۔ اسلئے آپ مسیح موعود کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے اگر آپ مسئلہ کے دوسرے پہلو پر غور کئے بغیر ہی یہ الزام حضرت صاحب پر قبول کر لیں۔ علاوہ ازیں حقیقۃ النبوۃ نے یہ مسئلہ آپ کو سکھایا ہے کہ مسیح موعود نے اپنا عقیدہ نبوت ۱۹۰۱ء میں تبدیل کر لیا تھا۔ یہ بھی حضرت صاحب پر ایک الزام ہے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ نہ حضرت صاحب نے چھ ہزار صفحات کی تحریروں میں کبھی یہ لکھا۔ نہ اتنے سالوں میں کبھی زبانی کہا کہ میں نے اپنا عقیدہ نبوت بدل لیا ہے۔ نہ ہم میں سے کسی نے کبھی ایسے انقلاب عظیم کو آپ کی زندگی میں سنا کہ آپ نے اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا ہو تو پس یہ بھی بظاہر ایک الزام ہے اور ہر ایک احمدی کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ دیکھے کہ آیا یہ الزام حضرت صاحب سے دور ہو سکتا ہے یا نہیں۔ النبوۃ فی الاسلام نے حضرت مسیح موعود کی ساری تحریریں تطبیق کر کے دکھائی ہے۔ خدا کے نزدیک آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ اختلاف کو قبول کرنے سے پہلے تطبیق کو دیکھیں۔

علاوہ ازیں اس کتاب کے ساتھ ایک ضمیمہ دو سو صفحات کا ہے جس میں مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو شروع سے لیکر آخر تک جیسے حوالجات مسئلہ نبوت کے متعلق ملتے ہیں جمع کر دیئے گئے ہیں اور ان دونوں قسم کے حوالجات میں یعنی جن کو ایک یا دوسرا فریق پیش کرتا ہے اور ہر ایک حوالہ کا خلاصہ ساتھ دیدیا گیا ہے اس طرح یہ کتاب مسئلہ نبوت پر ایک انسائیکلوپیڈیا کا کام دیگی اور یہ بھی بتا دینا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اسمیں بحث اصولی رنگ میں کی گئی ہے اور سیر کن بحث ہے۔ جیسا کہ فہرست مضامین سے آپ دیکھ سکتے ہیں قیمت باوجود پونے چھ سو صفحہ کے صرف ایک روپیہ رکھی گئی ہے مگر جناب میاں صاحب سے ۱۲/ قیمت لیجائیگی جو ہمارے تمام میاں صاحب خرید کر مفت میاں صاحب کے مریدوں میں تقسیم کرنا چاہیں ان سے بھی یہی قیمت لیجائیگی والسلام

لاہور احمدیہ بلڈنگس
۲۵ - دسمبر ۱۹۱۵ء

محمد علی

ملنے کا پتہ - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ احمدیہ بلڈنگس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

النبوۃ فی الاسلام

تمہید

جناب میاں محمود احمد صاحب کے القول الفصل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق بعض خیالات پڑھیں سے نبوت کاملہ اور جزئی نبوت میں فرق دکھا کر بتایا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود کی تمام تحریروں کے مطابق اسلام میں صرف جزئی نبوت کا دروازہ کھلا ہے اور یہ دروازہ تا قیامت کھلا رہیگا۔ اور حقیقت میں مذہب تمام اولیاء امت کا ہے۔ اور آپ کی پہلی اور آخری تحریرات کا مقابلہ کر کے دکھایا تھا کہ دونوں میں ایک ہی مذہب پایا جاتا ہے۔ اور یہ مطالبہ کیا تھا کہ جس صورت میں آپ نے کھلے طور پر اپنے لئے نبوت کاملہ کی نفی کی ہے اور نبوت جزئی کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس نبوت جزئی پر فضیلت یا بعض خصوصیات کے سوال کو الگ چھوڑ کر اس امت کے دوسروں کو اسی طرح ملہم محدث کا اقرار کیا ہے جس طرح اپنے آپ کو تو بس اس نبوت کے سوائے کسی اور نبوت کا دعویٰ آپکی طرف منسوب کرنے سے پہلے ہمیں وہ اعلان دکھانا چاہئے جس میں آپ نے اپنے پہلے خیالات کو غلط یا منسوخ قرار دیکر بعد میں اپنے لئے نبوت کاملہ کا ادعا کیا ہو۔ یا دوسرے اولیاء امت کے لئے جزئی نبوت کا انکار کیا ہو۔ جب تک کوئی ایسا اعلان نہ دکھایا جاوے۔ اس وقت تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت وہی جزئی نبوت قرار پائیگی جس میں اس امت کے دوسرے اولیاء بھی شریک ہیں۔ نہ وہ نبوت کاملہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا آپ کے پہلے انبیاء کو ملی گو نبوت جزئی رکھتے ہوئے آپ کو بعض وہ خصوصیات حاصل ہوں جو دوسرے مجددین علیہم الرحمۃ کو نہیں جس طرح خود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نبوت میں بعض خصوصیات دوسرے انبیاء علیہم السلام پر حاصل ہیں۔

اس کے جواب میں جناب میاں صاحب کی طرف سے ایک کتاب حقیقۃ النبوۃ ... صفحات

"آپ پہلے نبی کی اور تعریف کرتے تھے۔" "چونکہ پہلے آپ نبی نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ کا خیال
تھا کہ نبی کی جو شرط موجود ہے۔ وہ محدث کا ہے نہیں وہی ہوگا۔ اور اس وجہ کا اور محدث ہی ہوگا۔
"اپنے لئے نبی کا لفظ الہامات میں دیکھتے تو اس کے معنے کرتے۔" "حقیقت یہ ہے کہ ہر محدث جزئی
نبی ہوتا ہوگا۔ اسی لئے مجھے نبی کہا جاتا ہے۔ اور اسے صوفیوں کی اصطلاح قرار دیتے تھے۔ اور اسی
وجہ سے اپنے اس درجہ میں سب بزرگوں کو شامل خیال کرتے تھے" صفحہ ۱۲۹
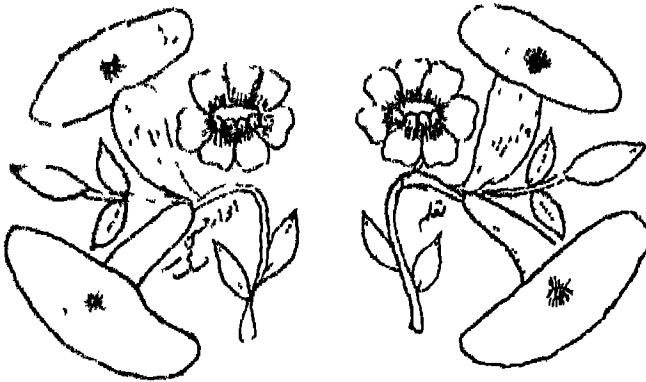
"لیکن اپنا یہ حال ہے کہ ہزاروں آدمیوں کو ... نبی قرار دیتے ہیں۔ شاید وہ کہیں
کہ ہم جزوی نبی کہتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت سے یہ ثابت ہو کہ بغیر خدا تعالیٰ
کے اذن کے اور بغیر کسی قرینہ کے کسی کو جزئی نبی کہنا جائز ہے" صفحہ ۱۳۰ (حاشیہ)

اس کی تردید آپ خود ہی یوں فرماتے ہیں
"لیکن کسی قدر کمی اور کسی قدر نقص کی وجہ سے وہ محدثیت یا مشابہت پر رکھا جاتا ہے۔ ورنہ اس
حد تک پہنچا ہوتا ہے کہ قریب ہے کہ وہ نبی ہو جائے۔ بلکہ جزوی نبوت اسے مل جاتی
ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے تجدید دین کا کام لیتا ہے .... اور ایسے آدمی پر اللہ
تعالیٰ اپنے کلام کی بارش نازل کرتا ہے۔ اور یہ محدثیت کا آخری درجہ ہوتا ہے۔ اور یہ درجہ
امت محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے پایا" صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳

"اس سے ثابت ہے۔ کہ امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانا غیر نبی میں پایا جا سکتا ہے" صفحہ [illegible]

"اگر اس امت کے بعض افراد ملہم ہیں لیکن نبی وہ ہوتا ہے جس پر کثرت امور غیبیہ کا اظہار
ہو اور حضرت مسیح موعود اس بات کے مدعی ہیں کہ مجھ پر امور غیبیہ کثرت سے ظاہر کئے جاتے ہیں
پس آپ دوسرے مامور ملہموں میں شامل نہیں بلکہ نبیوں میں شامل ہیں" صفحہ [illegible]

ان حوالوں سے جو کچھ میں نے "..." بتایا ہے میں اس مختصر تمہید میں صرف یہ
دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ میرے مطالبہ کا اس کتاب میں درحقیقت کوئی جواب نہیں۔ اور جو جواب
دینے کی کوشش کی ہے۔ اس پر جناب میاں صاحب نے بھی کافی صبر نہیں کیا۔

سب سے اول میں ایک غلطی کے ازالہ کو لیتا ہوں۔ صورت واقعات یہ ہے۔ کہ ایک شخص
مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس دعویٰ کو پیش کرتے وقت مخالفوں کی جانب سے یہ اعتراض

کی شایع ہوئی ہے جس میں میرے اس مطالبہ کا جواب جہاں تک میں اس کتاب کو پڑھ کر اخذ کر سکا ہوں
یہ دیا گیا ہے۔ کہ ایسا اعلان "ایک غلطی کا ازالہ" ہے جو ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو نکلا اور کہ پہلے جو لکھا گیا
تھا کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی حضرت مسیح موعود کی کوئی تصنیف مسئلہ نبوت پر قابل سند نہیں کیونکہ ان کی
تمام تحریریں منسوخ ہو چکی ہیں۔ وہ محض کتاب تریاق القلوب کی تاریخ تصنیف پر بحث چھڑ جانے کے خطرہ
کی وجہ سے قبول کر لیا گیا تھا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی حضرت مسیح موعود کی تحریریں جن
میں اپنی جزئی نبوت کا اقرار یا اپنے آپ کو دیگر محدثین میں شامل کرنے کا اقرار اور اپنی نبوت کا انکار
ہے وہ سب منسوخ ہیں۔ اور اس منسوخی کا پہلا اعلان اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" ہے اور کہ نبوت
صرف کثرت مکالمہ اور مخاطبہ کا نام ہے اور کثرت مکالمہ و مخاطبہ سوائے حضرت مسیح موعود کے
اس امت میں کسی کو حاصل نہیں ہوئی پہلے نبیوں کو حاصل ہوا کرتی تھی۔ اس لئے آپ پہلے نبیوں میں
شامل ہیں۔ اور اس طرح پر گویا یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ آپکا انکار ویسا ہی ہے۔ جیسے حضرت محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ سے پہلے کسی دوسرے نبی کا۔ اس کے ثبوت میں ذیل کے حوالے
حقیقۃ النبوۃ سے کافی ہونگے ٭

"اس سے معلوم ہوا۔ کہ نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے اور چونکہ ایک
غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شایع ہوا ہے جس میں آپ نے نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے اس
سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے۔ پس ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ بات
ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں اور
ان سے حجت پکڑنی غلط" صفحہ ۱۲۱

"اور ۱۹۰۱ء کی بعد کی کتب میں سے ایک کتاب میں بھی اپنی نبوت کو جزئی قرار نہیں قرار دیا
اور نہ ناقص اور نہ نبوت محدثیت اور نہ صاف الفاظ میں کہیں لکھا ہے کہ میں نبی نہیں" صفحہ ۱۲۰

"اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین
ہم رسولوں کو جو بھیجتے ہیں تو اُن کا کام ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ مبشرات اور منذرات لاتے ہیں۔ اب کیسے
تعجب کی بات ہے۔ کہ جس بات کو اللہ تعالیٰ عین نبوت قرار دے اسی کو نبوت کے انکار کی دلیل
قرار دیا جائے" صفحہ ۱۰۹

دیا ہے۔ اور اسی کو حقیقۃ الوحی ضمیمہ صفحہ ۶۴ پر الاستفتاء میں تحریر فرمایا ہے و ما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ یعنی آپ کے بعد سوائے کثرت مکالمہ کے اور کچھ باقی نہیں۔ گویا جس کا نام ایک جگہ جزوی نبوت رکھا اسی کا نام دوسری جگہ کثرت مکالمہ رکھا۔ میاں صاحب کثرت مکالمہ کا نام عین نبوت کہتے ہیں۔ پس ہم میاں صاحب کی بات مانیں جن کے نزدیک کثرت مکالمہ (جس کا انہیں خود بھی دعویٰ ہے) عین نبوت ہے یا حضرت مسیح موعود کی جو کثرت مکالمہ کے لفظ کو جزوی نبوت کی جگہ رکھتے اور اسی سے مراد جزوی نبوت لیتے ہیں۔

پھر ازالہ اوہام میں صفحہ ۴۲۱ پر سوال ہے کہ آپ نے رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے جس کا جواب دیا ہے "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" اب اس کو میاں صاحب حقیقۃ النبوت کے صفحہ ۴۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب اپنے اجتہاد سے ایک عقیدہ رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو بتلایا کہ یہ عقیدہ درست نہیں۔ اب کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کو درست مانیں جو فرماتے ہیں کہ محدثیت کا دعویٰ خدا کے حکم سے کیا گیا۔ یا میاں صاحب کی تحریر کو جو فرماتے ہیں۔ کہ خدا نے آپ کو بتایا تھا کہ محدثیت کا عقیدہ درست نہیں۔ اور پھر فرماتے ہیں "اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رویائے صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اسکو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے۔ یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آگیا" (جزوی نبوت یا ایک شعبہ نبوت قویہ کو یہاں مجازی نبوت قرار دیا ہے۔ اسی سے سمجھ لو کہ حقیقۃ الوحی میں جو لکھا کہ سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ (الاستفتاء صفحہ ۶۵) یعنی میرا نام نبی مجازی طور پر رکھا گیا نہ حقیقی طور پر سو جب حضرت مسیح موعود نے خود مجازی نبوت کے معنے بتا دئے کہ وہ جزوی نبوت یا ایک شعبہ نبوت قویہ کا ہے۔ تو جناب میاں صاحب کی اس ساری مولویانہ بحث کی جس میں آپ نے حقیقت اور مجاز کا ذکر کر کے دھوکا دیا ہے

پیش کر کے کہ "مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے" وہ جواب دیتا ہے۔ ایک یہ کہ "آنیوالے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی" اور دوسرا یہ کہ "محدث بھی ایک معنوں میں نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اسکی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے۔ کہ اپنے تئیں با واز بلند ظاہر کرے۔ اور اس سے انکار کرنیوالا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھیرتا ہے۔ اور نبوت کے **معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔**

اور اگر یہ عذر پیش ہو۔ کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔ اس پر مہر لگ چکی ہے میں کہتا ہوں۔ **نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے** "توضیح مرام صفحہ ۹ دوسرا ایڈیشن) اور اسکی تائید میں حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات پیش فرمائی ہے۔ جسکے معنے یہ کئے ہیں کہ لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات یعنی نبوت کی قسموں میں سے صرف ایک ہی قسم باقی رہ گئی ہے۔ اور وہ مبشرات ہیں (حالانکہ جناب میاں صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مبشرات عین نبوت ہیں دیکھو صفحہ ۱۰۹ حقیقت النبوت "ہم رسولوں کو جو بھیجتے ہیں۔ تو ان کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ مبشرات اور منذرات لاتے ہیں۔ اب کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ جس بات کو اللہ تعالیٰ عین نبوت قرار دے۔ اسی کو نبوت کے انکار کی دلیل ٹھیرا دیا جائے" اگر یہ جناب میاں صاحب کے اجتہاد کی رو سے حدیث کے یہ معنے ہوئے۔ لم یبق من النبوۃ الا عین النبوۃ یعنی نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ سوائے اس کے کہ عین نبوت باقی رہ گئی ہے اور اسی علم و فضل پر جا بجا نہ صرف بجھے بلکہ ایک طرح سے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن سے عاری بتایا گیا ہے) غرض دعویٰ مسیحیت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ اس حد تک کیا ہے جس حد تک امت محمدیہ کیلئے یہ دروازہ کھلا ہے۔ اور اس کا نام جزئی نبوت قرار

"اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے۔ اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں۔ وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ **بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے۔**"

اور پھر صفحہ ۰۵ پر لکھتے ہیں:

"محدث جو نبی ہوتا ہے۔ کہ وہ ایسا نبی ہے جو **نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔** اور اپنی طرف سے براہ راست نہیں بلکہ اپنے نبی کے طفیل سے علم پاتا ہے۔" اور پھر صفحہ ۱۹۱ پر لکھتے ہیں:

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے۔ کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔"

جناب میاں صاحب کو نبی اور رسول کے صحیح مفہوم کے جاننے کا بڑا دعویٰ ہے اور دنیا میں اور کوئی شخص قرآن کے نزدیک اصل مفہوم سے واقف ہی نہیں ہوا۔ کاش کہ وہ اپنی سب سے بڑھی ہوئی فضیلت کا اعلان کرنے سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کو ایک دفعہ پڑھ جاتے یا واقعات پر ہی غور کرتے۔ ان کے نزدیک سوائے مبشرات اور منذرات کے نبوت اور کچھ چیز نہیں۔ یہ بحث اپنے موقعہ پر ہوگی لیکن اس قدر میں بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں جناب میاں صاحب نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ اور ان کی ساری حقیقت نبوت بنائے فاسد علی الفاسد کی مصداق ہے۔ حضرت صاحب نے یہاں وحی رسالت کا ایک امتیاز بتایا ہے۔ کاش اس امتیاز کو آپ حضرت مسیح موعود میں ثابت کر دکھاتے۔ کیا آپ کے دینی علوم اجتہاد کے رنگ میں تھے یا وحی کے رنگ میں۔ یعنی جب آپ پر کوئی اعتراض ہوا ہو۔ یا کوئی مشکل پیش کی گئی ہو۔ تو کیا

ہیں ایک اور ایک میں تین کی طرح پیش کیا ہے۔ ہمیں ضرورت نہیں اور معلوم ہو گیا۔ کہ جہاں حضرت مسیح موعود اپنی نبوت کو مجازی کہتے ہیں۔ اور خدا کی طرف سے یہ نام پاتے ہیں۔ وہاں آپ کی مراد وہی ہے جو آپ نے خود بیان کر دی یعنی جزئی نبوت)

پھر اسی کتاب ازالہ اوہام میں صفحہ ۵۳۴ پر تحریر فرماتے ہیں "کیونکہ ممکن تھا۔ کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے آسکتا کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے۔ اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئے۔ کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اس کو کہتے ہیں۔ جس نے احکام و عقائد دین جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائیگی۔ اور اگر کہو کہ مسیح ابن مریم نبوت تامہ سے معزول کر کے بھیجا جائیگا۔ تو اس عزل کی کوئی وجہ بھی تو ہونی چاہئے" (جناب میاں صاحب کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے جو رسول اور نبی کی تعریف کرتے رہے۔ اس کے لئے قرآن کریم کی سند پیش نہیں کی۔ اور حضرت صاحب رسول کی تعریف کو حسب تصریح قرآن کریم فرماتے ہیں)

اور پھر صفحہ ۵۶۹ پر تحریر فرماتے ہیں:

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا۔ کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں والا معاملہ اس سے کرتا ہے۔"

اور پھر صفحہ ۵۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں:

مسیح موعود علیہ السلام یہ اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ مجھے اب تک نبوت کے سمجھنے میں غلطی لگی رہی۔ اور میری ابتدائی تحریریں منسوخ ہیں۔ اور ان میں میری نبوت کے انکار میں جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ وہ غلط ہے۔ یا آپ کا منشاء کچھ اور ہے۔ ایک غلطی کا ازالہ اس طرح سے شروع ہوتا ہے:-

"ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں۔"

غلطی کے ازالہ کی ان ابتدائی سطور سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس میں حضرت صاحب کسی اپنے غلط خیال کی تردید نہیں کر رہے ہیں بلکہ ایک ایسے شخص کے غلط خیال کی تردید کر رہے ہیں۔ جو آپ کے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتا تھا۔ جس نے آپ کی وہ کتابیں جن میں یہ دعوے مذکور تھا۔ بغور نہیں پڑھی تھیں۔ اور نہ وہ صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکا تھا۔ اور اس نے نبوت کے دعوے کے متعلق ایسا جواب دیا تھا۔ جس سے نتیجہ نکلتا تھا۔ کہ گویا نبی اور رسول کا لفظ آپ کے الہامات میں موجود ہی نہیں۔ اور نہ آپ کو کسی قسم کی نبوت اور رسالت کا دعوےٰ ہے۔ اب ابتدائی کتابوں کو دیکھئے جن میں سے چند حوالجات اوپر دئے گئے ہیں۔

آپ جبرئیل کے آنے کا انتظار فرمایا کرتے تھے۔ یا عالمانہ اجتہاد سے قرآن کریم احادیث اور دیگر کتب کی طرف توجہ فرمایا کرتے تھے۔

"ایک غلطی کے ازالہ پر توجہ کرنے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ وہ کیا غلطی تھی جس کا ازالہ کیا گیا۔ اور اس لئے میں نے چند حوالے حضرت مسیح موعود کی ابتدائی تحریروں سے دے دیے ہیں۔ تا معلوم ہو کہ حضرت اقدس کا اصل عقیدہ کیا تھا۔ اور اس کے متعلق کیا غلطی ہوئی جس کا ازالہ کرنا ضروری ہوا تھا۔ اگر میں سارے حوالجات ۱۹۰۱ء سے پہلے کے یہاں جمع کروں۔ تو یہ تمہید حد سے بڑھ جائیگی۔ ہاں اپنے اپنے موقعہ پر ایسے حوالجات جہاں ضروری ہوں گے۔ دے دیے جائینگے۔ مگر جو چند حوالجات صرف دو کتابوں سے دیے گئے ہیں۔ ان سے کم از کم اتنا معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود اپنے لئے ایک قسم کی نبوت اور رسالت کے مدعی تھے جسے وہ جزئی نبوت۔ مجازی نبوت۔ ناقص نبوت۔ مبشرات اور [illegible] محدثیت ان ناموں سے موسوم کرتے تھے۔ اور نبوت کاملہ اور نبوت تامہ اصلی نبوت کا دروازہ مسدود یقین کرتے تھے۔ گویا اپنے لئے ایک قسم کی نبوت کا اقرار تھا۔ اور ایک قسم کی نبوت کا انکار تھا۔ محض انکار نہ تھا۔ اور نہ بلا شرط اقرار تھا۔ پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دعویٰ اس قسم کی نبوت کا حکم آلہی کے ماتحت کیا گیا تھا۔ اور جس قسم کی نبوت سے انکار کیا۔ وہ بھی حکم آلہی کے ماتحت تھا۔ جیسا کہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۲ و ۲۲۴ والے حوالے سے ظاہر ہے پھر نہ صرف حکم آلہی ہی اس دعویٰ اور انکار کی بنا تھا۔ بلکہ قرآن اور حدیث سے اس کی کھلی کھلی شہادتیں پیش کی گئیں۔ اور دکھایا گیا۔ کہ مکالمہ مخاطبہ آلہیہ کا دروازہ جو جزئی یا مجازی نبوت ہے قیامت تک کھلا ہے۔ مگر وحی نبوت جس کا آنا نبوت کاملہ تامہ کے لئے ضروری ہے۔ وہ بکلی مسدود اور اس کا ایک دفعہ آنا بھی ممتنع ہے یہی دعویٰ بار بار ساری کتابوں میں دہرایا گیا۔ کسی کتاب میں ایک قسم کی نبوت یعنی جزئی نبوت سے انکار نہیں۔ نہ کسی میں نبوت کاملہ تامہ کا دعویٰ ہے۔

اب اگر ایک غلطی کے ازالہ کی چند ابتدائی سطور کو ہی دیکھ لیا جائے۔ تو اس سے فیصلہ ہو جائیگا۔ کہ آیا حضرت

آپ کی اس نصیحت کی قدر کرتا ہوں - خدا کا خوف ہی ایمان کی پہلی شرط ہے - مگر اگر
میں بھی آپ کی خدمت میں یہ عرض کر دوں کہ لم تقولون ما لا تفعلون تو برا نہ منائیں -
آپ نے اس اشتہار کو حضرت صاحب کی سابقہ کتب کے منسوخ قرار دینے میں حالانکہ
حضرت صاحب ان کا اچھی طرح پڑھنا ضروری قرار دیتے ہیں - اور آپ کے سابقہ عقیدہ
کو غلط قرار دینے میں حالانکہ وہ اسی دعوے اور اس کے دلائل سے زیادہ واقفیت
پیدا کرنے کی نصیحت کرتے ہیں - کس قدر خوف خدا سے کام لیا ہے - پھر آگے دیکھئے ؛

" سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں پھر
آپ کے بعد اور نبی کس طرح آ سکتا ہے - اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح
سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا - جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسے علیہ السلام
کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں - اور پھر اسی حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں - بلکہ
چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا - اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا - آپ لوگوں کا عقیدہ ہے - بے شک ایسا عقیدہ
تو معصیت ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی
اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے - لیکن ہم اس قسم کے
عقاید کے سخت مخالف ہیں . . . . اللہ تعالے اس
آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے
قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی
یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں
بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے - یعنی فنا فی الرسول کی
پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے - اس پر ظلی طور پر وہی
نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے - جو نبوت محمدی کی چادر ہے ؛

اب اس عبارت کا ازالہ اوہام کی اس عبارت سے مقابلہ کرو -

" اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی

یہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت صاحب کو ہر قسم کی نبوت اور رسالت کے دعوے سے کبھی انکار نہیں ہوا۔ اس بات سے انکار ہوا کہ آپ کے الہامات میں نبی اور رسول کا لفظ موجود ہے۔ پس جس شخص نے ایسا جواب دیا۔ جس میں محض انکار تھا۔ اس نے درحقیقت غلطی کی اور اسی غلطی کا ازالہ اس اشتہار میں کیا گیا۔ اگر جیسا کہ خلیفہ صاحب کا خیال ہے۔ اس اشتہار کا منشاء یہ ہوتا۔ کہ اپنے کسی سابقہ عقیدہ کی غلطی کا اظہار کیا جائے۔ تو اشتہار کی تمہید بجائے الفاظ مندرجہ بالا کے ایسے الفاظ میں ہونی چاہیئے تھی۔ کہ چونکہ اکثر احباب ہمارے سابقہ دعوے اور دلائل سے خوب واقفیت رکھتے ہیں۔ اور انہوں نے ہماری پہلی کتابوں کو بغور دیکھا ہوا ہے۔ اور ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل بھی کر لی ہے۔ مگر چونکہ ان کتابوں میں ہم نے خود نبوت کی تعریف صحیح نہیں لکھی۔ اور نہ ہمارا عقیدہ اپنی نبوت کے متعلق آج تک درست تھا۔ اور ہم کو اس بارے میں غلطی لگی رہی۔ اس لئے اب آئندہ مخالفین کے کسی اعتراض کا جواب دیتے وقت اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ ہماری ساری سابقہ کتابوں میں جہاں جہاں نبوت اور رسالت کا انکار ہے وہ ہماری اپنی غلطی ہے۔ ایسے ہمارے انکار کو منسوخ سمجھا جائے اور آئندہ ان کتابوں کو بالکل سند میں پیش نہ کیا جائے۔ نہ ان کے دلائل پر انحصار کیا جائے۔ کیونکہ جو کچھ ہم نے آج تک اپنی کتابوں میں اپنا دعوے نبوت کے متعلق لکھا ہے۔ وہ محض ایک اجتہادی غلطی تھی۔ "جس سے غلطی ہوتی رہی۔ اب آئندہ کے لئے ہمارا دعوے یہ ہے۔ اور خدا نے اب ہم پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ ہمارا پہلا خیال اپنے دعوے کے متعلق درست نہ تھا۔ مگر یہ کیا غضب ہو گیا۔ کہ میاں صاحب تو فرماتے ہیں۔ کہ اس اعلان میں حضرت صاحب نے اپنے پہلے عقیدہ کی غلطی کو ظاہر کیا۔ اور اس اعلان سے آپ کی پہلی کتابیں دعوے نبوت کے متعلق منسوخ ہو گئیں۔ مگر حضرت صاحب اس اعلان میں افسوس ظاہر کرتے ہیں۔ کہ بعض لوگ ہماری ان کتابوں کو پڑھتے نہیں۔ جناب میاں صاحب نے مجھے بہت نصیحت کی ہے۔ کہ میں خدا کا خوف کروں۔ بے شک میں

ذکر فرما رہے ہیں۔ جو سب امت کو مل سکتی ہے۔ اسی لئے آیت انعمت علیہم
کا بھی یہاں ذکر فرمایا ہے اور خود سامنے الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ فنا فی الرسول
کا راستہ ساری امت کے لئے اس دروازے کو کھول رہا ہے نہ صرف ایک فرد
کے لئے غلطی کے ازالہ کے ان الفاظ کا کتاب ضرورت الامام سے مقابلہ کرنے
سے جو ۱۸۹۸ء کی طبع شدہ ہے اور بھی واضح ہوتا ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعود
کا مذہب اس بارے میں ہمیشہ ایک ہی رہا ہے۔ چنانچہ وہاں صفحہ ۱۴ پر تحریر فرماتے ہیں
"اور امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ یعنی
غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے
کو قبضہ میں کرتا ہے اور یہ قوت اور انکشاف اس لئے ان کے الہام کو دیا جاتا ہے
کہ تا ان کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں
پر حجت ہو سکیں" غرض غلطی کے ازالہ میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے صراحتاً
یا اشارۃً یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ لکھنے والا اپنے پرانے عقیدہ کو ترک کرکے اس کی
بجائے کوئی نیا عقیدہ سکھا رہا ہے اور اس اشتہار کو تبدیلی دعوے کی شہادت
میں پیش کرتے ہیں۔ جناب میاں صاحب نے نہایت ہی قابلیت تدبیر سے کام لیا
مگر یہ تنکوں کا سہارا بچا نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود نے کبھی یہ اعلان نہیں کیا
کہ میرا پرانا عقیدہ در بارہ نبوت غلط تھا۔ میرے دوستو! مجھے شریر اور فتنہ پرداز
فاسق منافق اور ملحد کا خطاب دینے والو! خدا کی قسم کھا کر کہہ دو۔ کہ حضرت
مسیح موعود کی زندگی میں تم نے کبھی یہ خیال کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا عقیدہ
در بارہ نبوت تبدیل ہو گیا اور آپ کی بعض کتابیں منسوخ ہو گئیں۔ میں تمہاری
ایک بات پر بھی فیصلہ کرنے کو تیار ہوں۔ اگر واقعی تم سب نے تو حضرت مسیح موعود
کی زندگی میں یہ ایمان نہ تھا۔ اور یقین کر لیا تھا کہ آج حضرت مسیح موعود کا عقیدہ
بدل گیا۔ آج ان کی سابقہ تحریریں منسوخ ہو گئیں۔ آج ان کے قرآن اور حدیث
کے دلائل جن سے سینکڑوں صفحے پر ہیں۔ ردی کی طرح ہو گئے۔ تو خدا کی قسم اٹھا کر

کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوۃ محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے۔
اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں۔ وہ
اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے
کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسی جزو کل میں
داخل ہوتی ہے تو دونوں عبارتوں کا ایک ہی مطلب ہے اور صرف تغیر الفاظ
کے ساتھ مفہوم وہی ہے۔ گویا ازالہ اوہام اور غلطی کے ازالہ میں ایسی ہی قسم کی
نبوت کا ادعا ہے۔ اور اس نبوت کا انکار ہے جس میں وحی نبوت کے
آنے کی ضرورت ہو۔ پھر یہ بھی اسی غلطی کے ازالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ "نبی
کے معنے لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب
کی خبر دینے والا پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئیگا
اور پھر لکھا ہے کہ "جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہونگے۔ بالضرور
اس پر مطابق آیت لا یظہر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا"۔ پھر حاشیہ میں لکھا
ہے "یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک ایسے
انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں
اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔
لیکن قرآن کریم بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ
بند کرتا ہے۔ جیسا کہ آیت لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول سے
ظاہر ہے پس مصفی غیب کے پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت
انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفی غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور
مصفی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق
براہ راست بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض
بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے"۔
اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں ایسی نبوت اور رسالت کا

عوام الناس کے خیالات باطلہ کا تتبع رہا جن کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا گیا تھا بلکہ نعوذ باللہ من
ذالک اپنی جہالت کی پردہ پوشی کے لئے غیر نبیوں یعنی محدثین کو نبی بناتا رہا - اور اپنے آپ کو بھی
کہ نبی تھا غیر نبی کہتا رہا - خدا نے بھی اچھا نبی بنایا کہ جسکو اپنی نبوت کا ہی پتہ نہیں لگتا کیا ایسا
کسی اور نبی کا پتہ بھی بتا سکتے ہو - جس کو خدا تو کہتا رہے کہ تو نبی ہے مگر
وہ پندرہ سال تک یہی کہتا چلا جائے کہ میں نبی نہیں اور خدا کے حکم کے
خلاف دلائل دیتا چلا جائے - اور پھر اس قدر عرصہ متواتر وحی الٰہی بھی
اسے ہوتی رہی ہو - لیکن اپنے دشمنوں کے بالمقابل اپنے نبی نہ ہونے کے
دلائل ہی پیش کرتا چلا جائے - بعض پیشگوئیوں میں اجتہادی غلطیوں
کی مثالیں تو عظیم الشان سے عظیم الشان نبی کی زندگی میں بھی ملتی ہیں لیکن
اپنے دعوے کو نہ سمجھنے اور باوجود وحی کے غلطی پر اس طرح اصرار کرتے
چلے جانے اور اس غلط عقیدہ کے دلائل پر دلائل دیتے چلے جانے کی
ادنیٰ سے ادنیٰ نبی میں مجھے مثال دکھا دو - تو میں اس اپنی ساری تحریر
کو جلا دونگا - اے غلو تیرا ستیاناس ہو ایک قوم نے اپنے پیشوا کو خدا
بنا کر تین دن تک دوزخ میں ڈالا تھا - آج ایک قوم پیدا ہوئی ہے -
جو اپنے پیشوا کو حقیقی اور کامل نبوت کا مرتبہ دینے کے لئے اسے ملید سے
ملید اور کند فہم سے کند ذہن اور ناقابل اعتبار انسان بلکہ پندرہ سال
تک غلط دلائل دے کر اور صفحوں کے صفحوں ان غلط دلائل سے پر کر کے
دنیا کو دھوکہ دینے والا قرار دیتی ہے - اے خدا تو اس قوم کی حالت پر رحم کر۔
میرا مطالبہ بڑا نہیں - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کوئی
تحریر دکھا دو کہ میرا عقیدہ اپنی نبوت کے بارے میں جس کی میں دلائل
دیتا رہا ہوں - غلط تھا - پہلے کسی نبی کی نظیر بتا دو کہ ایسی غلطی اس
سے بھی واقع ہوئی کہ خدا نے اسے نبی بنایا تھا - مگر ایک مدت تک وہ
ایسی غلطی میں مبتلا رہا - خود قسم کھا کر کہہ دو کہ واقعی ہم نے حضرت

یہ اعلان شائع کر دو ۔ مگر اس کے مخاطب تم میں سے صرف وہ لوگ ہیں ۔ جو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں ہوں ۔ مگر یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت میں تبدیلی عقیدہ نبوت کا اعلان القول الفصل سے پہلے کبھی نہیں ہوا ۔ اور یہ حضرت مسیح موعود پر افترا ہے ۔ کہ انہوں نے اپنا عقیدہ در بارہ نبوت تبدیل کر لیا تھا ۔

میرے دوستو! یہ صرف افترا ہی نہیں بلکہ اس میں حضرت مسیح موعود کی وہ ہتک ہے کہ ایسی ہتک کبھی کسی مخالف نے بھی نہ کی ہوگی ۔ اگر تم دوست ہو ۔ تو خطرناک نادان دوست ہو ۔ حقیقی اور کامل نبی بناتے بناتے تم نے تو حضرت صاحب کو ایک معمولی انسان کے مرتبہ سے بھی گرا دیا ۔ کسی پیشگوئی میں اجتہادی غلطی ہو جانا اور امر ہے ۔ مگر کسی شخص کا اپنے دعوے کو ہی نہ سمجھنا اور دس سال تک یا پندرہ سال تک نہ صرف اس غلط دعویٰ کا اعلان کرتے رہنا بلکہ نعوذ باللہ من ذالک جھوٹے طور پر قرآن اور حدیث سے اس کی تائید میں استدلال کرتے رہنا ۔ اور دلائل لکھ کر سینکڑوں صفحے پر کر دینا ۔ اور مخالفوں کے خلاف بڑے زور سے ان باتوں کا لکھتے جانا حالانکہ یہ سب بالکل جھوٹ تھا نعوذ باللہ من ذالک کیا یہ باتیں مسیح موعود کی طرف منسوب کرتے ہو ۔ تم اس عہدہ دار کو کیا کہو گے جس کو اس کے افسروں نے ایک عہدہ پر مامور کر کے بھیجا ۔ اور وہ پندرہ سال تک یہ سمجھا ہی نہیں کہ میرا عہدہ کیا ہے ایک تھانہ میں سب انسپکٹر کو بھیجا اور وہ خیال کرتا رہا کہ میں کانسٹیبل ہوں ۔ کیا ایسے شخص کو مجنون کہو گے یا کچھ اور ۔ پھر تم خدا کا خوف کرو کس طرح یہ لفظ تمہارے منہ سے نکل سکتے ہیں ۔ کہ سنہ ۱۸۸۶ء سے سنہ ۱۹۰۱ء تک یعنی پندرہ سال ایک ایسے عظیم الشان انسان کو جسے اصلاح خلق کے لئے مامور کیا گیا تھا ۔ یہ الہام ہوتے رہے ۔ کہ تو نبی اور رسول ہے ۔ مگر وہ یہ بھی نہ سمجھا کہ نبی اور رسول کس کو کہتے ہیں ۔ اور نہ صرف فرضی اصطلاح میں مگر تا رہا ۔ جن کی بنیاد اسلام میں ۔ قرآن کریم میں ۔ لغت میں کوئی نہ تھی ۔ بلکہ اسی

کا ناسخ قرار دینا جب پہلی تحریروں میں توضیح مرام سے شروع کر کے آخر تک نبوت اور رسالت کا دعوے بھی موجود ہے۔ اگر عمداً الفاظ کو مروڑنے کی کوشش نہیں تو نادانی ہے۔ یہاں حضرت مسیح موعود نے اس بات کا انکار نہیں کیا کہ محدث کو علم غیب دیا جاتا ہے۔ بلکہ صرف یہ کہا ہے۔ کہ تحدیث کے معنے لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں اور یہ بالکل سچ ہے۔ مگر یا ایں اس بات کو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد یکساں تسلیم کیا ہے۔ کہ محدث کو علم غیب بلکہ اظہار علے الغیب کا مرتبہ دیا جاتا ہے۔ اس پر پوری بحث تو اپنے موقعہ پر آئے گی۔ مگر صرف نمونہ کے طور پر میں ایک چھوٹی سی کتاب تحفہ غزنویہ سے جو اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کی چھپی ہوئی ہے۔ دو مقامات کا حوالہ دیتا ہوں۔ جہاں محدث کو علم غیب کا دیا جانا تسلیم کیا ہے۔ "اب ظاہر ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ جو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے۔ اگر اپنے اس ارادہ پر کسی نبی یا رسول یا محدث کو مطلع کر دے تو اس صورت میں وہی ارادہ پیشگوئی کہلاتا ہے"۔ (صفحہ ۷) "اگر اپنے دعوے میں سچے ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو آپ ان علماء سے جو دین سے کچھ خبر رکھتے ہیں یہ فتوے لو کہ کیا خدا پر یہ حق واجب ہے۔ کہ جب اس کے کسی نبی یا محدث یا رسول کو کوئی فرقہ کفار۔ اور بے ایمانوں کا خود تراشیدہ نشان مانگے تو وہ نشان اس کو دکھلا دے" (صفحہ ۱۰) اور خود حقیقت الوحی کو دیکھ لو جہاں لکھا ہے۔ "جس بلا سے اللہ تعالےٰ بذریعہ کسی نبی یا رسول یا محدث کے اطلاع دیتا ہے۔ وہ ایسی بلا سے زیادہ رد ہونے کے لائق ہوتی" محدث کو علم غیب دیا جانا سے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ صرف اس کے لغوی معنے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ لغوی معنے کے رو سے ایسے شخص کو جسے غیب کی خبریں دی جائیں۔ نبی ہی کہہ سکتے ہیں اور یہی آپ شروع سے کہتے رہے کہ بوجہ مبشرات کے بوجہ کثرت مکالمات و مخاطبات کے میرا نام نبی رکھا گیا ہے۔ مگر اس نبوت سے مراد وہ نبوت نہیں جو پہلے انبیاء کو دی جاتی تھی بلکہ یہ ایک جزوی نبوت ہے۔ جس کا وعدہ اس امت کے لئے اس حدیث میں

حاشیہ: غرض نہ غلطی کے ازالہ میں نہ ہی اس کے بعد۔

مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں کسی وقت یہ محسوس کیا تھا۔ کہ آپ کا عقیدہ اپنی نبوت کے بارے میں بدل گیا ہے۔ مجھ سے جتنی چاہو۔ دشمنی کرو۔ مگر حق سے دشمنی نہ کرو۔ مسیح موعود کو ذلیل نہ کرو۔ مسیح موعود کے تحریروں سے اس کے دلائل سے اس نے استنباط کیا یہ بات حضرت مسیح موعود کی تحریروں کے لئے کوئی وقعت باقی چھوڑتی ہے۔ کہ پندرہ سال تک اپنا دعوے غلط بیان کرتے رہے۔ پھر اس غلطی کے دلائل دیتے رہے۔ قرآن اور حدیث پیش کرتے رہے۔ بلکہ یہاں تک بھی کہتے رہے۔ کہ خدا کے حکم سے میں یہ دعوے کرتا ہوں۔ اور وہ سب کچھ جھوٹ تھا۔ کیا اس قسم کا انسان دنیا میں کسی اعتبار کے قابل ہے۔ مسیح موعود کو تو چھوڑو۔ یہ تو معمولی مجتہد کے مرتبہ سے بھی گرا ہوا انسان تم نے بنا دیا۔ کیا حکم ایسے ہوا کرتے ہیں۔ جو پہلے اپنے ہی دعوے کا فیصلہ نہ کر سکیں اور پندرہ سال تک غلط فیصلہ پر اڑے رہیں اور اس کی حمایت بڑے زور سے کرتے رہیں۔ اور سچ تو وہ ہو۔ جو ان کے مخالف کہیں۔ کیونکہ مخالف تو کہتے تھے کہ مسیح موعود حقیقی اور کامل نبی اللہ ہونا چاہیئے۔ مگر حکم آ کر یہ فیصلہ دے کر نہیں۔ مسیح موعود امتی اور نبی یا جزئی نبی ہونا چاہیئے۔ نہ وہ صرف نبی کہلا سکتا ہے۔ نہ کامل نبی +

غلطی کے ازالہ کا صرف ایک فقرہ ہے جس پر اس قدر شور مچایا گیا ہے۔ کہ اس سے حضرت مسیح موعود کی پندرہ سال کی تحریریں منسوخ اور باطل ہو گئیں۔ اور وہ فقرہ یہ ہے۔ "اگر خدا تعالے سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کہ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے" اب اس فقرہ کو پہلی تحریر

ہیں جس میں آپ کو مسیح موعود بنایا گیا ہے۔ تو اس کا ایسا دعوے صحیح نہیں براہین احمدیہ میں
ایسا کوئی الہام نہیں۔ ہاں بیشک آپ کا نام براہین احمدیہ میں عیسے رکھا گیا ہے مگر اسی براہین
میں آپ کا نام داؤد سلیمان یوسف ابراہیم آدم موسے علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی رکھا گیا ہے۔
پس جس طرح ان الفاظ سے صرف ایک رنگ کے مشابہت ان انبیا علیہم السلام سے رکھا گیا ہے
ایک گونہ مشابہت مراد ہو سکتی تھی اور اگر بعض الہامات سے یہ پایا جاتا ہو کہ تیرے آنے کی خبر
خدا و رسول نے دی تھی تو اس سے بھی صراحت سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا تھا کہ آپ مسیح موعود
ہیں کیونکہ مجددین کے آنے کی خبر بھی تو خدا اور رسول نے دی تھی۔ غرض براہین احمدیہ میں کوئی
صریح الہام نہ تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم (ازالہ اوہام صفحہ ۶۰۲)* تو پھر آپ نے کوئی تاویل
کا انتظار نہ کیا بلکہ پہلے عقیدہ کو جو الہام کے بنا پر نہ تھا۔ بلکہ عموم الناس کا عقیدہ تھا
ترک کر دیا لیکن اس کے مقابل جو نبوت اور رسالت کے لئے الہامات تھے جن کی بنا
پر آج نبوت کاملہ تامہ کا دعوے آپ کی طرف سے کیا جاتا ہے وہ نہایت کھلے اور صریح
الفاظ میں تھے ان سے صاف سمجھا جا سکتا تھا کہ آپ کو کیا بنایا گیا ہے۔ اگر ان الہامات
کا وہی مطلب ہوتا جو آج بتایا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ اس کے خلاف دعوے کرتے
خدا تعالے کا نبی کو کسی پرانے عقیدہ کی غلطی پر اطلاع دیدینا اور امر ہے۔ اور نبی ایسی
اطلاع پانے پر اصلاح کر لیتا ہے مگر یہاں تو یہ کہا جاتا ہے کہ خدا کچھ حکم دے رہا تھا
نبی کچھ اور سمجھ رہا تھا بلکہ عین اس حکم کے خلاف اعلان کر رہا تھا۔ اور پندرہ سال تک
یہ نبی اللہ تعالے کے احکام کی مخالفت کرتا چلا گیا حالانکہ خدا بھی ادھر وحی پر وحی کرتا چلا
جاتا تھا۔ مگر ادھر مسیح موعود بھی اس حکم کے خلاف دلیل پر دلیل دیتا چلا جاتا تھا۔ اے جماعت
احمدیہ کے عقلمند دیکھو غور کرو اور انصاف کرو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کو
دنیا میں بدنام نہ کرو غلو کا نتیجہ بڑا خطرناک ہوا کرتا ہے۔ ہاں جب آدمی گرتا ہے تو پھر
نہایت خطرناک مقام پر پہنچتا ہے۔ مسیح موعود کے دعوے حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات
کے بارے میں ایک ہی صاف الہام جیسا کہ مسیح ابن مریم ایک پرانے عقیدہ کی غلطی کو
دور کرنے کا ذریعہ ہو جاتا ہے۔ مگر نبوت اور رسالت کے بارے میں تو تم مسیح موعود کو

صاف طور پر موجود ہے۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات ؂

احمدیہ جو بار بار کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے آسمان سے نزول کے عقیدہ میں بھی
آخر حضرت مسیح موعود کو غلطی لگی تھی پس اگر نبوت اور رسالت کے بارے میں غلطی لگی تو کیا
حرج ہے۔ ان دونوں باتوں میں اس قدر فرق ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ ایک بچہ بھی اس
فرق کو محسوس نہ کرے۔ (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے عقیدہ میں
حضرت مسیح موعود نے اپنی غلطی کو کھلے الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔ در بارہ نبوت کبھی یہ تسلیم نہیں
کیا کہ میں اپنے آپ کو جو جزئی نبی کہتا تھا۔ وہ ایک غلطی تھی۔ (۲) حضرت عیسیٰ کے دوبارہ
آنے کا عقیدہ ایک پرانا عقیدہ چلا آتا تھا جس کو آپ نے اسی طرح رہنے دیا جب تک آپ کو
خدا کی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ یا آپ
ہی آنے والے مسیح ہیں۔ براہین احمدیہ کے الہامات کو پڑھ کر دیکھو کہ ان میں کوئی ایسا
الہام نہیں ہے۔ جو صراحت سے اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ آپ آنے والے مسیح ہیں۔
حالانکہ محدثیت یا جزئی نبوت کا دعوےٰ اور نبوت کاملہ کا انقطاع ہم پہلی کے ماتحت ہے
"سوال۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ جواب نبوت کا دعوےٰ
نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا
شک ہے کہ محدثیت بھی۔ ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رؤیا
صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ تو محدثیت جو قرآن شریف
میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے۔ جس کے لئے صحیح
بخاری میں حدیث بھی موجود ہے۔ اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک
شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے۔ تو کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آگیا" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱
و ۴۲۲) اب یہ تو بالکل درست ہے کہ ایک نبی اس وقت تک۔ جب تک خدا کی طرف سے اطلاع
نہ ہو جائے بعض پہلی باتوں کو خود بخود ترک نہیں کرتا مگر یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا کا حکم اسے پہنچ
چکا ہو اور وہ پیچھے ہٹے اور صریح خدا کے حکم کی مخالفت کرے اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ
براہین احمدیہ میں کوئی صریح الہام موجود ہے جس طرح نبوت اور رسالت کے الہامات

وہ بھی حضرت مسیح موعود کے تحریروں سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ سراج منیر میں صفحہ ۳ پر حضرت

۴ - پھر چوتھا فرق نزول مسیح کے عقیدہ اور عقیدہ در بارہ نبوت اور رسالت میں یہ ہے کہ اس ایک سطر کا جو براہین احمدیہ میں لکھی تھی۔ یوں کفارہ کیا۔ کہ اس کے خلاف برابر اٹھارہ سال تک دلیل پر دلیل دی۔ قرآن اور حدیث کو پیش کیا۔ اور کوئی تصنیف نہ چھوڑی جس میں صاف طور پر یہ نہ لکھ دیا۔ کہ یہ عقیدہ غلط بلکہ اسلام کے لئے خطرناک ہے۔ کوئی مجلس نہ تھی جس میں آپ نے اس عقیدہ کی غلطی کو ظاہر نہ کیا کوئی تصنیف نہ تھی جس میں اس پر پیرکن بحث نہ کی۔ اور کھلے کھلے الفاظ میں اسے غلط نہ کہا لیکن اس کے مقابل نبوت کے عقیدہ کے معاملہ میں کیا کیا۔ جاؤ ساری تحریروں کو تلاش کرو۔ ایک دفعہ بھی یہ لفظ کہیں نہ لکھے کہ میرا پہلا عقیدہ جزی نبوت کا غلط تھا۔ نہ اس کے خلاف کوئی دلایل پیش کئے نہ کسی مجلس میں یہ اعلان کیا۔ بلکہ اگر کہا تو بار بار وہی کہا۔ جو پہلے کہتے رہے تھے میں یہ اپنے موقعہ پر ثابت کرونگا۔ اور پہلے بھی کتاب چشمہ معرفت کی عبارات کا کتاب توضیح مرام کی عبارات سے بطور مثال مقابلہ کرکے دکھایا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ ایک ہی تھا۔ اور ایک ہی رہا۔ مگر اس جگہ میں صرف اس قدر کہتا ہوں۔ کہ جب حضرت صاحب کی کتابوں میں جزی نبوت کا اقرار اور نبوت کاملہ تامہ کا انکار کھلے الفاظ میں پایا جاتا ہے۔ تو جو شخص اب ان کی طرف جزی نبوت کا انکار اور نبوت کاملہ تامہ کا دعویٰ منسوب کرتا ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ عبارت پیش کرے جس میں حضرت مسیح موعود نے یہ لکھا ہو کہ **میری نبوت جزی نہیں یا مجھے نبوت کاملہ دی گئی**۔ اور جبتک ایسی کوئی عبارت پیش نہ کی جائے۔ اور جناب میاں صاحب نے اپنی ساری کتاب حقیقت النبوت میں ایسی کوئی عبارت پیش نہیں کی۔ اس وقت تک آپ کے لئے جزی نبوت کا انکار اور کاملہ نبوت کا اقرار ایک بے دلیل دعویٰ ہے جس پر حقیقت النبوت کے تین سو صفحات سے ذرا بھی روشنی نہیں پڑتی ہیں تو پہلے اعلان میں بھی لکھ چکا ہوں۔ کہ صرف لفظاً **نبوت** یا **نبی** سے کوئی استدلال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ یہ لفظ حضرت مسیح موعود نے پہلے بھی استعمال کئے ہیں۔ بلکہ کتاب توضیح مرام میں بھی کئے ہیں۔ دکھانا تو یہ چاہیئے۔ کہ جس نبوت جزی کا پہلے اقرار بلکہ خدا کے حکم سے دعویٰ کیا ہے۔ اور جس نبوت کاملہ کا پہلے انکار کیا۔ بلکہ اس کے خلاف دلایل دیئے ہیں

پندرہ سال تک خدا کے کھلے احکام کا مخالف ٹھیراتے ہو کیونکہ وہ اسامات تو شروع سے
پہلے ایں یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جو رسالت آپ کو ملی وہ وہی تھی جو مجددوں کو ملا
کرتی تھی کیونکہ یہ رسالت مجددیت کے دعوے کے ساتھ ملی نہ مسیح موعود کے
دعوے کے ساتھ جیسے سمجھا جائے گروہ سے پہلا لا ہے الگ قسم کی رسالت یا نبوت ہے
بلکہ مجددیت کے ساتھ اس رسالت کے ملنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ وہی رسالت تھی
جو ہمیشہ مجددوں کو ملتی چلی آئی تھی۔ مگر یہ بحث مفصل آگے چل کر آئیگی (۲) پھر حضرت
عیسے علیہ السلام کے نزول کے عقیدہ پر سوائے اس ایک سطر کے جو براہین احمدیہ میں آگیا تھا
اُنکی بے کوئی بحث موجود نہیں۔ کوئی دلائل آپ نے نہیں دیئے کوئی نند اس بات پر نہیں دیا
قرآن اور حدیث کو اس کی تائید میں پیش نہیں کیا یہ نہیں کہا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ عیسے بن
مریم آسمان سے آئیگا۔ حالانکہ نبوت اور رسالت کے عقیدہ کے متعلق دس بارہ سال
تک برابر دلیل پر دلیل دیتے چلے گئے اپنی تائید میں قرآن اور حدیث کو پیش کرتے رہے مخالف
کو کھول کھول کر جواب دیتے رہے اور سینکڑوں صفحات ان دلائل سے بھر دیئے۔ حالانکہ
جناب میاں صاحب کے عقیدہ کے رو سے اسوقت مخالف حق پر تھے کیونکہ وہ نبوت کا
کا دعوے آپ کے طرف منسوب کرتے تھے پس نزول مسیح کے غلط خیال کو نبوت اور رسالت
کے عقیدہ محکم کے ساتھ ملانا جن میں سے ایک محض ایک دل میں گذرتا ہوا خیال ہے جو پہلے
بعض مجددین کو بھی تھا مگر دوسرا ایک مضبوط عمارت کی طرح ہے جس کو ہر طرف سے مضبوط کیا گیا
ہے۔ وہ مثلاً ایک شخص کے ہاتھ سے ایک اینٹ کہیں غلطی سے گر جائے تو کیا اس دوسرے شخص
سے اس کی مثال دوگے جس نے پندرہ سال ایک عمارت کے بنانے پر لگا دیئے۔ پہلے اس کی
بنیادوں کو خوب مضبوط کیا ہر طرح سے دلائل پر دلائل دیئے پھر اس عمارت کے ساری ضروریات
کو ہر طرح سے ٹھیک اور آراستہ کیا اور کوئی نقص اس عمارت میں باقی نہ رہنے دیا۔ اور
جب یہ عمارت جس کی مضبوط بنیادیں پانی تک پہنچی ہوئی تھیں اور جو اوپر آسمان سے باتیں کرتی
تھی اور جس کی ہر طرح سے حفاظت کر دی گئی تھی کہ اسکو ناشد کا کوئی حادثہ نقصان نہ پہنچا
سکے اور آندھیوں طوفانوں زلزلوں کا مقابلہ کر سکے مکمل ہو چکی تو معلوم ہوا کہ یہ ساری عمارت

L495

مسیح موعود نے اپنے دعوے کو اخیر تک نہیں چھوڑا ۔

دوستو تم کس غلطی میں پڑ گئے جس سے دوسروں کو نکالنے کیلئے حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے تھے قرآن کریم میں بعض جگہ لوگوں نے اختلاف سمجھکر بعض آیات سے دوسری منسوخ قرار دیدیا اس غلطی میں بعض بڑے بڑے اہل علم وفضل بھی پڑ گئے۔ مگر درحقیقت یہ عقیدہ درست نہ تھا سو حضرت مسیح موعود نے کیسی اصلاح فرمائی۔ مگر آج تم خود اس غلطی میں مبتلا ہوگئے ہو۔ تم پہلی اور پچھلی تحریروں کو تطبیق دینے سے گھبرا گئے ہو۔ حضرت صاحب کے دعویٰ کے بارہ میں تم نے منسوخ کے بیہودہ خیال کو ترک کرکے اور سب تحریروں کو تطبیق دو۔ یاد رکھو کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کو منسوخ قرار دیکر بھی تمہارا چھٹکارا نہیں ۱۹۰۱ء کے بعد بھی وہی فقرات ملتے ہیں جن میں سے کچھ میں نے بطور نمونہ لکھ دیا ہے۔ حضرت صاحب کے دعویٰ رسالت و نبوت میں اس وقت سے لیکر جب آپکو مبعوث کیا گیا اور رسول اور نبی کا لفظ آپکے الہامات میں آیا اخیر تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ نہ ان کی آپکی تحریر کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے منسوخ قرار اور خود دعویٰ کے متعلق یہ کہنا تو بے درجہ کی بے ادبی ہے۔ نبوت کا لفظ آپکی طرف منسوب کرکے سوائے اسکے کچھ تمہارے ہاتھ نہیں آئیگا۔ کہ آپکی بیعت میں جو لوگ شامل نہیں ہیں وہ کافر بن جائینگے مگر یاد رکھو کہ ان کو کافر بنا کر تم پھر خود بھی کفر کے فتووں سے بچ نہیں سکتے۔ بیشک ہم پر پہلے بھی کفر کے فتوے لگے مگر ان میں ہم حق پر تھے دوسرے ظالم تھے۔ اب تم خود دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگا کر اپنے لئے کفر کا فتویٰ خریدتے ہو۔ اور قابل معافی نہیں ہو پہلے ظالم دوسرے تھے اب ظلم اور زیادتی تمہاری طرف سے ہوگی۔ کامل نبوت اور جزوی نبوت میں فرق صرف اسی قدر ہے۔ ان کو کامل نبی مان کر بھی تم ان کو مرتبہ اس سے زیادہ کوئی نہیں دیتے ہو۔ جو مرتبہ ہم ان کو جزوی نبی مان کر دیتے ہیں۔ انکے الہامات جس حد تک تم حجت تسلیم کرتے ہو اسی حد تک ہم تسلیم کرتے ہیں بلکہ شاید ہم زیادہ تسلیم کرتے ہیں۔ انکی پیشگوئیاں اور وحی کو نبوت کاملہ سے کوئی تعلق نہیں اگر تعلق ہوتا۔ تو ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء سے بعد کی وحی میں وہ ظاہر ہوتا۔ مسیح موعود تم بھی مانتے ہو ہم بھی مانتے ہیں۔ اگر کوئی فرق پڑتا ہے تو صرف اس قدر کہ تم انہیں کامل نبی کہکر ان نبیوں میں داخل کرنا چاہتے ہو جنکے انکار سے انسان دایرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ورنہ کیا کامل نبی کہکر تم آپکے الہامات کو کوئی نیا مرتبہ دیتے ہو۔ انکو نماز میں پڑھنا جایز سمجھتے ہو جس طرح حضرت مسیح موعود نے

سله فضیلت سے جو نبوت کاملہ کا نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ وہ بالکل غیر مستلزم امر ہے۔ یہ فضیلت یا ہمسری کا دعویٰ

سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد اس **نبوت جزی کا تو انکار کیا ہو** اور اس کے خلاف **نبوت کاملہ**
کا دعویٰ کیا ہو۔ بیشک اس مقدمہ کو کسی عدالت میں لے جاؤ۔ کوئی بھی فیصلہ نہیں دیگا۔ کہ جب
ایک شخص اپنے لئے ایک منصب کا مدعی ہے۔ اور ایک دوسرے منصب کا انکار کرتا ہے۔ اور اس
دعویٰ اور انکار پر مسلسل اور لگاتار پندرہ سال تک بلا بدل دیتا چلا جاتا ہے۔ پھر جب تک وہ
کھلے الفاظ میں پہلے منصب کا انکار اور دوسرے کا اقرار نہ کرے۔ اس وقت تک اسے دوسرے
منصب کا حقدار یا پہلے سے بری الذمہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے
کہ وہی لفظ جو وہ پہلے اپنے پہلے منصب کے متعلق استعمال کرتا ہے۔ وہی اور انہی کے ہم معنے
الفاظ بعد میں بھی استعمال کرتا رہتا ہے مثلاً ازالہ اوہام میں آپ لکھتا ہے۔ کہ مسیح موعود ایسا
شخص ہو سکتا ہے جو امتی بھی ہو اور نبی بھی بعد میں بھی یہی لکھتے رہے۔ کہ میں صرف نبی نہیں کہلا
سکتا بلکہ امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹ "صاحب نبوت تامہ ہرگز
امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ وہ کامل طور پر دوسرے کا
مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے ...... **ہاں**
محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی
امتی اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا
ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدائے تعالیٰ اس کے ساتھ نبیوں کا سا معاملہ کرتا ہے"
اور یہ لفظ اپنے متعلق کہ **میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی** آخر تک چلے جاتے ہیں پس
جہاں اپنے لئے لفظ **امتی** لکھتا ہے۔ وہاں درحقیقت اپنی **نبوت کاملہ** تامہ کی نفی کی ہے
کیونکہ کامل رسول کا **کامل طور پر امتی** ہونا "نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی
ممتنع ہے" پھر اگر پہلے اپنی نبوت کو جزی کہا ہے تو ساتھ ہی **جزی** کے ہم معنے **لفظ مجازی**
بھی رکھا ہے۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۲۴۲ جس کی عبارت پہلے نقل کی جا چکی ہے۔ پس جب آخر
تک اپنے لئے لفظ مجازی استعمال کرتے رہے تو ثابت ہوا کہ جزی نبوت کا اپنے لئے اقرار کرتے
رہے۔ خوب یاد رکھو کہ مجازی نبوت کے معنے حضرت مسیح موعود نے خود کر دئے ہیں۔ اور کسی
دوسرے شخص کو اب تاویلات کی گنجائش نہیں رہی۔ پس ان تمام باتوں سے ثابت ہو کہ حضرت

پھر اس غلطی کے ازالہ کی تشریح تو جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی امام ہیں کر چکے ہیں چنانچہ آپ
کا ایک خط الحکم مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء میں چھپا ہوا ہے جس کے یہ الفاظ ہیں:- "اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ غلطی کے ازالہ سے
کبھی یہ مطلب نہ سمجھا گیا تھا کہ اس سے کوئی پرانا عقیدہ غلط ٹھیرایا گیا ہے۔ یا کوئی کتاب منسوخ کر دی گئی ہے۔
کاش یہ جو شوخی کا نقشہ ایک ہی دفعہ نہیں اس سے پہلے کسی بزرگ کی تحریر میں دکھا دیا جاتا۔ مولانا سے پہلے
حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کو ملزم کرتے ہوئے فرماتے ہیں "بابا اب وہی حافظ صاحب ہیں جو ابھی
قدیم مسائل مسلمہ اور فیصلہ شدہ پر ہماری ملاقات میں ... فرماتے تھے الحمد للہ فیض اسلام سپاہی و
آمد و خیر مسلمہ سے یہ ثابت تمام علماء ہیں" میرے اس حوالہ کے لکھنے سے یہ غرض نہیں کہ آج ہمارے مولانا
خود اسی ازالہ کو لکھتے ہیں جس کا مرتکب دوسروں کو اس نے قرار دیتے تھے بلکہ کیا ایک غلطی کے ازالہ والے
مسائل کو مولانا صاحب قدیم مسائل مسلمہ اور فیصلہ شدہ فرماتے ہیں۔ گویا اس میں کوئی نئی بات نہیں
چنانچہ آگے چلکر لکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ اسی طرح کتاب براہین احمدیہ میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد مولانا
نے انیس مقامات اسی غلطی کے ازالہ سے جو پیش کئے ہیں جن کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت جس اشتہار
کے حوالے سے آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دعوی نبوت کا کیا ہے۔ اس اشتہار میں حسب ذیل عبارتیں موجود
ہیں جن سے صاف صحیح طور پر دعوی سے انکار بھی کیا ہے"
پھر آگے چلکر فرماتے ہیں "کہ جب آپ نے حضرت مرزا صاحب کو مجدد مان لیا۔ تو مبعوث من جانب اللہ بھی
مان لیا۔ اور جب مبعوث تسلیم کر لیا تو ظلی رسول بھی مان لیا کیونکہ رسول اور مبعوث دونوں الفاظ
مترادف ہیں" اور پھر لکھتے ہیں "جبکہ آپ حضرت مرزا صاحب کو مان چکے ہیں کہ مکالمات الہیہ مشتمل غیوب
امور غیب حاصل ہو تو آپ نے ان کو ظلی نبی بھی مان لیا" پھر اسی خط میں تین جگہ جزئی اور ظلی نبوت
حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر مجددین کیلئے تسلیم کی ہے چنانچہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔ "نفس
رہا یہ سوال کہ جبکہ جزئی نبوت اور ظلی رسالت افراد امت مرحومہ کو بھی حاصل ہو سکتی ہے تو پھر خلفائے
راشدین و تابعین خیر القرون کے افراد نے لفظ نبی اور رسول کا اطلاق اپنے اوپر کیوں نہیں کیا" پھر اسکے بعد اسی کا
جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں "امر دوم جو اس امر اول پر متفرع ہے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض جزئیہ
نبوت و رسالت ظاہر ہوئے وہ دوسرے لفظوں میں ظلی نبوت اور جزئی رسالت یا بروز محمدی اس کا نام رکھا
گیا ہے۔ لہٰذا بزرگ احتیاط کل افراد خیر القرون کو ایسا کوئی الہام الہی نہ ہوا کہ وہ اپنے اوپر لفظ نبی یا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

باب اوّل

نبوّت اور رسالت کی اصل غرض

نبوت ورسالت کی اصل غرض کو سمجھنے کی ضرورت

قبل اس کے کہ ہم اس سوال پر بحث کریں۔ کہ آیا اسلام میں سلسلہ نبوت جاری ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کے دلائل کیا ہیں اگر ہے تو وہ کس رنگ کا سلسلہ ہے۔ آیا اس میں کوئی شخص تشریعی نبی ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔ یہ بتانا ضروری ہے کہ نبوت اور رسالت کی اصل غرض و غایت کیا ہے۔ کیونکہ جب تک ایک شے کی اصل غرض کو نہ سمجھا جائے۔ اس کی حقیقت پر پوری روشنی نہیں پڑسکتی۔ اور اگر ہم کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ سلسلۂ نبوت کے دنیا میں قائم کرنے سے منشائے الٰہی کیا تھا۔ تو پھر نبوت کے حقیقی مفہوم کو اور اس کی حقیقت کو ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اور اس حقیقت کو سمجھنے کے بعد یہ فیصلہ کرنا آسان ہوگا۔ کہ کون شخص آج شریعت کی رو سے نبی کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ ایک ایسے معاملہ میں جہاں ہمارا واسطہ ایک شرعی اصطلاح سے پڑتا ہے۔ ایک لفظ کے صرف لغوی معنے کو جان لینے سے ہم اس کی اصل حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔ بسا اوقات ہوتا ہے۔ کہ لغت کے اندر ایک وسعت ہوتی ہے۔ اور اصطلاح میں آکر اس لفظ کے معنے میں وہ وسعت نہیں رہتی۔ مثلاً صلوٰۃ کے معنے لغت میں دعا کے ہیں۔ لیکن اصطلاح شرعی میں صلوٰۃ کے معنے نماز کے ہیں اور نماز بھی وہ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھ کر دکھا دی۔ اور اس بات سے بھی دھوکا کھانا نہیں چاہیئے۔ کہ قرآن کریم میں ایک لفظ کن کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ

اور اس کے بعد اور اس کے ماتحت حضرت مسیح موعود کی تحریریں اور اقوال و اجتہاد ائمہ امت
علیہم السلام یہی ترتیب طبعی ہے۔ کہ سب سے پہلے ہم قرآن کریم کو دیکھیں گے۔ کہ وہ کسی خاص
معاملہ پر کیا فرماتا ہے۔ اور اُس کے بعد حدیث صحیح کو پھر اس کے بعد اور اقوال۔ مسئلہ نبوت
کے متعلق اقوال ائمہ بھی اصل مسئلہ پر بہت روشنی ڈالتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے
اس بات کو قبول کیا ہے۔ کہ آپ کا مذہب اس مسئلہ میں جمہور اہل اسلام اور ائمہ سلف سے
الگ نہیں۔ بلکہ وہی مذہب ہے۔ اگر کوئی اختلاف ہے تو وہ محض لفظی اختلاف ہے۔ ورنہ
حقیقتاً آپ کا مذہب مسئلہ نبوت میں علیحدہ نہیں ہے۔ پس جو امر قطعی اور یقینی طور پر قرآن
وحدیث صحیح سے ثابت ہو حضرت مسیح موعود کی تحریر میں اگر کہیں بفرض محال اس کے ساتھ
اختلاف نظر آوے۔ تو حضرت صاحب کی تحریر کی وہ تاویل کرنی پڑے گی جس سے آپ کی
تحریر کے معنے قرآن وحدیث صحیح کے مطابق ہو جائیں۔

وعدہ الٰہی کہ تکمیل نفوس انسانی کیلئے اپنی جانب سے ہدایت بھیجوں گا

پس نبوت اور رسالت کی [illegible] کے لئے سب سے پہلے ہم قرآن کریم کی [illegible]
کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جہاں ابتدائے آفرینش انسان و [illegible]
فطرت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اور فطرت انسانی کو کمال تک پہنچانے کی راہ بتائی گئی ہے۔ یہ
تذکرہ حضرت آدم علیہ السلام کا ہے۔ جو قرآن کریم میں متعدد موقعوں پر آیا ہے۔ اور جس کا
ذکر قرآن کریم کے شروع میں سورہ بقرہ کے چوتھے رکوع میں [illegible]
اُن کی لغزش کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاما یاتینکم منی هدی [illegible]
فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون۔ والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا اولئک اصحاب
النار هم فیها خالدون ۵ سو ضرور میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے گی سو جس
میری ہدایت کی پیروی کرے گا اُن پر کوئی خوف نہ ہوگا۔ نہ وہ غمگین ہونگے۔ اور جو لوگ انکار
کریں گے اور میری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ والے ہونگے اس میں رہ پڑیں گے۔ ان
آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے۔ کہ چونکہ انسان خود بخود اس مقصد اعلیٰ کو نہیں
پا سکتا جس کا ذکر قرآن کریم نے ہمیشہ ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ لا خوف علیهم ولا
هم یحزنون اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کاملہ سے یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی
طرف سے وقتاً فوقتاً ہدایت بھیجتا رہے گا۔ اور جو لوگ اس ہدایت کی پیروی کرنے والے ہونگے

قرآن کریم الفاظ کو اپنے لغوی معنوں کی رُو سے استعمال کرتا ہے۔ مثلاً یہودیوں کی نماز وہ نہ تھی جو ہماری نماز ہے۔ ایسا ہی نصاریٰ کی نماز وہ نہ تھی جو ہماری نماز ہے۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو انبیاء گذرے ہیں اُن کی صلوٰۃ وہ نہ تھی جو ہماری صلوٰۃ ہے سو یہ طرز نماز کے ادا کرنے کی تھی نہ بعینہٖ یہ اذکار اس میں تھے [illegible] جب ان کی نماز کا ذکر آئے گا تو اُس پر بھی لفظ صلوٰۃ ہی بولا جائے گا۔ مگر ہماری شریعت نے ایک اصطلاح کے طور پر صلوٰۃ کی تعیین اور تحدید کر دی ہے۔ اسی طرح ہے اگر یہ دیکھنا ہو کہ عرش سے کیا مراد ہے۔ تو صرف لغت کو تلاش کر لینا کافی نہیں۔ کہ چونکہ وہاں عرش کے ایک خاص معنے لکھے ہیں۔ اس لیے بعینہٖ وہی مراد ہے۔ یا اگر قرآن کریم میں اسی لغوی وسعت و نیز رکھتے ہوئے یہ لفظ دوسری طرح بھی استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ورفع ابویہ علی العرش۔ مثل اھکذا عرشک تو اس سے عرش کے مفہوم کا پتہ نہیں ہو جاتا۔ اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں عرش کا لفظ اس معنے میں استعمال کیا ہے۔ اس لیے یہی حقیقی مفہوم عرش کا ہے۔ اور یہی حقیقت عرش کی ہے۔ یا مثلاً رسول کا لفظ ہے جس کے معنے لغت میں ہر ایک بھیجے ہوئے کے ہیں۔ اور قرآن کریم نے بھی لفظ رسول کو ان وسیع معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ فلما جاءہ الرسول۔ جاعل الملٰئکۃ رسلاً۔ انا الیکم لمرسلون لیکن اصطلاح شرعی میں جب اس لفظ کا استعمال ہوگا۔ تو لغوی وسعت کو نظر انداز کر دیا جائیگا پس ایک لفظ کے صحیح اور حقیقی مفہوم کو جس مفہوم کے لحاظ سے وہ ایک خاص اصطلاح کا کام دیتا ہے۔ سمجھنے کے لیے صرف اس قدر دیکھ لینا کافی نہیں کہ لغت میں اس کا مفہوم کیا ہے۔ نہ ہی یہ کافی ہے کہ دیکھ لیا جائے۔ کہ خدا تعالیٰ کی کلام میں یا الہام الٰہی میں اسکا استعمال کس طرح پر ہوا ہے۔ بلکہ بہت سے دیگر امور پر غور کر کے اس اصطلاح شرعی کا مفہوم قائم ہو سکتا ہے۔ نبوت اور رسالت چونکہ ایک کیفیت ہے۔ اس لیے اُس کا مفہوم سمجھنے کیلئے یہ ضروری ہے۔ کہ سب سے پہلے یہ دیکھا جائے۔ کہ انسانوں کے اندر اس کیفیت کے پیدا کرنے سے اللہ تعالیٰ کا منشا کیا ہے۔ اور پھر یہ کہ یہ کیفیت کس طرح پیدا ہوتی ہے۔ اسی سے سوال اوّل کا جواب میں سب سے پہلے دیتا ہوں۔

قرآن اور حدیث صحیح مسیح موعود اور ائمہ کے اقوال پر مقدم ہونگے

ایک اور امر یاد رکھنے کے قابل یہ ہے۔ کہ ان تمام مباحث میں ہمارے لیے مقدم قرآن کریم اور حدیث صحیح ہے

یہ اللہ کی ہدایت تھی۔ اور اسی ہدایت کے ذریعہ جو اُن انبیاء پر نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہا ہدایت دی۔ گویا انبیاء کو خود ہدایت فرما کر پھر ان کے ذریعہ سے دوسری مخلوق کو ہدایت کی۔ پھر اسی ہدایت کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا اولئک الذین اٰتینٰھم الکتاب والحکم والنبوۃ کہ ان لوگوں کو ہم نے کتاب بھی عطا فرمائی اور حکم اور نبوت بھی۔ کتاب و نبوت اسی ہدایت کے مجموعہ کا نام ہے جو ہر ایک نبی کو عطا فرمایا تاکہ اس کے ذریعہ سے وہ لوگوں کی اصلاح کرے اور اُن کو راہ راست پر لاوے اس پر مفصل بحث آگے چل کر ہوگی۔ لیکن یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے۔ کہ ایک طرف تو جیسے جو اُن انبیاء کو عطا فرمائی اس کا نام ھدًی رکھا ہے۔ دوسری طرف اسی کا نام کتاب رکھا ہے۔ اور اس کے بھی سب نبیوں کو دیا جانے کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ ٹھیک ایسا ہی ہے جیسا ابتدائے قرآن کریم میں قرآن کو اوّل کتاب فرمایا۔ پھر اسی کا نام ہدایت رکھا۔ اور پھر سورۃ انعام میں آگے چل کر فرمایا اولئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ یہ وہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی۔ سو ان کی ہدایت کی تم بھی پیروی کرو* (سورۃ الانعام ۔ ۸۵ سے ۹۱)۔ گویا یہ بتا دیا ہے کہ اصل غرض ہر ایک نبی کے بھیجنے کی خواہ وہ شریعت لایا یا نہیں۔ ہدایت لانا اور اس ہدایت پر لوگوں کو چلانا تھا۔ یعنی بالفاظ دیگر تکمیل نفوس انسانی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے سے وعدہ فرمایا تھا فاما یاتینکم منی ھدًی پس اس ہدایت کو مختلف انبیاء کے ذریعہ سے وہ وقتاً فوقتاً بھیجتا رہا۔

اصل غرض نبوت تزکیہ نفوس ہے

نبوت و رسالت کی اصل غرض کو سمجھنے کے لئے ہمارے لئے یہ کافی ہے کہ ہم دیکھیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث فرمانے کی کیا غرض تھی۔ اس کا ذکر قرآن کریم نے متعدد موقعوں پر فرمایا ہے۔ جیسا مثلاً پہلے سپارہ کے آخر میں حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی دُعا کے ذکر میں ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم پھر دوسرے پارہ کے شروع میں اثبات قبلہ میں اسی دُعا کی قبولیت کا ذکر فرماتے ہوئے یعنی خانہ کعبہ

* بعض لوگ اعتراض میں جلد بازی کر کے کہہ دیتے ہیں کہ نبوت موہبت ہو تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیروی کے لئے کیوں فرمایا۔ اس جگہ صرف اسی قدر بتا دینا کافی ہے کہ یہ حکم تو بہرحال نبوت کے ملنے کے بعد کا ہے۔ اس لئے اس سے نبوت کے موہبت ہونے یا اور طرح سے حاصل ہونے پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

وہ کمال انسانی کو حاصل کرتے رہیں گے۔

سب انبیاء منجانب اللہ ہدایت لاتے رہے۔ تاکہ تکمیل نفوس انسانی ہو۔

پس حضرت آدم کے وقت سے اور اس کے بعد پے در پے آیات کریمہ کے لانے سے یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس کے کمال تک پہنچانے کے لیے اس کی مقتضی ہے کہ حضرت ربوبیت ہدایت بھیجتا رہے گا۔ اور یہی نبوت کی اصلی غرض و غایت ہے کہ انبیاء اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے ذریعہ سے انسانوں کو ان کے کمال تک پہنچاتے رہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کو جب شروع فرمایا تو اس کی غرض و غایت کو بھی ان الفاظ میں بیان فرمایا ذلک الکتب لاریب فیہ ھدی للمتقین کہ یہ عظیم الشان کتاب اس میں کوئی شک نہیں متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ گویا اس ہدایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کا وعدہ حضرت آدم سے یا آپ کی ذریت سے فرمایا تھا۔ کہ فاما یاتینکم منی ھدی چونکہ ہمارے لیئے قرآن کے اندر ہی ساری کتب اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات میں ہی سارے انبیاء کے کمالات جمع ہیں۔ اس لیئے جو غرض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجنے کی فرمائی وہی غرض درحقیقت کل انبیاء کی بعثت کی قرار دیجائے گی۔

حضرت موسیٰ اور ان سے پہلے اور پچھلے نبی سب منجانب اللہ ہدایت لاتے تھے

اسی طرح پر اور اسی ابتدائی وعدہ الٰہی کی طرف اشارہ کرنے کو ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کو بھی ھدی کے لفظ سے یاد فرمایا۔ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے جو نبی آئے تھے۔ اور ایسا ہی حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد جو نبی بنی اسرائیل میں آئے۔ ان سب کے بھی ہدایت دیکر بھیجے جانے کا ذکر فرمایا۔ جیسا کہ سورۃ الانعام کی اُن آیات سے ظاہر ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر کے بعد حضرت اسحٰق و یعقوب و نوح و داؤد و سلیمان و ایوب و یوسف و موسیٰ و ہارون و زکریا و یحییٰ و عیسےٰ و الیاس و اسمٰعیل و الیسع و یونس و لوط علیہم الصلوٰۃ والسلام یعنی کل اٹھارہ نبیوں کا ذکر کر کے جن میں حضرت نوح اور حضرت ابراہیم و دیگر انبیاء قبل از حضرت موسےٰ کا بھی ذکر ہے۔ اور حضرت موسیٰ و ہارون کا بھی ذکر ہے۔ اور اُن کے بعد کے اُن انبیاء کا بھی ذکر ہے جو سلسلہ بنی اسرائیل میں آئے گو وہ نئی شریعت نہیں لائے۔ ان سب کے متعلق فرمایا واجتبینٰھم وھدینٰھم الی صراط مستقیم ۝ ذٰلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء من عبادہ یعنی ان کو تو ہم نے خود برگزیدہ کیا۔ اور خود ہی بطور موہبت اُن کو اپنی جناب سے ہدایت عطا فرمائی

کو قبلہ مقرر کرنا اس لیے ضروری ہوا کہ یہ رسول اس دُعا کو پورا کرنے والا ہے جو اس گھر کے بنانے والوں نے کی تھی کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم اٰیٰتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتٰب والحکمۃ بعد جو [illegible] پارہ کے [illegible] اس [illegible] ذکر [illegible] ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو ہر نقص سے پاک کرکے کامل کرنے کا [illegible] کرتا ہے۔ جیسا [illegible] لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ اور پھر سورہ جمعہ میں [illegible] کو [illegible] ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تکمیل نفوس فرمانا عرب [illegible] [illegible] [illegible] ہی [illegible] سلسلہ جدید بھی چلے گا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی تکمیل [illegible] [illegible] [illegible] اور بعد میں آتے رہیں گے جیسا کہ فرمایا۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم یہ عجیب بات ہے کہ ان چاروں [illegible] ایک ہی غرض آپ کی بعثت کی بیان فرمائی ہے۔ اور اس میں چار ہی چیزوں کو [illegible] [illegible] آیات الٰہیہ۔ تعلیم کتاب۔ تعلیم حکمت۔ تزکیہ۔ اور درحقیقت یہی چاروں کام [illegible] [illegible] رنگ میں کرتا رہا۔ مگر چونکہ ان میں سے اوّل الذکر تینوں وہ ذرائع ہیں۔ جن سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور تزکیہ نفس جس کو دوسرے الفاظ میں تکمیل نفس انسانی کہا جاتا ہے۔ [illegible] غرض ہے اس لیے میں یہاں صرف تزکیہ کا ہی ذکر کرتا ہوں۔ اور باقی امور کو دوسرے [illegible] کے لئے چھوڑتا ہوں۔

تزکیہ سے مراد تکمیل ہے

تزکیہ کیا ہے۔ عربی زبان میں یہ کمال اور یہ خوبی ہے۔ کہ ایک لفظ کے معنے اور مفہوم میں ایک خاص حکمت ہوتی ہے۔ یعنی وہ لفظ اپنے معنے پر ایک دلیل اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور یہ بعینہٖ اسی طرح ہے۔ جیسے قرآن کریم اپنے ہر ایک [illegible] میں ایک دلیل بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ یعنی بسا اوقات دلیل کو برنگ دلیل نہیں دیا جاتا۔ بلکہ وہ دلیل خود اس دعوے سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس دعوے کے اندر موجود ہوتی ہے۔ جس طرح جان جسم کے اندر ہوتی ہے۔ پس جو خصوصیت کتب الٰہی میں قرآن کریم کو ہے وہی خصوصیت تمام زبانوں میں عربی زبان کو ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے عربی زبان کو قرآن کے لئے مخصوص رکھا۔ اب تزکیہ کا لفظ زکا سے مشتق ہے۔ جس کے اصل معنے نمو یعنی بڑھنے کے ہیں۔ چنانچہ امام لغت راغب اپنے مفردات میں لکھتا ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] الزکوۃ النمو الحاصل

عام تھا۔ ویسا ہی اس کا ایفا بھی عام ہوا۔ آدم کی ساری اولاد سے وعدہ تھا۔ اس لئے ہر ایک قوم کے ساتھ اس کے ایفاء کا بھی ذکر فرمایا۔ ہاں سب سے آخر وہ کامل ہادی آیا جو سب سے اوّل

سب سے کامل اور سب سے آخری ہادی محمد رسول اللہ صلعم ہیں

بھی تھا اور آخر بھی۔ جیسا کہ فرمایا ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین یعنی سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی بھلائی کے لئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکے میں ہے۔ وہ برکت والا بھی ہے (یعنی ہمیشہ کے لئے رہے گا۔ کیونکہ مبارک عربی زبان میں اس کو کہتے ہیں جس کی خیر منقطع نہیں ہوتی تو اس طرح پر زمانہ کے لحاظ سے اس گھر کا دامن ہمیشہ تک پھیلا ہوا ہے) اور ساری قوموں کیلئے ہدایت ہے۔ (اس طرح مکان اور انسانوں کے لحاظ سے اس کی وسعت عام ہوئی) اور جیسے یہ گھر اوّل بھی ہے اور آخر بھی۔ اسی طرح یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی بھی ہیں اور آخری بھی۔ جیسے حدیث میں فرمایا کنت اوّل النبیین فی الخلق واٰخرھم فی البعث یعنی پیدائش میں میں سب سے پہلا ہی ہوں۔ (جیسا کہ خانہ کعبہ اوّل بیت وضع للناس ہے) اور بعثت میں سب سے آخر۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ جیسا کہ کعبہ سب سے آخری قبلہ ہے۔ جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا۔

ہدایت کا مفہوم شریعت سے وسیع ہے

یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہدایت کا لفظ بہت وسیع ہے۔ اور شریعت کے ہم معنے نہیں۔ بلکہ درحقیقت شریعت بھی اسی ہدایت کا ایک حصہ ہے۔ جو حسب ضرورت وقتاً فوقتاً کم یا بیش نازل ہوتا رہا۔ مگر ہدایت کا لانا ہر نبی کے لئے ضروری ہوا۔ کیونکہ یہی انبیاء کی بعثت کی علت غائی تھی۔ اگر ایک قرآن کریم کو ہی دیکھا جائے جو بوجہ تحریف اور تغیر و تبدل سے محفوظ ہونے کے ہمارے لئے ہر معاملہ میں حقیقی رہنما اب ہو سکتا ہے۔ تو معلوم ہوگا کہ اس میں اوامر و نواہی کا حصہ محض ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ ہاں اس کا ایک ایک لفظ انسان کی ہدایت کا موجب ہے۔ اس لئے ساری کتاب کو ھدی کہا اور اوامر و نواہی جیسا کہ ظاہر ہے صرف ایک حصہ کتاب کا ہیں۔ بیشک اللہ تعالےٰ نے قوموں کو شرائع بھی دیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا۔ تم میں سے ہر ایک (قوم) کے لئے ایک شریعت اور ایک راہ مقرر کیا۔ مگر ہر نبی اپنے ساتھ ہدایت لاتا ہے۔ خواہ وہ شریعت لائے یا نہ لائے۔ اسی لئے قرآن کریم یا احادیث صحیحہ میں نبوت تشریعی و غیر تشریعی کی کوئی تقسیم نہیں ملتی یہی اشارہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی سے بھی مستنبط ہوتا ہے یعنی

پھر اسے قوی کرتی ہے۔ پھر وہ موٹی ہوتی جاتی ہے۔ پھر اپنے ساق پر بالکل ٹھیک ٹھیک قائم ہو جاتی ہے۔ کھیتی والوں کو اچھی لگتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کفار کو ان کی وجہ سے غیظ میں لاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائیں اور اچھے عمل کریں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کرتا ہے یہاں بھی اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو کھیتی سے مثال دے کر دو ہی باتوں کو بیان فرمایا۔ ایک مغفرت جس کے معنی حفاظت کے ہیں یعنی نقصوں سے بچایا اور دوسرے اجر عظیم یعنی سعادت۔

غرض تزکیہ کے اصل معنے کمال تک پہنچانا ہے۔ اور لغت کے علاوہ قرآن کریم کی شہادت مذکورہ بالا کے علاوہ اور بھی شہادت قرآن کریم سے ملتی ہے۔ جیسا کہ ایک جگہ فرمایا قد افلح من زکّٰها اور دوسری جگہ قد افلح من تزکّٰی اب لفظ تزکی کا سیاق دیکھو جیسا جیسا کہ قرآن کریم کے شروع میں ہی سارے اصول کو بیان فرمایا ہے ایمان اور اعمال صالحہ کے اصول عملیہ کا ذکر کر کے فرمایا۔ کہ جو لوگ ان پر چلتے ہیں اولٰئک علی ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون وُہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر یعنی ایک سیدھی سڑک پر چل پڑے۔ اور وہ کمال انسانی کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ سو یہی مراد قد افلح من زکّٰها میں ہے۔ یعنی جو شخص تزکیہ نفس کرتا ہے۔ اور اس کو اس کے کمال تک پہنچاتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ پس تزکیہ نفس جو درحقیقت تکمیل نفس کے ہم معنی ہے اس کو کمال انسانی کو پہنچانا یہی اصل غرض و غایت نبوت کی ہے۔

ہدایت کا آنا کمال انسانی کے لیئے ضروری ہے۔

پس مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ قرآن کریم نے انسان کے کمال تک پہنچنے کے لیئے کسی ہدایت کا آنا ضروری قرار دیا ہے۔ اور کوئی شخص حقیقی کمال انسانی تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک کہ اس ہدایت پر عامل نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے سارے نبی ہدایت لے کر آئے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہدایت لیکر آئے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام بھی ہدایت لے کر آئے۔ جو نبی حضرت موسےٰ سے پہلے گزر چکے تھے وہ بھی ہدایت لے کر آئے تھے۔ جو نبی سلسلہ بنی اسرائیل میں حضرت موسےٰ کے بعد آئے۔ وہ بھی ہدایت لے کر آئے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کا کلام تو ایسے عالمگیر اصول کو چند ناموں تک محدود نہیں کرتا جس طرح ابوالبشر سے وعدہ فرمایا تھا۔ فاما یأتینکم منی ھدی کہ ضرور میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے گی۔ اسی طرح فرمایا ولکل قوم ھاد یعنی خدا کا قانون بنی اسرائیل یا بنی اسمٰعیل تک محدود نہیں رہا۔ ہر ایک قوم کے لیئے کوئی نہ کوئی ہدایت لانے والا گذرا ہے جیسا وعدہ

میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اپنی اُمتوں کا تزکیہ نفس کرتے اور اُن کو کمال انسانی تک پہنچاتے ہیں۔ یہ انبیاء کا گروہ ہے۔ دُوسرا وہ گروہ ہے جو اکتساب کرتا ہے۔ کوشش کرتا ہے۔ انبیاء کی ہدایت پر چلتا ہے۔ یہ مطیع یا کامل لوگ ہیں۔ تیسرا گروہ وُہ ہے جو اس کمال کو حاصل نہیں کرتا۔ یہ ناقصین کا گروہ ہے۔ اس تیسرے گروہ میں پھر اس سے اُتر کر وُہ سب گروہ ہیں اور پھر کسی قدر پہلے گروہ ہیں۔ پھر درجات اور فرقِ مراتب ہوتا ہے۔ مگر موٹی تقسیم یہی ہے۔ ایک وُہ جو دُوسروں کو کامل کریں دُوسرے وہ جو ان کامل کرنے والوں کے اتباع سے فائدہ اُٹھا کر کامل ہو جائیں۔ تیسرے وُہ جو اس کمال کے حاصل کرنے سے محروم رہ جائیں۔

قرآن اور حدیث کی شہادت کہ مکمّلین بذریعہ اکتساب اور کوشش کے کامل نہیں ہوتے بلکہ خدا اپنے ہاتھ سے انکو کامل کرتا ہے

اب یہ ظاہر ہے۔ کہ گروہ اوّل یعنی انبیاء کا گروہ جو اپنی اُمتوں کی تکمیل کے لیئے آتا ہے۔ وُہ خود کاملین کا گروہ ہے۔ مگر اُن کو کمال تک پہنچانے والا خود اللہ تعالےٰ ہوتا ہے۔ وہ کسی دوسرے کی پیروی سے کمال تک نہیں پہنچتے۔ بلکہ صرف موہبتِ الٰہی سے کمال کو پاتے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ کیونکہ یہ جواب ہے کفار کے اس مطالبہ کا کہ لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ یعنی اُنہوں نے کہا تھا۔ کہ ہم نہیں مانتے۔ جب تک ہم پر خود اس جیسی چیز نہ آئے جو رسولوں کو دی جاتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ فرمایا کہ تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں رسالت دیجائے۔ اللہ تعالےٰ جہاں رسالت کا منصب عطاء فرماتا ہے وُہ جانتا ہے کہ وُہ اس قابل بھی ہے کہ رسالت کا کام اُس کے سپرد کیا جائے۔ (الانعام۔ ۱۲۴) ایسا ہی دُوسری جگہ فرمایا۔ جہاں یہ اعتراض تھا۔ لولا نزل ھذا القرآن علےٰ رجل من القریتین عظیم۔ کہ دو قریوں (یعنی مکہ اور طائف) کے کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن کیوں نازل نہ کیا گیا۔ تو جواب میں فرمایا اھم یقسمون رحمت ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوٰۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجٰت لیتخذ بعضھم بعضا سخریا ورحمت ربک خیر مما یجمعون (الزخرف۔ ۳۱) کیا وُہ تیرے رب کی رحمت کی تقسیم کرتے ہیں۔ (یعنی یہ ایک رحمت ہے جو ہم نے تم کو دی ہے۔ بندوں کا یہ حق نہیں۔ کہ وُہ سوال کریں کہ فلاں کو کیوں دی گئی۔ فلاں کو کیوں نہیں دی گئی) دُنیا کی زندگی میں جو اُنکا سامان زندگی ہے۔ وُہ بھی تو ہم نے ہی اُن کے درمیان تقسیم کیا ہے۔ اور اُن میں سے بعض کو بعض

شریعت کو بھی کامل کردیا۔ اور ہدایت کی نعمت بھی پوری پوری دیدی۔ اب آئندہ نہ کوئی تغیر و تبدل شریعت میں ہو سکتا ہے اور نہ کوئی اور ہدایت اصلاح مخلوق کے لیئے نازل ہوگی۔ ان تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اس آیت کے معنے پر بھی کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ جہاں توریت کے متعلق فرمایا یحکم بھا النبیون یعنی نبی اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔ جسکا مطلب صرف اس قدر ہے۔ کہ بنی اسرائیل کے جھگڑوں میں فیصلہ شریعت توریت کے مطابق دیا جاتا تھا۔ گو بعض وقت جیساکہ آئندہ دکھایا جائے گا۔ شریعت میں بھی تغیر تبدل بعض انبیاء کے ذریعہ ہوتا رہا۔ کیونکہ وہ شرائع کامل نہ تھیں۔ مگر بہرحال توریت کے مطابق فیصلہ دینے سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ان انبیاء پر منجانب اللہ کوئی ہدائیت نازل نہ ہوئی تھی۔ کیونکہ ایسا نتیجہ صراحتاً قرآن کریم کے خلاف ہے۔

تزکیہ نفوس کو اللہ تعالیٰ انبیاء اور کوشش انسانی کی طرف منسوب کرنے کی وجہ

پس یہی وہ ہدائیت منجانب اللہ تھی۔ جس کے ذریعے انبیاء علیہم السلام جب جب تشریف لائے تزکیہ نفوس اور تکمیل نفوس انسانی فرماتے رہے۔ اب جب ہم قرآن کریم کو دیکھتے ہیں تو اس سے مزید تصریح اسی امر کی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اول تو تزکیہ کے فعل کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب فرمایا۔ جیسے فرمایا بل اللہ یزکی من یشاء یعنی اللہ ہی جس کا چاہتا ہے تزکیہ فرماتا ہے۔ کیونکہ حقیقی فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پھر دوسری جگہ قد افلح من زکٰھا یعنی فرمایا۔ کہ وہ انسان کامیاب ہوا۔ جس نے تزکیہ نفس کیا۔ تزکیہ کے فعل کو انسان کی کوشش کیطرف منسوب کیا کیونکہ انسان اکتساباً تزکیہ کو حاصل کرتا ہے۔ اور اس کی کوشش بھی ضروری ہے تیسری جگہ تزکیہ کے فعل کو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب فرمایا۔ جیسے یزکیھم اور یزکیھم پس ان چار موقعوں پر جہاں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے کی غرض بتائی گئی ہے۔ کہ وہ اپنی اُمت کے تزکیہ کو نبی کی طرف منسوب کیا پس خدا تعالیٰ تو فاعل حقیقی ہے کہ وہی تزکیہ نفس تکمیل فرماتا ہے اور اس لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف تزکیہ منسوب ہوتا ہے۔ کہ اسی نے انسان کو وہ قوتیں اور وہ موقع دیا اور وہ توفیق دی جس سے وہ تکمیل نفس کو حاصل کرسکتا ہے۔ اور اسی نے انبیاء کو مبعوث فرمایا جو انسانوں کا تزکیہ نفس کرتے ہیں اور انسان اکتساب کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انبیاء وہ واسطہ ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے تزکیہ نفس یا تکمیل نفس ہوتی ہے۔

انسانوں کے تین گروہ۔ تکمیل۔ کامل۔ ناقص

پس اس لحاظ سے کل انسان تین گروہوں

دوسری طرف مخلوق کی ہمدردی بھی [illegible] ان کی فطرت کے اندر رکھی ہوئی ہے۔
پس جب ان کی فطرت میں یہ دونوں رنگ موجود ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاص موہبت
سے دوسرے دینی امور کی طرح شفقت بھی ان کے اندر ہوتی ہے۔ تب یہ لوگ مخلوق
اور خالق کے درمیان واسطہ ہو جاتے ہیں۔ [illegible] ظاہر ہے کہ ایک انسان بطور موہبت
اس کمال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت نہ ہو۔ اور [illegible] کی سنت [illegible]
ہے جس کے مطابق وہ انبیاء علیہم السلام کو چنتا رہا ہے۔ یہ ثابت ہے کہ بطور موہبت اس
کمال کو حاصل کرنے والا ایک خاص گروہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کا گروہ ہے۔ اور دوسرے
تمام لوگ بطور اکتساب انبیاء سے اسے حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر
انبیاء بھی اسے بطور اکتساب لینے والے ہوں۔ تو ان میں اور ان لوگوں میں جن کی تکمیل
کے لیے وہ آئے ہیں۔ کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا۔ ورنہ اور جہاں سے نبی نے بطور اکتساب
اس کمال کو حاصل کیا ہے۔ وہیں سے دوسرا شخص بطور اکتساب حاصل کر سکتا ہے۔ حالانکہ خدا اور
انسان کے درمیان واسطہ ہونا اور پھر اللہ تعالیٰ کا انسانوں کے تزکیہ اور تکمیل کے فعل کو
انبیاء کی طرف منسوب کرنا صاف بتاتا ہے کہ وہ دونوں ایک مقام پر نہیں ہو سکتے۔ ایک معلم
ہے تو دوسرے متعلم ہیں۔ معلم ایک علم کو براہ راست موہبت سے حاصل کر کے۔ اور یہ حاصل کرنا
صرف بطور موہبت الٰہی ہے۔ دوسروں تک اس علم کو پہنچاتا ہے۔ اور دوسرے اس سے
بطور اکتساب اس علم کو حاصل کرتے ہیں۔ اور اسی نبی کی ہدایات سے اور اسی کی توجہ
اور ہمت سے اور اسی کی قوت قدسی سے وہ پاک کئے جاتے ہیں۔ پس جب تک نبی کو خدا اور
انسان کے درمیان واسطہ سمجھا جائے گا۔ اور اگر ہم ایسا نہ سمجھیں تو نبوت کا منصب ایک
بے معنی امر ہو جاتا ہے۔ اس وقت تک یہ ماننا پڑے گا۔ کہ نبی وہ ہے جس کی تکمیل خدا تعالیٰ خود
اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ اور وہ اس شخص سے جو نبی کے ذریعہ سے تکمیل حاصل کرتا ہو ایک
امتیاز رکھتا ہے۔ یہ دوسرا شخص جو کمال کو بذریعہ اکتساب نبی سے حاصل کرتا ہے ولی کہلاتا ہے
یا محدث کہلاتا ہے۔ جس پر مفصل بحث آگے چل کر ہو گی۔ یہاں ہم کو صرف اس قدر اشارہ
دکھانا مقصود ہے۔ کہ نبی صرف وہی کہلا سکتا ہے جس کو خدا کے ہاتھ نے اصلاح خلق کے لیے
خود مکمل کیا ہو۔ اور اس کو کمال بذریعہ اکتساب حاصل نہ ہوا ہو۔ اور وہ شخص جس کو خود خدا
کے ہاتھ نے مکمل نہیں کیا۔ بلکہ اس نے کسی نبی کے ذریعہ سے تکمیل نفس کی ہے۔ وہ خدا اور

کے اوپر کیا ہے۔ تاکہ بعض بعض کو محکوم بنائیں اور تیرے رب کی رحمت (یعنی رسالت و نبوت) اس مال دنیا سے جو وہ جمع کرتے ہیں بہتر ہے۔ (پس جب دنیا کے بعض فوائد بھی اللہ تعالیٰ کی تقسیم سے ملتے ہیں تو نبوت کے منصب پر یہ کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ فلاں شخص کو کیوں نہ دی۔ اور یہ گمان سے ضروری ہے کہ وہ رجل عظیم جس کو دنیا کا مال زیادہ دیا گیا ہے۔ وہ دوسرے قسم کے انعام کے پانے کا بھی حقدار ہے۔ جو نبوت ہے۔ جو جس چیز کے قابل ہے وہی اس کو دیتا ہے) ایسا ہی آیت قرآنی یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ بھی اسی پر شاہد ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے امر سے اپنا کلام جس پر چاہتا ہے القا کرتا ہے۔ ایسا ہی احادیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبوت موہبت ہے۔ اکتساب سے نہیں ملتی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کنت نبیا و آدم بین الماء والطین یعنی آدم کی پیدائش سے بھی پہلے میں نبی تھا۔ ایسا ہی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ جہاں فرمایا کنت اول النبیین فی الخلق یعنی پیدائش میں میں نبیوں میں سب سے پہلا ہوں۔ پس نبوت کا اکتساب یا کسی کی پیروی سے حاصل ہونا ان تمام آیات قرآنی اور احادیث کے صاف مفہوم کے خلاف ہے۔

انبیاء کا خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہونا بھی اس بات کا مقتضی ہے۔ کہ ان کا کمال اکتسابی نہ ہو۔

پس ایک طرف اگر قرآن شریف اور حدیث سے یہ ثابت ہے کہ نبوت کبھی بذریعہ اکتساب نہیں بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور موہبت ملتی ہے۔ تو دوسری طرف یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ وہ انسان جو دوسروں کو کامل کر سکتا ہے وہ پہلے خود کامل ہونا چاہیئے۔ اور اگر اس کا کمال بھی اکتسابی ہو۔ تو وہ خدا تعالیٰ اور انسان کے درمیان بطور واسطہ نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی اصل غرض یہی ہے۔ کہ وہ خدا اور مخلوق کے درمیان بطور واسطہ ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کو مخلوق پر ظاہر کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وراء الوراء ہے۔ اور وہ پاکی اور قدوسیت کا سرچشمہ ہے۔ لیکن لوگ عام طور پر طرح طرح کی ناپاکیوں میں گرفتار اور طرح طرح کی غلطیوں میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں پس خود بخود اس چشمہ قدوسیت تک ان کا پہنچنا مشکل ہوتا ہے۔ اس غرض کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت سے ایک گروہ انبیاء کا پیدا کیا۔ جن کا وجود دنیا کی ہر قوم میں پایا جاتا ہے۔ ان کی فطرت ہی اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی۔ کہ وہ ہر قسم کے گناہ اور ناپاکیوں سے دور رہیں۔ اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی ذات سے ایک حقیقی تعلق ان لوگوں کا پیدا ہوتا ہے

مسیح موعود کا مذہب کہ تمام انبیاء پر الگ الگ ہدائیتیں نازل ہوئیں

"پس میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسےٰ اُمتی ہرگز نہیں ہیں۔ گو وہ بلکہ تمام انبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو اُن پر نازل ہوئی تھیں۔ اور براہ راست خدا نے اُن پر تجلّی فرمائی تھی۔ یہ ہرگز نہیں تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی تعلیم سے وُہ نبی بنے تھے تا وُہ اُمتی کہلاتے۔ اُن کو خدا تعالےٰ نے الگ کتابیں دی تھیں۔ اور اُن کو ہدائیت تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کرادیں۔ جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے"

پھر ست بچن صفحہ ۸۶ پر فرماتے ہیں :۔

مسیح موعود کا مذہب کہ انبیاء کا تزکیہ نفس فطری طور پر اور خدا کے ہاتھ سے ہوتا ہے نہ اکتساب سے

"لہذا خدا تعالیٰ کی پاکی بھی انسان کے پاک بنانے کے لئے ہے۔ جس طرح دریا میں بار بار غسل کرنے سے کسی کے بدن پر میل باقی نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح جو لوگ خدا تعالیٰ کے ہی ہو جاتے ہیں۔ اور اُس کے نیچے فرمانبردار بن کر دریائے رحمت الٰہی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ بلاشبہ وُہ بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ مگر ایک اور قوم بھی ہے جو مچھلیوں کی طرح اس دریا میں ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس دریا میں ہی ہمیشہ رہتی ہے۔ اور ایک دم بھی اس دریا کے بغیر جی نہیں سکتی۔ وہ وہی لوگ ہیں جو پیدائشی پاک ہیں اور ان کی فطرت میں عصمت ہے۔ انھیں کا نام نبی اور رسول اور پیغمبر ہے"

مسیح موعود کا مذہب کہ پورے معصوم صرف انبیاء ہی ہیں

تریاق القلوب صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں :۔

"لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا۔ کہ نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونیکا دعوےٰ ہے" اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ سوائے انبیاء علیہم السلام کے جن کو فطرتاً معصوم پیدا کیا جاتا ہے۔ ہر ایک انسان اس مرتبہ کو بذریعہ اکتساب ہی حاصل کر سکتا ہے۔ پس جو شخص بذریعہ اکتساب اس مرتبۂ معصومیت کو جو کمال کی پہلی سیڑھی ہے پاتا ہے۔ وہ نبی نہیں ہو سکتا ۔

پھر حقیقت الوحی صفحہ ۹۹ پر فرماتے ہیں :۔

مخلوق کے درمیان حقیقی معنے میں واسطہ نہیں کہلا سکتا۔ اس لیے ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جس کو خدا بطور موہبت بلا اکتساب آپ کامل کرتا ہے۔ وہ نبی ہوتا ہے۔ اور جو شخص اس نبی کی پیروی سے اور اس کی محبت میں فنا ہو کر اکتساب اور کوشش سے کمال کو حاصل کرتا ہے وہ ولی ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ انسان سے انسان بذریعہ اکتساب ہی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ سے انسان بہت چیزوں کو بطور موہبت حاصل کرتا ہے۔ انہی چیزوں میں سے ایک نبوت بھی

پس بذریعہ اکتساب کمال کو حاصل کرنے والا نبی نہیں کہلا سکتا

اس بات کو سمجھ لینے کے بعد یہ جاننا بہت آسان ہے کہ نبوت وہی ہے جو براہ راست خدا سے ملتی ہے کسی انسان کی پیروی سے یا اکتساب جو چیز ملے۔ خواہ وہ کتنا ہی نبوت کے ہم رنگ ہو۔ مگر حقیقی طور پر ہم اسے نبوت نہیں کہہ سکتے۔ جس کو خدا کے ہاتھ نے کامل کیا ہے۔ صرف وہی نبی ہوگا۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ نبوت براہ راست خدا سے ملتی ہے۔ جس کا تزکیہ کسی انسان کی پیروی سے ہوا ہے۔ اس میں چونکہ اکتساب کا رنگ آگیا ہے۔ اس لیے اسے نبی نہیں کہہ سکتے۔ تمام انبیاء علیہم السلام انہی معنوں میں نبی کہلاتے ہیں کہ وہ خدا اور مخلوق کے درمیان واسطہ تھے۔ ان کو خدائے تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے کامل کیا۔ اور ان کو اس مقام پر کھڑا کیا کہ وہ دوسروں کی تکمیل بطور خود کریں۔ اور گو ایک نبی کے بعد معاً بھی دوسرا نبی ہو گیا ہو۔ بلکہ ایک نبی کے ساتھ بھی دوسرا ہو گیا ہو۔ مگر اس کے نبوت پانے میں اس پہلے نبی کو کوئی دخل نہ تھا۔ کیونکہ یہ ضروری تھا کہ جسے نبی بنایا جائے وہ خدا کے ہاتھ سے محض اللہ تعالیٰ کی موہبت سے تکمیل کی حالت کو پہنچا ہو۔ نہ کسی انسان کی پیروی سے۔ اور وہ سب لوگ ان کی پیروی کریں اور جس راہ پر وہ انہیں چلائے اس پر چلیں اور اس کی محبت اور توجہ اور اس کی قوت قدسی سے اور اس کی ہدایات پر عمل کر کے تزکیہ نفس کریں اور پھر اسی سے ترقی حاصل کریں۔ وہ نور جو بطور موہبت ہے وہ آفتاب کی طرح اصلی نور ہے۔ اس سے وہ سب بطور مستعار حاصل کر سکتے ہیں۔ اور جو خود بطور مستعار حاصل کرے۔ اور اس کا نور آفتاب کے نور کی طرح اصلی نہ ہو۔ بلکہ وہ خود عکس ہو۔ جیسے چاند کا نور۔ اس سے روشنی تو مل جاتی ہے مگر اس نور سے عکس کے طور پر نور پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ نبی نہیں کہلا سکتا۔

اب ہم دکھاتے ہیں۔ کہ یہی مذہب امت کا اجماعی طور پر رہا ہے۔ سب سے پہلے خود حضرت مسیح موعود کو لو۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۲ پر فرماتے ہیں:۔

اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا"۔

اور حقیقت الوحی تتمہ صفحہ ۹۹ پر تحریر فرماتے ہیں:-

حضرت مسیح موعود کا مذہب کہ تزکیہ نفس کمال انسانی ہے

"اور انتہائی کوشش انسان کی تزکیہ نفس ہے اور یہی پر تمام سلوک ختم ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے لفظوں میں یہ ایک موت ہے۔ جو تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے"۔

شاہ ولی اللہ کا مذہب کہ نبی وہی ہے۔ جو کسی امام کی اتباع کے بغیر ناقصوں کو کامل کرے

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ باب اختلاف الناس فی السعادۃ

فکذالک یختلفون فی ھذا الخلق الذی علیہ مدار سعادتھم۔ ..... ومنھم الذی رکب فیہ الخلق اجمالا وینجس منہ فلتاتہ الا انہ یحتاج فی التفصیل وتمہید الھیئات علی ما یناسب الخلق فی کثیر مما ینبغی الی امام وفیہ قولہ تعالی یکاد زیتھا یضیئی ولو لم تمسسہ نار وھم السباق ومنھم الانبیاء یتاتی لھم الخروج الی کمال ھذا الخلق واختیار ھیئات مناسبۃ لہ وکیفیۃ تحصیل الغایت منہ وابقاء الحاضر واتمام الناقص من غیر امام ولا دعوۃ فیلتظم من جریانھم فی مقتضی جبلتھم سنن یتذکرھا الناس ویتخذونھا دستورا۔

یعنی اسی طرح لوگوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ اس خلقی حالت میں جس پر انکی سعادت کا مدار ہے۔ .... اور بعض لوگوں میں اجمالی طور پر خلق کی حالت موجود ہوتی ہے اُن سے اس خلق کے اثر ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن وہ محتاج ہوتے ہیں کسی امام کے تفصیل میں اور اس خلق کے مناسب اکثر حالتوں کے درست کرنے میں اور انہی کے مطابق ہے۔ اللہ تعالےٰ کا قول یکاد زیتھا یضیئی ولو لم تمسسہ نار۔ یعنی قریب ہے کہ اس کا تیل جل اٹھے۔ گو اسے آگ بھی نہ چھوئے۔ اُن لوگوں کو سابق کہتے ہیں۔ اور لوگوں میں ایک طبقہ انبیاء کا ہے۔ وہ اس خلق کے کمالات کو مرتبہ فعلیہ میں لا سکتے ہیں۔ اس کی مناسب حالتوں کو اختیار کرتے ہیں۔ اس خلق کے حصہ میں جو چیز کم ہو اُس کے حاصل کرنے کی

حضرت مسیح موعود کا مذہب کہ معرفت الٰہی صرف نبیوں کی معرفت ملتی ہے

پس سوال یہ ہے کہ مسیح نے روحانی کمالات کے حاصل کرنے کے لئے کون سا فائدہ دیا۔ انسان خدا تعالےٰ تک پہنچنے کے لئے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ اوّل بدی سے پرہیز کرنا۔ دوم نیکی کے اعمال کو حاصل کرنا۔ اور محض بدی کو چھوڑنا کوئی ہنر نہیں ہے۔ پس اصل بات یہ ہے۔ کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے۔ یہ دونوں قوتیں اُس کی فطرت کے اندر موجود ہیں ایک طرف تو جذبات نفسانی اُس کو گناہ کی طرف مائل کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف محبت الٰہی کی آگ جو اُس کی فطرت کے اندر مخفی ہے۔ وہ اس گناہ کے خس وخاشاک کو اس طرح پر جلا دیتی ہے۔ جیسا کہ ظاہری آگ ظاہری خس وخاشاک کو جلاتی ہے۔ مگر اس روحانی آگ کا برافروختہ ہونا جو گناہوں کو جلاتی ہے معرفت الٰہی پر موقوف ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز کی محبت اور عشق اُس کی معرفت سے وابستہ ہے۔ جس چیز کے حسن اور خوبی کا تمہیں علم نہیں تم اس پر عاشق نہیں ہو سکتے۔ پس خدائے عزوجل کی خوبی اور حُسن وجمال کی معرفت اُس کی محبت پیدا کرتی ہے۔ اور محبت کی آگ سے گناہ جلتے ہیں۔ مگر سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے۔ کہ وہ معرفت عام لوگوں کو نبیوں کی معرفت ملتی ہے۔ اور اُن کی روشنی سے وہ روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اور جو کچھ اُن کو دیا گیا ہے وہ اُن کی پیروی سے سب کچھ پالیتے ہیں۔"

نوٹ: اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک انسانوں کو خدا تک پہنچانے کا ذریعہ یا خدا اور مخلوق کے درمیان واسطہ اور انسان کو اُس کے کمال تک پہنچانے والی قوم صرف انبیاء علیہم السلام ہوئی ہے۔ اور کہ انبیاء کے پیرو اُن کی پیروی سے یعنی اکتساباً اس کمال کو حاصل کر لیتے ہیں۔ جو نبیوں کو پہلے سے حاصل ہوتا ہے۔ گویا نبی کی مثال سورج کی ہے۔ اور پیرو کی مثال جو کمال حاصل کرے چاند یا سیارہ کی سی ہے جو اس کے گرد پھرتا اور اُس کے نور سے نور حاصل کرتا ہے۔ اُس کا نور اصلی نہیں ہوتا۔ بلکہ بطور استعار لیا ہوا ہوتا ہے۔ پھر حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ ۹۸ پر فرماتے ہیں:-

حضرت مسیح موعود کا مذہب کہ اسرائیلی انبیاء کی نبوت اکتساب یعنی حضرت موسیٰ کی پیروی سے نہ تھی

"اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے۔ مگر انکی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسیٰ کی پیروی کا

پستی سے کمال کے اوج کی طرف منتقل کردیں اور یہ انبیاء علیہم السلام ہیں ۔

امام غزالی کا مذہب کہ نبوت اکتسابی نہیں محض عطائے الٰہی ہے

اور ایسا ہی امام غزالی معارج القدس میں نبوت و رسالت کی بحث میں فرماتے ہیں :- بیان ان الرسالۃ خطوۃ مکتسبۃ ام اثرۃ ربانیۃ فنقول اعلم ان الرسالۃ اثرۃ علویۃ وخطوۃ ربانیۃ وعطیۃ الٰہیۃ لا یکتسب بجھد ولا ینال بکسب اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ ترجمہ۔ اس بیان میں کہ آیا رسالت کوئی اکتسابی امر ہے یا ربانی تحفہ سو ہم کہتے ہیں کہ یہ جان لو کہ رسالت ایک علوی اثر ہے اور ایک ربانی امر اور ایک الٰہی عطیہ ہے۔ نہ تو یہ کوشش سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ کسب سے پایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

امام غزالی کا مذہب کہ خدا کا امر مخلوق کو پہنچانے کے لیے نبی واسطہ ہے۔

ایسا ہی دوسری جگہ اس کتاب میں امام غزالی فرماتے ہیں :- النبی متوسط الامر کما ان الملک متوسط الخلق والامر ..... وکما اوحی فی کل سماء امرھا بواسطۃ ملک کذلک اوحی فی کل زمان امرہ بواسطۃ نبی فذلک ھو التقدیر وھذا ھو التکلیف - یعنی - نبی اللہ تعالیٰ کا امر پہنچانے میں واسطہ ہوتا ہے - جیسے ملک یعنی فرشتہ خلق اور امر میں واسطہ ہوتا ہے ..... اور جس طرح ملک کی وساطت سے ہر آسمان میں اس کے امر کی وحی کی - اسی طرح ایک نبی کی وساطت سے ہر زمانہ میں اپنے امر کی وحی کی - پس وہ پہلی وحی تقدیر ہے اور یہ دوسری تکلیف ۔

نبی کے لیے دو شرائط - (۱) تکمیل نفوس انسانی کے لیے منجانب اللہ ہدایت لائے (۲) اکتساب اور تعلیم یا کسی کی پیروی کا اس میں دخل نہ ہو ۔

اس سارے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ نبوت کی اصل غرض ہے کسی ہدایت کا لانا۔ جو کہ تکمیل نفوس انسانی یا تزکیہ نفوس کیا جائے - نبی خالق اور مخلوق کے درمیان بطور واسطہ ہوتا ہے اس کا کمال محض موہبت الٰہی سے ہوتا ہے - دوسرے سب لوگوں کا کمال نبی کی پیروی سے یعنی اکتسابی ہوتا ہے - وہ براہ راست خدا سے پاتا ہے - دوسرے لوگ اس کے نور سے نور حاصل کرتے ہیں - اور جو کچھ پاتے ہیں اس کی پیروی سے پاتے ہیں - نبی کسی کی پیروی سے نہیں پاتے - جو پیروی سے پاتے ہیں - وہ حقیقت میں نبی نہیں - اور ان جملہ نتائج پر

اور جو موجود ہو اُس کے باقی رکھنے کی کیفیت کو اختیار کرتے ہیں۔ اور بغیر کسی امام اور کسی کی دعوت کے وہ نافس کو پورا کرتے ہیں۔ اور بمقتضائے فطرت جیسا جیسا کہ عمل کرتے رہتے ہیں ان کے اس عمل درآمد سے ایسے قانون منتظم طور پر مرتب ہو جاتے ہیں۔ جو لوگوں میں یادگار رہتے ہیں۔ اُن کو لوگ اپنا دستور العمل کر لیتے ہیں ؎

اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء وہی ہیں جن کی فطرت میں ہی اللہ تعالیٰ نے کمال رکھ دیا ہے۔ اور اس لیے وہ کسی امام کسی پیشرو کسی ہادی کے محتاج نہیں ہوتے

امام ابن حزم کا مذہب۔ کہ نبوت وہی ہے جو بلا اکتساب حاصل ہو اور اس میں درجہ بدرجہ ترقی نہیں ہوتی (برخلاف اکتساب کے)

امام ابن حزم ملل و نحل میں فرماتے ہیں :-

فصح ان النبوۃ فی الامکان وھی بعثۃ قوم قد خصھم اللہ تعالیٰ بالفضیلۃ لا بعلۃ الا ان شاء ذلک فعلمھم اللہ العلم بدون تعلم ولا تنقل فی مراتبہ ولا طلب له ومن ھذا الباب مایراہ احدنا فی الرؤیا فیخرج صحیحا۔ ترجمہ:- پس یہ صحیح ہے کہ نبوت امکان میں ہے۔ اور نبوت ایک گروہ کا مبعوث کرنا ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے فضیلت کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے۔ نہ کسی وجہ سے بلکہ اس لیے کہ وہ ایسا چاہتا ہے سو اللہ تعالےٰ اُن کو علم سکھاتا ہے۔ بغیر تعلم کے یعنی سیکھنے کے اور بغیر درجہ بدرجہ ترقی کرنے کے اور بغیر اُس کی تلاش کے اور اسی قسم سے وہ رؤیا ہے جو ہم میں سے ایک دیکھتا ہے تو وہ سچ نکل آتا ہے۔

اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت میں شرط ہے کہ بلا تعلم سیکھے جس کو بالفاظ دیگر براہ راست حاصل کرنا یا موہبت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

امام رازی کا مذہب کہ انبیاء خود کامل ہوتے اور ناقصوں کو کامل کرتے ہیں

امام رازی مطالب عالیہ میں کل انسانوں کو تین قسم پر منقسم کرتے ہیں۔ جن میں سے قسم ثالث میں انبیاء ہیں جن کے متعلق لکھتے ہیں الذین یکونون کاملین فی ھذین المقامین ویقدرون ایضًا علی معالجۃ الناقصین ویمکنھم السعی فی نقل الناقصین من حضیض النقصان الی اوج الکمال وھؤلاء ھم الانبیاء علیھم السلام۔ یعنی وہ جو ان دونوں مقاموں یعنی معرفت اور اعمال میں کامل ہوتے ہیں۔ اور وہ ناقصوں کے علاج کی بھی طاقت رکھتے ہیں۔ اور ان کو سعی اس بات پر قادر کرتی ہے۔ کہ ناقصوں کو نقصان کی

؎ حضرت مسیح موعود کا الہام ہے۔ کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم۔ یعنی آپ نے سکھانے سے سیکھا ہے

باب دوم

نبوّت ورسالت کی وحی

اور

اُس کے امتیازی نشان

*

وحی کیا ہے پہلے باب میں میں دکھا چکا ہوں کہ نبی ورسول درحقیقت خالق اور مخلوق اور دنیا ایک واسطہ ہے اور چونکہ نبوت ورسالت کی اصل غرض تزکیہ نفوس انسانی یا تکمیل نفوس انسانی ہے اس باب میں میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ رسالت ونبوت کی موہبت بھی ایک ایسے ممتاز طریقے پر ملتی ہے جس میں نبی اور غیر نبی کے اندر ایک فرق بیّن نظر آجاتا ہے۔ چونکہ نبوت ورسالت کی اصل غرض منجانب اللہ کسی ہدایت کو بندوں تک پہنچانا ہے۔ تو اس کا مطلب بالفاظ دیگر یہ ہوا کہ نبی پاوہ پہلا اللہ تعالیٰ سے ایک ہدایت حاصل کرتا ہے اور وہاں سے حاصل کرکے دوسرے انسانوں تک پہنچاتا ہے۔ اب جہاں تک دوسرے تک پہنچانے کا سوال ہے وہ تو ایک سیدھی بات ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص ان ذرائع سے واقف ہے جن سے ایک انسان اپنی بات دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ ساری بحث اس امر پر آرہتی ہے۔ کہ نبی خود اللہ تعالیٰ سے کس طرح ایک ہدایت کو حاصل کرتا ہے۔ نبی ایک انسان ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات غیب الغیب اور وراء الوراء ہے۔ پھر اُس تک کس طرح انسان کی رسائی ہو۔ اور کس طرح بعض ہدایات کو اُس سے حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ جس طریق پر اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے اس کا نام دنیا کی مقدس تاریخ میں وحی یا الہام رکھا گیا ہے۔ اور یہی لفظ قرآن کریم نے بھی اختیار فرمایا ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد یعنی کہدو کہ میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پس یہاں عام بشر میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں یہ فرق بتایا ہے کہ آپ کو وحی ہوتی ہے۔ گویا وحی ایک چیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انسانوں سے

قرآن کریم کی شہادت۔ حدیث کی شہادت۔ اقوال ائمہ۔ حضرت مسیح موعود کی تحریریں شاہد ہیں
پس نبوت کی اصل غرض و غایت پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ اصطلاح شرعی
میں جس پر قرآن کریم۔ حدیث اور ساری امت اسلامی متفق ہے (اور یاد رہے کہ امت اسلامی
سے مراد عوام الناس اور جُہلا نہیں۔ بلکہ ایسا کہنا بڑی جرأت اور بے باکی ہے اور خود مسیح موعود
بھی اسی اُمت اسلامی میں داخل ہیں) نبی حقیقتاً وہی کہلا سکتا ہے جس میں یہ دو شرطیں پائی
جائیں۔ اوّل یہ کہ وہ انسانوں کی تکمیل اور ہدایت کے لیئے منجانب اللہ کوئی ہدایت لائے۔ دوسرے
یہ کہ اُس کی اپنی تکمیل اور ہدایت موہبت الٰہی کا نتیجہ ہو۔ نہ اکتساب یعنی کسی کی پیروی کا۔
جس میں یہ دونوں باتیں نہ پائی جاتی ہوں۔ اس پر حقیقتاً نبی کے لفظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔
ہاں مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کسی لفظ کا استعمال ہونا دوسری بات ہے۔ یا محض لغوی
وسعت کے لحاظ سے کسی کا کوئی نام پا جانا دیگر شے ہے۔ جس پر بحث آگے ہوگی۔ مگر ان دو
نتائج سے کسی طرح گریز نہیں ہو سکتا۔ کہ جو تکمیل انسانی کے لیئے ہدایت نہیں لاتا وہ نبی نہیں
اور نبی صرف براہ راست بطور موہبت اور بدون اکتساب بدون تعلم محض تعلیم الٰہی سے اور
صرف عطائے خداوندی سے کمال پاتا ہے۔ اکتساب و تعلم اور نبوت حقیقی ایک جگہ جمع نہیں
ہو سکتے۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا الرحمٰن علم القرآن
رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ اب رحمٰن وہ ذات ہے جو بدون استحقاق عطا فرماتی ہے پس نبی کریم صلے
اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا سکھانا بطور موہبت ہوا۔ اب اس میں صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
ہی مخصوص رہیں گے۔ دوسرے لوگ بھی آپ کی اتباع کامل سے قرآن کے حقائق اللہ تعالیٰ سے سیکھتے
ہیں۔ مگر ان کے لیئے شرط ہے کہ وہ پہلے اکتساب کریں اور الذین جاھدوا فینا کے ماتحت
عمل کریں تو اللہ تعالےٰ لنھدینّھم سبلنا پر ان کی ہدایت فرماتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے۔ کہ
حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ گو یہ سچ ہو مگر یہ تعلیم بھی محض ظاہری
طور پر پڑھنے کا ہی نام ہوگا۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ویعلمہ الکتٰب
والحکمۃ والتورٰۃ والانجیل۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ توریت کی تعلیم بھی محض
اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح کو دی گئی۔ گویا یہ بھی موہبت کا رنگ تھا۔

عمل کرنے کا حکم بھی ہوتا ہے۔ اور وہ عمل کر بھی لیتا ہے۔ مگر تاہم وہ نبی نہیں کہلاتا۔

اللہ تعالیٰ انسان کیساتھ کس کس طرح کلام کرتا ہے

پس یہ دیکھنا ضروری ہوا کہ آیا نبی اور غیر نبی کی وحی میں قرآن کریم نے کوئی امتیاز بتایا ہے۔ اس کے لیے جب اس آیت پر غور کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ وہ اپنے بندوں سے کلام کرنا چاہے تو کس کس طریق پر اس کا کلام ہوتا ہے۔ وہاں ایک تصریح کر دی ہے۔ کہ تین طرح سے ہی اللہ تعالیٰ اپنے حقیقی منشا سے اپنے بندوں کو آگاہ کرتا یا اُن سے کلام فرماتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء۔ یعنی کسی بشر کے لیے یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اللہ اس کو کلام کرے۔ سوائے اس کے کہ وحی یعنی اشارہ کے طور پر یا پردے کے پیچھے سے یا اپنے رسول کو بھیجے پس اپنے حکم سے جو چاہے وحی کرے۔ مفسرین اور علماء نے ان تینوں کی مختلف توجیہات کی ہیں۔ چونکہ ہماری خاص غرض صرف قسم سوئم کی وحی ہے۔ اس لیے باقی دو پر بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔ چونکہ وحی کا لفظ اصل میں اشارہ سریعہ کے لیے آتا ہے اس لیے الا وحیا میں جو لفظ وحی آیا ہے وہاں مراد رؤیا ہے۔ کیونکہ رؤیا بھی تعبیر طلب ہوتا ہے اور اس میں کلام اشارہ کے طور پر ہوتا ہے کشف بھی رؤیا کی ایک لطیف صورت ہے کہ اس میں حواس اس طرح پر معطل نہیں ہوتے۔ جیسے نیند کی حالت میں۔ ایسا ہی وحی خفی یا وحی غیر متلو بھی اس کے اندر شامل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وحی خفی میں کلام صراحت سے نہیں۔ بلکہ اشارہ کے طور پر یا دل میں ایک امر ڈال کر ہوتا ہے۔ جیسے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ان روح القدس نفث فی روعی۔ دوسری صورت کلام کی من وراء حجاب فرمائی۔ اس میں ایک تو مکاشفہ کی صورت بھی داخل ہو سکتی ہے۔ یا وہ صورت جس میں تمثل کے طور پر کوئی چیز سامنے آجائے یا لکھا ہوا کاغذ یا آواز ہو یا زبان پر لفظ جاری ہو جاویں مگر ان تمام صورتوں میں ملک یعنی جبرئیل کسی معین صورت میں کسی وحی کو لے کر نہیں آتا۔ بلکہ اس کا ذکر تیسری قسم میں ہے۔ جہاں فرمایا او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء یہ وہ صورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص رسول یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنا کلام دیکر بھیجتا ہے کہ تا وہ اس کو اس کے رسول پر پڑھے۔ یہ نبی کی وہ وحی متلو ہے۔ جو جبرئیل حفاظت ملائکہ میں لے کر رسول پر نازل ہوتا ہے اور یہی وحی اعلیٰ قسم کی یا وحی اکبر ہے۔ جو تمام قسم کی وحیوں

ممتاز کرنے والی ہے۔ اور اسی وحی کے ذریعہ سے ہی آپ پر منشائے الٰہی کا اظہار کیا گیا۔ جیسے
فرمایا ان اتبع الا ما یوحیٰ الی۔ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے

وحی کی مختلف اقسام

اب جب ہم قرآن کریم کو غور سے پڑھتے ہیں۔ تو وحی کا کوئی امتیازی نشان
معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ایک جگہ تو زمین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ بان ربک اوحیٰ لہا۔ گویا
تیرے رب نے اس کو وحی کی تو اس طرح پر ایک بے جان چیز کی طرف بھی خدا کی وحی ہو سکتی ہے۔
دوسری جگہ حیوانات میں سے ایک نہایت چھوٹے سے حیوان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا واوحیٰ
ربک الی النحل یعنی تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی اور آگے یہ بھی بتایا کہ وہ وحی یہ
تھی کہ تو اس طرح گھر بنا اور اس طرح اپنے رب کی راہوں پر چل۔ اور پھر آسمان کے متعلق فرمایا
واوحیٰ فی کل سماء امرھا یعنی ہر ایک آسمان میں اس کے امر کی وحی کی۔ اور پھر ملائکہ کے
متعلق فرمایا اذ یوحی ربک الی الملٰئکۃ انی معکم تیرا رب فرشتوں کو وحی کرتا تھا کہ
میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تو یہ چار قسم کی وحی تو غیر انسان کے لئے ہے۔ مگر خود انسانوں میں غیر نبی
کو بھی وحی کا ہونا لکھا ہے اور نبی کو بھی۔ غیر نبی کی وحی کی دو مثالیں بالصراحت قرآن کریم میں
موجود ہیں۔ اوّل حضرت موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کا ذکر یا بیان فرمایا واوحینا الی ام موسیٰ
ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ
الیک وجاعلوہ من المرسلین۔ یعنی ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی کہ اس کو دودھ
پلا۔ پھر جب اس کے متعلق خوف ہو تو اس کو دریا میں ڈال دے اور نہ خوف کر اور نہ غم کر ہم ضرور
اُسے تیری طرف لوٹا دیں گے۔ اور اسے مرسلوں میں سے بنائیں گے (القصص ع ۱)۔ اور ایسا ہی
فرمایا اذ اوحیت الی الحواریین ان اٰمنوا بی وبرسولی۔ یعنی جب میں نے حواریوں
کی طرف وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہاں دونوں جگہ انسانوں کی طرف وحی
کا ذکر ہے۔ اور باوجود وحی پا لینے کے بلکہ یقینی اور قطعی وحی پانے کے وہ نبی نہ تھے نہ ہی حضرت
موسیٰ کی ماں نبی تھیں اور نہ ہی حواری نبی تھے۔ اور اگر وحی کے لفظ کو چھوڑ دیں تو ذوالقرنین
مریم۔ لقمان کے ساتھ بھی کلام کا ذکر ہے۔ پس اگر زمین کی وحی کو زبان حال سے اور آسمان کی
وحی کو تقدیر سے اور شہد کی مکھی کی وحی کو فطرت سے بھی تعبیر کر لیا جائے تاہم انسانوں میں
نبیوں اور غیر نبیوں دونوں کی وحی موجود ہے۔ پس یہ کسی طرح قابل تسلیم نہیں کہ محض وحی
سے انسان نبی بن جاتا ہے۔ ایک شخص کو قطعی اور یقینی وحی بھی ہوتی ہے اور اس پر اس کو

حضرت جبرئیل امین کے ذریعہ نازل ہوتی ہے۔ دوسری دو اقسام میں سے ہیں ہے یا بالفاظ دیگر چونکہ یہ امر مسلّم ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بعثت سے پہلے رویائے صادقہ بھی آتے تھے اور بھی الہامی آوازیں آپ کے کان میں پہنچتی تھیں۔ جیساکہ احادیث سے دکھایا جائیگا۔ اور پھر آپ کو وحی خفی بھی دی گئی تھی۔ جیسے کہ ما ینطق عن الھوی کے ماتحت آپ کے سارے فرمان وحی الٰہی سے ہی تھے۔ مگر قرآن کریم کی وحی ایک خاص طرز کی وحی ہے جو بوسیلہ رسول کے ماتحت بذریعہ حضرت جبرئیل امین نازل ہوئی۔ اور قرآن کا ایک ایک حرف اسی طرز پر نازل ہوا۔ اور کوئی دوسری قسم کی وحی اس کتاب یعنی قرآن کریم کے اندر نہیں ہے۔ اور یہی وجہ تھی۔ جیساکہ آگے دکھایا جائے گا۔ کہ حضرت جبرئیل صرف وحی قرآنی کا دور۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر رمضان میں فرمایا کرتے تھے ●

> سب انبیاء پر حضرت جبرئیل ہی وحی لاتے تھے

اب دوسرا سوال یہاں پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیا نزول جبرئیل کی خصوصیت صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی تھی یا دیگر انبیاء کی وحی بھی اسی رنگ کی تھی۔ گو قوت اور کمال میں فرق ہو۔ اب گو یہ امر اُمت میں مسلّم ہے۔ کہ حضرت جبرئیل ہی سب انبیاء پر وحی نبوت لے کر نازل ہوتے رہے۔ اور سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے وحی کو محض انسان کے دل کے خیالات کا جو ایک ربودگی کی حالت میں پیدا ہو، نتیجہ قرار دیا ہے۔ کل اُمت اس پر متفق ہے۔ جیساکہ امام رازی انہ لقول رسول کریم کی تفسیر میں حضرت جبرئیل کے متعلق فرماتے ہیں انه رسول ولا شك انه رسول اللّٰه الی الانبیاء فهو رسول وجمیع الانبیاء امته۔ وہ یعنی جبرئیل رسول ہیں۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ وہ انبیاء کی طرف رسول ہے۔ پس وہ رسول ہے اور سارے نبی اسکی اُمت ہیں۔ تاہم خود قرآن کریم بھی اس پر شاہد ہے۔ اس طرح پر کہ جیساکہ میں دکھا چکا ہوں۔ قرآنی وحی ساری کی ساری حضرت جبرئیل کے ذریعہ سے نازل ہوئی۔ اور جو کچھ جبرئیل کے ذریعہ نازل ہُوا وُہ سب قرآن کریم میں ہے۔ اب دوسری طرف اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ انا اوحینا الیك كما اوحینا الی نوح والنبین من بعده واوحینا الی ابراهیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وعیسےٰ وایوب ویونس وهرون وسلیمٰن واٰتینا داؤد زبورا ورسلا قد قصصنٰهم علیك من قبل و رسلا لم نقصصهم علیك وكلم اللّٰه موسےٰ تكلیما رسلا مبشرین ومنذرین

کی غلطی کو دور کر سکتی ہے۔ کیونکہ اُس کی حفاظت کا سامان اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر فرمایا ہے چنانچہ
راغب نے اس کی تشریح میں لکھا ہے وتبلیغ جبریل فی صورۃ معینۃ دل علیہ
قولہ او یرسل رسولا فیوحی یعنی جبریل کا ایک معین صورت میں پیغام لے کر آنا اس پر
دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول او یرسل رسولا فیوحی (یا وہ بھیجتا ہے رسول پھر وہ
وحی کرتا ہے) اور یہ بھی اسی کی تشریح میں لکھا ہے۔ وذلک اما برسول مشاھد
تری ذاتہ ویسمع کلامہ کتبلیغ جبریل علیہ السلام للنبی فی صورۃ
معینۃ۔ یعنی وحی کی ایک طرز یہ ہے کہ وہ رسول کے ذریعہ سے ہو۔ جو ظاہر کیا گیا ہے جس کی
ذات دیکھی جائے اور اُس کا کلام سنا جائے۔ جیسے پیغام پہنچانا جبرئیل علیہ السلام کا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو صورت معینہ میں۔

وحی قرآنی جبرئیلی نزول سے ہوئی

اس امر پر کہ سارا قرآن ذریعہ جبرئیل کی وساطت سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
پر نازل ہوا۔ احادیث صحیحہ متواترہ کی شہادت پیش کرنے سے پیشتر قرآن
کریم کو پیش کرتا ہوں۔ فرمایا قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک
باذن اللہ۔ کہو جو شخص جبریل کا دشمن ہے۔ سو یقیناً اسی نے اُتارا اس کو تیرے دل پر اللہ
کے اذن سے۔ یعنی جبرئیل نے قرآن کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل پر اُتارا۔ اسی کے ہم
معنی وہ الفاظ ہیں جہاں فرمایا نزل بہ الروح الامین علی قلبک۔ یعنی روح
امین اُس کے یعنی قرآن کے ساتھ تیرے دل پر نازل ہوا۔ یہاں روح امین سے مراد حضرت
جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اور سورہ تکویر میں فرمایا انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ
عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین۔ یعنی یہ قرآن اُس رسول کریم کا قول
ہے۔ جو ذوالعرش کے نزدیک مرتبہ والا مطاع اور امین ہے۔ یہاں بھی رسول کریم سے
جبرئیل علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ جیسا کہ تفاسیر میں بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے یہاں رسول
کا لفظ اختیار کر کے وحی کی اُس تیسری طرز کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں فرمایا فیرسل
رسولا۔ پس یہ تینوں مقام اس امر پر قطعی شاہد ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن
کریم جبرئیل نے اُتارا۔ اور سارا قرآن کریم اس ایک ہی رنگ میں یعنی جبرئیل کے ذریعہ یا اس
تیسری طرز وحی پر (او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء) نازل ہوا۔ گویا قرآن کریم
میں جس قدر وحی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ وہ یرسل رسولا کے ماتحت کل کی کل

ایک حد فاصل ہے جو نبی اور غیر نبی کی وحی میں امتیاز قائم کرتی ہے ۔

نبی کریم کی وحی اسی رنگ کی ہے جیسے دوسرے انبیاء کی

امام بخاری علیہ السلام نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرنے کیلئے جب یہ باب اپنی کتاب کے ابتداء میں باندھا۔ کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کس طرح شروع ہوئی۔ تو معاً ساتھ ہی قرآن کریم کی جس آیت کو بطور شہادت لائے کہ وہ وحی کس قسم کی تھی۔ وہ یہی آیت قرآنی ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں وقول اللہ عزوجل۔ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ۔ یعنی تمہاری طرف ہم نے اسی طرح وحی کی جس طرح نوح اور اس کے بعد نبیوں کی طرف وحی کی تھی۔ امام بخاری نے باب کے عنوان میں اس آیت کو ساتھ رکھ کر یہ بتا دیا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ خاص وحی جس کا وہ ذکر کرنا چاہتے ہیں یعنی قرآن کریم کی وحی وہ اسی رنگ کی وحی ہے جیسے سب انبیاء کو ہوتی رہی۔ اور اس طرح پر آپ نے گویا اپنی کتاب کی ابتداء میں ہی نبی اور غیر نبی کی وحی میں ایک حد فاصل مقرر کر دی ہے۔ اور انبیاء کی وحی کو ایک قسم قرار دیا ہے ۔

آنحضرت کی وحی قبل از بعثت

احادیث اگرچہ اس بارے میں بہت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی وحی کو حضرت جبرئیل ہی لے کر نازل ہوتے تھے لیکن ہم صرف صحیح بخاری اور مسلم کی چند احادیث پر اکتفا کرتے ہیں۔ سب سے پہلے قابل ذکر امر جو درحقیقت وحی نبوت کا فیصلہ کرتی ہے۔ حضرت عائشہ والی وہ طویل حدیث ہے۔ جو متفق علیہ ہے۔ اور جو اس طرح پر شروع ہوتی ہے۔ اوّل ما بدئ بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لا یریٰ رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح۔ یعنی سب سے پہلے جو وحی کی قسم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابتداء کی گئی وہ رؤیائے صادقہ تھیں۔ جو آپ حالت خواب میں دیکھتے تھے۔ پس آپ کوئی رؤیا نہ دیکھتے تھے۔ مگر اس کی صداقت اس طرح پر روشن ہوتی تھی۔ جیسے صبح کی روشنی نمودار ہوتی ہے۔ یہاں ان سچی خوابوں کو بھی حضرت عائشہ صدیقہ نے وحی ہی کہا ہے۔ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم قبل از بعثت دیکھتے تھے۔ لیکن گو وہ وحی تھی۔ مگر وہ وحی نبوت نہ تھی جو دنیا کے لیے ہدایت

لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل۔ ترجمہ:۔ بے شک ہم نے تیری طرف
وحی کی۔ اُسی طرح جس طرح وحی کی نوح کی طرف اور اس کے بعد نبیوں کی طرف' و ہم نے
وحی کی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یعقوب کی اولاد اور عیسٰے اور ایوب
اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف اور داؤد کو ہم نے زبور دی۔ اور رسول جن کا ہم پہلے
تم پر ذکر کر چکے ہیں۔ اور رسول جن کا ذکر تجھ پر نہیں کیا۔ اور موسٰے سے اللہ نے کلام کیا کلام
کرنا۔ رسول خوشخبری دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے۔ تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لیئے اللہ
پر کوئی حجت نہ رہے (النساء۔ ۱۶۳ و ۱۶۴) اب اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی کو اس رنگ کی اور اسی طرز کی وحی قرار دیا ہے۔ جیسے
حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی وحی کہ جو نوح کے بعد آئے چونکہ قرآن کریم میں
غیر نبیوں کی وحی کا بھی ذکر تھا۔ جیساکہ فرمایا واوحینا الی ام موسٰے۔ یا۔ واذ اوحیت
الی الحواریین یعنی موسے کی ماں کو بھی ہم نے وحی کی تھی۔ اور حواریوں کو بھی وحی کی تھی
تو پس خالی وحی کا لفظ نبی اور غیر نبی میں کوئی فرق نہ کر سکتا تھا۔ مگر یہاں پر یہ تخصیص فرما کر
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی اس قسم کی ہے۔ جیسے نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء
کی وحی جو اُن کے بعد ہوئے۔ اور پھر ان بعد والوں میں کسی غیر نبی کا نام بھی نہیں لیا۔ البتہ
نبیوں میں جو لوگوں نے تشریعی اور غیر تشریعی کی تقسیم کی ہے۔ اِس تقسیم کو یہاں بھی تسلیم نہیں
کیا۔ کیونکہ جب انبیاء کی وحی کو ایک قسم کا فرمایا۔ جیسے وحی حضرت نوح کی ہے ویسے ہی حضرت
ابراہیم کی ویسے ہی حضرت موسٰے کی ویسے ہی داؤد اور عیسٰے کی۔ ویسے ہی ہارون اور
سلیمان کی اور یونس کی صلوات اللہ وسلام علیھم اجمعین۔ ہاں یہ فرما دیا کہ
سب رسولوں کا ذکر بھی ہم نے نہیں کیا۔ بعض کا ذکر کر دیا ہے بعض کا نہیں کیا۔ پس
اِس طرح پر یہ بتایا۔ کہ سب نبیوں کی وحی ایک قسم کی تھی۔ اور چونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی وحی کے متعلق قرآن کریم میں تخصیص فرما دی کہ وہ وُہ وحی ہے جو بذریعہ ملک
رسول جبرئیل علیہ السلام اتاری گئی۔ پس معلوم ہؤا۔ کہ نبی اور غیر نبی کی وحی میں یہ فرق
ہے۔ کہ غیر نبی پر وحی جبرئیل علیہ السلام لے کر نہیں آتے۔ اور نبی کی وُہ وحی متلو جو اُسکی
کتاب کہلاتی ہے۔ جو بطور اصل کے لوگوں کی ہدائیت کے لیئے اس پر نازل ہوتی ہے وہ
صرف وہی وحی ہوتی ہے۔ جو بذریعہ جبرئیل علیہ السلام اس پر اتاری جاتی ہے پس یہی

لاتی ہے۔ اس لیے باوجود اس وحی کے آپ ابھی مقام نبوت پر کھڑے نہ ہوئے تھے۔ نہ یہ وحی قرآن کریم کا حصہ ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچّی وحی بھی ایک قسم کی نہ تھی۔ اور جس وحی کا نام کتاب اور ہدایت ہے وہ خاص وحی تھی اور خاص طرز پر آتی تھی۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ آپ نے باوجود یہ وحی۔ رویائے صادقہ کی صورت میں پانے کے جو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک لمبے عرصہ تک جاری رہی نہ اپنے آپ کو مقام نبوت پر کھڑا ہوا سمجھا۔ نہ مامور سمجھا نہ اس وحی کے کسی حصہ نے قرآن کریم میں دخل پایا۔ ایسا ہی ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کے بعد اور قبل از بعثت آپ حالت بیداری میں روشنی دیکھتے تھے۔ اور آواز سنتے تھے۔ اور پتھر آپ پر سلام کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی مکاشفات اور الہامات تھے۔ مگر ان الہامات نے بھی قرآن میں دخل پایا نہ ان کی بنا پر آپ اپنے آپ کو نبی اور مامور سمجھتے تھے۔

وحی نبوت کا انقلاب عظیم پھر اس کے بعد حضرت عائشہ حدیث مذکور میں فرماتی ہیں کہ پھر آپ خلوت کو بہت پسند کرنے لگے۔ اور غار حرا میں عبادت الٰہی کے لیئے جاتے اور کئی کئی رات وہاں رہتے۔ پھر گھر واپس آتے۔ پھر کچھ دنوں کا سامان خوراک وغیرہ ساتھ لے کر وہیں تشریف لے جاتے۔ اور آپ اس طرح پر کرتے رہے۔ حتی جاءہ الحق وھو فی غار حراء فجاءہ الملک فقال اقرأ۔ یہاں تک کہ آپ پر وحی آپہنچی اور اس وقت آپ غار حرا میں تھے۔ پس فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا پڑھ۔ یہاں اس وحی نبوت کو دوسری سے ممتاز کرنے کے لیئے الحق کے نام سے ممتاز کیا۔ اور یہ وہ وحی ہے جو جبرئیل لاتے ہیں۔ جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ فرشتہ آیا۔ یہی اقرأ والی وحی ہے جو بالاتفاق سب سے پہلی وحی ہے۔ صرف ایک حدیث میں ہے۔ کہ یاایھا المدثر پہلی وحی ہے۔ مگر وہاں معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی راوی کو غلطی لگی ہے۔ کیونکہ یاایھا المدثر فترۃ الوحی کے بعد کی پہلی وحی ہے۔ اور ویسے پہلی وحی بالاتفاق اقرء باسم ربک الذی خلق ہی ہے۔ اور یہی وہ وحی ہے جو حضرت جبرئیل سب سے پہلے لائے ہیں۔ اسی کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے آپکو رویا بھی آتے تھے الہام بھی ہوتے تھے۔ مگر اس وحی کے آنے پر آپ کی طبیعت پر ایک

ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوگا۔ غرض گو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی پہلے بھی ہوتی تھی۔ مگر ایک ہی جبرئیلی پیغام نے اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ آپ اصلاح خلق کے لیے کھڑے کیے جاتے ہیں۔ اور مقام نبوت پر آپ کو ہو گیا تا آپ۔ پس اس حدیث سے بھی اس قطعی اور یقینی نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ نبوت کے مقام پر کھڑا ہونے کے لیے جبرئیل کا وحی لانا ضروری ہے۔ اور جب جبرئیل اللہ کی وحی کو لائے گا۔ وہ مقام نبوت پر سرفراز ہوگا۔ اسے کھڑا ہو جائے گا۔ جس دن جبرئیل اس پر وحی لایا۔ اور جبرئیل کو وحی لانا ایک بہت بڑا اور ممتاز امر ہے کہ نبی سب سے بڑھ کر اس بات کو محسوس کرتا ہے۔ اور وہ اس کی زندگی میں ایک عظیم الشان انقلاب کا دن ہوتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم رویائے صادقہ پیشتر بھی پاتے تھے۔ مگر ایک ہی جبرئیلی وحی نے آپ کی زندگی کو سارا منقلب ہی کر دیا۔

پھر ایک اور حدیث جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل ہی آپ پر قرآنی وحی لاتے تھے۔ اور کہ قرآنی وحی کے سوائے وحی کے رنگ میں جبرئیل ورجہ نبوت لانے والا کی حدیث ہے جو صحیح بخاری میں ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس وکان اجود ما یکون فی رمضان حین یلقاہ جبرئیل وکان یلقاہ فی کل لیلۃ من رمضان فیدارسہ القرآن۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے۔ اور رمضان میں جب جبرئیل آپ سے ملتے۔ آپ بہت ہی سخی ہو جاتے تھے۔ اور جبرئیل رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملتے تھے۔ اور قرآن کا دور آپ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

انبیاء کی وحی میں جبرئیل کا خاص دخل

اس مقام پر ہمیں اس بات میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ کہ وحی جبرئیل کی جب جبرئیل آپ پر وحی لے کر نازل ہوتے کیا کیفیت تھی۔ اور آیا وہ بھیجے گئے رویا اور وحی خفی وغیرہ کس قسم کی جبرئیلی تاثیرات سے تھے۔ اور جو وحی جو وہ اللہ پاتے ہیں وہ کس قسم کی جبرئیلی تاثیرات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یہ ایک علمی بحث ہے۔ مگر اس میں کسی کو شبہ نہیں۔ اور ساری اُمّت کا اس پر اتفاق ہے۔ اور قرآن اور حدیث بھی اس کے موید ہیں۔ کہ انبیاء علیہم السلام پر جبرئیل کا وحی لانا۔ جو وحی نبوت کہلاتی ہے۔ وہ ایک خاص نزول ہے جس میں کوئی غیر نبی شریک نہیں ہو سکتا۔ اور وہ

قلت یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت۔
میں نے کہا اے لوگو میں تم کل کے کل کی طرف رسول ہوں۔ مگر تم نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے۔ اور ابوبکر نے کہا تو سچا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ حدیث حضرت ابوبکر کے اوّل مومن ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور چونکہ حضرت ابوبکر نے پیغام نبوی سُن کر ایک لحہ کے لیئے بھی شک نہیں کیا اس لیئے یہ واقعہ اوائل ایّام نبوت کا ہے۔ اس وقت بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ آپ سب کی طرف مبعوث ہوئے ہیں ؎

مقام نبوت پر کھڑا ہونے کے لیئے جبرئیل کا وحی لانا ضروری ہے

پھر اسی حضرت عائشہ والی حدیث میں آگے چل کر ہے کہ حضرت خدیجہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں تو یہ باتیں سن کر ورقہ نے کہا ھذا الناموس الذی انزل اللہ علی موسیٰ یالیتنی فیھا جذعا یالیتنی اکون حیا اذ یخرجک قومک فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم او مخرجی ھم قال نعم لم یات رجل قط بمثل ماجئت بہ الا عودی وان یدرکنی یومک انصرک نصرا موزرا۔
ورقہ نے کہا یہ وہ صاحب سرملک ہے (یعنی جبرئیل) جو اللہ تعالےٰ نے موسیٰ پر اُتارا اے کاش میں اس وقت جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں۔ جب تیری قوم تجھ کو نکال دے گی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا وہ مجھے نکال دینگے؟ اسنے کہا ہاں۔ کبھی کوئی شخص اس کی مثل لے کر نہیں آیا جو آپ لائے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ضرور عداوت کی گئی ہے۔ اور اگر میں اُس دن تک جیتا رہا تو تمہاری پوری مدد کرونگا
پس اس جبرئیلی پیغام سے جس میں نبوت کے منصب کا کوئی ذکر نہ تھا۔ نہ صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی سمجھ گئے۔ کہ آپ کو کس منصب پر کھڑا کیا جاتا ہے۔ بلکہ ایک اہل کتاب میں سے بھی اس کو سمجھ گیا۔ کہ آپ پر وہی جبرئیل فرشتہ نازل ہوا ہے جو حضرت موسیٰ پر ہوا تھا۔ ورقہ کا خاص طور پر حضرت موسے علیہ السّلام کا نام لینا۔ حالانکہ وہ عیسائی تھا بتاتا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو یکساں مثیل موسے کے آنے کا انتظار تھا۔ اور ورقہ نے اس بات کو بھی سمجھ لیا۔ کہ چونکہ آپ مقام نبوت پر کھڑے کیئے گئے ہیں۔ اور نبیوں کے ساتھ یہی سنت اللہ ہے۔ کہ اُن کی ابتداء میں اس قدر مخالفت ہو۔ کہ اُن کو دُکھ دیا جائے۔ اور گھروں سے نکالا جائے۔ اور سخت ایذائیں پہنچائی جائیں۔ اِس لیئے آپ کے

ت نرالی نکلی۔ کیونکہ بخاری نے اپنی صحیح میں اور ایسا ہی ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی مسلم نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے۔ کہ نزول جبرئیل کا وحی کے ساتھ انبیاء پر وقتاً فوقتاً آسمان سے ہوتا ہے۔ (یعنی وہ تجلی جس کی ہم تصریح کر آئے ہیں)۔"

پس یہ بطریق ثابت ہے اور اس پر کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ انبیاء کی وحی میں ایک خاص نزول جبرئیل کا ہوتا ہے۔ جس کی تشریح کیفیت کو ہم تفصیل کر آئے ہیں۔ اور کسی غیر نبی یعنی امتی کی وحی میں وہ نزول نہیں ہوتا۔ اور یہ ایک امتیازی نشان ہے جس سے نبی اور امتی کی وحی میں فرق کیا جا سکتا ہے۔

مریم کی وحی وحی نبوت نہ تھی

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب غیر نبی پر نزول جبرئیل وحی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ تو حضرت مریم صدیقہ کے متعلق جو قرآن کریم میں آیا ہے۔ فارسلنا اليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا قالت انى اعوذ بالرحمٰن منك ان كنت تقيا. قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا. قالت انى يكون لى غلام ولم يمسسنى بشر ولم اك بغيا. قال كذلك قال ربك هو علىّ هين ولنجعله آية للناس ورحمة منا وكان امرا مقضيا۔ جس کا یہ ترجمہ ہے کہ ہم نے اس کی (یعنی مریم کی) طرف اپنی روح بھیجی۔ پس متمثل ہوا اس کے لیئے ایک اچھے آدمی کی شکل میں (مریم نے) کہا میں تجھ سے رحمٰن کے ساتھ پناہ مانگتی ہوں۔ اگر تو پرہیزگار ہے۔ اس نے کہا میں تیرے رب کا رسول ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں (مریم نے) کہا کس طرح ہوگا میرے لڑکا اور مجھے انسان نے چھوا نہیں اور نہ میں بدکار ہوں۔ اس نے کہا اسی طرح تیرے رب نے کہا وہ مجھ پر آسان ہے اور تاکہ ہم اسے لوگوں کے لئے ایک نشان اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ ایک امر ہے جس کا فیصلہ ہو چکا۔

اب چونکہ یہاں عام طور سے روحنا سے مراد وہی روح الامین یعنی جبرئیل علیہ السلام لیئے گئے ہیں۔ تو اس لیئے اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ مریم تو نبیہ نہ تھی۔ مگر اس پر جبرئیل نازل ہوا اور اس کے ساتھ کلام بھی کی۔ پس جبرئیل کا وحی کے ساتھ نزول انبیاء کے ساتھ خاص نہ رہا۔ غیر نبی یعنی اُمتی پر بھی جبرئیل نازل ہو سکتا ہے اور اس سے کلام کر سکتا ہے۔

اب اول تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہاں یعنی مریم کے تذکرہ میں روحنا سے کیا مراد ہے۔ اس پر روشنی ڈالنے کے لئے میں قرآن کریم کی ایک دوسری آیت نقل کرتا ہوں جس طرح پر

وحی تب نبی پر نازل ہوتی ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو اس وحی کے ذریعہ ایک خاص منصب پر مامور سمجھتا ہے۔ اور یہ وحی اس کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہر ایک وحی جبرئیلی تاثیرات سے ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ وحی و کلام الٰہی یا دنیا کی روحانی زندگی کا تعلق حضرت جبرئیل سے ہی سمجھا گیا ہے۔ مگر ان جبرئیلی تاثیرات اور وحی نبوت کے ساتھ نزول جبرئیل میں ایک بیّن تفاوت ہے۔ اور وہ بیّن امتیاز سب سے بڑھ کر ہم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ کہ آپ کو پہلے بھی رویائے صالحہ کی صورت میں وحی الٰہی پاتے تھے۔ اور بعض بشارات کا ہونا بھی پایا جاتا ہے۔ مگر جبرئیل کے ایک ہی نزول نے ایک نیا عالم آپ کے سامنے کھول دیا۔ وہ جبرئیلی نزول کیا تھا۔ گویا دنیا کی اصلاح کا ایک نقشہ مجمل رنگ میں آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ جس کی تفصیلات سے آئندہ تدریجاً آپ کو واقف کیا جاتا تھا۔ کیونکہ ہدایت اور شریعت کا نزول تدریجاً ہی ہونا ضروری تھا۔ اس جبرئیلی نزول نے آپ کو یہ بتا دیا۔ کہ آپ دنیا کی ہدایت کے لیئے مامور ہوئے ہیں۔ مگر چونکہ اس نزول کی اصل کیفیت بھی آپ کے قلب مبارک کو ہی معلوم ہو گی۔ اس لیئے ہم اس نزول کے متعلق صرف ظاہری نشانات سے ہی اس قدر بتا سکتے ہیں کہ وہ ایک خاص قسم کا نزول تھا جس کو مجدد الوقت حضرت مسیح موعود نے بھی لکھا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں کے خیالات کی تردید فرماتے ہوئے جو یہ خیال کرتے تھے کہ جبرئیل کا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک خاص معاملہ تھا۔ کہ آپ کے ساتھ تو جبرئیل بچپن سے لے کر آخر وقت تک رہا۔ آپ آئینہ کمالات اسلام میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ان مولویوں کا تو یہ اعتقاد تھا۔ کہ جبرئیل وحی لے کر آسمان سے نبیوں پر وقتاً فوقتاً نازل ہوتا تھا۔ اور تبلیغ وحی کر کے پھر بلاتوقف آسمان پر چلا جاتا تھا۔ اب مخالف اس عقیدہ کے حضرت عیسےٰ کی نسبت ایک نیا عقیدہ تراشا گیا اور وہ یہ کہ حضرت عیسےٰ کی وحی کیلئے جبرئیل آسمان پر نہیں جاتا تھا۔ بلکہ وحی خود بخود آسمان سے گر پڑتی تھی۔ اور جبرئیل ایک لحظہ بھی کے لیئے بھی حضرت عیسےٰ سے جدا نہیں ہوتا تھا۔ انھی دن آسمان کا منہ جبرئیل نے بھی دیکھا۔ جب حضرت عیسےٰ آسمان پر تشریف لے گئے ورنہ پہلے اس سے تینتیس ۳۳ برس تک برابر دن رات زمین پر رہے۔ اور ایک دم کے لیئے بھی حضرت عیسےٰ سے جدا نہیں ہوئے ...... اور تینتیس برس تک جو حضرت عیسےٰ کو وحی پہنچاتے رہے۔ اس کی طرز بھی سب انبیاء

اس میں جبرئیل وحی لے کر نازل نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ وحی کی دوسری دو اقسام میں سے کوئی قسم ہوتی ہے۔ جن کا ذکر اس آیت میں ہے جو اوپر لکھی جا چکی ہے۔ ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب۔ باقی رہا نزول جبرئیل۔ سو وہ مومنوں کی تائید کے لیئے بھی ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں بھی ہے وایدھم بروح منہ اور حدیث میں صاف لفظ آتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان کے لئے دعا کی تھی ھاجھم وجبرئیل معک یعنی کفار کی ہجو کا جواب دے۔ اور جبرئیل تیرے ساتھ ہے۔ بلکہ خود جبرئیل کا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کلام کرنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ حالانکہ وہ کلام قرآن کا جزو نہیں۔ کیونکہ وہ درحقیقت وحی کے ساتھ نزول نہیں جیسا کہ جبرئیل کا وہ سوال و جواب ہے۔ جس کا ذکر بخاری کتاب الایمان میں ہے۔ کہ ایک شخص آیا اور اس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ ایمان کیا ہے۔ پھر پوچھا کہ اسلام کیا ہے۔ پھر پوچھا کہ احسان کیا ہے۔ پھر پوچھا قیامت کب ہوگی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جواب سن کر چلا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ جبرئیل تھے۔ جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ لیکن باوجودیکہ جبرئیل آئے اور انھوں نے باتیں بھی کیں۔ مگر وہ باتیں درحقیقت وحی الہی نہ تھیں جو جبرئیل لے کر آئے ہوں۔ اسی طرح پر ایک اور حدیث میں ہے۔ جو متفق علیہ ہے۔ کہ حضرت عائشہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا احد کے دن سے کوئی زیادہ تکلیف کا دن آپ پر گذرا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ دن بڑی تکلیف کا تھا جب میں نے عبد یالیل سے بات کرنی چاہی۔ مگر اس نے میری بات کو رد کیا۔ سو میں واپس آیا۔ اور میں سخت مغموم تھا۔ پھر میں قرن ثعالب میں آکر ٹھیرا فاذا انا بسحابۃ قد اظلتنی فنظرت فاذا فیھا جبریل فنادانی فقال ان اللہ قد سمع قول قومک وما ردوا علیک وقد بعث الیک ملک الجبال لتامرہ بما شئت فیھم قال فنادانی ملک الجبال فسلم علی ثم قال یا محمد ان اللہ قد سمع قول قومک وانا ملک الجبال وقد بعثنی ربک الیک لتامرنی بامرک ان شئت ان اطبق علیھم الاخشبین فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بل ارجو ان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ وحدہ لایشرک بہ شیئا۔ یعنی میں نے ناگاہ

یہاں مریم کی طرف روحنا (ہماری روح) کے آنے کا ذکر ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح کو دوسری جگہ روح منہ کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ انما المسیح عیسے ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القٰھا الی مریم وروح منہ۔ مسیح ابن مریم صرف اللہ کے رسول ہیں۔ اور اس کی کلام جو اُس نے مریم کی طرف القا کی۔ اور اس کی طرف سے ایک رُوح۔ اب لفظ رُوح کے معنے قرآن شریف میں کلام بھی آئے ہیں۔ جیسے فرماتا ہے وکذٰلک اوحینا الیک روحا من امرنا اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے امر سے ایک رُوح وحی کی اور صاف ظاہر ہے۔ کہ رُوح سے مراد کلام ہے۔ اب حضرت مریم اور مسیح کے تذکرہ میں ایک جگہ تو ذکر ہے۔ کہ ہم نے اپنی رُوح مریم کی طرف بھیجی اور دُوسری جگہ ذکر ہے۔ کہ مسیح ہماری طرف سے ایک رُوح ہے بایں ہمہ اگر تطبیق دی جائے تو صرف ایک ہی صورت ہے۔ کہ رُوح سے مراد کلام الٰہی لی جاوے۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ کہ مریم کی طرف کلام الٰہی آئی۔ اور یہ بھی ٹھیک ہے۔ کہ مسیح منجانب اللہ ایک بشارت یا کلام تھے۔ پس اس صورت میں ارسلنا الیھا روحنا کے معنے ہونگے۔ ہم نے اپنا کلام مریم کی طرف بھیجا یعنی وحی کی۔ اور وہ کلام رویا میں ایک بشر کے رنگ میں متمثل ہوکر مریم سے ہمکلام ہوا ✤

جبرئیل کا بدون وحی الٰہی آنا یا غیر نبی پر آنا

لیکن اگر اس کو بھی تسلیم کرلیا جائے۔ کہ روحنا سے مراد حضرت جبرئیل ہی ہیں تو بھی کوئی ہرج نہیں۔ جو خصوصیت وحی نبوت کی میں نے بتائی ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ جبرئیل کا نزول مطلقاً سوائے وحی نبوت لانے کے ہوتا ہی نہیں۔ کیونکہ یہ تو ثابت ہے۔ کہ نزول جبرئیل مومنوں کی تائید کے لیئے بھی ہوتا ہے۔ اور پھر رویا میں تو اللہ تعالیٰ کو بھی انسان دیکھ لیتا ہے۔ اس لیئے جبرئیل کا دیکھنا محالات سے کیوں ہوگیا۔ اور اگر رویا میں اللہ تعالےٰ سے بھی انسان ہمکلام ہوسکتا ہے تو جبرئیل سے ہمکلام ہونا کس طرح باطل ہؤا۔ اب مریم کے تذکرہ میں حضرت جبرئیل کا آنا صاف طور پر ایک رویا یا ایک مکاشفہ ہے۔ جس میں ایک فرشتہ متمثل ہوکر آتا ہے۔ اور رویا میں ہی مریم صدیقہ سے کلام کرتا ہے۔ یہ رویا کا معاملہ ایک بالکل الگ معاملہ ہے۔ قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا۔ کہ جبرئیل کلام الٰہی لے کر مریم پر نازل ہوئے تھے۔ ہماری بحث وحی نبوت کے بارے میں صرف اس قدر ہے۔ کہ جبرئیل جب وحی الٰہی لے کر نازل ہوتے ہیں تو یہ نزول اُن کا صرف انبیاء سے مخصوص ہے۔ اور غیر نبی اور اُمتی پر جو وحی نازل ہوتی ہے

قبل از وحی نبوت جبرئیل کا آنحضرت کے ساتھ رہنا

علاوہ ازیں یہ بھی امر مسلم ہے کہ بعثت سے پہلے بھی ملائک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور درحقیقت ہر ایک نبی کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نبی کو شروع سے ایسا بناتا ہے کہ وہ ہر قسم کی برائی سے محفوظ رہے اور عصمت کے حصول کے لیے وہ اکتساب کا محتاج ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ نبی پیدا ہی نبی ہوتا ہے۔ ہاں منصب نبوت پر اس کا کھڑا کیا جانا اور دعوت خلق کے لیے مامور ہونا یہ بیشک بعد میں ہوتا ہے۔ تو یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ نیکی کے ملائک یا روح القدس جن کی نیک تاثیرات اس کے ساتھ ہوں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود اس مسئلہ کے متعلق آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۰۰ پر فرماتے ہیں:-

"بالآخر ہم چند اقوال پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلف صالح کا ہرگز یہ عقیدہ نہ تھا کہ روح القدس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بعض اوقات نازل ہوتا تھا۔ اور دوسرے اوقات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم روح القدس سے خالی اور بکلی محروم ہوتے تھے۔ از انجملہ وہ قول ہے جو شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ کے صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ملائک وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دائمی رفیق اور قرین ہیں ..... پس اسرافیل ہمیشہ اور ہر وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر گیارہ سال پورا ہونے تک یہی حال تھا۔ مگر اسرافیل بجز کلمہ دو کلمہ کے اور کوئی بات وحی کے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں نہیں ڈالتا تھا۔ ایسا ہی میکائیل بھی آنحضرت کا قرین رہا۔ پھر بعد اس کے حضرت جبرئیل کو حکم ہوا اور وہ پورے انتیس سال قبل از وحی ہر وقت قرین اور مصاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ پھر بعد اس کے وحی نبوت شروع ہوئی۔"

وحی نبوت کی مزید تصریح حدیث سے

غرض وحی نبوت ایک خاص نزول جبرئیل ہے۔ جو کلام الٰہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ کہ تا وہ کلام کسی ایسے بندے کو پہنچایا جائے جسے منصب نبوت پر کھڑا کیا گیا ہے۔ اور گو یہ امر اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے۔ کہ قرآن کریم کی ساری وحی اسی نزول جبرئیلی سے ہوئی ہے۔ مگر پھر بھی ممکن ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال گذرے کہ بخاری کی ایک حدیث میں وحی کے کسی اور طرح پر آنے کا ذکر ہے۔ عن عائشۃ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان الحارث بن ہشام سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دیکھا کہ بادل ہے جس نے مجھ پر سایہ کیا۔ سو میں نے دیکھا تو اُس میں جبرئیل تھے۔ انھوں نے مجھے پکارا اور کہا اے محمدؐ اللہ نے تیری قوم کی بات سُنی ہے۔ اور جو کچھ اُنھوں نے تجھ پر لوٹایا ہے۔ اور پہاڑوں کے فرشتے کو تیری طرف بھیجا ہے۔ تاکہ اُن کے بارہ میں تو جس طرح چاہے اُسے حکم دے۔ فرمایا پھر ملک الجبال نے مجھے پکارا۔ مجھ پر سلام کہا اور کہا۔ اے محمدؐ اللہ نے تیری قوم کی بات کو سُنا ہے۔ اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ اور تیرے رب نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے۔ کہ اگر تو چاہے تو مجھے حکم دے تا میں ان پر اخشبین (دو پہاڑوں) کو گرا دوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلکہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ان لوگوں کو پیدا کیے گا۔ جو اللہ کی عبادت کریں گے۔ اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیرائیں گے۔ (آپ کیسے رحمۃ للعالمین تھے۔ سخت سے سخت مصیبت جو آپ کو اپنی زندگی میں یاد ہے۔ ابھی اپنی قوم سے دیکھ چکے ہیں۔ اس کے نشان ابھی تازہ ہیں۔ ہم و غم سے پریشان ہیں۔ اُن کی ایذا سے بھاگتے بھاگتے بمشکل آکر دم لیا ہے۔ مگر خیال بھی اس طرف نہیں جاتا۔ کہ اس قوم پر عذاب نازل ہو۔ بلکہ جب خارجی طور پر ایک امر وقوع میں آتا ہے۔ تب بھی یہی فرماتے ہیں کہ میں نہیں چاہتا کہ یہ ہلاک ہوں۔ اُن کی پشتوں سے نیک لوگ پیدا ہونگے۔ کس قدر آپ کا ایمان تھا۔ کہ جو پیغام آپ لائے ہیں وہ ضرور دُنیا میں کامیاب ہو کر رہے گا) اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ جبرئیل نے آپ سے کلام کیا۔ بلکہ یہاں تک بھی کہا کہ خدا نے ایسا کہا ہے۔ اور گو اس میں شک نہیں کہ اس کو بھی ہم ایک قسم کی وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سمجھتے ہیں۔ مگر یہ جبرئیل کا نزول وحی الٰہی کے ساتھ نہ تھا۔ اس لیئے اس کا کوئی حصہ ہم قرآن کریم میں نہیں پاتے اسی طرح پر احادیث میں اور بہت سی مثالیں ہیں۔ حدیث معراج میں جبرئیل کا آپ کے ساتھ ہونا۔ اور آپ سے کلام کرنا ثابت ہے۔ غزوہ احزاب کے بعد جب آپ ہتھیار اُتارنے لگے ہیں تو اُس وقت جبرئیل کا آنا اور آپ کے ساتھ کلام کرنا ثابت ہے پھر بخاری کی ایک حدیث میں ہے۔ جب ایک شخص نے آپ سے چند سوالات کیئے اشراط الساعۃ کیا ہیں۔ وغیرہ تو آپ نے فرمایا اخبرنی بھن جبرئیل انفا۔ ان باتوں کی خبر ابھی جبرئیل نے مجھے دی ہے۔ مگر ان میں سے کوئی بات قرآن کریم میں مذکور نہیں پس یہ بھی وحی خفی ہے ✦

حالت میں کوئی ایسا تغیر نہ آتا تھا۔ [illegible] کی ہے۔ نہ بغیر ملک کے +

حضرت موسےٰ کی وحی بھی نزول جبرئیل سے تھی۔

اس بات کا ایک اور ثبوت [illegible] ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آیا حضرت موسےٰ کی وحی کی [illegible] سے یہ دکھایا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی کے [illegible] یہ انبیاء والی وحی ہے۔ اور وہاں بعض نبیوں کے نام لے کر بھی بتا دیا ہے۔ جن میں حضرت موسےٰ بھی شامل ہیں۔ مگر چونکہ وہاں لفظ کلم اللہ موسےٰ تکلیما بھی ہے۔ اس لئے بعض لوگ اس کے یہ معنے کر لیتے ہیں۔ کہ موسےٰ سے خدا نے خود باتیں کیں۔ یہ ایک بڑی غلط فہمی ہے۔ جو وحی الٰہی کے متعلق پیدا ہوئی ہے۔ وحی تو کہتے اُسی کو ہیں جو خدا باتیں کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی باتیں کرنا بترتیب مطابق تصدیق قرآن کریم تین ہی طرح پر ہوتا ہے یہاں تک کہ خواب کے ذریعہ کسی بات کا بتا دینا بھی اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا ہے۔ یا دل میں ڈال کر بتا دینا بھی اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا ہی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے جس قدر کام ہیں وہ بوساطت ملائکہ ہی ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ظاہری دُنیا میں بھی تمام امور بوساطت ملائکہ ہی انجام پاتے ہیں۔ تو پس اگر حضرت موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے خود کلام کیا۔ تو وہ بھی بوساطت ملائکہ ہی ہو سکتا ہے۔ ہاں مختلف قسم کی تجلیات ہیں۔ اور کلام الٰہی کی سب سے اعلےٰ تجلی وہی ہے جس کو فیرسل رسولا میں بیان فرمایا۔ اور جس طرز پر قرآن کریم کا نزول ہوا۔ کیونکہ یہ ثابت ہو چکا کہ قرآن کریم کا نزول بذریعہ جبرئیل ہی ہوا ہے۔ بس یہی اعلےٰ سے اعلےٰ صورت نزول وحی کی ہے اور حضرت موسےٰ پر اگر ذات الٰہی کی اعلےٰ تجلی ہوئی ہے۔ اور آپ کو کوئی عظیم الشان پیغام پہنچایا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم مانتے ہیں تو وہ بھی اسی طرز پر ہو سکتا ہے۔ اور اس کی کھلی کھلی شہادت حضرت عائشہ والی حدیث میں موجود ہے۔ جہاں ورقہ نے کہا ھذا الناموس الذی انزل اللہ علے موسےٰ۔ یہ وہی صاحب راز فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسےٰ پر اُتارا تھا جس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ حضرت موسےٰ پر بھی حضرت جبرئیل ہی وحی لاتے تھے۔ اور اس کی ایک خاص وجہ ہے۔ کہ کیوں اللہ تعالیٰ وحی نبوت کے لیے نزول جبرئیل کو ضروری ٹھیراتا ہے جس کا ابھی ذکر ہوگا +

فقال یارسول اللہ کیف یاتیک الوحی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس وھو اشدہ علی فیفصم عنی وقد وعیت عنہ ما قال واحیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول یعنی حضرت عائشہ صدیقہ اُم المومنین سے روایت ہے۔ کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کبھی تو مجھ کو گھنٹے کی جھنکار کی طرح آتی ہے۔ اور وُہ مجھ پر سب سے زیادہ شدید ہوتی ہے پھر اس کی مجھ سے علٰیحدگی ہو جاتی ہے۔ اور میں اس سے یاد رکھتا ہوں جو اس نے کہا۔ اور کبھی فرشتہ میرے لئے ایک مرد کی شکل میں متمثل ہوتا ہے۔ پھر وہ مجھ سے کلام کرتا ہے سو میں محفوظ رکھتا ہوں جو وہ کہتا ہے۔ اب اس حدیث سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ پہلی وحی بغیر ملک کے آتی ہے۔ بلکہ وہ بھی درحقیقت ملک کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔ صرف اُس کی کیفیت میں زیادتی شدت کا ذکر ہے یعنی بعض کیفیات میں شدت زیادہ ہوتی ہے بعض میں کم۔ اور الفاظ قد وعیت عنہ ما قال میں اس سے محفوظ کر لیتا ہوں۔ جو وہ کہتا ہے صاف بتلاتے ہیں کہ ملک یعنی جبرئیل سے یاد کر لینے کا ذکر ہے۔ اور کہنے والا ابھی وہی ملک ہے۔ درحقیقت اس حدیث کے ذکر میں حضرت عائشہ کا مطلب بھی صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس شدت کا ذکر کرتی ہیں۔ جو شدت کیفیت وحی کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محسوس کرتے تھے۔ کیونکہ حارثؓ کے سوال اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جواب کا ذکر کرنے کے بعد فرماتی ہیں ولقد رایتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقا۔ تحقیق میں نے آپ کو دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی اُترتی تھی۔ پھر جب آپ سے وہ حالت الگ ہو جاتی تھی تو آپ کی پیشانی پر پسینہ بہہ رہا ہوتا تھا۔ اور بھی روایتیں آتی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ کی حالت بالکل بدل جاتی تھی۔ ایک صحابی نے لکھا ہے کہ آپ پر اس حالت میں وحی نازل ہوئی۔ کہ آپ کی ران میری ران پر تھی تو مجھے اس قدر بوجھ معلوم ہوا کہ میری ران نیچے دبی جاتی تھی۔ غرض اس وحی نبوت کی یہ ظاہری علامات میں سے ہے کہ اس میں شدت بہت ہوتی ہے۔ لیکن وحی خفی کے وقت یا اور جبرئیل کی ملاقاتوں کے وقت جیسا کتاب الایمان والی حدیث میں صاف معلوم ہوتا ہے۔ آپکی

اس وحی کا منبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے۔"

چہارم پھر صفحہ ۵۷۷ پر:-

"ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے۔ اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں۔ تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔"

پنجم۔ اور پھر ۵۷۸ پر:-

"جس طرح یہ بات ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور اس کے ساتھ روشنی نہ ہو۔ اسی طرح ممکن نہیں کہ دنیا میں ایک رسول اصلاح خلق کے لئے آوے۔ اور اس کے ساتھ وحی الٰہی اور جبرئیل نہ ہو۔"

ایسا ہی صفحہ ۵۸۳ پر ہے:-

"اور رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لئے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے۔ جو وہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے اور بذریعہ نزول آیات ربانی اور کلام رحمانی کے سکھلائے جاتے ہیں۔"

اس سے بڑھ کر صفائی سے رسول اور اُمتی کے درمیان حد فاصل قائم نہیں کیجا سکتی ان چاروں حوالوں سے ظاہر ہے۔ کہ رسول اور نبی ہو نہیں سکتا۔ جبتک جبرئیل اُس پر وحی نہ لاوے۔ اور اُمتی پر جبرئیل قطعاً وحی لا نہیں سکتا۔

ششم۔ پھر ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴ پر لکھتے ہیں:-

"رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے۔ کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔"
یہاں بھی وہی دونوں باتیں ثابت ہیں۔ رسول کی حقیقت اور ماہیت میں جبرئیل کا وحی لانا داخل ہے۔ اور اُمتی کے لئے جبرئیل کا وحی لانا جس کو وحی رسالت کہا ہے ناممکن ہے۔

ہفتم۔ ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱ پر ہے: "قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز

مسیح موعود کی شہادت کہ نبی بغیر نزول جبرئیل نہیں ہو سکتا اور اُمتی پر نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی نہیں ہو سکتا۔

انبیاء پر وحی نبوت جبرئیل کا لے کر آنا۔ اور غیر نبی یا اُمتی پر نزول جبرئیل نہ ہونا اُمت محمدیہ میں ایک مسلّم امر ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر امام رازی کا قول نقل کیا ہے۔ میں یہاں صرف چند اقوال حضرت آخری مجدد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقل کرتا ہوں:-

اوّل۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۳۴ پر حضرت عیسٰے علیہ السلام کے واپس آنے کے خلاف لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:- "اور کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کے شرائط میں سے ہے آسکتا۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے۔ اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئیے۔ کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم نبی اُسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مُہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مُہر اس وقت ٹوٹ جائے گی"؟

اس حوالہ سے دو نوں باتیں ثابت ہیں۔ اوّل یہ کہ نبوت تامہ بغیر اس کے متحقق نہیں ہو سکتی کہ وحی الٰہی بہ نزول جبرئیل ہو۔ اور کوئی شخص نبی کہلا نہیں سکتا جب تک کہ علوم دین بذریعہ جبرئیل نہ سیکھے اور اس کی صراحت پر قرآن کریم کو شاہد قرار دیا ہے۔ دُوسرے یہ کہ اُمتی پر نزُول جبرئیل بہ پیرایہ وحی بکلی ممتنع ہے۔ اور یہی دو نوں باتیں ہیں جو نبی کو اُمتی سے ممیّز کرتی ہیں۔ نبی بغیر اسکے ہو نہیں سکتا۔ کہ جبرئیل اس پر وحی لائے۔ اُمتی پر یا غیر نبی پر۔ جبرئیل وحی نہیں لا سکتا۔ یہ ایک قطعی اور یقینی نشان وحی نبوت کا ہے۔

دوئم۔ پھر اسی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۷۵ پر ہے:-

"لیکن مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی۔ جس کے ساتھ جبرئیل کا بھی نازل ہونا ایک لازمی امر سمجھا گیا ہے"۔

سوئم۔ اور صفحہ ۵۷۶ پر:-

"کوئی رسول دُنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا۔ بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی

دُوسرا امتیاز۔ نبی اپنی وحی کی پیروی کرتا ہے۔ امتی اپنے نبی متبوع کی وحی کی

پس پہلا امتیازی نشان نبی اور غیر نبی کی وحی میں یقینی طور پر قائم ہو گیا۔ اور یہ بہت ہی کھلا۔ اور بین اور واضح امتیاز ہے۔ اور کوئی شخص جو قرآن اور حدیث اور اجماعِ اُمت کی عزت کرتا ہو اس نتیجہ سے گریز نہیں کر سکتا۔ اب میں ایک اور امتیازی نشان نبی اور غیر نبی کی وحی کا پیش کرتا ہوں۔ اور وہ امتیاز یہ ہے کہ رسول یا نبی اوّلاً اور بالذّات صرف اپنی وحی کا پیرو ہوتا ہے۔ اور دُوسری وحیوں کو اگر مانتا ہے۔ تو اس لئے مانتا ہے کہ اس کی وحی ان کا ماننا ضروری ٹھیراتی ہے۔ اور غیر نبی اولاً اور بالذّات کسی دوسری وحی کو مانتا ہے اور اسی کا پیرو ہوتا ہے اور اپنی وحی کو اگر مانتا ہے تو اس لیئے کہ وہ دوسری وحی کے جس کا وُہ متبع ہے خلاف نہیں بالفاظ دیگر رسول دوسرے رسول کا مطیع نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی وحی کا مطیع ہوتا ہے۔ اُمتی کسی رسول کی وحی کا مطیع ہوتا ہے۔ نبی صلّے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے۔ کہ کہدو ان اتبع الا مایوحی الی۔ میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ ایسا ہی قل انما اتبع مایوحی الی من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یومنون کہدو میں صرف اسی کی پیروی کرتا ہُوں جو میرے رب کی طرف سے میری طرف وحی کیا جاتا ہے یہ روشن دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے۔ اور ہدایت اور رحمت اُن لوگوں کے لیئے جو ایمان لاتے ہیں۔ اور ایک جگہ فرمایا واتبع مایوحی الیک من ربک۔ اس کی پیروی کرو جو تمہارے رب سے تمہاری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اور جہاں فرمایا ان اتبع الا مایوحی الی اس کے بعد فرمایا انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔ یعنی اگر میں اپنی وحی کی پیروی نہ کروں تو میں اپنے رب کی نافرمانی کرنے والا ہونگا۔ اور نافرمانی کی صورت میں ایک بھاری دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ گویا نبی اگر اپنی وحی کی پیروی نہ کرے۔ تو وہ درحقیقت نافرمان حکم الٰہی ہوتا ہے۔ وُہ اپنی وحی کے سوائے کسی چیز کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا۔ اس کی اپنی وحی اس قابل ہوتی ہے۔ کہ تمام خیالات اور تمام امور کو چھوڑ کر اسی کی پیروی کی جائے۔ پہلی وحیوں اور پہلی کتابوں پر اس کا ایمان مجمل ہوتا ہے۔ یعنی ان کو مانتا ہے کہ وُہ بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ لیکن اگر کوئی امر اس کی وحی میں کسی پہلے رسول کی وحی کے مخالف ہو تو وہ پیروی اپنی ہی وحی کی کرے گا نہ پہلے رسول کی وحی کی۔ یہ اس صورت میں بھی صحیح ہوگا۔ جب ایک رسول دوسرے رسول کا خلیفہ ہوکر آتا ہے مثلاً حضرت

نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے۔ کہ دنیا میں رسول تو آوے۔ مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔"

اس سے بھی وہی دونوں باتیں ثابت ہیں۔ جن کا ذکر نمبر ہفتم میں ہے۔

ہشتم۔ آئینہ کمالات اسلام میں جہاں جبرئیل کا مومنوں کی تائید کے لیئے آنا تسلیم کیا ہے۔ وہاں بھی وحی کے ساتھ نزول جبرئیل صرف انبیاء کے لیئے مانا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :۔

"بخاری نے اپنی صحیح میں۔ اور ایسا ہی ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی مسلم نے بھی اس بات پر اتفاق کیا ہے۔ کہ نزول جبرئیل کا وحی کے ساتھ انبیاء پر وقتاً فوقتاً آسمان سے ہوتا ہے۔" (صفحہ ۱۰۰)

نہم۔ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۳ پر تحریر فرماتے ہیں :۔

"لیکن وہ لوگ جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں انکا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دُنیا میں آئیں گے۔ اور برابر پینتالیس برس تک اُن پر جبرئیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر نازل ہوتا رہے گا۔"

دہم۔ اور صفحہ ۸۴ پر یہ ہے :۔

"اگر حضرت مسیح سچ مچ زمین پر اُتریں گے۔ اور پینتالیس برس تک جبرئیل وحی نبوت لے کر اُن پر نازل ہوتا رہے گا۔ تو کیا ایسے عقیدہ سے دین اسلام باقی رہ جائے گا۔ اور آنحضرت کی ختم نبوت اور قرآن کی ختم وحی پر کوئی داغ نہیں لگیگا"

یہ دس حوالے اس بات کے ثابت کرنے کے لیئے کافی ہیں۔ کہ نبی اور غیر نبی یا نبی اور امتی کے درمیان یہ حد فاصل یا کھُلا کھُلا امتیاز ہے۔ کہ نبی پر وحی بہ نزول جبرئیل آنی لازمی ہے۔ جب تک جبرئیل اُس پر وحی لے کر نہ آئے۔ وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ اور غیر نبی یا اُمتی پر جبرئیل کا وحی لانا بکلی ممتنع ہے۔ اسی لیئے ختم نبوت کے ساتھ باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت و نبوت بھی ہمیشہ کے لئے مسدود کیا گیا۔ اور ان دونوں باتوں پر قرآن کریم۔ احادیث صحیحہ۔ اقوال ائمہ سلف اور حضرت مسیح موعود کا پورا پورا اتفاق ہے ×

پیروی شاگرد کرے۔ وہ تو اس کے رستہ سے منحرف نہ ہو سکے۔ نبی اسلام کے متعلق ایسا ہی ہے
قرآن میں حکم ہوتا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ۔ اور اس اُمت میں اولوالامر کی اطاعت بھی ایک شرط کے ساتھ مشروط ہے
جیسا کہ فرمایا فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول کہ اولوالامر کے ساتھ
تنازع ہو تو پھر اس معاملہ کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ غرض اُمتی تو وہی ہے کہ جو
اپنے نبی متبوع کی پیروی میں کمال حاصل کرے اور ایک دم بھی اس راستہ سے دوری اس کے
نزدیک موت ہو۔ اور اس کا یہ ایمان ہو کہ ہدایت کی کامل راہیں اس کے نبی متبوع
کی کتاب میں ہیں۔ اپنی وحی کو کتاب اور سنت پر مقدم کرنے کا یا برابر سمجھنے کا بھی
وہم بھی اس کے دل میں نہیں آتا۔

نبی اور اُمتی کی اصطلاحات اسی فرق کو ظاہر کرنے کے لئے نبی اور اُمتی کی اصطلاحات
رکھی گئی ہیں۔ یہ دونوں لفظ درحقیقت دو متضاد مفہوموں کو ادا کرتے ہیں۔ نبی وہ ہو
سکتا ہے جس نے تزکیہ نفس بذریعہ اکتساب نہ کیا ہو۔ بلکہ اس کا تزکیہ بھی اللہ تعالیٰ کی موہبت
کا ہی نتیجہ ہو۔ اور خدا نے اس کی فطرت کو ہی ایسا بنایا ہو کہ وہ ہر ایک برائی سے منزہ ہو۔
اُمتی کوئی شخص صحیح معنوں میں کہلا نہیں سکتا۔ جب تک اس نے کسی نبی کا اتباع حصول تزکیہ
نفس کے لئے نہ کیا ہو۔ پس درحقیقت نبی اور اُمتی دونوں متضاد الفاظ ہیں۔ ایک غیر
نبی ضرور ہے کہ اُمتی ہو۔ اور نبی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اُمتی نہ ہو۔ اسی لئے اُمتی باوجود
اس وحی کے پانے کے جو کسی صورت نبی کی وحی سے مشابہت رکھتی ہے کبھی حقیقی طور پر نبی
کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا۔ اور باوجود اس کے کہ وہ غیبی اور ظنی وحی بھی پاتا ہے
اس کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ حقیقی طور پر پیروی صرف اپنے نبی متبوع کی وحی کی کرنے
والا ہو جس کی اتباع کی برکت سے اسے یہ رتبہ ملا ہے۔ کہ اس نے غیبی اور ظنی وحی اسی
کے سرچشمہ سے پانی پیا ہے۔ انہی معنوں کے لحاظ سے ایک نبی کا کوئی دوسرا نبی متبوع نہیں
ہوتا۔ مگر ہر ایک اُمتی ضرور ایک نبی متبوع رکھتا ہے۔ یعنی وہ نبی جس کے اتباع میں چلکر
وہ کمال حاصل کرتا ہے۔ وہ جس کی پیروی سے اگر وہ ایک دم کے لئے بھی جدا ہو جائے
تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اس مسئلہ کا اصل تعلق درحقیقت اسی بات سے ہے۔ کہ نبی پیدائش
سے ہی نبی ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے نبی کی مثال نحل سے دی ہے۔ شہد کی مکھی کو جو وحی

موسےٰ کے بعد حضرت موسےٰ کی شریعت پر چلنے والے رسولوں کا ایک سلسلہ رہا لیکن جب تک نہیں
جو رسول ہوا اُس کے لیئے اپنی ہی وحی کی پیروی ضروری ہوئی۔ اور توریت پر بھی اُس نے اسی حد
تک عملدرآمد کیا جہاں تک اسے حکم ہوا۔ کہ توریت کے فلاں فلاں احکام پر عملدرآمد کرو اس لیئے اب
بنی اسرائیل کے سلسلہ میں جو رسول ہوئے وہ توریت کے مطابق تو فیصلہ کرتے تھے۔ مگر نہ اس لیئے
کہ توریت حضرت موسےٰ کی کتاب تھی۔ اور وہ حضرت موسےٰ کے پیرو تھے۔ کیونکہ ان کے رسول
ہونے میں حضرت موسےٰ کی پیروی کا ایک ذرہ بھر دخل نہ تھا۔ بلکہ اس لیئے کہ اس رسول کو اپنی وحی
میں یہ حکم ہوا۔ کہ تم توریت کے مطابق فیصلہ کرو۔ اور اگر اس کو کسی معاملہ میں یہ حکم ہوا ہو کہ توریت
میں ہم نے یوں حکم دیا تھا۔ مگر تم کو یوں حکم دیتے ہیں۔ تو اس پر لازم ہوگا۔ کہ پیروی اپنی وحی
کی کرے۔ اور توریت کے اس حکم کو چھوڑ دے۔ یا ویسے ہی کسی نبی کو ایسی وحی ہوئی ہو جو
توریت کی یا پہلے کسی نبی کی وحی کے مخالف ہو۔ تو وہ نبی توریت کی وحی کی یا اس پہلی وحی کی
تعمیل نہ کرے گا۔ بلکہ اس وحی کی پیروی کرے گا۔ جو خود اُس پر نازل ہوئی ہے۔ خواہ اس میں
کسی پہلی وحی کی مخالفت لازم آئے۔ کیونکہ بعض احکام پہلی شرائع میں مخصوص الزمان یا مخصوص
المکان ہوتے تھے۔ اور پھر پہلی شرائع میں کچھ تغیر و تبدل بھی ہو جاتا تھا۔ یعنی وہ پورے طور
پر محفوظ نہ رہتی تھیں۔ بہرحال جب کبھی دُنیا میں یا کسی خاص قوم میں کوئی رسول آئیگا تو جو
کچھ اس کو اپنی وحی میں بتایا جائے گا۔ وُہ اُسی کی پیروی کرے گا۔ چونکہ قرآن میں وحی اپنے
کمال کو پہنچ گئی۔ دین بھی مکمل ہو گیا۔ شریعت میں بھی کوئی نقص باقی نہ رہا۔ ہدایت کی بھی
تکمیل ہو گئی۔ اور یہ سب کچھ ہمیشہ کے لیئے ہو گیا۔ اس لیئے قرآن کے بعد کوئی رسول یا نبی
نہیں آسکتا۔ یعنی ایسا کوئی شخص نہیں آسکتا جو قرآن کی پیروی کو چھوڑ کر اپنی وحی کا تبع ہو
یا اگر قرآن کو مانے تو اس لئے کہ اس کی اپنی وحی میں قرآن کو ماننے کا حکم ہے۔ ہر ایک نبی کی
وحی بطور ایک جڑ کے ہوتی ہے۔ کہ جب وُہ آجائے تو اسی سے تمسک ہوگا۔ لیکن اُمتی کی وحی
بطور ایک فرع کے ہوتی ہے۔ کہ اگر وہ اس جڑ سے غذا حاصل کر رہی ہو تو قابل قبول ہے ورنہ
نہیں۔ اور پھر ہر ایک رسول کے متبعین کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے نبی متبوع کی وحی اور اسکی
ہدایات اور ارشادات کی پیروی کریں۔ چنانچہ یہی حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت
کو ہوتا ہے وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن
سبیلہ۔ اور یہ میرا راستہ ہے سیدھا راستہ۔ سو اسی کی پیروی کرو۔ اور اَور راہوں کی

وہ باوجود امتی ہونے کے کسی طرح سے رسول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متبائن ہے۔"

پھر اتباع وحی کے معاملہ میں ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۷۵ پر لکھا:-

"لیکن مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی جس کے ساتھ جبرئیل کا بھی نازل ہونا ایک لازمی امر سمجھا گیا ہے کسی طرح امتی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس پر اس وحی کا اتباع فرض ہوگا۔ جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوگی جیسا کہ رسولوں کی شان کے لائق ہے۔ اور جبکہ وہ اپنی ہی وحی کا متبع ہوا۔ اور جو نئی کتاب اس پر نازل ہوگی اسی کی اس نے پیروی کی۔ تو پھر وہ امتی کیوں کر کہلائے گا۔ اور اگر یہ کہو کہ جو احکام اس پر نازل ہوں گے۔ وہ احکام قرآنیہ کے مخالف نہیں ہونگے۔ تو میں کہتا ہوں کہ محض اس توارد کی وجہ سے وہ امتی نہیں ٹھہر سکتا صاف ظاہر ہے کہ بعض ساعتہ توریت کا قرآن کریم سے حکماً مطابق ہے تو کیا نعوذ باللہ اس توارد کی رو سے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کی امت میں سے شمار کیئے جائیں گے؟ توارد اور چیز ہے اور محکوم بن کر تابعدار ہو جانا اور چیز ہے۔ ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا۔ بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے۔"

اور صفحہ ۵۶۹ پر ہے:-

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لیئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا۔ کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔"

ایسا ہی ریویو مباحثہ مابین مولوی محمد حسین بٹالوی و مولوی عبداللہ چکڑالوی صفحہ ۷

ہوتی ہے۔جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے وُہ کیا ہے۔صرف یہی۔کہ اس کی فطرت ہی اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے۔کہ وہ ان راہوں پر چلتی ہے جن کے لیئے اللہ تعالےٰ نے اسے فطرتاً ہدایت دی ہے۔یہی حال نبی کا ہوتا ہے۔کہ وہ اپنی پاک فطرت کی وجہ سے جو اسے پیدائش کے ساتھ ملی ہے۔ہر ایک راہ حق پر چلتا ہے۔اور ہر ایک باطل سے بچا رہتا ہے۔پس جب وہ پیدائش سے ہی ایسا ہے۔تو اس کے کمالات اکتسابی نہیں کہلا سکتے۔اور جو شخص پیدائش سے نبی نہیں۔اور اُس کے کمالات اکتسابی ہیں وہ بعد میں نبی نہیں بن سکتا۔اب یہ مسئلہ اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔کہ نبی پیدائشاً نبی ہوتا ہے۔اور جو پیدائشاً نبی نہوگا وُہ بعد میں نبی نہیں بن سکتا۔پس جو نبی پیدا نہیں ہوُا وہ اُمتی ہے اور دنیا کی کوئی چیز اُسے نبی نہیں بنا سکتی۔اور جو پیدا ہی نبی ہوُا ہے اس کی نبوت کسی اکتساب کا نتیجہ نہیں کہلا سکتی۔کیونکہ وہ تو اسے درحقیقت اُس وقت مل چکی ہے۔کہ ابھی وہ اکتساب کے قابل ہی نہیں۔سو اُمتی کا کمال چونکہ اسی میں ہے کہ وہ کسی صورت میں اپنے نبی متبوع کی پیروی کو نہ چھوڑے۔اس لیئے وہ اعلےٰ درجہ کا کمال حاصل کرکے۔اور منجانب اللہ وحی کا اعلےٰ سے اعلےٰ شرف پاکر بھی اپنے نبی متبوع کا تابع رہتا ہے۔اور اپنی وحی کو نہیں بلکہ اپنے نبی متبوع کی وحی کو ہی اپنی ہدایت کا سرچشمہ سمجھتا ہے۔اور وہ جانتا ہے کہ جو کمال اس کو حاصل ہوُا ہے۔وہ صرف اسی نبی متبوع کی پیروی سے ہوُا ہے۔اگر ایک منٹ کے لیئے بھی وہ اپنے نبی متبوع کی پیروی سے علیحدہ ہوُا۔تو وُہ کمال بھی اس کا ساتھ ہی چھن جائے گا۔لیکن جو نبی ہوتا ہے۔چونکہ وُہ جو کچھ پاتا ہے براہِ راست خدا سے پاتا ہے اسلیئے اس کا کمال یہی ہے۔کہ جو کچھ وحی اس پر نازل ہو وُہ صرف اُسی کا پیرو ہو۔نہ کہ کسی دوسری وحی کا۔اور اگر کسی دوسری وحی میں کوئی چیز اپنی وحی کے خلاف پاتا ہے۔تو اپنی وحی کا ہی اتباع کرے۔گو وہ اُس دوسری وحی کو بھی منجانب اللہ سمجھتا ہو۔مگر اُمتی اگر اپنی وحی میں کوئی چیز اپنے نبی متبوع کی وحی کے خلاف دیکھے گا تو فی الفور اپنی وحی کو ترک کرے گا اور اپنے رسول کی پیروی کرے گا۔اب میں حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے چند حوالے پیش کرتا ہوں جن سے مندرجہ بالا اصول کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵ پر نبی اور اُمتی کے مفہوم کو متبائن فرمایا ہے چنانچہ لکھا ہے

"جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر اُمتی ہوگا تو پھر

بیدین ہیں۔ یا وہ ناقص ہیں۔ اور اُن کی معرفت ناتمام ہے"

اس سے بڑھ کر صفائی اور کیا ہوگی۔ جس سے اُمی اور نبی کے مفہوم کا ایک دُوسرے کے خلاف ہونا ثابت ہو۔ نبی وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے کمال حاصل کرکے پیدا ہوا۔ اُمّی وہ ہے جو اپنے کمال کو نہیں پہنچا۔ جب تک کہ اُس نے کسی کتاب کی یا نبی کی پیروی نہیں کی پس نہ اُمّی حقیقی معنے میں نبی ہو سکتا ہے۔ اور نہ نبی حقیقی معنے میں اُمّی ہو سکتا ہے۔ اور یہ وہ بات ہے جس کو سمجھ لینے سے مسئلہ نبوت بہت آسان فہم ہو جاتا ہے۔ اور جن لوگوں نے مسئلہ نبوت میں ٹھوکریں کھائیں محض اسی وجہ سے کھائی ہیں۔ کہ انھوں نے اُمّی اور نبی کے اس مفہوم متباین کو مدنظر نہیں رکھا۔ اور نہ کبھی ان لفظوں کی حقیقت پر غور کیا۔

تیسرا امتیاز۔ وحی نبوت پہلی وحی کے لئے مصدق ہوتی ہے۔ وحی ولایت محتاج تصدیق ہے

تیسرا امتیاز وحی نبوت اور وحی ولایت میں یہ ہے کہ وحی نبوت پہلی وحی نبوت کی تصدیق کرتی ہے۔ یعنی اس میں سے سچ کو سچ کر دکھاتی ہے۔ اور جو اس میں غلطیاں داخل ہو گئی ہوں ان کو چھوڑ دیتی ہے۔ اس لیے وہ پہلی وحی کی مصدق کہلاتی ہے۔ مگر وحی ولایت چونکہ کسی نبی متبوع کی کتاب کے ماتحت ہوگی۔ اس لیے جب تک نبی متبوع کی کتاب اور سنت پر عرض کرکے اس کی تصدیق نہ ہو جاوے۔ اُس وقت تک قابل قبول نہیں۔ قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالےٰ نے بار بار فرمایا مصدقا لما بین یدیہ یعنی پہلی ساری وحیوں کا یہ مصدق ہے۔ یہ تو قرآن کریم کا عظیم الشان منصب تھا۔ کہ وہ ساری وحیوں کا مصدق ہوا۔ لیکن حضرت مسیح کو بھی سابقہ وحی یعنی تورات کا مصدق قرار دیا۔ جیسا کہ فرمایا مصدقا لما بین یدی من التوراۃ یعنی حضرت مسیح یا آپ کی کتاب تورات کی مصدق ہوئی۔ پس وحی نبوت پہلوں کی تصدیق کرتی اور وحی ولایت کسی وحی نبوت سے خود محتاج تصدیق ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نبی اپنی وحی کو کسی دوسری وحی پر پیش نہیں کرتا۔ مگر اُمتی کے لیے لازمی ہے۔ کہ جب تک وہ اپنی وحی کو اپنے نبی متبوع کی وحی پر پیش نہ کرے۔ اُس وقت تک اُسے قبول نہ کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کی وحی کے لیے اللہ تعالےٰ نے خاص سامان حفاظت کا فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ لیعلم ان قد ابلغوا رسٰلٰت ربھم

نبی اور اُمتی کی حقیقت کو ایک دوسرے کے متناقض فرمایا ہے:-

"ایک نبی کو جو پہلے ہی نبی قرار پا چکا ہے۔ امتی قرار دینا اور پھر یہ تصور کر لینا کہ جو اس کو مرتبہ نبوت حاصل ہے وہ بوجہ امتی ہونے کے ہے۔ نعوذ باللہ کس قدر دروغ بے فروغ ہے بلکہ یہ دونوں حقیقتیں متناقض ہیں۔ کیونکہ مسیح کی حقیقت نبوۃ یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کو حاصل ہے اور پھر اگر حضرت عیسے کو امتی بنایا جائے۔ جیسا کہ حدیث اما مکم منکم کی تشریح ہے تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ ہر ایک کمال ان کا نبوت محمدیہ سے مستفاض ہے اور ابھی ہم فرض کر چکے تھے کہ کمال نبوت ان کی کا چراغ نبوت محمدیہ سے مستفاض نہیں ہے اور یہی اجتماع نقیضین ہے جو بالبداہت باطل ہے"

اور سراج منیر صفحہ ۳۴ پر کس صفائی کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ امتی کا کام سوائے اسکے کچھ نہیں کہ وہ اپنے نبی متبوع کی وحی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ چنانچہ وہاں انبیاء کا ذکر کرتے ہوئے یہ آخری وصیت کرتے ہیں:-

"سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول۔ نبی۔ امی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا۔ اور ایسی قبولیت اُس کو ملے گی کہ کوئی بات اُس کے آگے انہونی نہیں رہے گی"

اور پھر اپنی پچھلی کتابوں میں سے ایک میں یعنی براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ضمیمہ کے صفحہ ۱۹۲ و ۱۹۳ پر فرماتے ہیں:-

"اور جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر ڈالے گا۔ وہ بہداہت سمجھ لیگا کہ حضرت عیسے کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے کیونکہ امتی اس کو کہتے ہیں۔ کہ جو بغیر اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور بغیر اتباع قرآن شریف محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور قرآن شریف کی پیروی سے اس کو ایمان اور کمال نصیب ہو اور ظاہر ہے۔ کہ ایسا خیال حضرت عیسے علیہ السلام کی نسبت کرنا کفر ہے۔ کیونکہ گو وہ اپنے درجہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیسے ہی کم ہوں۔ مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ جب تک وہ دوبارہ دنیا میں آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل نہ ہوں۔ تب تک وہ نعوذ باللہ گمراہ اور

دوسرا اس سے کیوں کر آزاد ہو سکتا ہے۔ غرض ہر ایک غیر نبی کے لئے خواہ وہ کسی مقام پر پہنچا ہوا ہو اور خواہ اس کی وحی کیسی صاف اور یقینی ہو یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی وحی کو اپنے نبی متبوع کی وحی پر پیش کرے اور اگر کوئی امر اس میں نبی متبوع کی وحی کے خلاف دیکھے تو اپنی وحی کو رد کرے اور نبی متبوع کی پیروی کرے۔ غرض نبی کی وحی پر چونکہ تحفظ حفاظت الٰہی ہوتی ہے۔ اس لیئے نبی اپنی وحی کو کسی پہلی کتاب یا کسی پہلے نبی کی وحی پر پیش نہیں کرتا۔ مگر غیر نبی کی وحی چونکہ اس حفاظت کے ماتحت نہیں اس لیئے غیر نبی کے لیئے ضروری ہے کہ وہ اپنی وحی کو اپنے نبی متبوع کی وحی پر پیش کرے۔ یہی مذہب حضرت مسیح موعود کا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی تحریروں سے ثابت ہے۔

ازالہ اوہام صفحہ ۲۹ پر فرماتے ہیں :-

"اسی بنا پر الہام ولایت یا الہام عامہ مؤمنین کو بے موافقت ومطابقت قرآن کریم کے حجت بھی نہیں"

اب اس میں ایک فرد کی بھی اس امت میں تخصیص نہیں کی جس کا الہام بلا موافقت ومطابقت قرآن کریم حجت ہو سکے۔ اور آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱ پر تحریر فرمایا ہے

ومن لفظ بکلمة لیس لہ اصل صحیح فی الشرع ملهما کان او مجتهدا فبه الشیاطین متلاعبة وآمنت بان نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء وان کتابنا القرآن کریم وسیلة الاهتداء ولا نبی لنا نقتدی به الا المصطفی ولا کتاب لنا نتبعه الا الفرقان المهیمن علی الصحف الاولی وآمنت بان رسولنا سید ولد آدم وسید المرسلین وبان اللہ ختم به النبیین وبان القرآن المجید بعد رسول اللہ محفوظ من تحریف المحرفین وخطاء المخطئین ولا ینسخ ولا یزید ولا ینقص بعد رسول اللہ ولا یخالفه الهام الملهمین الصادقین وکل ما الهمت من عربیات القرآن او الهمت من اللہ الرحمن فقبلته علی شریطة الصحة والصواب والسمت وقد کشف علی انه صحیح خالص موافق الشریعة لاریب فیه ولا لبس ولا شك ولا شبهة وان کان الامر خلاف ذلك علی فرض

یعنی اللہ تعالیٰ اس کے آگے اور پیچھے پہرہ لگا دیتا ہے۔ (یعنی اس کی حفاظت کے لئے خاص طور پر ملائکہ مامور ہوتے ہیں) تاکہ جان لے کہ انہوں نے (یعنی رسولوں نے) اپنے رب کی رسالات کو پورے طور پر پہنچا دیا۔ پس یہ نزول جبرئیلی ایسا ہوتا ہے کہ اس میں اس وحی کی جو بندے کی طرف بھیجی جاتی ہے خاص طور پر حفاظت کیجاتی ہے۔ کیونکہ اس لئے سے لوگوں کی ہدایت وابستہ ہوتی ہے۔ اس لیئے نبی جو وحی اس طرح پر پاتا ہے وہ چونکہ یقیناً ہر قسم کی غلطی سے مبرا ہوتی ہے۔ اور خاص پہرہ اور حفاظت میں اُتاری جاتی ہے۔ اس لیئے ایسی وحی کسی پہلی کتاب پر پیش نہیں کی جاتی۔ بلکہ جو کچھ اُس وحی میں ہوگا وہ سب ٹھیک اور درست ہوگا۔ اور اگر پہلی کسی وحی یا کتاب کے مخالف اس میں کوئی امر ہو تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ یا تو وہ پہلی وحی اور کتاب محرّف ہو گئی ہے اور یا وہ اپنے زمانہ یا قوم کی ضرورت کے لحاظ سے تھی۔ تازہ وحی نئے زمانہ یا کسی نئی قوم کی ضرورت کے مطابق ہے۔ لیکن بہرحال ایسے اختلاف کی صورت میں نئی وحی قابل اتباع اور قابل تسلیم ہوگی اور پہلی وحی کو جو اس کے مخالف ہے مخصوص یا منسوخ یا محرف سمجھ کر ترک کرنا پڑے گا۔ برخلاف اسکے غیر نبی کی وحی کو یہ منصب حاصل نہیں۔ غیر نبی بعض بے شک ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو یقینی اور قطعی طور پر سچی وحی پاتے ہیں۔ مگر چونکہ اُن کی وحیاں بطور فرع کے ہوتی ہیں۔ اور اس قدر پہرا اور حفاظت کا اہتمام ان کی صورت میں نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کے اوپر ہدایت کا انحصار نہیں ہے۔ اس لیئے غیر نبی کی وحی کو گو وہ قطعی اور یقینی بھی ہو یہ مرتبہ حاصل نہیں بلکہ غیر نبی کی وحی اگر اپنے نبی متبوع کی وحی متلو یعنی کتاب یا وحی خفی یعنی حدیث اور سنت کے خلاف ہوگی تو غیر نبی کی اس وحی کو ترک کرنا پڑے گا۔ اور غیر نبی خود بھی اپنی ہر ایک وحی کو اپنے نبی متبوع کی وحی پر پیش کرے گا۔ پھر اگر اس میں کوئی بات اپنے نبی متبوع کی وحی کے خلاف پائے تو اُسے ترک کرے گا۔ اور نبی متبوع کی بات کو سچ مانیگا جیسا کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپکو خواب میں دکھایا گیا کہ غیب سے یہ آواز آرہی ہے۔ کہ اے عبدالقادر ہم تم سے خوش ہوگئے ہیں۔ اب تجھے نماز روزہ تکالیف شرعی میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ تو اُس بندۂ خدا نے جواب میں کہا۔ کہ اے شیطان تو دُور ہو جا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ بات منجانب اللہ نہیں ہوسکتی کیونکہ جس تکلیف کے ماتحت خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تھے

ترجمہ۔ اور خدا کی قسم میں نے مسیح کی وفات اور اس کے عدم نزول اور اپنے
اس کے مقام پر کھڑا ہونے کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔ مگر بعد الہام متواتر پے
درپے کے جو بارش کی طرح نازل ہوا اور بعد مکاشفات کے جو صریح اور کھلے
تھے صبح کی روشنی کی طرح اور بعد اپنے الہام کو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ
پر پیش کرنے کے اور بعد استخاروں اور تضرع اور عاجزی کے درگاہ رب العالمین
میں پھر میں نے اس معاملے میں جلدی نہیں کی۔ بلکہ اس کو دس سال تک پیچھے ڈالا۔
بلکہ اس کو رد کر دیا اور حکم واضح اور امر صریح کا منتظر رہا۔ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹ پر فرمایا۔

"وما انی لا اصدق الہاماً من الہاماتی الا بعد ان اعرضہ
علی کتاب اللہ واعلم انہ کلما یخالف القرآن فہو کذب والحاد
وزندقۃ فکیف ادعی النبوۃ وانا من المسلمین"

ترجمہ۔ اور دیکھو میں اپنے الہاموں میں سے کسی الہام کی تصدیق نہیں کرتا
مگر بعد اس کے کہ اس کو کتاب اللہ پر پیش کروں اور میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو
مخالف ہے قرآن کی وہ کذب اور الحاد اور زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ
کروں۔ اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

پھر مواہب الرحمٰن میں اپنی وحی کو قرآن اور احادیث صحیح کے ماتحت قرار دیا ہے
یعنی قرآن اور احادیث صحیحہ کو اپنی وحی پر مقدم کیا ہے۔ اور صرف ظنی احادیث پر
وہ بھی سخت شرائط کے ساتھ اپنی وحی کو مقدم کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ظنی احادیث وہ
ہیں جن کی صحت پر شک ہے۔ چنانچہ دیکھو مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶:۔

"وحی حکم یعنی مسیح موعود مقدم است بر احادیث ظنیہ بشرطیکہ آں
وحی مسیح موعود بقرآن مطابقت کلی دارد و بشرطیکہ قصص ہائے آں حدیث
بقصص ہائے قرآن مطابقت ندارند یعنی در قصص ہائے آں احادیث و قرآن
شریف باہم مخالفت باشد"

ترجمہ۔ اور حکم یعنی مسیح موعود کی وحی ظنی حدیثوں پر مقدم ہے۔ مگر اس شرط
کے ساتھ کہ وہ وحی مسیح موعود قرآن کے ساتھ مطابقت کلی رکھتی ہو اور اس شرط
کے ساتھ کہ اس حدیث کے قصے قرآن کے ساتھ مطابقت نہ رکھتے ہوں یعنی ان

المحال فنبذنا کله من ایدینا کالمتاع الردیة ومادة السعال

ترجمہ :- اور جو شخص ایسا کلمہ مونہہ سے نکالے جس کا کوئی اصل صحیح شرع میں نہیں خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد تو اس کے ساتھ شیطان کھیل رہے ہیں اور میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے۔ ہمارا کوئی نبی نہیں جس کی ہم پیروی کریں سوائے مصطفےٰ کے اور ہماری کوئی کتاب نہیں سوائے فرقان کے جو محافظ ہے پہلے صحیفوں پر جس کی ہم پیروی کریں اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپکے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔ اور کہ قرآن کریم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تحریفین کی تحریف سے۔ اور مخلوقوں کی خطا سے محفوظ ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ وہ منسوخ ہو سکتا ہے اور نہ زیادہ ہو سکتا ہے اور نہ ناقص ہو سکتا ہے اور نہ سچے ملہموں کا الہام اس کے مخالف ہو سکتا ہے اور جو کچھ کہ میں نے قرآن کریم کی نصوص سے سمجھا ہے یا جو کچھ کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ملا ہے تو میں نے اس کو صحت اور صواب اور راستی کی شرط پر قبول کیا ہے۔ اور مجھ پر کھولا گیا ہے کہ وہ الہام خالص صحیح ہے۔ اور بلا شک شریعت کے موافق ہے اور اس میں کسی قسم کا التباس اور شک نہیں ہے اور اگر بفرض محال اس کے خلاف ہو تو ہم اس کو اپنے ہاتھ سے متاع ردی اور گندگار کی طرح پھینک دیں گے۔

پھر حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۴ پر فرمایا :-

" واللہ ما قلت قولا فی وفات المسیح وعدم نزوله وقیامی بتمامه الا بعد الالهام المتواتر المتتابع النازل کالوابل و بعد مکاشفات صریحة بینة کفلق الصبح وبعد عرض الالهام علی القرآن الکریم والاحادیث الصحیحة النبویة وبعد استخارات وتضرعات وابتهالات فی حضرة رب العٰلمین ثم ما استعجلت فی امری هذا ابل اخرته الی عشر سنة بل رددت علیها وکنت لحکم واضح وامر صریح من المنتظرین

اور جو کچھ وہ کہے گا اور جس طرح وہ چلائیگا اسی طرح ماننا ضروری ہوگا۔ اور وہی اب نمونہ ہوگا اور اسوہ حسنہ ہوگا اور اسی کی قوت قدسی کام کرے گی۔ اور تزکیہ نفس کے لیئے اسی کی طرف دیکھنا ہوگا نہ کسی دوسرے کی طرف جو اس سے پہلے گذر چکا ہو۔ ان انبیاء کی صورت میں جو الگ الگ قوموں کی طرف مبعوث ہوئے۔ اس بات کا سمجھ لینا کچھ دشوار نہیں۔ دقت جو پیش آتی ہے تو ان انبیاء کی صورت میں جہاں ایک عظیم الشان نبی صاحب شریعت پہلے گذر چکا ہے اور ایک قوم پیدا کر گیا۔ اور اس کے بعد اسی قوم میں اور نبی مبعوث ہوئے۔ جن کی نبوت گو اس کی پیروی کا نتیجہ نہیں۔ مگر اس لحاظ سے کہ انہوں نے اسی کام کی تکمیل کرنی ہے۔ جس کو اس نبی نے شروع کیا تھا۔ اور اسی قوم کی حالت میں اصلاح کرنی ہے۔ اور ان کو نئے زمانہ کی ضرورت کے مطابق ہدایات دینی ہیں یہ پیچھے آنے والے نبی اس پہلے نبی کے خلفاء کہلاتے ہیں۔ اس بات کو میں ایک مثال دے کر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کس طرح ایسی صورت میں بھی ہمیشہ آخری نبی ہی مطاع ہوتا ہے۔ مثلاً بنی اسرائیل میں حضرت داؤد اپنے وقت کے نبی تھے۔ جب آپ ظاہر ہوگئے اور مقام نبوت پر کھڑے ہوگئے۔ تو اب جتنے انبیاء آپ سے پہلے گذرے بنی اسرائیل کے لیئے ان سب کی اطاعت حضرت داؤد کی اطاعت میں منحصر ہے گی۔ اور اپنے وقت کے نبی صرف داؤد علیہ السلام ہی ہونگے۔ ان کی وحی میں جو کچھ ہوگا وہ ماننا ضروری ہوگا۔ خواہ اس کا کوئی حصہ پہلی کسی وحی کے مخالف بھی ہو۔ کیونکہ یہ بلا شبہ سچ ہے کہ توریت۔ یعنی حضرت موسےٰ کی کتاب بھی مختص الزمان اور مختص القوم۔ اور زمانہ اور قوم کے حالات کی تبدیلی کے ساتھ اس میں تغیر تبدل بھی ضروری تھا۔ اور ویسے بھی اس کی حفاظت کا وعدہ نہ تھا۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ توریت تغیر تبدل کی دست برد سے محفوظ نہیں رہی۔ تو اس صورت میں جو کچھ وقت کا نبی کہے گا وہی قابل تسلیم ہوگا۔ اگر یہ صورت نہ مانی جائے تو ان انبیاء کا آنا فضول ٹھیرتا ہے۔ ہر ایک نبی کے لیئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو منوائے اور قوم کے لیئے ضروری ہے کہ اس کی وحی پر بلا شرط ایمان لائے۔ جو کچھ وہ کہیگا ماننا ہوگا خواہ وہ توریت کے موافق ہو یا مخالف اور خواہ کسی پہلے نبی کی تعلیم کے موافق ہو یا مخالف۔ اگر ہم مانیں کہ ہر ایک نبی پر ایمان توریت کے ساتھ اسکے دعویٰ

حدیث اور قرآن شریف کے قصوں میں باہم مخالفت ہو

چوتھا امتیاز۔ صاحب وحی نبوت مطاع ہوتا ہے متبنی مطاع نہیں ہوتا

اوپر میں نے جو امتیاز قائم کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب وحی نبوت کا اولاً اور بالذات مقصود اپنی وحی کی پیروی ہوتا ہے۔ اور دوسری کسی وحی کو وہ اسی حد تک مانتا ہے جس حد تک اس کی اپنی وحی اس پہلی وحی کی تصدیق کرے یا اُس کا ماننا ضروری قرار دے۔ اور اسلئے وہ اپنی وحی کو سب وحیوں پر مقدم کرتا ہے۔ حالانکہ امتی صرف اپنے نبی متبوع کی وحی کا پیرو ہوتا ہے اور اپنی وحی کو اسی حد تک مانتا ہے جس حد تک نبی متبوع کی وحی اُس کی تصدیق کرے۔ یا اُس کو ضروری قرار دے۔ اور یہی وجہ ہے کہ نبی اپنی وحی کو کسی پہلی وحی پر پیش نہیں کرتا۔ مگر اُمتی اپنی وحی کو قبول نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اسے اپنے نبی متبوع کی وحی پر پیش نہ کرے۔ ایک اور امتیاز نبی اور اُمتی کی وحی میں یہ ہے کہ نبی جب آتا ہے۔ اور وحی نبوت اس کو مل جاتی ہے۔ یعنی مقام نبوت پر کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ تو اس وقت سے تمام اُن لوگوں پر جن کی طرف وہ نبی مبعوث ہوا ہے۔ یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اُس نبی کا اتباع کریں۔ اس کی وحی کو اسی طرح دوسری تمام وحیوں پر مقدم کریں۔ جس طرح وہ خود اپنی وحی کو مقدم کرتا ہے بالفاظ دیگر ہر نبی مطاع ہوتا ہے۔ اس پر قرآن کریم کی آیت صراحت سے شہادت دیتی ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اس لیئے۔ کہ اللہ کے حکم سے وہ مطاع بنایا جائے مطاع کے معنی میں بعض لوگوں کو غلطی لگتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا مطاع ہونے کے یہ معنے ہیں کہ وہ کسی دوسرے کی بات نہ مانے گا۔ حتیٰ کہ خدا کی بات بھی نہ مانیگا۔ یہ بھی دنیا میں ایک طرز کلام ہے۔ کہ جب کسی بات کا صحیح جواب نہ ہو تو اُس سے ایسا نتیجہ نکالا جائے جس کا وہ کلام متحمل ہی نہیں ہو سکتا۔ مطاع کے معنے میں نے اوپر کھول کر بتا دیئے ہیں اور یہی معنے مطاع کے حضرت مسیح موعود نے بھی کیئے ہیں۔ جیسا کہ آپکی کتابوں کے حوالوں میں میں دکھاؤں گا۔ مطاع سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں پر بغیر چون وچرا اُس نبی کی فرمانبرداری واجب ہو جاتی ہے۔ اور اُسی کی وحی سب وحیوں پر مقدم ہو جاتی ہے۔ ہر نبی گویا ایک نیا آفتاب ہوتا ہے۔ وہ آفتاب کم روشن ہو یا زیادہ۔ مگر جب کوئی آفتاب طلوع کرے گا تو اُسی کی روشنی سے روشنی حاصل کیجائیگی

اور اس طرح پر وہ درحقیقت ہر نئے نبی کے ظاہر ہونے پر اس نئے نبی کو بھی حقیقی مطاع مانتے تھے۔ اور بقائے
قرب جو انکو بارگاہِ الٰہی میں حاصل ہوتے تھے وہ اسی نئے نبی کی اتباع سے اور اسی میں فنا ہو کر اسی کی قوت
قدسی سے حاصل ہوتے تھے پس ہر نبی اُن کا امام و متبوع تھا اس نبی کے بعد سلسلہ امامت بھی اس
نئے نبی سے چلتا رہتا ہے۔ مگر ایک امتی جو محدث ہوتا ہے جیسا کہ میں پہلے ثابت کر چکا ہوں وہ
اس کا متبع اس بات پر ہی متبوع ہوتا ہے۔ اس لیے اپنے آپ کو مطاع نہیں ٹھہرا سکتا۔ نہ بطور مطاع کے سب
پیش کریگا اپنے نبی متبوع کو کریگا اور لوگوں کو اسی نبی کی طرف بلائے گا کہ تم اس سے جس سے میں نے سیرابی حاصل کی ہے
تم بھی سیرابی حاصل کرو۔ غرض اسلامی محدث بھی متبوع نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی جگہ کوئی دوسرا نبی نہ لے لے۔

حضرت ہارون بھی صاحب امر اور مطاع تھے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کر دیا کرتے ہیں کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے ساتھ
نبی تھے ان کو حکم تھا کہ وہ حضرت موسیٰ کی فرمانبرداری کریں اور اس پر شہادت
اس آیت کی لاتے ہیں افعصیت امری کیا تو نے میرے امر کی نافرمانی کی۔ یہ وہ لفظ ہیں جو حضرت موسیٰ نے
حضرت ہارون کو اس وقت فرمائے جب حضرت موسیٰ کی غیرحاضری میں بنی اسرائیل نے ایک بچھڑے کو معبود بنا لیا
اور حضرت ہارون نے انہیں سختی سے نہیں روکا۔ اب اوّل یہ سوال غور طلب ہے کہ اگر حضرت ہارون بھی حضرت
موسیٰ کے احکام کے متبع تھے تو حضرت موسیٰ کو یہ کیا ضرورت پڑی تھی کہ سوال کریں کہ [illegible] اور اس علی
ضرورت اتنی تھی کہ پہلے ان میں سے ایک بوجھ بٹانیوالا ساتھ کر دیتے یعنی ہارون سے [illegible] کیا وہ خود اپنے
بھائی ہارون کو اپنے ساتھ نہیں لے سکتے تھے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یا حضرت مسیح کی اطاعت اختیار
کرنیوالے ان کی اپنی قوموں سے پیدا نہیں ہو گئے تھے۔ اور حضرت موسیٰ تو ایک اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے
تھے جس قوم نے گو عملی کمزوریاں بہت دکھائیں۔ مگر اصولاً موسیٰ کو نبی ماننے میں انہوں نے کوئی عذر پیش نہ کیا۔ بلکہ
یوں کہنا چاہئے کہ ساری قوم نے ہی رسول مان لیا اور آپ کے پیچھے ہو لی۔ پھر جب [illegible] یہ
حضرت موسیٰ نے آدمی منتخب کیے ہوئے تھے۔ تو کیا حضرت ہارون کے سپرد کوئی کام نہ کرتے تو وہ مانتے۔ اصل
میں یہ اعتراض قرآن کریم پر تدبر نہ کرنیکی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ حضرت ہارون کے متعلق اگر ایک طرف
افعصیت امری کے لفظ ہیں تو دوسری طرف جیسا کہ [illegible] ہے اس میں یہ الفاظ اشرکہ فی امری
ہیں یعنی ہارون کو میرے امر میں شریک کر۔ اور جو امر میں شریک ہو گا وہ ایک حد تک صاحب امر ہی ہوگا
پس سب سے پہلے تو یہ ضروری ہے کہ ان دونوں باتوں میں تطبیق کی جائے کہ ایک طرف ہارون کو اپنے امر
کی نافرمانی کا الزام دیتے ہیں۔ دوسری طرف اُن کو اپنے امر میں شریک مانتے ہیں درحقیقت یہ کوئی تضاد نہیں
بلکہ بات سیدھی ہے۔ حضرت موسیٰ اور ہارون جیسا اشرکہ فی امری سے ظاہر ہے۔ امر میں شریک تھے دونوں

کے مطابق ہونے پر منحصر تھا۔ تو ہم کو ماننا پڑے گا۔ کہ جب تک خود مسیح علیہ السلام آئے اُس وقت تک توریت میں کسی قسم کی تحریف نہ ہوئی تھی۔ اور وہ حرفاً بحرفاً وہی کتاب تھی جو حضرت موسےٰ پر نازل ہوئی تھی۔ اور یہ امر واقعات اور تاریخ کی رُو سے باطل ٹھیرتا ہے۔ بلکہ اس صورت میں ماننا پڑے گا۔ کہ آج تک توریت میں کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ کیونکہ اگر پندرہ سو سال حضرت موسےٰ سے لے کر حضرت مسیح تک ایسا گذر گیا تھا۔ کہ اس زمانہ میں باوجود حفاظت کا سامان کم ہونے کے۔ اور باوجود اس کے کہ یہود پر بدترین تباہیاں آ چکی تھیں۔ توریت کے ایک شوشہ تک تبدیلی نہ آئی تھی تو پھر مسیح کے ساتھ یا آپ کے بعد وہ کون سے واقعات پیش آئے جن کی وجہ سے تحریف ہوئی۔ یہ تو ایک سر ولیم میور جیسے دشمن اسلام کو بھی اقرار ہے۔ کہ دُنیا میں کوئی کتاب نہیں جو تیرہ سو سال تک ایسی محفوظ رہی ہو۔ جیسے قرآن۔ لیکن جس صورت میں یہ تسلیم کیا جائے گا۔ کہ توریت میں پندرہ سو سال تک ایک حرف کی کمی بیشی نہیں ہوئی تھی۔ تو گویا یہ ماننا پڑے گا۔ کہ کم از کم اس وقت تک توریت کا نمبر حفاظت کے بارہ میں قرآن کریم سے بھی بڑھ کر ہے۔ جو بدیہی البطلان ہے تو پس جس صورت میں توریت میں تحریف ہوتی رہی تو کیا ایک نبی کے ہوتے ہوئے جو تازہ بتازہ وحی منجانب اللہ پاتا تھا۔ یہ حکم الٰہی ہو سکتا تھا۔ کہ بنی اسرائیل اس نبی کی وحی پر ایک محرف مبدل کتاب کو مقدم کریں۔ بلکہ اس نبی کی وحی کو اس محرف کتاب پر پرکھیں۔ غرض یہ عقیدہ کسی طرح قابل پذیرائی نہیں۔ کہ بنی اسرائیل میں جو انبیاء آتے تھے۔ ان کی وحی پر ایک محرف مبدل کتاب کو مقدم کیا جاتا تھا۔ بلکہ اگر کسی نبی کی وحی میں کوئی امر خلاف توریت ہو تو توریت کے اس حکم کو ناقابل عملدرآمد سمجھنے کے لیئے یہ وجہ کافی تھی۔ پس حق یہی ہے کہ پہلے انبیاء تو الگ رہے جو وقتاً فوقتاً مختلف قوموں اور مختلف ملکوں میں آتے رہے۔ خود انبیائے بنی اسرائیل میں سے ہر نبی جو ظاہر ہوتا تھا۔ وہی اس زمانہ کا حقیقی مطاع ہوتا تھا۔ اور اس لیئے بنی اسرائیل کے لیئے ضروری تھا۔ کہ وہ ان سب انبیاء پر جو وقتاً فوقتاً ان میں ظاہر ہوں۔ ایمان لائیں؎ کہ وہی اپنے وقت کے نبی ہیں

؎ مسیح موعود کے متعلق کسی حدیث میں یہ لفظ نہیں کہ جب وہ ظاہر ہوں تو اُن پر یہ ایمان لاؤ کہ وہ اپنے وقت کے نبی ہیں۔ بلکہ آنحضرت صلعم نے صرف یہ کہکر کہ میرا اسلام ان کو پہنچا دو۔ ان کے ساتھ ہونیکی طرف اشارہ فرمایا۔

بھی صاحب امر تھے۔ ہارون بھی صاحب امر۔ اور توریت جیسی کچھ ہے اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کام حضرت ہارون کے سپرد تھے اور بعض حضرت موسے کے اور یہی وجہ ہے کہ کہانت کا عہدہ حضرت ہارون کی اولاد میں چلا آیا۔ یہاں تک کہ مریم صدیقہ کو اسو جہ سے کہ وہ خاندان کہانت سے تعلق رکھتی تھیں۔ قرآن کریم نے اخت ہارون کے نام سے پکارا ہے۔ لیکن جب حضرت موسے چالیس دن کے لیئے حسب ارشاد الٰہی پہاڑ پر تشریف لے گئے تو پیچھے سارا کام حضرت ہارون کے سپرد ہوا۔ پس ایک حصہ تو آپ کے کام کا وہ تھا جس میں خود صاحب امر تھے۔ اور دوسرا حصہ وہ تھا جس میں بطور نیابت کام کرتے تھے۔ اور یہ نیابت والا حصہ ہی وہ حصہ تھا جس میں حضرت ہارون نے اس ڈر سے کہ حضرت موسےٰ قوم میں تفرقہ ڈالنے کا الزام نہ دیں۔ نرمی اختیار کی چنانچہ اس پر خود قرآن کریم شاہد ہے ولقد قال لھم ھٰرون من قبل یٰقوم انما فتنتم به وان ربکم الرحمٰن فاتبعونی واطیعوا امری۔ قالوا لن نبرح علیه عٰکفین حتی یرجع الینا موسٰی اور حضور ہارون نے پہلے ہی انکو کہا تھا کہ اے میری قوم تم اس کی وجہ سے فتنہ میں ڈالے گئے ہو۔ اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے سو میری پیروی کرو اور میرے امر کی فرمانبرداری کرو۔ انہوں نے کہا ہم تو اسی پر عبادت کیا بیٹھے رہیں گے۔ جب تک کہ موسیٰ ہماری طرف لوٹ کر نہ آئیں اور حضرت ہارون کا عذر بھی صاف ہے انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی میں ڈرا کہ آپ کہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا۔ اور میری بات کا انتظار نہ کیا کیونکہ قوم کو ایک وحدت کے رنگ میں رکھنا حضرت موسیٰ کا کام تھا۔ اور دوسری طرف حضرت ہارون نے اطیعوا امری کہکر یہ بھی بتا دیا۔ کہ وہ خود بھی صاحب امر تھے جیسا کہ حضرت موسےٰ کی دعا اشرکه فی امری ظاہر کرتی ہے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے سارے کام کے بوجھ کے اپنے آپ کو ناقابل پاکر (آخر موسیٰ موسیٰ ہی تھے۔ محمد رسول اللہ صلعم نہ تھے جو سارا بوجھ اکیلے ہی اٹھا لیتے) یہ درخواست کی کہ آپ کے ساتھ بھی ایک دوسرا نبی ہو جس کے سپرد ایک حصہ کام کا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں توریت کے متعلق بھی یہ لفظ فرماتے ہیں وآتینٰھما الکتٰب المستبین یعنی ہم نے روشن کتاب دونوں کو دی تھی یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو۔ پس اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے شریک فی النبوۃ تھے۔ اور دونوں صاحب امر تھے۔ ہاں حضرت موسیٰ کی غیر حاضری میں اکیلے حضرت ہارون ہی صاحب امر تھے۔ اسی وجہ سے حضرت موسیٰؑ نے عصیت امری کے لفظ استعمال کئے ہیں ورنہ اپنے اپنے کام میں وہ دونوں بنی اسرائیل کے لیئے مطاع تھے۔ رسول کے مطاع ہونے پر حضرت صاحب کی تحریروں سے میں کچھ حوالجات پہلے پیش کر چکا ہوں۔ جہاں یہ دکھایا گیا تھا۔ کہ نبی مطیع نہیں ہوتا۔ اُمتی نبی متبوع کا مطیع ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض اُن فقرات کو میں ناظرین کی توجہ کے لئے دوہراتا

چھٹا امتیاز۔ نبی کا فرض ہے کہ اپنی ساری وحی نبوت لوگوں کو پہنچائے امتی کے لئے ضروری نہیں کہ اپنی ساری وحی کا اعلان کرے

چھٹا امتیازی نشان رسول اور امتی کی وحی کا ۔ ہے کہ چونکہ رسول کی وحی ہدایت [illegible] ہوتی ہے

یعنی خود وہ وحی اپنے اندر لوگوں کے لئے ہدایت رکھتی ہے۔ اور چونکہ اس وحی کی غرض [illegible]
ہوتی ہے۔ اور چونکہ اس وقت اسی وحی کو دوسری سب وحیوں پر مقدم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسلئے
جب اللہ تعالے نے اس وحی کو ایک خاص غرض کے پورا کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اس کو خاص طور
سے پہنچایا ہے۔ اس کی اطاعت کو سب سے زیادہ ضروری قرار دیا ہے لیکن رسول پر بھی فرض
ہوتا ہے کہ وہ اس آیات ایک کلمہ کو جو اس [illegible] پر نازل ہو [illegible] لوگوں تک پہنچائے اور
اس کی اشاعت کرے۔ چنانچہ قرآن کریم اس پر شاہد ہے [illegible] یا ایھا الرسول بلغ ما انزل
[illegible] وان لم تفعل فما بلغت رسلتہ۔ [illegible]
اس کو پورا پورا پہنچا دے۔ اور اگر تو اس نے ایسا نہ کیا تو تو نے [illegible]
اسی طرح عام طور پر رسولوں کے ذکر میں فرمایا۔ کذالک فعل الذین من قبلھم فھل
علی الرسل الا البلغ المبین ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا (یعنی اسی طرح
تم سے تمہارے مخالف پیش آتے ہیں) ان سے پہلے لوگوں نے بھی کیا۔ رسولوں کی ذمہ داری
تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کھول کر (ان باتوں کو جو ان پر نازل ہوتی ہیں) پہنچا دیں
اور ہم نے تو ہر ایک قوم میں رسول بھیجا (النحل۔ ۳۵-۳۶) پس جہاں اللہ تعالیٰ نے ان
جو پیغام پہنچاتا ہے۔ اس میں بعض خصوصیتیں رکھ دیتا ہے۔ وہاں [illegible]
کے پہنچانے میں بھی ایک خصوصیت رکھ دی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ [illegible] ان
پر نازل ہوتی ہیں ضروری ہے کہ وہ ان کو شائع کریں اور لوگوں تک [illegible]
صرف رسولوں کے ساتھ ہے۔ کیونکہ رسولوں پر جو وحی [illegible]
کہتے ہیں وہ ہدایت خلق کے لئے ہوتی ہے۔ اور اس میں امر و نہی بھی ہوتے ہیں۔ اور
ان باتوں کو مخلوق تک پہنچانا رسول کا سب سے پہلا فرض ہے۔ مگر امتی کو چونکہ ہدایت اور امر و نہی
کے معاملہ میں اور شریعت کی تفصیلات میں اپنے نبی متبوع کی وحی کا محتاج ہوتا ہے۔ اور
اسکی وحی عموماً مبشرات کے متعلق ہوتی ہے۔ یعنی پیشگوئیاں اور پیشگوئیوں کا دوسروں تک
پہنچانا فرض نہیں۔ اسلئے اس کو یہ حکم نہیں ہوتا کہ تم اپنی وحی کو پورا پورا لوگوں تک پہنچاؤ۔

کو بھاری وجہ مسیح اسرائیلی کے آنے کے انکار کی قرار دیا ہے جیسا کہ ذیل کے حوالجات سے ظاہر ہے۔ ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۳ پر ہے۔

(۱) "مگر ایسی اس وحی کا منبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرائیل نازل ہوتی ہے۔ اب یہ سیدھی بات ہے کہ جب حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوئے اور حضرت جبرائیل لگے تار آسمان سے وحی لانے لگے اور ان کے ذریعہ سے انہیں تمام اسلامی عقائد اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور جمیع مسائل فقہ کے سکھلائے گئے تو پھر بہرحال یہ مجموعہ احکام دین کا کتاب اللہ کہلائے گا۔

پھر آگے چل کر (صفحہ ۵۸۶) پر فرماتے ہیں ۔

(مسیح) رسول ہے اور حقیقت رسالت آئیگا اور جبرئیل کے نزول اور کلام الٰہی کے اترنے کا پھر سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ جس طرح یہ بات ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور اس کے ساتھ روشنی نہ ہو اسی طرح ممکن نہیں کہ دنیا میں ایک رسول اصلاح خلق اللہ کے لیے آوے اور اس کے ساتھ وحی الٰہی اور جبرائیل نہ ہو۔ علاوہ اس کے ہر ایک عاقل معلوم کر سکتا ہے کہ اگر سلسلہ نزول جبرائیل اور کلام الٰہی کے اترنے کا حضرت مسیح کے نزول کے وقت بکلی منقطع ہوگا۔ تو پھر وہ قرآن شریف کو جو عربی زبان میں ہے۔ کیونکر پڑھ سکیں گے۔ کیا نزول فرما کر دو چار سال تک مکتب میں بیٹھیں گے اور کسی ملا سے قرآن شریف پڑھ لیں گے۔ اگر فرض کریں کہ وہ ایسا ہی کریں گے تو پھر وہ بغیر وحی نبوت کے تفصیلات دینیہ۔ مثلاً نماز ظہر کی نسبت جو اتنی رکعت ہیں اور نماز مغرب کی نسبت جو اتنی رکعت ہیں اور یہ کہ زکوٰۃ کن لوگوں پر فرض ہے اور نصاب کیا ہے کیونکر قرآن شریف سے استنباط کر سکیں گے اور یہ تو ظاہر ہو چکا کہ وہ حدیثوں کی طرف رجوع بھی نہ کریں گے۔ اور اگر وحی نبوت سے ان کو یہ تمام علم دیا جائے گا۔ تو بلاشبہ جس کلام کے ذریعہ سے یہ تمام تفصیلات ان کو معلوم ہونگی۔ وہ بوجہ وحی رسالت ہونے کے کتاب اللہ کہلائے گی۔"

اور دوسری جگہ امتی کے اجتہاد سے کام لینے کے متعلق تصریح سے فرمایا۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۲۲۲

"خبر دی گئی۔ کہ اے امتی لوگو وہ تم میں سے ہی ہوگا۔ اور تمہارا امام ہوگا۔ اور نہ صرف قولی طور پر اس کا امتی ہونا ظاہر کیا۔ بلکہ فعلی طور پر بھی دکھلا دیا۔ کہ وہ امتی لوگوں کے موافق صرف قال اللہ و قال الرسول کا پیرو ہوگا۔ اور حل مغلقات و معضلات دین نبوت سے نہیں۔ بلکہ اجتہاد سے کرے گا۔ اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑھے گا۔

اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔"

اور فرمانبردار ہوگا - اور اسی کی روشنی سے روشنی حاصل کریگا - اِس کے لئے تو ممکن ہی نہیں کہ
اپنے نبی متبوع کے خلاف ایک قدم بھی اُٹھا سکے یا اس کی مخالفت کا خیال تک بھی دل میں لاسکے
یا اس کے کسی حکم کا استخفاف کرسکے - تنسیخ یا ترمیم تو ایک طرف ہی - البتہ دوسری طرف
ہم دیکھتے ہیں - کہ بعض نبی دوسروں کی شرائع کو منسوخ بھی کرتے رہے ہیں - بالفاظ دیگر
ایک نبی کے آنے سے جو نئے احکام یا نئی ہدایات دیجاتی ہیں وہ بعض پہلے احکام یا پہلی
ہدایات کے خلاف ہونے سے عملدرآمد کے قابل دوسرے احکام یا ہدایات ہی ہوتی ہیں - وہ
پہلی ہدایات یا احکام اِس طرح عملاً ہی منسوخ ہو جاتے ہیں - اب اگر دُنیا کی تاریخ میں
عام طور پر انبیاء کے آنے کو دیکھا جائے - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے مختلف
نبی عموماً مختلف قوموں میں آتے رہے - اور گو اصُول تعلیم کے لحاظ سے تو یُوں کہنا چاہئے کہ
سب نبیوں کی تعلیم یکساں ہی تھی - مگر بہت سا حصہ شرائع یا ہدایات کا ایسا ہوتا تھا - جو
اُس ملک یا اس قوم یا اس زمانہ یعنی اُس قوم کی اُس حالت کے مطابق ہو - پس اُن انبیاء
کی تعلیم میں ایک حد تک اتفاق اور ایک وجہ سے اختلاف چلا آیا - اس میں تنسیخ یا ترمیم
کا سوال پیش نہیں آتا - کیونکہ وہ نبی الگ الگ قوموں کی طرف مبعوث ہوتے تھے مثلاً
کہیں حضرت نوحؑ مبعوث ہوئے کہیں حضرت ہودؑ کہیں حضرت صالحؑ علٰی ہذا القیاس ہم
ایسا ہی کوئی نبی ایران میں مبعوث ہوئے تو کوئی ہندوستان میں اور کوئی چین میں ہوگئے
یہ سب انبیاء اپنی اپنی قوموں کی تعلیم اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق کرتے رہے - یہی
ضروری نہ تھا کہ ہر ایک نبی اپنی قوم کے لئے ایک مفصل شریعت بھی لاتا - بلکہ جیسے جیسے
احکام کا مکلف کرنا اللہ تعالےٰ نے کسی قوم کو ضروری سمجھا اُس حد تک شریعت دیدی
اور باقی علم ہدایات تزکیہ نفس کے لئے تاکہ اصلاح معاملات بھی ہوتی - سب شب و روز کی طرح
بھی وہ اپنی اپنی قوموں کو سکھا دیں - اور جس قوم میں بھیجے گئے ہیں - اُن کی استعداد کے مطابق
اُن کا تزکیہ نفس کر کے اُن کو کمال تک بھی پہنچا دیں جہاں تک پہنچ سکتے تھے - جب انسان سب شرائع اور
ہدایات کے بعد ایک جامع شریعت اور جامع ہدایت عطا فرمایا - یعنی آپ سب قبیلے - جس میں سب کتب اور سب
تعلیموں کو جمع کر دیا اس کامل کتاب نے وہ حصہ سابقہ شرائع اور ہدایات کا جو وقتی اور مخصوص تھا وہ منسوخ
ہوگیا - اور جو حصہ عام انسانی ترقی اور تہذیب میں معاون ہونے کے قابل تھا وہ
بہتر صورت میں محفوظ کر دیا گیا - اور محفوظ بھی ایسے طور پر کہ کوئی کمی بیشی یا تغیر تبدل ہی نہ

سو یہی حال آنحضرت کی اُمت کی وحی کا ہے کیونکہ وہ وحی بموجب حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات سوائے مبشرات کے کچھ نہیں۔ اسلئے اس اُمت میں کسی شخص کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر ایک اس الہام کو جو اس کو ہوا ہے دوسروں تک پہنچائے۔ ہاں بعض الہامات کے متعلق اُن لوگوں کو جو کسی خاص غرض کے لئے مبعوث ہوں ظاہر کرنے کا حکم ہوتا ہے سو وہ ظاہر کئے جاتے ہیں مگر نہ اس امتیاز سے کہ فلاں الہام فلاں قسم کی وحی ہے۔ بلکہ اسلئے کہ کسی خاص بات کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یا بعض الہامات کا بطور نشان ظاہر کرنا ضروری ہوتا ہے جس سے دین کو تقویت پہنچتی ہے۔ کیونکہ پیشگوئیوں کی اصل غرض تائید دین الٰہی ہے۔ اسلئے محض دین کی تائید کے طور پر مومنوں کا ایمان بڑھانے کے لئے یا منکروں پر حجت تمام کرنے کے لئے وہ وحی کام دے سکتی ہے اور اس غرض کیلئے اسے شائع بھی کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ درحقیقت ہر ایک الہام کا جو اُمتی کو ہو مخلوق تک پہنچانا ضروری نہیں۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے الہامات کا جو حصہ شائع کیا ہے وہ بمقابلہ اُس حصہ کے جو شائع نہیں ہوا بموجب بیان حقیقۃ النبوۃ بہت کم ہے کیونکہ آپ کے شائع شدہ الہامات ایک ہزار کی تعداد تک بھی نہیں پہنچے بلکہ چند سو ہیں لیکن بموجب بیان حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۹۴ آخری سطر آپ کے "ہزاروں الہامات ہیں جو شائع نہیں ہوئے"۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے خود بھی ایک معترض کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اسی اصول کو بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۱۴ سے ظاہر ہے جہاں فرماتے ہیں:۔

"پھر اس نادان مولوی کے اس قول پر مجھے تعجب آتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ سچے نبی یا ملہم کا یہ نشان نہیں ہے کہ جس بات کی تبلیغ کا خدا اس کو حکم دے۔ وہ دانستہ دو برس تک اسکو چھپائے رکھے۔ اس نادان کو اب تک یہ بھی معلوم نہیں کہ تبلیغ الٰہی احکام کے متعلق ہوتی ہے نہ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق جن کی اشاعت کے لئے ملہم مامور بھی نہیں بلکہ اختیار رکھتا ہے چاہے اُسکو شائع کرے یا نہ کرے"۔

ساتواں امتیاز۔ نبی کی وحی سابقہ شریعت کی ترمیم یا تنسیخ کر سکتی ہے اُمتی کی نہیں کر سکتی

ساتواں امتیاز نبی اور اُمتی کی وحی میں یہ ہے کہ نبی کی وحی سابقہ شریعت کی تنسیخ یا ترمیم کر سکتی ہے یا اُس پر کچھ بڑھا سکتی ہے۔ مگر غیر نبی یعنی اُمتی کی وحی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں۔ درحقیقت یہ ایک ظاہر امر ہے۔ کہ جو شخص اُمتی ہوگا وہ دوسرے کا تابع

شریعت کے بعض احکام میں بھی بحکم خداوندی کمی بیشی کرتے ہیں ۔

اس تغیر و تبدل کی یا ترمیم کی نہایت واضح مثال ہم کو حضرت مسیح علیہ السلام کی حالت میں ملتی ہے ۔ قرآن کریم قرآن کے متعلق صرف اسی قدر شہادت دیتا ہے ۔ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم ۔ تاکہ میں بعض وہ چیزیں جو تم پر حرام کی گئیں حلال کردوں لیکن انجیل جیسی کچھ موجودہ حالت میں ہے قرآن کریم کی اس آیت کی خوب تفسیر کرتی ہے کیونکہ اس میں مسیح علیہ السلام صاف طور پر فرماتے ہیں ۔ کہ تم کو یوں کہا گیا تھا کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ پر میں تمہیں کہتا ہوں ۔ کہ کوئی تمہاری داہنی گال پر طمانچہ مارے تو بائیں بھی آگے کردو ۔ گویا قصاص کے مسئلہ میں آپ نے ترمیم کی ایسا ہی طلاق کے مسئلہ میں بھی ترمیم کی ۔ اور بعض دیگر مسائل میں بھی ۔ حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام ویسے ہی خلیفہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھے جیسے دیگر انبیاء ۔ پس اس سے ہم دوسروں کا قیاس کرسکتے ہیں ۔ کہ انہوں نے بھی اپنے وقتوں میں ضرور ایسے تغیر و تبدل کئے ہونگے کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے ۔ کہ توریت ایک کامل کتاب نہ تھی ۔ بعض احکام اس کے مثلاً یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ۔ چوری نہ کرو ۔ زنا نہ کرو ۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو وہ تو ایسے ہیں کہ قرآن کریم نے بھی ان کو قائم رکھا لیکن بعض احکام جو وقتی ضرورت کے لحاظ سے دیئے گئے ہوں جیسے مسئلہ قصاص کی سخت حکم تو وہ بھی ایک وقتی علاج تھا کیونکہ دوسرا پہلو اس میں نظرانداز کر دیا گیا ۔ ایسے احکام کے تغیر و تبدل کی ضرورت پیش آتی ہی ہوگی جیسی کہ حضرت مسیح کو پیش آئی ۔ اگر توریت کو بعد انبیاء کی ضرورت ہوتی ۔ جو اس کے احکام شرعی کی وقتاً فوقتاً بحسب ضرورت زمانہ اور جس طرح خدا ان پر ظاہر کرتا ہے ترمیم کرتے ۔ تو قصاص کی تعلیم کو توریت اس شان پر ناقص نہ چھوڑتی کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے انجیل کی ضرورت ہوتی ۔ جو نقص تھا کہ حضرت محمد پر اللہ تعالیٰ اسی کامل تعلیم کو نازل فرمادیا جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ ۔ یعنی بدی کا بدلہ اسی قسم کی سزا ہے لیکن جو شخص درگذر کرے اور اصلاح اس عفو کا نتیجہ ہو تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے قصاص کو لازم نہیں کیا بلکہ مثلھا کے لفظ سے یہ ظاہر کردیا کہ بدی کا بدلہ اسی قسم کی بدی کی سزا ہونی چاہئیے اس پر عمل ہی آج مہذب اقوام کے سارے قوانین مرتب ہیں ۔ اور دوسرے پہلو کو ہر حال میں ضروری قرار نہیں دیا ۔ جیسے کہ توریت نے کیا تھا ۔ اور تیسرے انجیل کے دو نقصوں کو پورا کردیا ۔ ایک تو عفو کو

لیکن اس کے علاوہ ایک دوسری صورت بعض اقوام میں پیش آئی مثلاً بنی اسرائیل کا سلسلۂ نبوت ایک خاص رنگ میں چلا یعنی کچھ نبی تو پہلے اس قوم سے مبعوث ہوئے پھر ایک لمبا زمانہ غیرِ کا اسیر ملک مصر میں گذرا جسکے بعد ان میں ایک عظیم الشان مرد خدا موسیٰ نام کھڑا کیا گیا۔ تاکہ قوم کو ایک ذلیل حالت سے جو جسمانی اور روحانی دونوں رنگوں میں گری ہوئی حالت میں تھی باہر نکالے۔ ان اخرج قومک من الظلمٰت الی النور۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے ایک شریعت عطا فرمائی جسمیں بہت سے باہمی معاملات اور بالخصوص عبادات کے متعلق بڑی تفصیل تھی۔ پھر حضرت موسیٰ کے بعد اس قوم میں بہت سے رسول اور نبی آئے۔ گو شریعت وہی رہی جو حضرت موسیٰ کو دی گئی تھی۔ مگر وہ نبی اپنے طور پر بارگاہِ الٰہی سے براہ راست فیضان پانے والے تھے جس طرح خود حضرت موسیٰ یعنی حضرت موسیٰ کا اور ان کا تعلق متبوع اور تابع کا نہ تھا۔ بلکہ ایک شارع نبی اور خلفاء کا۔ یا ایک عمارت کی بنیاد رکھنے والے اور اس کی تکمیل کرنے والوں کا۔ اس قوم کی بنیاد تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رکھی۔ مگر تکمیل آپ کے ہاتھوں ہونی مقدر نہ تھی۔ یہاں تک کہ آپ کی زندگی میں آپ کی قوم ارض مقدس میں پہنچ کر اس بادشاہت کو بھی حاصل نہ کر سکی جس کا ان کو وعدہ دیا گیا تھا۔ اس قوم کو چونکہ اس آخری نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک نسبت تھی۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے یہی پسند فرمایا کہ اس قوم کی بھی خاص طور پر تربیت کیجائے۔ اس تربیت کے لئے حضرت موسیٰ کے بعد اس میں بہت سے نبی آئے۔ ثم ارسلنا رسلنا تترا جن میں سے بعض کے نام قرآن کریم میں بھی آئے ہیں۔ یہ نبی اسی اصل بنیاد پر ایک عمارت کی تکمیل کرتے رہے۔ یہانتک کہ حضرت مسیح علیہ السلام پر اس سلسلۂ رسل کا خاتمہ ہوا۔ یہ نبی چونکہ فیضان مثل دوسرے نبیوں کی براہ راست خدا تعالےٰ سے پاتے تھے۔ ان کی نبوت بھی چونکہ اکتسابی نہ تھی یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی سے وہ اس مرتبۂ کمال کو نہیں پہنچے تھے۔ اسلئے ان میں سے جب کبھی کوئی نبی آیا وہ خود مثل دوسرے انبیاء کے متبوع تھا۔ گو خدا نے اپنی وحی سے اس کو یہی ہدایت کی کہ توریت کی یا اس کے فلاں فلاں احکام کی پیروی کرتے رہو۔ مگر چونکہ توریت یعنی حضرت موسیٰ کی شریعت ایک مکمل شریعت نہ تھی۔ بلکہ مختص القوم ہونے کے علاوہ مختص الزمان بھی تھی اسلئے وہ نبی اپنی قوم کو نئے حالات کے مطابق منجانب اللہ نئی تعلیم بھی پہنچاتے رہے۔ اور جہاں ان کا کام بنی اسرائیل کا تزکیۂ نفس تھا ساتھ ہی اس کے نئے نئے حالات پیش آمدہ کے مطابق

سنۃ اللہ عبثہ وصلوات المسیح بیون احداً من امتہ ویتبع جمیع احکام ملۃ یصلی مع المسلمین"۔

"ترجمہ۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ سلسلہ نبوت کو از سر نو دوبارہ جاری کرے بعد اس کے منقطع کر دینے کے اور بعض احکام قرآنی کو منسوخ کرے اور بعض پر زیادہ کرے اور اپنے وعدہ کا خلاف کرے اور قرآن کے کامل کر دینے کو بھلا دے ....."

ازالہ اوہام صفحہ نمبر ۵۸۔ تا ۵۸۳

"رسولوں کی تعلیم اور اعلان کے لئے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے۔ جو وہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے اور بذریعہ نزول آیات ربانی اور کلام رحمانی کے سکھلائے جاتے ہیں اور جبکہ تمام قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ نئے سرے معرفت جبرئیل علیہ السلام کے حضرت مسیح کی زبان میں ہی ان پر نازل ہو جائیں گی۔ اور جیسا کہ احادیث میں آیا ہے جزیہ وغیرہ کے متعلق بعض بعض احکام قرآن شریف کے منسوخ بھی ہو جائیں گے۔ تو ظاہر ہے کہ اس نئی کتاب کے اترنے سے قرآن شریف توریت و انجیل کی طرح منسوخ ہو جائیگا۔ اور مسیح کا نیا قرآن جو قرآن کریم سے کسقدر مخالف بھی ہوگا اجرا اور نفاذ پائیگا اور حضرت مسیح نماز میں اپنا قرآن ہی پڑھینگے اور وہی قرآن ہمراہ قوم دوسروں کو بھی سکھلایا جائیگا اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہ کلمہ بھی کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کسی قدر ترمیم و تنسیخ کے لائق ٹھیریگا کیونکہ جبکہ کل شریعت محمدیہ کی نعوذ باللہ نقل بغر معظم نعوذباللہ منسوخ کی گئی ہوگئی۔ اور ایک اور ہی قرآن گو وہ ہمارے قرآن کریم سے کسی قدر مطابق ہی سہی آسمان سے نازل ہو گیا تو پھر کلمہ بھی ضرور واجب التبدیل ہوگا بعض بہت منفعل ہو کر جواب دیتے ہیں کہ اگرچہ درحقیقت یہ صریح خرابیاں ہیں جن سے انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر کیا کریں درحقیقت اسی بات پر اجماع ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح رسول اللہ ہونے کی حالت میں نزول فرمائیں گے۔ اور چالیس برس حضرت جبرئیل علیہ السلام ان پر نازل ہوتے رہینگے چنانچہ یہی مضمون حدیثوں سے بھی نکلتا ہے سو اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ اس قدر تو بالکل سچ ہے کہ اگر وہی مسیح رسول اللہ صاحب کتاب آ جائیں جن پر جبرئیل نازل ہوا کرتا تھا تو وہ شریعت محمدیہ کے قوانین دریافت کرنے کیلئے ہرگز کسی کی شاگردی اختیار نہیں کرینگے۔ بلکہ سنت اللہ کے موافق جبرئیل کی معرفت وحی الٰہی

صفحہ ۵۸۸ ازالہ اوہام

اندر لاکر نہیں رکھ دیں۔ تو پس یہ مطالبہ فضول ہے۔ ہاں سُنّت اللہ اللہ تعالےٰ نے بیان فرمادیا کہ یُوں ہی ہے۔ توریت کے مطابق حکم کرنیوالے نبیوں میں بھی ایک مثال دکھادی جس سے یہ ثابت ہوگیا کہ کسی نبی کو صاحبِ شریعت کہو یا غیر صاحبِ شریعت کہو وہ بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرسکتا ہے یا بعض نئے احکام دے سکتا ہے۔ اور یہی امتیاز ہم نے قائم کیا تھا کہ نبی کی وحی سابقہ شریعت کے احکام کے ترمیم یا تنسیخ کرسکتی ہے امتی کی نہیں سوال کرنے کا بھی نہیں بلکہ کرسکنے کا ہے مگر ہم نے توکرنا بھی دکھادیا لیکن کسی اُمتی کی وحی ادنیٰ سے ادنیٰ حکم شریعت کو منسوخ نہیں کرسکتی کسی چھوٹی سے چھوٹی بات کو بدل نہیں سکتی یہی ایک صاف کھلا کھلا امتیاز ہے +

اب ہم حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے بعض حوالے دیتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وحیٔ نبوّت کے ذریعہ سے سابقہ شرائع میں تبدیلی یا ترمیم و تنسیخ بقدر ضرورت ہوتی رہتی ہے +

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹

"ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے۔ اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اسکی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں تاکہ ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں۔ اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لادیں۔ لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعوےٰ نہیں وہی اسلام ہے جو پہلے تھا وہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں وہی رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا۔ اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی۔ اصل دین میں سے کوئی ایسی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو مسیح موعود کا دعوےٰ اُس حالت میں گراں اور قابل احتیاط ہوتا کہ جبکہ اُس دعوے کے ساتھ نعوذ باللہ کوئی دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی" +

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۷۷

"وما کان ان یحدث سلسلۃ النبوۃ ثانیاً بعد انقطاعھا وینسخ بعض احکام الفرقان ویزید علیہا ویخلف وعدہ ویتمّ اکمالہ الفرقان ویحدث الفتن فے الدین المتین کلا تفرقت فی احادیث المصطفٰے

انجیل میں ان کو وہ باتیں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریت میں مخفی و مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اسکی تعلیم اتم اور اکمل ہے۔ اور وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں +

اور سب سے زیادہ صفائی کے ساتھ مواہب الرحمن میں اس بات کو صاف کیا ہے کہ انبیاء کی ضرورت تکمیل شریعت کیلئے ہوا کرتی ہے۔ مگر چونکہ قرآن نے تکمیل شریعت کی ضرورت کو پورا کر دیا ہے اسلئے اب کوئی نبی نہیں آسکتا +

مواہب الرحمن صفحہ ۶۶ و ۶۷

"و خدارا مکالمات و مخاطبات است با ولیائے خود دریں امت و ایشاں را رنگ انبیاء داده میشوند و در حقیقت انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیده است و داده نمیشوند مگر فہم قرآن و نہ زیاده میشوند و نہ کم میکنند از قرآن۔ ترجمہ۔ اور اس امت میں اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمات اور مخاطبات ہیں۔ اور اُن کو رنگ انبیاء دیا جاتا ہے۔ مگر وہ در حقیقت نبی نہیں ہوتے۔ اسلئے کہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ اور اُن کو نہیں دیا جاتا مگر فہم قرآن اور وہ۔ قرآن پر زیادہ کرتے ہیں اور نہ کم کرتے ہیں" +

اِس حوالہ سے نہایت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں کا کام پہلی شرائع میں کمی بیشی کرنا ہے۔ اور اِس اُمت میں ایسی لئے نبی نہیں آسکتا۔ کہ اسمیں زیادہ کم کچھ نہیں ہو سکتا پس نبی کا بھیجنا لغو امر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بلند ہے کہ عبث کام کرے +

آٹھواں امتیاز نبی کی وحی تکمیل ہدایت کرتی ہے اُمتی کی نہیں کرتی

یہ ظاہر ہے کہ جب نبی کے مبعوث کیا جانے کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ مخلوق کو ہدایت کی راہیں بتائے۔ جن پر چل کر قابل استعداد لوگوں کا تزکیہ نفس ہو اور کمال انسانی کو حاصل کر سکیں۔ تو اب اگر نبی ہدایت کی راہیں کوئی لاتا ہی نہیں تو اس کے آنے کی علت غائی مفقود ہے۔ گویا بحیثیت نبی اس کا بھیجا جانا عبث ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ صرف پہلی نازل شدہ ہدایت اور کسی پہلے نبی کے قدم پر چلا کر لوگوں کے تزکیہ نفس میں معاون ہوتا ہے۔ تو یہ کام تو مجدد یا محدث کا ہے جو اُمتی ہوتا ہے یعنی وہ شخص لوگوں کو اپنے سوائے کسی اور نبی کی اطاعت اُس کے نقش قدم پر چلنے اس کے تزکیہ

اُن پر نازل ہوگی۔ اور شریعت محمدیہ کے تمام قوانین اور احکام نئے سرے اور نئے لباس اور نئے پیرایہ اور نئی زبان میں اُن پر نازل ہو جائینگے اور اس تازہ کتاب کے مقابل پر جو آسمان سے نازل ہوئی ہے قرآن کریم منسوخ ہو جائیگا لیکن خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس اُمت کے لیئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھیگا۔ کہ ایک رسُول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرئیل کا آنا ضروری امر ہے اسلام کا تختہ ہی اُلٹا دیوے حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسُول نہیں بھیجا جائیگا۔ اور حدیثوں کے پڑھنے والوں نے یقیناً یہ بڑی بھاری غلطی کھائی ہے۔ کہ صرف عیسیٰ یا ابن مریم کے لفظ کو دیکھ کر اس بات کا یقین کر لیا ہے۔ کہ سچ مچ وہی ابنِ مریم آسمان سے نازل ہو جائیگا۔ جو رسُول اللہ تھا اور اس طرف خیال نہیں کیا۔ کہ اُس کا آنا تو یا دینِ اسلام کا دُنیا سے رُخصت ہونا ہے۔ یہ تو اجماعی عقیدہ ہو چکا اور مُسلم میں اسی بارہ میں حدیث بھی ہے کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئیگا۔ اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی اُمتی شخص مُراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ محدث من وجہٍ نبی ہی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے براہ راست نہیں۔ بلکہ اپنے نبی کی طفیل سے علم پاتا ہے" +

صفحہ ۵۸۶ ازالہ اوہام

چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶

"ظاہر ہے کہ توریت کی تعلیم یہ تھی کہ دانت کے بدلہ دانت اور آنکھ کے بدلہ آنکھ اور ناک کے بدلہ ناک اور انجیل کی یہ تعلیم تھی کہ شریر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو لیکن قرآن شریف نے ان دونوں تعلیموں کو ناقص ٹھیرایا" +

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۳۳

"توریت کا زور حالات موجودہ کے لحاظ سے زیادہ تر قصاص پر ہے اور انجیل کا زور حالات موجودہ کے لحاظ سے عفو اور صبر اور درگذر پر ہے .... ایسا ہی ہر ایک باب میں توریت افراط کی طرف گئی اور انجیل تفریط کی طرف" +

بالآخر حقیقۃ الوحی کی ذیل کی عبارت اس مسئلہ کو کمال صفائی سے بیان کرتی ہے

"مگر حضرت عیسیٰ صرف توریت کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے اسی وجہ

للمتقین یعنی مسیح کو ہم نے انجیل دی اسمیں بھی ہدایت اور نور تھا۔ اور تصدیق کرتی ہے۔ اس کی جو اس کے سامنے موجود تھا تورات کی اور ہدایت اور وعظ متقیوں کے لئے پس جب توریت کی شریعت کے ہوتے ہوئے ایک نبی کی ہدایت اور نور لانے کا ذکر ہے۔ تو باقی کا قیاس بھی اسی پر کیا جائیگا۔ اور یہ ماننا پڑیگا۔ کہ حضرت موسیٰ کے بعد جو نبی آئے وہ سب ہدایت اور نور لاتے رہے اور اس طرح تکمیل ہدایت کرتے رہے۔ حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے اس کے متعلق مزید حوالجات کی ضرورت نہیں۔ جو حوالجات پہلے امتیاز کی تائید میں دیئے گئے ہیں انہی سے اس کی صداقت پر بھی شہادت ملتی ہے۔ مثلاً یہ الفاظ "لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی اور زیادہ بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ توریت بغیر انجیل کے ناقص تھی۔ نہ صرف اس لحاظ سے کہ اس کی تعلیم کل دنیا کے لئے نہ ہو سکتی تھی بلکہ بنی اسرائیل کے لئے بھی اس کی تعلیم ناقص تھی اور وقتاً فوقتاً انبیائے بنی اسرائیل مسیح کی طرح اسکی تعلیم کی تکمیل کرتے رہے۔ ایسا ہی ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں صفحہ ۴ پر ہے "پس یہ دعوے کامل تعلیم کا جو قرآن شریف نے کیا یہ اسی کا حق تھا اس کے سوا کسی آسمانی کتاب نے ایسا دعوے نہیں کیا۔ جیسا کہ دیکھنے والوں پر ظاہر ہے کہ توریت اور انجیل دونوں اس دعوے سے دستبردار ہیں۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ توریت اور انجیل دونوں الگ الگ کتابیں تھیں۔ اور دونوں اپنے اندر ناقص تعلیم رکھتی تھیں۔ اور آگے چل کر وہیں فرماتے ہیں "پس صاف ظاہر ہے کہ اگر آئندہ زمانوں کی ضرورتوں کی رو سے توریت کا سننا کافی ہوتا تو کچھ ضرورت نہ تھی کہ کوئی اور نبی آتا اور مراقبۂ آلہی سے مخلصی پانا اس کلام کے سننے پر موقوف ہوتا جو اس پر نازل ہوتا۔"

نواں امتیاز۔ وحی نبوت عبادات میں پڑھی جاتی ہے۔

وحی نبوت کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے جو دوسری وحی کو حاصل نہیں۔ کہ وحی نبوت عبادات میں پڑھی جاتی ہے۔ درحقیقت اس کلام کے اندر ایک ایسا اثر اور جذبہ ہوتا ہے کہ اسکی تلاوت بھی تزکیہ نفس میں معاون ہوتی ہے۔ اسی لئے رسول کا پہلا کام فرمایا۔ یتلوا علیھم آیاتہ کہ وہ اللہ کی آیتیں ان پر پڑھتا ہے۔ اور کئی جگہ یتلوا علیھم آیاتہ کے بعد یزکیھم کو ذکر کرکے اس طرف اشارہ کیا۔ کہ وہ تلاوت آیات کوئی معمولی امر نہیں بلکہ تزکیہ نفوس کا ایک ذریعہ

کو پیش نظر رکھنے اسی کی ہدایت پر عمل کرنے اُسی کی قوت قُدسی سے فیض پانے کی ہدایت کرتا ہے
وہ خود متبوع نہیں بلکہ تابع ہے۔ اور اپنا ایک نبی متبوع رکھتا ہے۔ جس کی طرف اُس کی
ساری کرامات اس کے سارے خوارق منسوب ہوتے ہیں جس کے چشمہ فیض سے وہ خود
بھی سیراب ہوتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی اُسی چشمہ کی طرف بُلاتا ہے۔ وہ خود چشمۂ ہدایت
نہیں بنتا بلکہ ایک اَور چشمۂ ہدایت کو دیکھتا ہے۔ اور لوگوں کو کہتا ہے کہ جس چشمہ سے میں
سیراب ہُوا ہوں جس آفتاب سے میں نے نور حاصل کیا ہے۔ جہاں سے مجھے ہدایت ملی ہے آؤ تم
بھی اپنی پیاس اُسی چشمہ سے بجھاؤ۔ تم بھی ظلمتوں سے باہر نکلنے کے لئے اسی روشنی میں
آجاؤ۔ اور اسی آفتاب کے گرد گھومو۔ تم بھی وہیں سے ہدایت حاصل کرو۔ مگر انبیاء
کے تو بھیجنے کی غرض ہی اللہ تعالٰے یہ قرار دیتا ہے۔ کہ وہ ہدایت لا دیں اور دُنیا کو ہدایت
سکھا دیں۔ اور یہ میں پہلے باب میں دکھا چکا ہوں۔ کہ نہ صرف اللہ تعالٰے نے انبیاء
کے بھیجنے کی غرض ہی یہ بتائی ہے کہ وہ ہدایت لائیں بلکہ ہر ایک نبی کے ذریعہ سے دُنیا میں ہدایت
بھیجنے کا بھی قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔ پس یہ لازمی بات ہے کہ نبی تکمیل ہدایت کرے۔ یعنی
ایک ہدایت جو پہلے نازل شدہ ہے وہ بعض وجوہات سے ایک قوم کو کمال تک پہنچانے کے
قابل نہیں رہی خواہ کوئی نئی ضرورت پیش آگئی ہے خواہ اس قوم کے حالات کا اقتضاء کچھ
اور ہے۔ خواہ پہلی ہدایت میں کوئی نقص واقع ہو گیا ہے یعنی اس کا کوئی حصہ ضائع ہو گیا ہے
خواہ اسکو منسوخ کرنے کی ضرورت پڑی ہے خواہ اس کی مزید توضیح بکار ہے خواہ اسکو نیا رنگ
دینا ضروری ہے۔ باقی انبیاء کے متعلق تو یہ ایک مُسلم امر ہے البتہ حضرت موسٰے کے پیچھے
آنیوالے نبیوں کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ کوئی نئی ہدایت نہیں لائے۔ حالانکہ قرآن کریم اس خیال
کی تردید کرتا ہے۔ مثال کے لئے ایک توریت اور انجیل کا معاملہ کافی ہے۔ اگر انجیل نئی تعلیم نئی ہدایت
نیا نور لائے تو اس سے حضرت موسٰے کے بعد آنیوالے سارے نبیوں کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اب
ایک جگہ تو انجیل کو الگ کرکے فرمایا۔ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ
والانجیل یعنی توریت اور انجیل دونوں مسیح کو سکھائیں۔ اور پھر سورۃ مائدہ میں فرمایا۔
جہاں پہلے توریت کا ذکر ہے۔ انا انزلنا التورٰیۃ فیھا ھدی ونور۔ کہ ہم نے
توریت کو اُتارا اسمیں ہدایت اور نور تھا۔ اور پھر انجیل کا ذکر فرمایا۔ واٰتینٰہ الانجیل
فیہ ھدی ونور ومصدقا لما بین یدیہ من التورٰیۃ وھدی وموعظۃ

مومن ہوتا ہے اور اس کا منکر حقیقی کافر

(ج) خدا کی طرف سے ہو؟ یا وہ مومن بہ تھا یعنی اس پر ایمان لانا ضروری تھا۔ قرآن کریم نے اس کو ایک ہی جگہ یوں بیان فرمایا ہے۔ آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمومنون كل آمن بالله وملائكته وكتبه ورسله لا نفرق بين احد من رسله۔ یعنی رسول اور مومن اس پر ایمان لائے جو رسول پر اس کے رب کی طرف سے اترا۔ یہ سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفرقہ نہیں کرتے۔ گویا سب رسولوں پر یکساں ایمان لانا ضروری ہوا۔ اسلئے دوسری جگہ فرمایا۔ ان الذین یکفرون بالله ورسله ویریدون ان یفرقوا بین الله ورسله ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالك سبیلا اولئك هم الكافرون حقا۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفرقہ کریں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے بین بین ایک رستہ اختیار کریں وہ پکے کافر ہیں۔ پس گویا کسی رسول کا انکار بھی کافر بنا دیتا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق حواریوں کو وحی کی جاتی ہے۔ ان آمنوا بی وبرسولی۔ کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ غرض رسول پر ایمان کو اللہ تعالیٰ نے اصول ایمان میں داخل کیا ہے۔ اور جو شخص کسی رسول کا منکر ہے وہ پکا کافر ہے۔ مگر ایک مسلمان جب خاتم النبیین پر ایمان لاتا ہے تو درحقیقت دنیا کے سارے رسولوں کو مان لیتا ہے۔ البتہ بعض رسولوں کے نام تصریح کے ساتھ قرآن شریف میں مذکور ہوئے ہیں اسلئے ان کا انکار انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اور جن کے نام مذکور نہیں ہوئے ان [illegible] کہیں کوئی رسول ہوا ہو ہم [illegible] وہ مومن بہ نہیں سمجھے۔ اور ان کا انکار آپ فرع کا انکار ہے۔ لاکہ نبی یا رسول کا انکار اصل یعنی جڑھ کا انکار ہے۔ اسلئے فرع کے انکار سے اصل کا کفر لازم نہیں آتا۔

ذیل کے دو حوالے اس کی تائید میں حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے کافی ہونگے:

"یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں اُن کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ حاشیہ)

ہے۔ چنانچہ یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ ہر نبی کی وحی متلو یعنی وہ وحی جو جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ اس پر نازل ہوتی ہے۔ وہ اس کی امت اور اس کے متبعین عبادت میں پڑھتے ہیں۔ لیکن نبوت کی وحی متلو کے علاوہ اور کسی قسم کی وحی کا نمازمیں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اسی لئے اس امت میں کسی ولی یا کسی مجدد یا کسی خلیفہ کی خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو کسی وحی کا نماز میں تلاوت کے طور پر پڑھنا جائز نہیں ہے +

حضرت مسیح موعود کے کلام سے ذیل کے حوالجات سے بھی نہایت صفائی سے ثابت ہوتا ہے کہ وحی نبوت کو بڑا بھاری امتیاز یہ بھی حاصل ہے کہ وہ عبادات میں تلاوت کے طور پر پڑھی جاتی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

"اور رسولوں کی تعلیم اور الہام کے لئے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے جو وہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے اور بذریعہ نزول آیات ربانی اور کلام رحمانی کے سکھلائے جاتے ہیں۔ اور جب کہ تمام قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ نئے سرے سے معرفت جبرئیل علیہ السلام کے حضرت مسیح کی زبان میں ہی اُن پر نازل ہو جائیگی اور جیسا کہ احادیث میں آیا ہے جزیہ وغیرہ کے متعلق بعض بعض احکام قرآن شریف کے منسوخ بھی ہو جاوینگے تو ظاہر ہے کہ اس نئی کتاب کے اُترنے سے قرآن شریف نزدیک انجیل کی طرح منسوخ ہو جائیگا۔ اور مسیح کا نیا قرآن جو قرآن کریم سے کسی قدر مختلف بھی ہوگا اجرا اور نفاذ پائیگا۔ اور حضرت مسیح نماز میں اپنا قرآن ہی پڑھیں گے" + ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۴

پھر لکھا ہے۔

"عیسیٰ مسیح آئیگا تو ضرور مگر انجیل کی تعلیم پر قائم ہوگا وہ مسلمانوں کے حلال و حرام کا پابند نہ ہوگا۔ اور اپنے طور کی نماز بھی علیحدہ پڑھیگا۔ اور بجائے قرآن شریف کے انجیل کو نماز میں پڑھیگا۔ اور اپنے تئیں مستقل طور پر پیغمبر سمجھتا ہوگا نہ اُمتی۔ غرض ایسا شعار ظاہر نہیں کریگا جس سے اُس کو اُمتی کہا جائے .... اور اس طرح نماز نہیں پڑھیگا جس طرح مسلمان پڑھتے ہیں۔ اور بجائے قرآن کے انجیل سنائیگا۔ اور وہ چیزیں کھائیگا جو مسلمان کھاتے نہیں اور شراب پیئیگا" .... ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۴۴ +

"اور حقیقۃ الوحی میں آنیوالے مسیح کا اگر وہ مسیح اسرائیلی ہو ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

"جب لوگ قرآن شریف پڑھیں تو وہ انجیل کھول بیٹھیگا" + صفحہ ۲۹

دسواں امتیاز صاحب وحی نبوت	قرآن کریم کے پڑھنے سے یہ ظہر من الشمس ہے کہ ہر ایک نبی

للانبیاء والحدیث للاولیاء فمن رد الکلام کفر لانہ رد علی اللہ کلامہ ووحیہ ومن رد الحدیث لم یکفر بل یخیب ویصیر وبالا علیہ ویمیت قلبہ لانہ رد علی الحق ماجاءت بہ محبۃ اللہ تعالیٰ ؎

ترجمہ۔ اور فرق نبوت اور ولایت میں یہ ہے کہ نبوت ایک کلام ہے جو اللہ تعالیٰ سے آتا ہے اور اس کے ساتھ وحی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی روح (یعنی جبرئیل) اس کے ساتھ۔۔۔ یہ وہ ہے جس کی تصدیق لازم ہے۔ اور جو شخص اس کو رد کرتا ہے وہ کافر ہے۔ کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے کلام کو رد کرنے والا ہے۔ اور ولایت یہ ہے کہ کسی شخص کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی حدیث کا الہام کے طور پر متولی ہو پھر اس کو اس تک پہنچائے۔۔ سو کلام تو انبیاء کے لئے ہے اور حدیث اولیاء کے لئے۔ پس جو شخص کلام کو رد کرتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ وہ اللہ کے کلام اور اس کی وحی کو رد کرتا ہے۔ اور جو حدیث کو رد کرتا ہے وہ کافر نہیں ہوتا بلکہ وہ خائب ہو جاتا ہے اور وہ اس پر وبال ہو جاتا ہے اور اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اس چیز کو رد کرتا ہے جو اللہ کی محبت لائی تھی۔

گیارھواں امتیاز۔ وحی نبوت کتاب کہلاتی ہے۔ وحی ولایت کتاب نہیں کہلاتی

جس قدر امور وحی نبوت کے متعلق میں اب تک بیان کر چکا ہوں اور جو امتیاز اس کے وحی ولایت سے دکھائے گئے ہیں مثلاً یہ کہ وحی نبوت کا نزول خاص ہے۔ اور وہ ملائکہ کے خاص حفاظت میں نبی تک پہنچائی جاتی ہے۔ اور یہ مرتبہ معمولی وحی کو حاصل نہیں۔ خود صاحب وحی نبوت اس کے آنے سے ایک عظیم الشان انقلاب اپنی زندگی میں محسوس کرتا ہے صاحب وحی نبوت اپنی ہی وحی کی پیروی کرتا ہے۔ اور اس کے لئے کوئی نبی متبوع نہیں ہوتا۔ وحی نبوت دوسری وحی کی تصدیق کرتی ہے۔ حالانکہ وحی ولایت خود محتاج تصدیق ہوتی ہے۔ وحی نبوت کے ایک ایک لفظ کی تبلیغ نبی پر واجب ہوتی ہے۔ اور ان لوگوں کو جن کی طرف وہ وحی بھیجی گئی ہو اس پر ایمان لانا ضروری ہے وحی نبوت تکمیل ہدایت کرتی ہے۔ اور یا شریعت لاتی ہے یا شریعت میں ترمیم و تنسیخ کرتی ہے۔ وحی نبوت محفوظ ہوتی ہے۔ اور اس کی تلاوت تزکیہ نفس کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ وحی نبوت کا منکر کافر ہوتا ہے۔ یہ تمام امتیاز وحی نبوت کو ایک خاص مرتبہ دیتے ہیں۔ جن کے لحاظ سے ضروری تھا کہ وہ کوئی الگ نام بھی پائے۔ سو خدا کے کلام میں اس کا نام کتاب رکھا گیا ہے۔ کتب کے

"تمام نبی یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ۔ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان فقروں میں خلاصہ تمام اُمت کو سکھلایا گیا۔ کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۱ +

حضرت مسیح موعود کی یہ تحریر کہ صرف ان انبیاء کے انکار سے انسان کافر ہوتا ہے جو شریعت یا احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ اور اُن کے سوا جس قدر مُلہم یا محدّث ہوں خواہ وہ کیسی ہی اعلیٰ شان جناب الٰہی میں رکھتے ہوں۔ ان کے انکار سے کافر نہیں ہوتا۔ ائمہ سلف کے مذہب کے مطابق ہے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مذکورہ بالا حوالہ میں حضرت مسیح موعود نے شریعت یا احکام جدیدہ کا لانا نبی کے امتیازات میں داخل کیا ہے۔ یعنی ہر ایک نبی کیلئے ضروری ہے کہ وہ یا شریعت لائے اور یا احکام جدیدہ لائے۔ کیونکہ سوائے ان کے جو شریعت یا احکام جدیدہ لائیں۔ باقی سب کو مُلہم یا محدّث کہا ہے۔ اور دوسرے جس صورت میں قرآن شریف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کے نبیوں کے انکار کو بھی کفر ٹھیراتا ہے۔ جیسا

ما اوتی موسیٰ و عیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم

سے ظاہر ہے۔ تو پس حضرت صاحب نے کسی نہ کسی حکم جدید کا لانا نبی کے لیئے ضروری ٹھیرایا ہے اور حق بھی یہی ہے کیونکہ نبی کے مبعوث ہونے کے معنے ہی کیا ہوئے اگر وہ ساتھ کوئی ایسی بات نہیں لایا جو لوگوں کو پہنچانی ہے۔ صرف پیشگوئیاں کرنی کوئی نبوت کی غرض نہیں ہے اس پر تفصیلی بحث تو آیندہ ہوگی۔ یہاں میں صرف اس قدر دکھانا چاہتا ہوں کہ وحی نبوت اور وحی ولایت میں جو فرق حضرت مسیح موعود نے کیا ہے۔ کہ اول الذکر کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ مگر وحی ولایت کے انکار سے کافر نہیں ہاں قابل مواخذہ ہوتا ہے اور اگر مخالفت میں ترقی کرتا جائے تو سلب ایمان تک نوبت پہنچتی ہے۔ یہی مذہب ائمہ سلف کا ہے چنانچہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں یہی فرق نبوت اور ولایت میں قائم کرتے ہیں +

والفرق بین النبوۃ والولایۃ ان النبوۃ کلام ینفصل من اللہ تعالیٰ ووحی معہ بروح من اللہ ھذا ھو الذی یلزم تصدیقہ ومن ردہ فھو کافر لانہ راد لکلام اللہ عزوجل واما الولایۃ فھی لمن تولی اللہ عزوجل حدیثہ علی طریق الالھام فاوصلہ الیہ فالکلام

حجر پرستوں شجر پرستوں میں سے ایک ایسا کامل موحد اٹھا کھڑا کرنا جس کے دل نے سوائے توحید کے
کوئی اثر بچپن سے قبول ہی نہ کیا ہو۔ غرض عرب میں باوجود پڑھنے اور لکھنے کا رواج نہ ہونیکے
سب سے پہلی وحی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ وہ بتاتی ہے۔ کہ آپ کو
قرآن کریم کے ایک ایک حرف کی ابتداء ہی سے قرأت یعنی سینوں اور قلم یعنی کتابت کے ذریعہ
سے محفوظ کر لینے کی ہدایت تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے تو فرمایا اقرأ اور یہی حق تھا جب تک
پہلے قرأت نہ ہو گی کتابت نہیں ہو سکتی۔ اور آخر پر فرمایا۔ الذی علم بالقلم۔ قلم کے
ذریعہ سے علوم سکھائے۔ تو گویا ایک طرف یہ سبق دیتا تھا کہ قرأت میں اس کو محفوظ کر لو۔
اور دوسری طرف یہ کہ قلم کے ذریعہ سے بھی اسکو محفوظ کرو۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتدا
سے ہی ان دونوں طریق حفاظت سے قرآن کریم کی کامل حفاظت کی بنیاد رکھ دی۔

دوسرے انبیاء کو کس طرح اپنی وحی کے محفوظ کرنے کا حکم ہوتا تھا وہ کیا کرتے تھے
اس پر ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن جو طریق اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بتایا ہے
اس سے قیاس ہوتا ہے کہ پہلے انبیاء کو بھی اپنی وحی کتاب یعنی لکھی ہوئی صورت میں
لانے کا حکم ہوتا ہوگا۔ بہرحال اس سے ہمیں بحث نہیں۔ خواہ انبیاء کی وحی کو کتاب
اسلئے کہا گیا کہ وہ لازماً لکھی بھی جاتی تھی۔ اور خواہ اسلئے کہ وہ بہرحال ایسی محفوظ کیجاتی
تھی جیسے ایک کتاب محفوظ ہوتی ہے۔ گو کامل حفاظت کے نشان کو اللہ تعالیٰ نے سب سے
آخری کتاب کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ اور اس کامل کتاب کا امتیاز یہ ہونا تھا۔ کہ دوسری
کتب میں کم و بیش تغیر و تبدل یا تحریف راہ پا جائے۔ بہرحال اس میں شبہ نہیں کہ وحی نبوت
کو اللہ تعالیٰ خاص حفاظت سے بھیجتا۔ جبرئیل خاص حفاظت سے لاتا۔ نبی خاص
حفاظت سے اسے لوگوں تک پہنچاتے۔ اور بالآخر لوگوں کو اس کا [illegible] ہوتا ہے کہ وہ اسے محفوظ رکھیں
اور اسلئے ممکن ہے کہ کوئی ایسی بھی کتاب (وحی نبوت) دنیا میں آئی ہو۔ جو لکھی گئی ہو یا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن
ہو سکتا ہے کہ وحی نبوت کا نام کتاب اس لحاظ سے رکھا گیا ہو کہ وہ لازماً لکھی جاتی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس لحاظ سے اس کا نام کتاب
رکھ دیا کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہدایات کو اپنے اندر جمع رکھتی ہے۔ کیونکہ کتب کے معنی جمع
کے اصل لغت میں میں دکھا چکا ہوں۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس لحاظ سے اس کا نام
کتاب رکھ دیا۔ کہ اس وحی کی حفاظت کا خود اللہ تعالیٰ نے اس کے ملائکہ اس کا رسول
اس کے سچے پیرو خاص طور پر اہتمام کرتے ہیں۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ وحی نبوت کا نام

اصل معنے لغت عرب میں ضم الشئی الی الشئی یعنی ایک چیز کا دوسری کے ساتھ ملانا ہے۔ چونکہ لکھنے میں بھی ایک حرف دوسرے حرف کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ اسلئے کتاب لکھنے کو بھی کہتے ہیں۔ اور کبھی لکھی ہوئی چیز یعنی مکتوب کے معنی میں اس کا استعمال عام ہو گیا ہے۔ مگر اصل لغت کے لحاظ سے جو چیز خاص طور پر محفوظ کیجائے اس کو بھی کتاب کہدیتے ہیں۔ گو وہ لکھی ہوئی نہ ہو۔ اور اس معنی میں قرآن کریم نے اس لفظ کو استعمال بھی کیا ہے جیسا الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا۔ جہاں کتاب سے مراد لوح محفوظ لی گئی ہے اسلئے کہ وہ سب چیزوں کو محفوظ رکھتی ہے۔ یا ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ پس قرآن کریم میں جو وحی نبوت کو کتاب کہا گیا ہے۔ تو یا تو اس لحاظ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی خاص طور پر حفاظت فرماتا اور اسکو اپنے برگزیدہ بندہ تک پہنچاتا ہے رسول بھی اسکی خاص حفاظت کرتا اور اسکو لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ رسول کے پیرو بھی اسے خاص طور پر اپنے سینوں میں جمع کرتے اور اسکی حفاظت کرتے ہیں۔ اور یا اس لحاظ سے کہ وہ عموماً لکھ بھی لی جاتی ہوگی۔ جہانتک قرآن کریم اور اسلام کی تاریخ سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے۔ ہر کتاب یعنی وحی نبوت کے لئے لکھا جانا ضروری معلوم ہوتا ہے فیھا کتب قیمہ کے لحاظ سے ہمارے سامنے تو ان سب باتوں کا معیار قرآن کریم ہی ہے کہا جائیگا کہ قرآن شریف تو ایک ایسے زمانہ میں نازل ہوا جب انسان لکھنے کے علم کو سیکھ چکا تھا۔ یہ بلاشبہ درست ہے۔ مگر خدا کی حکمت نے اسکے مقابل پر قرآن کریم کو ایک ایسے ملک کے اندر اتارا جہاں لکھنے کا رواج شاذ و نادر کے طور پر تھا۔ ان کی اعلےٰ سے اعلےٰ نظمیں بھی لکھی نہ جاتی تھیں۔ وہ لوگ اُمّی یا ناخواندہ کہلانے میں اپنا فخر سمجھتے تھے۔ اس مقابلہ کو دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وہی ہے جس نے اُمیوں یعنی ان پڑھ ان لکھے لوگوں میں انہیں میں سے (یعنی ایک شخص کو جو لکھنے پڑھنے سے انہی کی طرح ناواقف ہے یہ نہیں کہ باہر سے کوئی خواندہ آدمی اس کے لئے لے آیا ہو) ایک رسول کھڑا کر دیا جو ان پر آیات الٰہی کی تلاوت بھی کرتا ہے۔ اور ان کا تزکیہ بھی کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب بھی سکھاتا ہے اور حکمت بھی سکھاتا ہے یعنی ان میں سے کتاب کے سکھانیوالا پیدا کر دینا عجب شان خداوندی ہے۔ جیسے شعر تک لکھنا پسند نہیں

ہر نبی کی کتاب صرف وہ وحی نبوت ہے ۔ جو اس پر ہدایت خلق کے لئے نازل ہوئی۔ خواہ وہ بزنگ شرائعت، یا صرف تزکیہ نفوس کے لئے ہدایات اور کسی قسم کی اوامر نواہی اپنے اندر رکھتی ہو۔ جن لوگوں نے کتاب سے لازماً شریعت مراد لے لی ہے۔ ان کو بیشک اس آیت کے سمجھنے میں دقت پیش آئی ہے۔ مگر کتاب سے مراد لازماً شریعت نہیں بلکہ شریعت کتاب کا ایک حصہ ہوتی ہے۔ لیکن انبیاء پر شریعت نازل ہوئی بعض پر نہیں لیکن اس میں شبہ نہیں کہ کچھ نہ کچھ رسالات اور پیغام ہر نبی اپنے رب کی طرف سے لاتا ہے۔ پس جو اس کی رسالات ہوتی ہیں وہی درحقیقت اس کی کتاب کہلاتی ہے ۔

تیسری آیت سورۂ انعام کی ہے۔ ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب کلا ھدینا ونوحا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داود وسلیمٰن وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون وکذلک نجزی المحسنین ۝ وزکریا ویحیی وعیسیٰ والیاس کل من الصالحین ۝ واسمعیل والیسع ویونس ولوطا وکلا فضلنا علی العالمین ..... اولئک الذین اٰتینٰھم الکتٰب والحکم والنبوۃ۔

اور اسے (یعنی ابراہیم کو) ہم نے اسحاق اور یعقوب دیئے سب کو ہدایت دی۔ اور نوح کو ہم نے اس سے پہلے ہدایت دی۔ اور اس کی نسل سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون (کو ہدایت دی) اور اسی طرح ہم محسنوں کو جزا دیتے ہیں۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس (کو ہدایت دی) اور سب صالحین میں سے تھے۔ اور اسمعیل اور الیسع اور یونس اور لوط (کو ہدایت دی) اور سب کو ہم نے لوگوں پر فضیلت دی .. یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت دی (آیت ۸۵۔۹۰) اب یہاں حضرت ابراہیم سمیت کل اٹھارہ نبیوں کا ذکر فرمایا۔ جن میں سے حضرت نوح اور ابراہیم تو ایسے ہیں جو اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کے ذیلی نبی بھی ہیں۔ جیسے اسحاق، یعقوب، یوسف، اسمٰعیل۔ بنی اسرائیل کا بڑا صاحب شریعت نبی موسیٰ ہی ہے۔ اور آپ کے شریک فی الامر حضرت ہارون بھی ہیں۔ حضرت موسیٰ کے بعد کے نبی بھی ہیں۔ جیسے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ۔ غرض ہر قسم کے نبیوں کا ذکر یعنی صاحب شریعت غیر صاحب شریعت الگ الگ قوموں کی طرف مبعوث بھیجے جانے والے اور ایک ہی قوم کی طرف کئی نبی آنے والے الگ الگ وقتوں میں نبی۔ وہ ایک ہی

کتاب کہا ہے اور اسی لیئے ہر نبی کے لیئے کتاب کا لانا ایک لازمی امر قرار دیا ہے۔ مگر اُمتی کی وحی کو کتاب کے نام سے موسُوم نہیں کیا +

قرآن کی شہادت کہ ہر نبی کتاب لاتا ہے۔ اب ذیل میں چند آیات قرآنی پیش کرتا ہوں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر نبی کو کتاب کے دیا جانے کا ذکر فرمایا ہے۔ سُورہ حدید (آیت ۲۵) میں ہے۔ لقد ارسلنا رسلنا بالبیّنٰت واتزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط۔ ہم نے اپنے رسُولوں کو دلائل کے ساتھ بھیجا۔ اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔ یہ آیت اِس بات پر قطعی شہادت ہے۔ کہ ہر رسُول کے ساتھ کتاب اُتاری گئی۔ انزلنا معھم کے لفظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی کو کتاب دی گئی۔ یہ نہیں کہ نبی تو بغیر کتاب کے آیا اور آگے اسکو کسی نبی کی بنی بنائی کتاب مل گئی۔ جو غالباً کسی حد تک محرّف بھی ہو چکی تھی۔ مثلاً انبیاء بنی اسرائیل میں جو حضرت موسےٰ کے بعد آئے یہ کہنا کہ وہ کتاب نہیں لائے بلکہ اُن کی کتاب توریت ہی تھی تو میں پُوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالےٰ ایک مُحرّف مُبدّل کتاب کو اپنی طرف منسُوب کرکے یہ کہہ سکتا تھا کہ ہم نے فلاں نبی کے ساتھ توریت اُتاری۔ اور وہ کتاب اُتاری جو پہلے ہی مُحرّف مُبدّل تھی۔ تو اب دوسرے لوگ اس سے کیا فائدہ اُٹھائیں گے +

پھر سُورہ بقرۃ میں فرمایا۔ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مُبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ۔ سب لوگ ایک ہی گروہ ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نبیوں کو مبعوث کرتا رہا ہے بشارتیں دیتے ہوئے اور ڈرانے ہوئے۔ اور اُن کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب اُتارتا رہا ہے تاکہ فیصلہ کرے اُن لوگوں میں اُن باتوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک قاعدہ کُلیہ بیان فرمایا ہے۔ اور اِس قاعدہ کُلیہ میں نبیوں کے ساتھ کتابوں کے نازل کرنے کا بھی ذکر فرمایا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا صفائی ہو سکتی ہے۔ کہ پہلے مقام پر رسُولوں کے ساتھ کتاب نازل کرنے کا ذکر فرمایا۔ یہاں نبیوں کے ساتھ کتاب نازل کرنے کا ذکر فرمایا۔ یہ ہر دو مقامات قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں۔ کہ ہر نبی اور رسُول کے ساتھ جو اصلاح خلق کے لیئے مامور ہوا کتاب بھی نازل کی گئی۔ مگر کتاب کے ان معنوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ جو میں اوپر بیان کر چکا ہوں

اور ہم نے داؤدؑ کو زبور دی جس سے معلوم ہوا کہ جو کتاب داؤد کو خدا نے دی تھی وہ توریت
نہ تھی بلکہ وہ زبور تھی۔ اور حضرت مسیحؑ کے متعلق فرمایا۔ وآتیناہ الانجیل۔ اس کو ہم نے
انجیل دی جس سے معلوم ہوا کہ وہ کتاب جس کے یہاں عیسیٰ کو دیئے جانے کا ذکر ہے وہ توریت نہیں
بلکہ انجیل تھی۔ اور سارے قرآن شریف کو پڑھ جاؤ کہیں نہیں پاؤ گے کہ مسیحؑ کو یا داؤدؑ کو ہم نے
توریت دی تھی یا ان پر توریت نازل کی تھی۔ بلکہ مسیحؑ کو انجیل اور داؤدؑ کو زبور دینے کا ہی ذکر
پاؤ گے۔ مسیحؑ کے متعلق بھی توریت کا لفظ آیا ہے مگر یہ نہیں کہ توریت ہم نے اس کو دی بلکہ ویعلمہ
الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ یعنی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل
کا اس کو علم دیا۔ وہ علم جو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے نبیوں کو عطا فرماتا ہے۔ تو انجیل کے مسیحؑ کو
دینے کا ذکر ہے۔ مگر توریت کے دینے کا ذکر نہیں۔ زبور کے تو داؤد کو دینے کا ذکر ہے مگر توریت
کے دینے کا نہیں۔ پس معلوم ہوا آیت مذکورہ بالا میں جن نبیوں کو کتابیں دینے کا ذکر ہے وہ
کتابیں ہی تھیں جو علیحدہ طور پر خدا نے ہر ایک نبی کو دی تھیں ۔

میں یہاں اس غلط فہمی کو بھی رفع کرنا چاہتا ہوں جو ممکن ہے بسبب اس کے ہو کہ توریت یا
قرآن کریم کے سب لوگوں کو دیئے جانے یا سب کی طرف اتارے جانے کا بھی ذکر ہے۔ یہ صحیح ہے مگر کیا کوئی
عقلمند انسان کہہ سکتا ہے کہ قرآن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اسی طرح اتارا گیا تھا جس طرح
مسلمانوں کی طرف اتارا گیا ہے۔ بلکہ جب کتاب نازل ہو یا نبی کو کتاب دی جائے تو اس سے
مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اس کتاب کا ملنا ہوتا ہے۔ پھر رسول کی امت چونکہ
اس کتاب پر عمل کی پابند ہوتی ہے۔ اسلئے اس کتاب کا اس کی امت کو دیا جانا بھی ایک
محاورہ ہے جو درحقیقت مجاز کا رنگ ہے۔ امت کو کتاب کے ملنے کے یہ معنے ہیں کہ کسی رسول پر
وہ کتاب اتاری گئی۔ اور اس رسول کے ذریعہ سے اس کی امت کو پہنچائی گئی۔ مگر رسول
یا نبی کو کتاب دیئے یا اس کی طرف کتاب اتارنے کے یہ معنے نہیں۔ بلکہ اس سے مراد بذریعہ
وحی خدا سے اس کتاب کا پانا ہے۔ طوالت کے خوف سے میں انہی چند آیات پر اکتفا کرتا ہوں
جو اس بات کو ثابت کرنے کے لئے صراحت کافی ہیں۔ بلکہ آیات قطعی اور یقینی نتیجہ پر پہنچاتی ہیں
کہ درحقیقت خدا کے نبی جب آتے ہیں۔ تو وہ کتاب بھی ساتھ لاتے ہیں۔ یا بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ
ان کی وحی کو وہ عظمت عطا فرماتا ہے کہ ان کی وحی نبوت کا نام کتاب رکھتا ہے۔ مگر اس کی
وحی کا نام کتاب نہیں رکھا جا سکتا ۔

وقت میں آگئے نبی۔ غرض ان سب قسم کے انبیاء کا ذکر کرکے فرمایا کہ ان سب کو ہم نے کتاب دی تھی۔ اور سب کو حکم دیا تھا۔ اور سب کو نبوت دی تھی۔ اب یہ تو ظاہر ہے۔ کہ حکم اور نبوت ہر ایک نبی کو ملی۔ یہ نہیں کہ کسی پہلے نبی کا حکم اور کسی پہلے نبی کی نبوت کسی بعد میں آنیوالے نبی کو ملی ہو۔ اسی طرح پر کتاب بھی ضرور دی ہے کہ ہر ایک نبی کو ملی ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک ہی کتاب سب کو ملی ہو۔ نہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ بعض کو کتاب ملی ہو اور بعض کو نہ ملی ہو۔ نہ یہ ہو سکتا ہے کہ بعض کو خدا نے اپنی وحی سے کتاب دی ہو اور بعض کو کوئی پہلی کتاب ہی دیدی ہو۔ ایک ہی کتاب تو اسلئے نہیں کہ جو کتاب مثلاً حضرت موسیٰ کو ملی وہ حضرت ابراہیم کو نہیں ملی۔ خود قرآن کریم نے صحف ابراہیم و موسیٰ کا الگ الگ ذکر فرمایا ہے۔ نہ یہ ہو سکتا ہے کہ کتاب یوسف کو ملی وہی اسمٰعیل کو ملی ہو۔ اور بعض کو ملنا اور بعض کو نہ ملنا اسلئے نہیں ہو سکتا کہ اس صورت میں یہ بین امر ناقص ٹھیرتا ہے ایسی صورت میں تو پھر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ شاید ان میں سے بعض کو نبوت ملی ہو بعض کو نہ ملی ہو۔ جس طرح نبوت ملی اسی طرح کتاب ملی۔ اس سے کیسی صفائی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کتاب اصل میں وحی نبوت کا ہی نام ہے۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ بعض کو تو خدا نے اپنی طرف سے بذریعہ وحی کتاب دی ہو۔ اور دوسروں کو کسی پرانی کتاب پر عمل کرنے کے لئے کہدیا ہو۔ اور اسکو بھی کتاب کا دینا ہی قرار دیدیا ہو۔ اسلئے کہ نبی کو جس کتاب کے دئے جانے کا ذکر ہے وہ کتاب محرف و مبدل نہیں ہو سکتی۔ ورنہ نبی کو اس کا دیا جانا بمعنی ہے۔ جب ایک خدا سے علم اور روشنی پانیوالا انسان بھی ایک محرف و مبدل کتاب کو ہاتھ میں لے کر یہ کہ سکتا ہے کہ یہ کتاب خدا نے مجھے دی ہے تو پھر امن اُٹھ جاتا ہے۔ اور دوسری دقت یہ ہے کہ سارا جھگڑا تو بنی اسرائیل کے اُن نبیوں کے بارے میں ہے جو حضرت موسیٰ کے بعد آئے لیکن ان نبیوں میں پھر بعض ایسے بھی ہیں جن کی کتابوں کا ذکر صاف طور پر خود قرآن کریم نے فرمایا۔ جیسے حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام۔ اب اگر حضرت موسیٰ کے سب پیچھے آنے والے نبیوں کو توریت ہی ملی تھی تو پھر داؤد اور مسیح کی کیا خصوصیت۔ اور جب دو نبیوں کو جو حضرت موسیٰ کے بعد آئے الگ الگ کتابیں مل گئیں تو پھر باقی کے لئے کونسا امر مانع ہے۔ یا تو کسی کو بھی سوائے توریت کے کوئی کتاب نہ ملتی۔ اور یا اگر بعض کو ملی تو بعض دوسرے کس بنا پر محروم رہتے ہیں پھر تیسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے تو جس طرح صاف لفظوں میں یہاں اٰتینٰھم الکتاب کہا۔ اسی طرح اس کی توضیح حضرت داؤد کے معاملہ میں ان الفاظ سے کی۔ واٰتینا داود زبورا

مسیح موعود کی شہادت کہ ہر نبی کتاب لاتا ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں کثرت سے اسبات کی تائید ملتی ہے کہ آپ نبی کے لئے کتاب کا لانا ضروری خیال فرماتے تھے۔ اور بڑی صراحت سے اسبات کو بار بار بیان فرمایا ہے۔ مثلاً سب سے بڑی دلیل جو مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کے خلاف آپنے بار بار پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر وہ مسیح آجائے تو پھر قرآن کے بعد ایک کتاب بھی آئیگی۔ مثلاً اول تو ایک جگہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۵ پر فرمایا :-

"اگر وہی مسیح رسول اللہ صاحب کتاب آجائیں گے جن پر جبرئیل نازل ہوا کرتا تھا"۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسیح کو صاحب کتاب نبی سمجھتے تھے۔ اور انکی کتاب توریت کو نہیں بلکہ اس وحی کو سمجھتے تھے۔ جو ان پر بذریعہ جبرئیل نازل ہوئی +

پھر صفحہ ۵۷۵ پر لکھتے ہیں :-

"کیونکہ اس پر اس وحی کا اتباع فرض ہوگا جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوگی۔ جیسا کہ رسولوں کی شان کے لائق ہے۔ اور جبکہ وہ اپنی ہی وحی کا متبع ہوا اور جو نئی کتاب اس پر نازل ہوگی اسی کی اس نے پیروی کی تو پھر وہ اُمتی کیونکر کہلائیگا" +

اسی صفحہ پر آگے چل کر پھر لکھا ہے :-

"اب یہ سیدھی سیدھی بات ہے کہ جب حضرت مسیح ابن مریم نازل ہونے۔ اور حضرت جبرئیل لگاتار آسمان سے وحی لانے لگے اور وحی کے ذریعہ سے انھیں تمام اسلامی عقائد اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور جمیع مسائل فقہ کے سکھلائے گئے تو پھر بہرحال یہ مجموعہ احکام دین کا کتاب اللہ کہلائیگا" +

اس سے بھی وہی بات ثابت ہوتی ہے کہ خواہ موجودہ احکام ہی بذریعہ جبرئیل وحی نبوت سکھائے جائیں تو یہ ایک نئی کتاب اللہ ہوگی حالانکہ اُمتی جو بذریعہ اجتہاد انہی مسائل کو قرآن کریم سے سیکھتا ہے۔ یا الہاماً بھی بعض امور میں اس پر روشنی ڈالی جاتی ہے تو بھی یہ الہام اس کے کتاب اللہ نہیں کہلاتے"۔

پھر اسی مضمون میں صفحہ ۵۷۹ پر لکھتے ہیں :-

"اور اگر وحی نبوت سے ان کو تمام علم دیا جائیگا۔ تو بلاشبہ جس کلام کے ذریعہ سے تمام تفصیلات اُن کو معلوم ہونگی وہ بوجہ وحی رسالت ہونے کے کتاب اللہ کہلائیگی"۔

یہاں صرف وحی رسالت کو ہی کتاب اللہ ہونے کی وجہ قرار دیا گیا ہے۔ پس ہم کیس طرح

جس سے معلوم ہوا کہ پہلی کتاب ناقص تھی۔ اُسکی تکمیل کے لئے بعد میں کسی اور نبی کو کتاب دی گئی۔ پس کم از کم اُمتی کو صاحبِ کتاب بنانے کے لئے پہلی کتاب کو ناقص قرار دینا پڑیگا۔ اور جو شخص قرآن کریم کو ناقص قرار دیتا ہے۔ وہ مسلمان نہیں۔ علاوہ ازیں ائمہ سلف کا بھی مذہب رہا ہے کہ ہر نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی کتاب یا صحیفہ لائے۔ چنانچہ مطالب عالیہ میں امام رازی فرماتے ہیں +

"ثم ختم السورۃ بقولہ ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ والمعنی ان کل من جاء من الانبیاء فانزل اللہ کتاباً او صحیفۃ۔ ترجمہ پھر اللہ تعالیٰ نے ختم کیا اس سورت کو اپنے اس قول سے ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ۔ اور اس کے معنے یہ ہیں کہ ہر ایک جو انبیاء میں سے آیا تو اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب یا صحیفہ بھی اُتارا +

وہ نبی جن کی کتابوں کا پتہ نہیں بعض لوگ اس کے بالمقابل یہ عذر پیش کرتے ہیں۔ کہ اگر یہ صحیح ہے کہ ہر نبی کے لئے کتاب کا ہونا ضروری ہے تو پھر بتاؤ کہ یحییٰ کی کتاب کہاں ہے۔ ہمیں نے تو قرآن کریم سے ثابت کر دیا کہ عام طور پر ہر نبی کے لئے کتاب کا لانا شرط قرار دیا ہے پھر اٹھارہ نبیوں کا نام لے کر جن میں حضرت موسیٰ کے بعد کے اسرائیلی نبی بھی ہیں بتا دیا کہ ان سب کو ہم نے کتاب دی تھی۔ پھر حضرت مسیح موعود کے اقوال سے دکھا دیا۔ کہ آپ ہر نبی کے دعویٔ نبوت کو اُس کی کتاب مانتے ہیں۔ اور ہر نبی کے لئے کتاب کا لانا لازمی قرار دیتے ہیں عقلاً بھی اسبات کو ثابت کر دیا۔ ائمہ سلف کا قول بھی نقل کر دیا۔ اب یہ مطالبہ کہ جب تک فلاں نبی کی کتاب کا ثبوت نہ دو اس وقت تک یہ اصول باطل ہے خلاف عقل ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے ایک اصول باندھا۔ کہ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ ہر قوم میں نبی گذرا ہے۔ اب صرف اس اصول کو ہاتھ میں لے کر ہم مانتے ہیں کہ خواہ کسی قوم کے نبی کا نام ہمیں معلوم ہو یا نہ ہو بالیقین ہم اسے نبی کہہ سکیں یا نہ کہہ سکیں۔ یہ ضروری ہے کہ ہر قوم میں نبی آیا ہو۔ اگر ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ جاپان میں کون نبی ہوا۔ افریقہ میں کون ہوا۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہاں نبی ہوا ہی نہیں۔ اسیطرح کسی نبی کی کتاب موجود نہ ہونے سے یہ نتیجہ کہاں نکلتا ہے۔ کہ وہ نبی کتاب والا تھا۔ صحف ابراہیم کا ذکر تو قرآن میں موجود ہے۔ مگر کون بتا سکتا ہے کہ وہ صحف کیا تھے۔ اور اگر حضرت نوح کی کتاب کا ذکر قرآن کریم میں نہیں۔ تو کیا ہم کہیں گے کہ نوح کوئی کتاب لائے تھے پھر

* ان نبیوں کا نام آیا ہے۔

ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ - یعنے یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا - اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئیگا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کریگا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور تمہیں اُسکی مدد کرنی ہوگی ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۰

چشمۂ معرفت صفحہ ۲۵۳ و ۲۵۴ پر قرآن کریم کی آیت وکذالک انزلنا الیک الکتٰب فالذین اتینٰھم الکتاب یؤمنون بہ ومن ھؤلاء من یؤمن بہ وما یجحد باٰیٰتنا الا الکافرون کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"اور اے پیغمبر جس طرح اگلے پیغمبروں پر ہم نے کتابیں اُتاری تھیں اسی طرح تجھ پر یہ کتاب اُتاری ہے - پس جن کو تجھ سے پہلے ہم نے کتاب دی ہے اُن کے سمجھدار اور سعید لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں" ۔

اور چشمۂ معرفت حصہ دوئم کے صفحہ ۵ پر ہے :-

"اور ہم اُن کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جو دنیا کے کل نبیوں کو اُن کے رب کی طرف سے دیگئی تھیں" ۔

درحقیقت یہ ایک ایسی کھلی اور ظاہر بات ہے کہ ہر نبی کے لئے کتاب کا لانا ضروری ہے کہ معمولی فکر سے بھی کام لے کر انسان اس کا انکار نہیں کرسکتا - نبی یا رسول کا آنا چار چیزوں کو چاہتا ہے بھیجنے والا یعنی اللہ تعالےٰ ہے جس کو بھیجا گیا ہے وہ نبی یا رسول ہے جن کی طرف بھیجا گیا وہ اسکی اُمت ہے اور جو چیز دیکر بھیجا گیا وہ اُسکی کتاب ہے - وہی رسالات ہیں جن کا پہنچانا ہر نبی پر فرض ہے - اُمتی اگر اصلاح کے لئے منجانب اللہ کھڑا بھی کیا جائیگا تو وہ اُسی کتاب کی طرف بلائیگا جس پر چلکر خود اس نے کمال کو حاصل کیا ہے اسلئے اس کی کتاب کوئی نہیں ہوگی - وہ رسالات کوئی نہیں لائیگا - بلکہ اس کا کام محض تجدید ہوگا یعنی ایک کتاب جو بالکل سچی اور منجانب اللہ موجود ہے - اسمیں کسی قسم کا نقص نہیں کوئی تحریف نہیں ہوئی - اُسی کی طرف بلانا اس کا کام ہوگا - پس کتاب نبی کے لئے لازمی ہے اس کے بغیر نبی نبی نہیں - کیونکہ وحی نبوّت ہی درحقیقت کتاب ہے ، اور جس کو وحی نبوّت نہ ملی ہو وہ نبی نہیں پس جس کے پاس کتاب نہ ہو وہ نبی نہیں - اور اُمتی کے پاس کتاب ہو نہیں سکتی - کیونکہ اگر اس کے پاس کتاب ہو اور کتاب منجانب اللہ ہدایت کا نام ہے جو اصلاح خلق کے لئے دیجاتی ہے - تو جب کتاب اور وحی نبوّت ایک چیز ہے تو وحی نبوّت پانے والا نبی ہوا نہ کہ اُمتی اور اُسکی کتاب پہلی کتاب کی تکمیل کرنیوالی ہوگی

حضرت یحییٰ کی کتاب اگر بالفرض موجود نہ ہو تو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے بھائی مسیح کی کتاب موجود ہے اور وہ دونوں ایک ہی حیثیت اسرائیلی سلسلہ انبیاء میں رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو آسمان پر ایک ہی مقام پر دیکھا۔ پھر اگر ان میں سے ایک کی کتاب موجود ہے تو دوسرے کے لئے کیا مانع ہے۔ بلکہ اگر سارے سلسلہ انبیاء بنی اسرائیل میں جو حضرت موسیٰ کے بعد آئے ہم ایک کی بھی کتاب دکھا دیں تو قاعدہ کلیہ کا ثبوت یہی کافی ہے۔ کیونکہ سب کی حیثیت شریعت موسوی کے لحاظ سے ایک تھی۔ اور بہت سے نبیوں کی کتابیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے مجموعہ بائیبل میں موجود ہیں +

بنی اسرائیل میں بلا کتاب نبیوں کے آنے کی تشریح

ایک اور بات اس کے خلاف کہی جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کہیں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں صدہا ایسے نبی آئے جن کے ساتھ نئی کتاب نہ تھی۔ اور یہ بھی کہیں آپ کی ڈائری میں ہے کہ بنی اسرائیل میں بعض ایسے نبی بھی آتے رہے جو صرف پیشگوئیاں کرتے تھے۔ ان دونوں باتوں کی تطبیق کرنی چاہئیے بالخصوص جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اگر پہلی تحریروں میں نبی کیلئے کتاب کا ہونا ضروری قرار دیا ہے تو بعد کی تحریروں میں بھی ضروری قرار دیا ہے۔ اور جو حوالہ انکار کا دیا جاتا ہے وہ کتاب شہادۃ القرآن کا ہے جو بہر حال اس زمانہ کی ہے جب کہا جاتا ہے کہ آپ نبوت کے اصل مفہوم کو ابھی نہ سمجھتے تھے۔ پھر اس زمانہ کا حوالہ پیش کرنے کا کیا فائدہ۔ یا یہ کہا جائیگا کہ آپکے ذہن میں نبوت کے متعلق عجیب قسم کی گڑبڑ تھی کبھی کچھ کہتے تھے کبھی کچھ نعوذ باللہ من ذالک اگر ہم حضرت مسیح موعودؑ کی اصل عبارت کو دیکھیں تو خود بخود تطبیق ہو جاتی ہے۔ شہادۃ القرآن کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ پر ذیل کی عبارت ہے +

"مجددوں اور روحانی حکیموں کی اس امت میں ایسی ہی ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے + اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی مرسل تھے اور ان کی توریت بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے کامل[*] تھی۔ ... لیکن باوجود اس کے بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی بلکہ

[*] یہاں توریت کو بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے کامل کہا ہے اس کا یہ منشاء نہیں کہ توریت ہر رنگ ہدایت میں ایک کامل کتاب تھی۔ بلکہ اس سے مراد صرف وہ شریعت ہے جو توریت میں تھی۔ اور اس کا کامل ہونا بھی مطلقاً مراد نہیں۔ بلکہ جیسا کہ دوسرے مقامات کے حوالوں سے ظاہر ہے جو میں پہلے

کو بھی بعض وقت نبی کہہ دیتے تھے۔ مگر وہ حقیقی نبی نہ تھے۔ چنانچہ دوسری جگہ حضرت صاحب نے یہ بھی مانا ہے۔ کہ یہ خواب ان چار سو نبیوں کا شیطانی تھا۔ اب شیطانی خواب اور الہام اگر حقیقی نبیوں کو بھی ہو سکتے ہیں۔ تو پھر امن کہاں رہا۔ حالانکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اپنی وحی ملائکہ کے پہرے میں نازل کرتا ہوں۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ پھر مزید تائید اسبات کی کہ یہاں مراد وہ انبیاء نہیں ہیں یہ ہے کہ صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں۔ کہ "چودہ سو برس کے عرصہ میں . . . . . . ہزار ہا نبی اور محدث ان میں پیدا ہوئے" اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ "ہزار ہا نبی اس شریعت کی تجدید کے لئے بھیجے"۔ پس درحقیقت یہاں صرف عام طور پر تائید دین کے ذکر میں ان لوگوں کا نام ذکر کر دیا ہے۔ ورنہ نبی اور محدث کے کام میں کھلا اور بین فرق اسی کتاب میں حضرت مسیح موعود نے بتا دیا ہے۔ لیکن صفحہ ۴۸ و ۴۹ پر صاف الفاظ میں اپنی ساری پہلی تحریر کا یہ خلاصہ نکالا ہے:۔

"اب خلاصہ اس تمام تقریر کا جس کو بقدر اختصار کے ساتھ ہم ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ دلائل مندرجہ ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ بات نہایت ضروری ہے۔ کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امت میں فساد اور فتنوں کے وقت میں ایسے مصلح آتے رہتے ہیں۔ جن کو انبیاء کے کئی کاموں میں سے یہ ایک کام سپرد ہو کہ وہ دین حق کی طرف دعوت کریں۔ اور ہر ایک بدعت جو دین سے مل گئی ہو۔ اس کو دور کریں۔ اور آسمانی روشنی پا کر دین کی صداقت ہر ایک پہلو سے لوگوں کو دکھلا دیں۔ اور اپنے پاک نمونہ سے لوگوں کو سچائی اور محبت اور پاکیزگی کی طرف کھینچیں"۔

اب دیکھو کہ تجدید کے کام کو انبیاء کے کئی کاموں میں سے صرف ایک کام قرار دیا ہے۔ اور اس طرح اگر پہلے حوالے سے کوئی غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ تو یہ اس کو دور کرنے کے لئے کافی ہے۔ کہ انبیاء اور مجدد دین کے کاموں میں بہت فرق ہے۔ اور کہ تجدید انبیاء کے کاموں میں سے صرف ایک کام ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ علاوہ تجدید کے حقیقی انبیاء کے سپرد کچھ اور کام بھی ہوتے ہیں جو

ہے۔ اِس اُمّت کے مجدّدین اور اولیاء اور پہلی اُمّتوں کے نبیوں میں ایک فرق لکھا ہے۔ جو یہ ہے کہ "ایشاں رارنگ انبیاء داوہ بیشود و در حقیقت انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت راباکمال رسانیدہ است" (صفحہ ۶۶ و ۶۷) یعنی ان اولیاء اور مجدّدین کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے۔ مگر وہ سچ مچ نبی نہیں ہیں۔ وجہ یہ کہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا۔ پس معلوم ہوا کہ اگر قرآن حاجتِ شریعت کو کمال تک نہ پہنچاتا تو یہی اولیاء درحقیقت نبی ہوتے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ قرآن کی شریعت کی تکمیل کرنے رہتے گو صاحبِ شریعت نہ ہوتے۔ پس حضرت موسیٰ کے بعد کے نبیوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء میں یہ امتیاز قائم کیا ہے۔ کہ نبی شریعت کی تکمیل کرتے تھے۔ یہاں تکمیل کی حاجت نہیں۔ اسلئے اِس اُمت کے خلفاء نبی نہیں۔ پس اِن الفاظ کے معنے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی۔ یہ صرف یہ ہیں کہ وہ نئی شریعت نہیں لائے۔ اور کتاب سے مُراد یہاں ایسی کتاب لی جاتی جس میں نئی شریعت ہو ۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس منقولہ بالا تحریر میں حضرت مسیح موعودؑ نے رسُولوں اور نبیوں کا ذکر مع اُن لوگوں کے کیا ہے۔ جو بنی اسرائیل میں نبی کے نام سے موسُوم ہو جاتے تھے۔ مگر جن کی نبوّت محض لغوی معنوں میں تھی کہ وہ کچھ پیشگوئیاں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس کا اسی قدر ثبوت کافی ہے کہ لکھا ہے کہ "توریت کی تائید میں ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا جن کے آنے پر بائیبل اب تک شہادت دے رہی ہے"۔ اب غور کرکے دیکھ لو کہ یہ چار چار سو نبی حقیقی نہ تھے بلکہ ان چار سو نبیوں کا قصہ تو یہ لکھا ہے کہ ان چار سو کے چار سو نبیوں نے ایک پیشگوئی کی تھی ۔ کہ فلاں بادشاہ اپنے دشمن پر فتح پائیگا۔ مگر وہ بادشاہ مغلوب ہوکر میدان جنگ میں ہی مارا گیا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر ان نبیوں کو خدا کے حقیقی نبی مان لیں تو سلسلہ نبوّت پر سے بالکل امن اُٹھ جاتا ہے۔ ان سے تائید دین کیا اُلٹی دین پر زد پڑتی ہے۔ کہ نہ ایک نہ دو بلکہ اکٹھے چار سو نبی مل کر ایک پیشگوئی کریں اور وہ صریحًا جھُوٹی نکلے۔ پس جیسا کہ ادنیٰ تدبر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ درحقیقت معمُولی خواب بین تھے۔ اور خواب بینوں

باقی سب چیزیں ان کے لئے یعنی مومنوں کے لئے قرآن کریم میں موجود ہیں مبشرات کی ضرورت تازہ بتازہ رہتی ہے۔ اسلئے وہی مبشرات اُن کو دیئے گئے ہیں صحیح حدیث بھی اس پر شاہد ہے جیسا کہ فرمایا۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا۔ مبشرات پر حصول کمال چونکہ الگ کی گئی ہے۔ اسلئے اس کو نہیں چھوڑا جاتا ہے البتہ۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مبشرات اصل نبوت سے خارج ہیں ہاں اکثر حالات میں اسکے لوازم میں سے دروازہ بعد انقطاع نبوت بھی کھلا ہے۔ اگر مبشرات اصل نبوت میں شامل ہوتے تو قرآن کے ساتھ ان کا دروازہ بھی بند ہو جاتا یہی مذہب تمام اہل تحقیق کا ہے۔

اس کے متعلق حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں سے صرف چند حوالے کافی ہیں اور یہ میں آپ کی تحریروں میں سے پہلی اور سب سے آخری تحریر سے ہی سرِدست دیتا ہوں مفصل بحث اس موضوع پر آگے کی جائیگی۔ توضیح مرام میں صفحہ ۱۱ پر فرماتے ہیں:۔

وقد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لم یبق من النبوۃ الا المبشرات ای لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات من اقسام الرؤیا الصادقۃ والمکاشفات الصحیحۃ والوحی الذی ینزل علی خواص الاولیاء ... واما النبوۃ التی کانت جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد آمنا بانقطاعھا من یوم نزل فیہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ◆

ترجمہ۔ اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں باقی رہی نبوت سے مگر مبشرات یعنی نبوت کی نوعوں میں صرف ایک نوع باقی رہ گئی ہے۔ اور وہ مبشرات ہیں از قسم رؤیا صادقہ اور مکاشفہ صحیحہ اور وحی جو خواص اولیاء پر نازل ہوتی ہے ... مگر وہ نبوت جو تام کامل ہے اور سارے کمالات وحی کو اپنے اندر جمع رکھتی ہے ہم ایمان لائے ہیں اس کے منقطع ہو جانے پر اس دن سے جب اترا۔ وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ◆

اور چشمۂ معرفت کے صفحہ ۱۸۰ پر فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف مکالمات مخاطبات الٰہیہ کے سلسلہ کو بند نہیں کرتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے"

ان کاموں میں سے ایک کام جیسا کہ دوسرے حوالجات سے ظاہر ہے تکمیل شریعت و تکمیل ہدایت ہے۔ جو وہ بذریعہ کتاب کرتے ہیں۔ جو اُن کو دی جاتی ہے +

بارھواں امتیاز۔ وحیٔ نبوت جامع کمالات ہوتی ہے۔ وحیٔ ولایت صرف مبشرات رکھتی ہے۔

یہ آخری امتیاز ہے جو وحیٔ نبوت اور وحیٔ ولایت کے درمیان خدا کے کلام نے قائم کیا ہے۔

انسان کو مختلف قسم کے قوٰے دیئے گئے ہیں۔ اور ایک انسان کی ہدایت یا اُس کی تکمیل نفس یہ چاہتی ہے۔ کہ ان سارے قوٰے کے نقصوں کو دور کیا جائے اور اُن کے کمال تک پہنچنے کے قابل اُن کو بنایا جائے۔ پس جس شخص کے سپرد یہ کام ہوتا ہے۔ اور جس ذریعہ سے وہ اس کام کو انجام دیتا ہے۔ اس میں خود ان سارے قوٰے کی تکمیل ہونا اسی ذریعہ یعنی اس کی وحی میں ان سارے پہلوؤں کا موجود ہو نا ضروری امر ہے۔ نبی کو جب ہدایت خلق کے لئے مامور کیا جاتا ہے۔ اور اس کا وجود گویا بطور ایک نمونہ اور اصل کے قرار پاتا ہے۔ کہ اسی سے سب فیض حاصل ہوتا ہے۔ تو یہ ضروری ہے کہ اس کی وحی میں سارے کمالات کم و بیش موجود ہوں۔ جیسے جیسے یہ وحی زیادہ طاقتور ہوگی اسی قدر بڑھتے ہوئے کمالات اس کے اندر ہونگے۔ اور اسی قدر زیادہ اصلاح خلق کا کام اس وحی کے ذریعہ ہو سکیگا۔ قرآنی وحی جیسے اپنے کمال میں سب وحیوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ اسیطرح اس نے دُنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر کے دکھایا ہے۔ اسی طرح علیٰ قدر مراتب ہر ملک میں انبیاء کی دعوت نے اصلاح کا کام کیا۔ اُمتی چونکہ ہدایت کی طرف بلانے میں اپنے نبی متبوع کی وحی کی طرف بلاتا ہے نہ اپنی وحی کی طرف اسلئے اس کی وحی میں ان کمالات کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ مبشرات اسکو دیجاتی ہیں۔ جو مویدات میں سے ہیں یعنی وہ ہدایت کے رستوں پر لانے کے لئے بطور تائید کے کام دیتی ہیں۔ اور اسی کی ضرورت اُمتی کو ہوتی ہے۔ یہ فرق بلحاظ ضرورت ہے جیسا کہ نبوت اور ولایت کے اکثر فرق ہیں۔ قرآن کریم انبیاء کی وحی کے کمالات سے ہی بھرا پڑا ہے۔ کیونکہ وہی حقیقی رُوح ہے۔ جس سے دنیا زندگی پاتی ہے۔ مومنوں کی وحی کے متعلق بہ صاف طور پر فرمادیا۔ لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا۔ ان کو مبشرات دیجاتی ہیں

ختم نبوت کی حدِ فاصل

پہلے باب میں نے نبوت کی غرض و غایت کو بیان کیا تھا جو درحقیقت نبی اور غیر نبی کے درمیان پہلا امتیازی نشان ہے۔ دوسرے باب میں نبوت کے چند امتیازی نشانات بیان کئے ہیں جن سے ہر ایک شخص جو تھوڑی بہت واقفیت بھی اس کی چیز سے رکھتا ہے نبی اور غیر نبی کے درمیان بڑی آسانی سے فرق کر سکتا ہے۔ اب میں ایک ایسے امر کا ذکر اس باب میں کرتا ہوں جس نے عام مسلمانوں کے لئے نبی اور غیر نبی کی حدِ فاصل کو ایسی وضاحت سے سامنے رکھ دیا ہے۔ اور اس قدر اس امر کو بیّن کر دیا ہے کہ جو شخص اس سے انحراف کرتا ہے وہ درحقیقت اصولِ اسلام کو ترک کرتا ہے اور عمداً ایک ایسی راہ اختیار کرتا ہے جو اگر وہ توبہ نہ کرے تو قریب ہے کہ اس کو اسلام سے ہی منحرف کر دے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ۔ درحقیقت یوں کہنا چاہئے کہ ختم نبوت کا عقیدہ نبوت کے مسئلہ کا سب سے بڑا فیصلہ ہے۔ اور اس پر ایسا ہی اجماع امت کا ہے جیسا اللہ تعالیٰ کی توحید پر۔ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یا قرآن کے کتاب اللہ ہونے پر۔ پس جو شخص ایسے صریح اور واضح اور بدیہی اور اجماعی عقیدہ کا انکار کرتا ہے وہ عمداً اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے باہر لے جاتا ہے

ختم نبوت سے کیا مراد ہے سب سے پہلے اس کا جواب میں یوں دوں گا کہ دنیا میں جو غرض انبیاء و رسل کی بعثت کی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی تھی وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات میں اپنے کمال کو پہنچ کر پوری ہو گئی۔ اور جب غرض پوری ہو گئی تو اس کے بعد کسی نبی کے آنے کی حاجت باقی نہ رہی۔ ہدایت کے تمام پہلوؤں کو کمال بسط کے ساتھ اور تمام ضروری تفصیلات کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں روشن کر دیا جتنی روشنی امکانی طور پر

یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ یعنی خدا جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا یعنی مومنوں کیلئے مُبشر الہام باقی رہ گئے ہیں۔ گو شریعت ختم ہو گئی ہے۔ کیونکہ عمرِ دنیا ختم ہونے کو ہے لیکن خدا کا کلام بشارتوں کے رنگ میں قیامت تک باقی ہے"۔

صفحہ ۱۸۱ پر:۔

"ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں۔ کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہو گئی ہے صرف مُبشرات یعنی پیشگوئیاں باقی ہیں"۔

یہ بارہ امتیاز وحی نبوت اور وحی ولایت میں ایسے ہیں۔ کہ جو شخص تدبر سے کام لیگا۔ اس کو مسئلہ نبوت میں کسی قسم کی ٹھوکر لگنے کا اندیشہ نہیں۔ واللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب۔

للعالمین۔ ہم نے تم کو صرف اسی لئے بھیجا ہے کہ تا تم ساری دنیا کے لئے ساری قوموں کے لئے رحمت بن جاؤ۔ اسی طرح فرمایا تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تا کہ وہ سارے عالموں کے لئے ڈرانے والا ہو۔ غرض اس طرح پر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ساری قومی تفرقیوں کو مٹا کہ یہ پیش خیمہ ہو اس بات کا کہ وہ کامل تعلیم آگئی جو انسان کو اپنے حقیقی کمال تک پہنچا سکتی ہے

آپ کب کل دنیا کی طرف مبعوث ہوئے

بعض لوگ یہ امر بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ پہلے دن ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام نہیں ملا کہ تم سب قوموں کے لئے نبی ہو اور تمہاری تعلیم سب جہان کے لئے ہے۔ بلکہ بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ مدینہ میں جا کر آپ کو یہ پتہ لگا۔ یہ بالکل خیال خام ہے۔ جس اوپر وہ حدیث نقل کر چکا ہوں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قلت یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا فقلتم کذبت وقال ابو بکر صدقت میں نے کہا اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ مگر تم نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے۔ اور ابوبکرؓ نے کہا آپ سچے ہیں اب ظاہر ہے کہ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب اکیلے حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لائے۔ اور سب لوگوں نے جھٹلایا۔ پس گویا اوائل نبوت میں ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا تھا کہ میں سب لوگوں کی طرف رسول ہوں۔ باقی رہی یہ بات کہ قرآن کریم کی آیت وما ارسلناک الا کافۃ للناس یا قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ یا تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا کب نازل ہوئی تھی یہ ہماری راہ میں نہیں اور قرآن کریم کی ترتیب نزول موجود نہیں جس سے ہم یقینی و قطعی طور پر کہہ دیں کہ فلاں آیت فلاں وقت نازل ہوئی تھی۔ گو یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ آیات مذکورہ بالا مکی ہیں۔ تاہم اصل بات یہ ہے کہ ہم کو ان الفاظ کی بھی ضرورت نہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی شہادت موجود ہے کہ آپ نے پہلے دن ہی اپنے آپ کو کل لوگوں کی طرف رسول کی حیثیت میں پیش کیا تھا۔ کیونکہ حق یہ ہے کہ نبی کو اپنی وحی کی ایک خاص تفہیم دی جاتی ہے۔ غور کا مقام ہے کہ اقرأ باسم ربک والی وحی میں یہ لفظ تو ہیں نہیں کہ تم کو نبی کیا جاتا ہے تم لوگوں کی اصلاح کرو۔ مگر آپ نے جو مفہوم ان الفاظ کا سمجھا وہی تھا۔ اسی لئے یعنی اس عظیم الشان کام کا بار آپ پر ڈالا جانے کی وجہ سے ہی آپ کو یہ فکر پیدا ہوا اور

انسان سرچشمۂ الوہیت سے حاصل کر سکتا ہے وہ سب حاصل کر لی۔ جو کوئی ہدایت دنیا کی کسی قوم کے لیے آئندہ آنے والے کسی زمانہ کے لیے ایک قوم یا ایک ملک یا ایک فرد کے ادنیٰ سے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ حالت تک تزکیہ اور تکمیل نفس کا کام دے سکتی ہے اُس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں پہنچا دیا۔ نبوت اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ اور کوئی ضرورت کوئی نقص باقی نہ رہا جس کی اصلاح کے لیے اب کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہو۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی معنوں کی رُو سے دنیا میں کوئی نبی نہیں آ سکتا آپ نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔

ختم نبوت کا پہلا امتیازی نشان ساری دنیا کے لیے آنے

جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے انبیاء کی بعثت کی چونکہ اصل غرض صرف مخلوق کو ہدایت کا پہنچانا تھا اور یہ ہدایت مختلف نبی اپنی اپنی قوم کی استعداد کے مطابق لوگوں کو پہنچاتے رہے۔ آخر وہ وقت آیا جب نفوسِ انسانی مختلف انبیاء کی تعلیم سے اس قابل ہو چکے تھے کہ اب وہ آخری اور جامع تعلیم پائیں اور اپنے انتہائی کمال کو پہنچیں۔ اس لیے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اس ہدایت کو دنیا تک پہنچایا۔ اور اس کا امتیازی نشان یہ رکھ دیا کہ آپ کی تعلیم ساری دنیا کے لیے ہو۔ تاکہ یہ شہادت ہو اس بات کی کہ آپ کے آنے سے نبوت میں ایک انقلاب عظیم آ گیا ہے۔ اور وہ کامل تعلیم آ گئی ہے جس سے سارے انسان جہاں کہیں ہوں کمال انسانی کو آخری حد تک جو اس دنیا میں نفس انسانی حاصل کر سکتا ہے حاصل کر لیں کیونکہ جو تعلیم صرف ایک ہی قوم کی ضروریات کو پورا کرتی ہے وہ انسان کی فطرت کی ساری شاخوں کو غذا نہیں دے سکتی۔ مختلف قوموں میں مختلف قواے انسانی کا نشوونما خاص طور پر ہوا۔ اور اسی نشوونما کی ضرورت کے مطابق ان میں متفرق طور پر نبی آتے رہے۔ یہ متفرق طور پر آنا خود ہی اس بات کی شہادت تھی کہ ان کی تعلیم ساری نسل انسانی کے لیے نہیں ہے اور اس لیے ابھی وہ تعلیم اپنے حقیقی کمال کو نہیں پہنچی۔ پس جب وہ کامل تعلیم نازل ہوئی تو اس کے ساتھ ہی قوم اور رنگ اور نسل کی حدبندیاں بھی ٹوٹ گئیں۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ کہہ دو یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ اے دنیا جہان کے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور پھر فرمایا گیا وما ارسلنک الا کافۃ للناس۔ ہم نے تمام لوگوں کے لیے تم کو بھیجا ہے۔ اور فرمایا وما ارسلنٰک الا رحمۃ

چند یوم ہی وحی رکی تھی۔ وقد عارضه ما جاء عن ابن عباس ان مدة الفترة المذكورة كانت اياما۔ یعنی اس تین یا اڑھائی سال والی روایت کا معارضہ کرتی ہے۔ وہ روایت جو ابن عباس سے ہے کہ فترۃ مذکورہ کی مدت صرف کچھ دن تھی۔ علاوہ ازیں سورہ فاتحہ بھی ابتدائی وحی ہے اور اس میں یہ لفظ الحمد للہ رب العالمین۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں یا ساری قوموں کا رب ہے۔ صاف بتا رہے ہیں کہ جب وہ جسمانی ربوبیت ساری قوموں کی کرتا ہے تو روحانی بھی سب ساری قوموں کی کیوں نہ کرے گا۔ قرآن کریم نے ان سارے محاورات کو چھوڑ دیا ہے جو رب اسرائیل وغیرہ کی طرز کے تھے اور ان کی بجائے رب العالمین کا لفظ ہی اشارہ کرنے کے لئے منتخب کیا ہے کہ یہ تعلیم ساری قوموں کے لئے ہے۔ اسی طرح سورۃ ص میں ہے ان ہو الا ذکر للعالمین۔ تمام تصریحات سے آپ کے پیغام کے عام ہونے کا ذکر ہے جو آپ کی ابتدائی وحی ہیں۔

آنحضرت سے پہلے کوئی نبی ساری دنیا کی طرف نہیں آیا

غرض یہ ختم نبوت کا سب سے پہلا اعلان تھا کہ آپ کا پیغام کل دنیا کی طرف تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے نبی اپنی اپنی قوم کی طرف ہی آتے رہے اور کسی نے سب قوموں کی طرف ہونے کا اعلان نہیں کیا۔ حضرت مسیح کی طرف ان کے پیرو اس بات کو منسوب کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے حواریوں کو فرمایا تھا کہ تم ساری دنیا میں جاؤ۔ مگر اول تو وہ حصہ جس میں یہ ذکر ہے الحاقی ثابت ہوا ہے دوسرے اس کی تردید صراحت کے ساتھ خود حضرت مسیح کے اقوال میں موجود ہے کیونکہ ایک سامری عورت کو انہوں نے فرمایا کہ یہ مناسب نہیں کہ فرزندوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈالی جائے اور ایسا ہی ان کے الفاظ صراحت کے ساتھ موجود ہیں کہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور اسی الفاظ کی صداقت کی تائید قرآن کریم بھی فرماتا ہے۔ ورسولا الی بنی اسرائیل۔ یعنی بنی اسرائیل کی طرف رسول مبعوث ہوئے تھے۔ اور در حقیقت حضرت مسیح کل دنیا کی طرف ہونے کا دعویٰ کس طرح کر سکتے تھے جب آپ نے صاف طور پر فرما دیا کہ میں ساری تعلیم تم کو نہیں دے سکتا کیونکہ بہت باتیں ہیں جن کی تم برداشت نہیں کر سکتے اور مکمل تعلیم وہ دے گا جو میرے بعد آئے گا۔ پس یہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے کل دنیا کی طرف آنے کا کبھی دعوے نہیں کیا۔ ہاں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب یہودیوں نے آپ کے پیغام کی عزت نہ کی تو آپ کے بعض پیروؤں نے دوسری قوموں

درحقیقت اگر ہم غور کریں تو اس میں سب باتیں مخفی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اور آپ کو حکم ہوا پڑھ۔ اسی لئے آپ نے فرشتہ کو کہا ما انا بقارئ میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ اور تین بار یہی سوال و جواب ہوا۔ تب حکم ہوا اقرا باسم ربک الذی خلق یعنی تمھیں پڑھانیوالا تو خود خدا وند کریم ہے پس جب وہ جسمانی طور پر انسان کی ربوبیت کے سامان محض اپنے فضل اور اپنی موہبت سے پہلے سے کر رکھتا ہے تو روحانی تربیت کا سامان کیوں موہبت سے نہ کرے گا۔ گویا آپ کو بتا دیا کہ آپ کے علوم اکتسابی نہیں ہیں بلکہ محض موہبت الٰہی سے عطا کئے جاتے ہیں۔ اسی طرف اشارہ فرمایا خلق الانسان من علق میں کہ جو خدا ایک علق کی حالت سے ایسا عظیم الشان انسان بنا دیتا ہے کیا وہ اپنی ربوبیت کاملہ سے روحانی طور پر انسان کے نشوونما کے سامان پیدا نہ کرے گا پھر ربک الاکرم میں آپ کی آئندہ کامیابیوں کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ جب ربوبیت کرنے والا اکرم ہے تو جس کی وہ خود اپنی موہبت سے ربوبیت فرمائے گا وہ بھی اسی کا ظل ہو جائے گا۔ اور اکرم بن جائے گا۔ اسی طرح علم الانسان ما لم یعلم میں یہ اشارہ صاف موجود ہے کہ اب ان علوم کے ذریعہ سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونگے انسانوں کو وہ علوم دیئے جائینگے جو وہ پہلے نہیں جانتے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم نے خدا جانے اس سے کیا کیا سمجھا ہوگا ہمارے لئے اس قدر جان لینا کافی ہے کہ روایات صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے فوراً سمجھ لیا کہ آپ رسول ہو کر مبعوث ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی سمجھ لیا کہ صرف عرب کی طرف مبعوث نہیں بلکہ کل دنیا کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔

اسی کے متعلق یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ آپ کی دوسری وحی میں جو لفظ ہیں وہ بھی عام ہیں۔ قم فانذر۔ اٹھ اور ڈرا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اپنی قوم کو ڈرا۔ یہ نہیں کہا کہ عرب والوں کو ڈرا جس صورت میں ہم قرآن کریم کے اندر یہ پاتے ہیں کہ ہر نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور اپنی قوم کو ڈرانے کا ذکر ہے۔ اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکالنے کا ارشاد ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں قوم کو ڈرانے کا ذکر نہ ہونا صاف اشارہ ہے کہ آپ کو یہی حکم تھا کہ اسود و احمر کو آپ ڈرائیں۔ اس وحی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ بہت مدت بعد کی ہے۔ کیونکہ پہلی اور دوسری وحی کے درمیان تین سال فترت کے گذر گئے تھے۔ مگر یہ ثابت شدہ امر نہیں۔ کہ تین سال فترۃ الوحی کے گذرے ہوں۔ بلکہ ابن عباس کا تو یہ مذہب ہے جو فتح الباری میں منقول ہے کہ صرف

رسلہ یعنی رسول اور مومن سب ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ یا پیش کرے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ سب رسولوں کو شامل کرتی ہے۔ اور اس سے یہ استدلال کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو رسول آئیں ان کا بھی ماننا ضروری ہے۔ تو یہ سراسر باطل ہے اس لئے کہ قرآن شریف نے تو اپنے متبعوں کو ما انزل من قبلک میں بتا دیا اور ما انزل من بعدک کا نام تک نہیں لیا۔ پس رسل کے لفظ میں وہی رسول داخل ہوں گے جو ما انزل من قبلک کے تحت آتے ہیں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مبعوث ہو چکے۔ ایک آیت کے دوسری آیت کے خلاف معنی نہیں لئے جا سکتے بلکہ وہی معنی لئے جائیں گے جن سے دونوں آیتوں میں تطبیق ہو۔ پس چونکہ ما انزل من قبلک میں کسی طرح بعد کی وحی داخل نہیں ہو سکتی اس لئے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی ایسی وحی آنے والی نہیں اور آپ ہی آخری نبی ہیں۔ علاوہ ازیں کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ میں رسولوں کے ساتھ صاف طور پر کتابوں کا لفظ ہے اس لئے خود یہ آیت بھی اپنے معنی کی آپ تشریح کرتی ہے۔ ہاں بعض لوگ بالآخرۃ ھم یوقنون کے یہ معنی کرتے ہیں کہ پیچھے آنے والی وحی پر یقین رکھتے ہیں۔ گویا پیچھے آنے والی وحی کا مرتبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے نبیوں کی وحی سے بھی بڑھ کر ہے۔ کہ اس کے لئے لفظ یقین کا استعمال کیا۔ اور پھر اس پیچھے آنے والی وحی سے مراد مسیح موعود کی وحی لیتے ہیں۔ قرآن کریم کے معنی کرنے میں معنی کی خوبصورتی بھی ایک چیز ہے۔ جب ہم ان آیات پر غور کرتے ہیں کہ کس طرح پر قرآن کریم نے نہایت صفائی سے ان تمام اصول کا ابتدا میں ہی ذکر کر دیا ہے جن پر ایمان کی بنیاد ہے۔ اور جو انسان کو مفلح بنا سکتے ہیں۔ جن میں اول اللہ پر ایمان ہے۔ اور آخر یوم آخر پر۔ اور پھر کس طرح متعدد موقعوں پر سارے اصول اسلامی کو بیان کرنے کی بجائے اول و آخر کو بیان کر کے یؤمنون باللہ والیوم الآخر کو سارے اسلام کا ہم معنی قرار دیا ہے۔ تو اس ابلغ اور محکم ترتیب کو چھوڑ کر ایک قیاسی تاویل کے پیچھے پڑنا اس کے مقابل میں کوئی مفید کوشش نہیں۔ پھر نہ صرف جو اصول اسلام بیان کئے گئے ہیں وہی بالآخرۃ کے یہ عجیب و غریب معنی لے کر ناقص ٹھہرتے ہیں بلکہ دقت یہ ہے کہ آخرۃ کے ان معنوں سے قرآن کریم کے کئی مقامات بے معنی ٹھہرتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سورہ لقمان میں بعینہ یہ الفاظ اس طرح پر آتے ہیں۔ الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم بالآخرۃ ھم یوقنون اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم

کی طرف رُخ کیا۔ اور پھر شاید اپنی اس کارروائی کی تصدیق کے لئے کوئی بات حضرت مسیح کی طرف منسوب کر دی ہو۔ اور آپ کے سوائے تو کوئی نبی ایسا گذرا نہیں جس کی طرف ایسا دعویٰ منسوب کیا گیا ہو۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک نبی ہیں جو کل دنیا کی طرف مبعوث ہوئے اور یہی ختم نبوت پر شہادت ہے۔ کیونکہ جب ایک کامل تعلیم والا نبی کل دنیا کی طرف مبعوث ہو گیا تو اب دوسرے کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ رسالت کے لئے کھڑا ہو۔

ختم نبوت کا دوسرا امتیاز پہلی کتابوں پر ایمان۔

جس طرح یہ سچ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی نے کل دنیا کی طرف مبعوث ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اسی طرح یہ بھی سچ ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے یہ ضروری قرار دیا ہو کہ تم دنیا کے سارے پہلے نبیوں پر ایمان لاؤ۔ یہ درحقیقت ختم نبوت کا دوسرا امتیاز ہے۔ قرآن کریم کے شروع میں ہی ہر مومن کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک ۔ وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو تیری طرف اُتارا گیا اور اس پر جو تم سے پہلے اُتارا گیا۔ اب اس ما انزل من قبلک میں اس تمام وحی نبوت پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل ہو چکی اور دوسری طرف لکل قوم ھاد کہہ کر یہ بتا دیا کہ ہدایت لانے والے ہر قوم میں ہو چکے ہیں اس طرح پر جس قدر کل قوموں میں ہدایتیں نازل ہو چکی تھیں ان سب پر ایمان ضروری قرار دیا۔ اس سے دو طرح پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تعلیم جامع تھی۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں تھا۔ اول اس طرح کہ اگر آپ کی تعلیم جامع نہ ہوتی اور سارے انبیاء کی کتب قیمہ کو اپنے اندر رکھنے والی نہ ہوتی تو کیا ضرورت تھی کہ پہلی کتابوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا جاتا۔ گویا پہلے رسولوں کی متفرق قوموں میں آمد ہی اس بات کی شہادت تھی کہ سب سے آخر ایک ہی رسول کل قوموں کی طرف آنے والا ہے جس کی قبولیت کے لئے سب رسول اپنی اپنی قوموں کو تیار کرنے آئے تھے۔ دوسرے اس طرح کہ صاف الفاظ میں من قبلک کا لفظ فرمایا۔ یعنی ایمان لانا صرف اس وحی پر ضروری قرار دیا جو آپ سے پہلے نازل ہو چکی ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی وحی ایسی نازل نہ ہونے والی تھی جس پر ایمان لانا اصول اسلام میں داخل ہو اور اس طرح پر آپ کے آخری نبی ہونے پر یہ ایک قطعی شہادت ہے۔

اب اگر کوئی شخص کہے کہ دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ و

اس طرح پر آنحضرت صلعم سے پہلے نبی حضرت مسیح علیہ السلام ہی ہیں پس اگر کوئی شخص تکمیل ہدایت کا مدعی ہو سکتا تو حضرت مسیح ہو سکتے تھے۔ اور جو شخص تکمیل ہدایت کا مدعی ہو اس کے بعد بیشک نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور وہی آخری نبی دنیا کا قرار پانا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے وجود میں اصل غرض پوری ہو جاتی ہے۔ نبیوں کے دنیا میں آنے کی ضرورت یہی ہے کہ وہ منجانب اللہ ہدایت پا کر لوگوں تک پہنچا دیں۔ اور یہ ہدایت جیسا کہ دنیا کی مختلف قوموں کی ضرورت تقاضا کرتی تھی ہر قوم کی حالت اور زمانہ کے مطابق نازل ہوتی رہی۔ مگر کامل طور پر کسی ایک نبی پر وہ نازل نہ ہوئی۔ اور جب تک ہدایت کامل نہ ہو جائے اُس وقت تک نبیوں کی آمد کا سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا۔ پس خاتم النبیین یا دنیا کا آخری نبی ہونے کا دعویٰ اُسی نبی کو سزاوار ہے جو تکمیل ہدایت کر دے۔ اور ایسے جامع اصول ہدایت کے بیان کر دے کہ اس کے بعد پھر اور اصول کی ضرورت دنیا کو نہ رہے اور دنیا کی ہر ایک قوم ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی چونکہ حضرت مسیح ہی ہیں اس لئے حضرت مسیح اگر یہ دعویٰ کرتے کہ انھوں نے ہدایت کی تکمیل کر دی تو پھر جو کچھ بھی چاہتا ان کے پیرواں کو بنا لیتے۔ البتہ ایک بات کے وہ ضرور حق دار ہو جاتے کہ پھر وہی دنیا کے آخری نبی ٹھہرتے۔ اور آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور اس لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبی نہ ہو سکتے تھے کیونکہ تکمیل ہدایت کے ساتھ تو نبوت کی ضرورت ہی اٹھ جاتی مگر کیا شان خداوندی ہے کہ حضرت مسیح کے منہ سے وہ کلمات نکلوا دیئے ہیں جو ہمیشہ کے لئے اس ضرورت کو بآواز بلند پکار کر بیان کرینگے کہ مسیح کے بعد دنیا کو ایک اور نبی کی ضرورت تھی اور جب تک وہ نہ آتا سارا سلسلہ نبوت ہی باطل ٹھہرتا۔ کیونکہ اصل غرض یعنی تکمیل ہدایت جس کے بغیر نسل انسانی اپنے اصلی کمال کو حاصل نہ کر سکتی تھی۔ پوری ہی نہ ہوتی۔ اور وہ الفاظ یہ ہیں کہ " میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمھیں کہوں پر اب تم اس کی برداشت نہیں کر سکتے " اگر صرف اس قدر الفاظ بھی حضرت مسیح کے ہوتے تو بھی یہ لفظ دنیا کو مجبور کرتے کہ وہ ابھی ایک اور نبی کی راہ تکتے رہیں کیونکہ مسیح مقر ہیں کہ وہ تکمیل ہدایت نہیں کر گئے۔ لیکن مسیح نے نہ صرف اپنے متعلق ہی اعتراف کیا۔ بلکہ اس عظیم الشان ضرورت کو بھی کھول کر بیان کر دیا۔ کیونکہ ساتھ ہی وہ فرماتے ہیں " لیکن جب وہ یعنی

المفلحون۔ یعنی وہ لوگ جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں وہ اپنے رب سے ہدایت پر ہیں اور وہی کامیاب ہیں۔ کیا یہاں بھی جیسا کہ تطبیق آیات چاہتی ہے وہی معنی الآخرۃ کے لیئے جائینگے جو سورہ بقرہ میں نے جلتے پڑھ سطر چھوڑ گویا معنی یہ ہونگے کہ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے ساتھ تسلیم کن دین کا کسی پیچھے آنے والی وحی پر یقین رکھنا ہے۔ حالانکہ مسیح موعود کی آمد ایک وعدہ اور پیشگوئی کے رنگ میں تھی۔ اس پر ایمان بھی اجمالی ہی ہوسکتا ہے۔ مگر پیشگوئی پر یقین رکھنے کے کیا معنی۔ نیکن یہ بھی دقت ہے کہ الآخرۃ میں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری پیچھے آنے والی وحی پر یقین رکھنا ضروری ہوا۔ ایک مسیح موعود کی وحی کی کیوں تخصیص کی جائے۔ بلحاظ وحی کے تو جیسی وحی مسیح موعود کی ویسی ہی دوسرے مجددین کی بھی۔ ان ساری وحیوں پر کیوں یقین رکھنا ضروری نہیں۔ اور قرآن کے الفاظ تو ہیں بما انزل الیک و ما انزل من قبلک۔ اس لئے بالآخرۃ میں بھی یہی معنا پڑیگا یعنی بما انزل بالآخرۃ لیکن جہاں ما انزل الیک سے مراد قرآن ہے اور ما انزل من قبلک سے مراد سابقہ کتب مقدسہ ہیں الآخرۃ والی کونسی کتاب ہوگی۔ کیونکہ کوئی مجدد اور نہ ہی مسیح موعود کوئی کتاب تو لائے نہیں۔ پس جب کتاب ہی کوئی نہیں تو یقین اور ایمان کس بات پر لایا جائے گا بجز اس بات پر کہ آنحضرت کے بعد بھی کوئی وحی آنے والی ہے۔ سو وہ ما انزل بالآخرۃ نہیں ٭

غرض یہ ایک نہایت بے سود کوشش ہے۔ اور حق یہی ہے کہ بما انزل الیک و ما انزل من قبلک نے اس بات کو قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبوت نہیں اور اسی نبوت کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے اس لئے پہلی کتابوں پر ایمان ختم نبوت کا دوسرا امتیازی نشان ہے۔

ختم نبوت کی اول وجہ تکمیل ہدایت ہے۔

دنیا کی کوئی کتاب نہیں جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں نے ہدایت کو مکمل کر دیا۔ بلکہ ان کتابوں کے ہدایت کو تکمیل تک نہ پہنچانے کے اشارات کئی جگہ پائے جاتے ہیں۔ اور حضرت مسیح کے کلام میں تو صاف اور کھلا اقرار موجود ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تکمیل ہدایت کا مدعی ہوسکتا تو وہ حضرت مسیح علیہ السلام ہی ہوسکتے۔ کیونکہ آپ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو سال ہیں تاریخ کسی نبی کے آنیکو تسلیم نہیں کرتی

٭ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل امر ہے کہ جہاں جہاں ایمان کا ذکر کیا وہاں سب جگہ ما انزل کا صیغہ ہی اختیار کیا [illegible] خود چند نبیوں کے نام لے کر یہی فرمایا کہ ما اوتی النبیون من ربھم اور جو کچھ نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا اسی طرح۔

تھے جو عرفات کا میدان کہلاتا ہے۔ اس کے بعد ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مشہور خطبہ پڑھا جس کے آخر پہ تین دفعہ فرمایا۔ الا ھل بلغت۔ اچھی طرح سن لو کیا میں نے تم کو پیغام پہنچا دیا۔ اور وہ میدان اللھم نعم کی آواز سے گونج اٹھتا تھا۔ مسلمانوں کیلئے تو واقعی یہ عید کا دن تھا اور ایسا عید کا دن کہ نہ پہلے کبھی ہوا نہ پھر کبھی ہوگا۔ کیونکہ وہ انسان جو دس سال پیشتر انہی وادیوں میں تنہا پھرتا تھا اور کوئی اس کی آواز پر کان نہ دھرتا تھا۔ وہ جو تنہا اور بے یار و مددگار تھا وہ جسے گھر سے نکالا گیا تھا۔ وہ جس کے پیچھے خون کی پیاسی تلواریں نیاموں سے باہر نکلی ہوئی تھیں۔ آج وہی انسان ہے جو سارے ملک عرب کا بادشاہ ہے اور لاکھوں انسان اس کے ساتھ اس میدان میں حج کے لئے جمع ہیں۔ لاکھوں انسان کعبہ کا حج کریںگے۔ اور میدان عرفات میں جا ئینگے۔ مگر وہ مقدس چہرہ وہ روحانیت کا آفتاب گو ان کی روحوں پہ اپنا کرمیں ڈالے گا مگر اس خوشی کو وہ کہاں سے لائینگے جس سے اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل بھرے ہوئے تھے۔ جن کے اندر خدا کا وہ پیارا موجود تھا جس نے کہ یہی اکملت لکم دینکم کی وحی نے اُن کو ان لاکھوں انسانوں کے دلوں کو ایک اور ہی سرور سے بھر دیا۔ سو مسلمانوں کے لئے تو ضرور یہ عید کا دن تھا۔ لیکن اگر سچ پوچھو تو یہ نسل انسانی کے لئے عید کا دن تھا اگر ساری نسل انسانی کبھی کوئی حقیقی عید منائیگی تو وہ یہی عید ہوگی جس دن دین کے کمال کو پہنچ جانے کا۔ ہدایت کی نعمت کے پورا ہو جانے کا اعلان دنیا میں ہو گیا۔ اور انسان کو خدا کی طرف سے یہ مبارکباد دی گئی کہ اب تمہارے کمال حاصل کرنے کا وقت آگیا۔ اور تمہارے دنیا میں پیدا کئے جانے کی غرض پوری ہو گئی۔ کیونکہ یہی وہ کمال تھا جس تک خدا تعالیٰ تم کو پہنچانا چاہتا تھا۔ مگر تم اپنی کوشش سے وہاں تک نہ پہنچ سکتے تھے۔ اس لئے رب العالمین نے تمہاری دستگیری فرمائی اور اما یاتینکم منی ھدی کا تم کو وعدہ دیا۔ اور آج اس وعدہ کے ایفاء کو اپنے کمال کو پہنچایا اور لولاک لما خلقت الافلاک کے کلمہ کو پورا کر دکھایا۔

ختم نبوت کی دوسری وجہ حفاظت ہدایت

گو دنیا کی تاریخ میں اکملت لکم دینکم۔ کا نظارہ ایک ہی نظارہ تھا مگر یہ نظارہ دل خوش کن نہ ہوتا اگر اس کے ساتھ یہ تسلی نہ ہوتی کہ اس کمال کو کبھی زوال نہیں آئے گا دنیا کی تاریخ

روح حق آوے تو وہ تمھیں ساری سچائی کی راہ بتا دے گی"۔ دیکھو اس پاک دل انسان نے کس صفائی سے بیان کر دیا کہ ابھی ایک اور کی ضرورت ہے۔ جو سچائی کی ساری راہیں بتا دے۔ یعنی تکمیل ہدایت کرے۔ پس نہ صرف حضرت مسیح کا جو ایک ہی شخص دنیا کی تاریخ میں ہیں جو تکمیل ہدایت کا دعویٰ کر سکتے تھے یہ اعتراف موجود ہے کہ آپ تکمیل ہدایت نہیں کر سکے بلکہ ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ تکمیل ہدایت کرنیوالی ایک روح حق کا آنا ضروری ہے۔ وہ روح حق جب آئی تو اس نے پکار کر کہہ دیا۔ جاء الحق۔ تو وہ روح حق آگئی جس کی دنیا کو انتظار تھی۔ جس کے بغیر انسان کی پیدائش ہی عبث ٹھہرتی ہے کیونکہ انسان اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ کمال کو نہ پاسکتا۔ اور جیسا کہ چاہیئے تھا اس روح حق نے اپنا پیغام پورے طور پر دنیا کو پہنچا کر آخر یہ اعلان کر دیا جو دنیا کی تاریخ میں ایک ہی اعلان ہے اور ایک ہی رہیگا۔ جس کے مقابل نہ کبھی کسی نے آواز اٹھائی نہ کوئی اٹھا سکے گا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ آج کے دن انسان دنیا کی تاریخ میں یہ پہلا دن تھا میں نے تمھارے لئے تمھارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا۔ شریعت بھی کامل ہو گئی اور ہدایت بھی بتمام وکمال آگئی۔ اگر دنیا کی تاریخ میں کوئی عید کا دن کہلا سکتا ہے تو وہ یہی دن تھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس دن کو خوب جانتے تھے کہ یہ دنیا کی تاریخ میں ایک ہی یادگار دن ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر میں ہے۔ قالت الیھود لعمر انکم لتقرؤن آیۃ لو نزلت فینا لاتخذناھا عیدا فقال عمر انی لاعلم حیث انزلت واین انزلت واین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین انزلت یوم عرفۃ وانا واللہ بعرفۃ قال سفیان واشک کان یوم الجمعۃ ام لا الیوم اکملت لکم دینکم۔ یعنی یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا تم لوگ ایک آیت پڑھتے ہو اگر وہ ہمارے بارہ میں نازل ہوتی تو ہم اسے عید بنا لیتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں وہ کس طرح نازل ہوئی۔ اور کہاں نازل ہوئی اور جب نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے۔ یہ عرفہ کا دن تھا اور خدا کی قسم ہم بھی عرفہ میں تھا۔ سفیان راس حدیث کا دوسرا راوی) کہتا ہے مجھے شک ہے یہ جمعہ کا دن تھا یا نہیں وہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم ہے۔ یہ بیشک عید کا دن تھا اور کیا عجیب اتفاق ہے کہ اس کا نزول ایک ایسے موقعہ پر ہوتا ہے جب ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں مصروف تھے۔ اور اس عظیم الشان میدان میں

رہیگی۔ ایک چیز کمال کو پہنچ جائے مگر اس میں نقص پیدا ہونے کا خطرہ باقی ہو تو وہ پھر کمال کی محتاج ہو جائیگی۔ اس لئے جب تک یہ دونوں صورتیں اکٹھی نہ ہوتیں ختم نبوت کا منشا پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ مانا کہ ہدایت کی تکمیل ہو گئی لیکن اگر اس تکمیل کے بعد پھر اس میں کچھ نقص پیدا ہو جائے۔ اگر پہلی کتابوں کی طرح تحریف اس کامل ہدایت نامہ میں راہ پا جائے تو ختم نبوت کا دعوے صحیح نہ ہوتا۔ کیونکہ پھر اس نقص کو خواہ وہ نقص پیچھے ہی پیدا ہوا ہو پورا کرنے کی احتیاج باقی رہتی۔ اور جب نبوت کی ضرورت باقی ہوتی تو ختم نبوت کا دعوے باوجود تکمیل ہدایت کے باطل ٹھہرتا۔ مگر وہ خدا جس نے شروع سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نبوت کو اپنے کمال تک پہنچانے کا ارادہ کیا ہوا تھا اور اسی لئے آپ خلق میں سب سے پہلے نبی تھے۔ کیونکہ آپ نہ ہوتے تو دوسرے نبی بھی نہ ہوتے ہم اور پھر اس کمال پر قائم رکھنے کا ارادہ کیا ہوا تھا تاکہ اس انسان کامل کے بعد سب اسی کی شاگردی میں زانوتہ کریں۔ اس نے نہ چاہا کہ ایک پہلو سے ختم نبوت کر کے دوسرے پہلو کو یوں ہی چھوڑ دے اور نبوت کی ضرورت ویسی کی ویسی باقی رہ جائے۔ بلکہ اس نے ختم نبوت کو خوب پختہ کیا اور اس میں کسی قسم کے نقصان کا احتمال باقی نہ چھوڑا اور ایک طرف تکمیل ہدایت کر کے اور دوسری طرف اس مکمل ہدایت کی حفاظت کا قطعی وعدہ کر اور اس کی حفاظت کو اپنے ذمہ لے کر اور ہر طرح سے ختم نبوت کی دیوار کو پختہ کر کے نبوت کے دروازہ کو بند کر دیا۔ کیونکہ جس حکمت کے لئے اس دروازہ کو کھولا گیا تھا وہ ضرورت اب باقی نہ رہی تھی۔ اور فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمۃ۔ کس طرح ممکن تھا کہ ایک طرف تکمیل ہدایت کے کام کو اس قدر مضبوط کر کے اور دوسری طرف مکمل ہدایت نامہ کی حفاظت کا انتظام اتنا مضبوط کر کے اب خواہ مخواہ نبوت کے دروازہ کو کھلا چھوڑتا

چونکہ ضرورت نبوت باقی نہ رہی اس لئے نبوت ختم ہو گئی

ہر ایک چیز کا انحصار ضرورت پر ہوتا ہے۔ مثلاً جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ صرف شریعت کا دروازہ بند ہے اور غیر تشریعی نبوت مگر نبوت کا خدا کا دروازہ کھلا ہے ان سے اگر یہ دریافت کیا جاوے کہ آخر شریعت کا دروازہ کیوں بند ہوا تو یہی جواب دینگے کہ شریعت کی قرآن کریم نے تکمیل کر دی۔ اس لئے اب چونکہ کسی جدید حکم شریعت کے آنے کی ضرورت نہیں رہی اس لئے شریعت کا باب مسدود ہو گیا۔ کیونکہ اللہ تعالی

میں بڑی بڑی ہدایتیں آئیں۔ نسل انسانی کے فائدہ کے لئے بہت کچھ خدا نے بھیجا۔ مگر انسان کے ہاتھوں نے اسے بسا اوقات بگاڑا۔ جس قدر مقدس کتابیں دنیا کی تاریخ میں نظر آتی ہیں وہ سب کی سب بلا استثناء تحریف کا شکار ہوئیں۔ ان کتابوں کا کیا ذکر ہے جن کی تاریخ پر ہزاروں سال گزر گئے۔ وہ جو قرآن کریم کے نزول سے چھ سو سال پہلے کی تھی اس کی بھی وہ حالت ہوئی کہ اصل کتاب کا پتہ ہی نہیں۔ مسیح کی انجیل کی جگہ چار (بزعم عیسائیان صحیح مستند) انجیلوں نے لے لی۔ اصل تعلیم کہاں محفوظ رہتی۔ ایک عاجز بندے کو جو خدائے ذوالجلال کی قدوسیت کے سامنے شرمندہ ہو کر نیک کہلانے سے بھی انکار کرتا تھا اس خدائے جلال کے پہلو بہ پہلو بٹھایا گیا بلکہ خدا بیٹے کو خدا باپ سے بہتر اوصاف کا مجموعہ بڑی طاقتوں کا مالک قرار دیا گیا۔ اسی سے اندازہ کر لو کہ پہلی کتابوں کا کیا حال ہوا ہوگا۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وہ بار بار یحرفون الکلم عن مواضعہ خدا کے کلام میں پڑھتے کیسا درد ہوتا کہ کہیں اس مکمل ہدایت نامہ کا بھی دنیا کے لوگوں کے ہاتھوں وہی حال نہ ہو جو پہلی کتابوں کا حال ہوا۔ اگر خدا کی طرف سے بار بار یہ وعدہ نازل ہو چکا ہوتا انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ اور بالآخر جب خدا کا وعدہ کھلے الفاظ میں مل گیا کہ پہلی کتابوں کی طرح قرآن کی حفاظت کا کام ہم نے انسانی ہاتھوں میں نہیں چھوڑا کیونکہ گو پہلی کتابیں بھی خدا کا کلام ہی تھا مگر ان کی ضرورت دنیا کو ایک وقت کے لئے تھی۔ پر اس مکمل ہدایت نامہ کی ضرورت ہمیشہ کے لئے ہے۔ اور اس کے ایک حرف کے ادھر ادھر ہونے سے نسل انسانی کو ایک ناقابل تلافی نقصان ہمیشہ کے لئے پہنچیگا۔ کیونکہ اب آخری نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آ سکتا جو اس قسم کی غلطی کو دور کر دے اس لئے خدا نے فرمایا کہ اس کی حفاظت کا انتظام ہم نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ (انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہم نے ہی تو اس ذکر کو (جو نسل انسانی کے حقیقی شرف و عزت کا باعث ہے۔ جیسا کہ ذکر کے معنی سے ظاہر ہے) اتارا اور ہم ہی اس کی یقیناً حفاظت کرینگے۔ سو اس وعدہ خداوندی نے ختم نبوت کی دوسری وجہ کو بتا دیا

ایک چیز پہلے ہی اپنے کمال کو نہ پہنچے تو وہ ناقص ہے اور کمال کی محتاج	تکمیل ہدایت اور حفاظت ہدایت کی دوہری مضبوطی نے نبوت کے دروازہ کو مسدود کردیا

سے کے آنے سے پایا جاتا ہے۔ اور وہ زمانہ ہے جو فترت رسل کا عظیم الشان زمانہ ایک نشان کے طور پر رکھا گیا کہ تا دنیا کی آنکھیں اس کے انتظار میں لگ جائیں اور اس کی راہ کو تکیں جو نسل انسانی کا لوِ نسل انسانی کی تکمیل کرنے والا آنے والا تھا۔ جس پہ آکر سلسلہ نبوت نے اپنے کمال کو حاصل کرنا تھا اور جو اس سلسلہ کا انتہائی مقام تھا۔ جہاں پہنچکر انسان کے لیے آگے بڑھنے کی گنجائش نہیں۔ ہاں صرف ایک رسول کے لیے دنیا کو۔ ساری دنیا کو کیونکہ وہ ساری ہی دنیا کے لئے آنے والا تھا چھ سو سال انتظار کرنا ضروری ہوا۔ ورنہ دنیا کی تاریخ میں کبھی کوئی بتی کہیں کوئی نبی آتے ہی رہے پس یہ چھ سو سال کا انتظار جب اتنے عظیم الشان انسان کے لئے ہوتا ہے تو کیا تیرہ سو سال کا انتظار کوئی اس سے بھی بزرگتر الشان لانے والا تھا۔ یا عملی رنگ میں سلسلہ نبوت کا منقطع ہو جانا صاف شہادت اس امر کی ہے کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی آنے والا نہیں۔ غرض پہلے ضرورت نبوت قائم کرو۔ پھر غور کرو کہ اگر ضرورت نبوت تھی تو آنحضرت کے بعد عملی رنگ میں سلسلہ نبوت اللہ تعالیٰ نے کیوں منقطع کر دیا کیا یہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اس بات پر نہیں کہ سلسلہ نبوت ٹھیک اسی نشان پر منقطع ہو گیا جو اس کا انتہائی نقطہ تھا۔

خاتم النبیین

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر ایک چیز کو جاننے والا ہے یہ عجیب بات ہے کہ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صلبی فرزندوں کا انکار کر کے ختم نبوت کو قائم کیا ہے۔ آیت ما قبل کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل غرض اس کی سلسلہ رسالت کی طرف توجہ دلانا ہے۔ چنانچہ آیت ما قبل میں رسولوں کا ذکر ہے جہاں فرمایا۔ الذین یبلغون رسٰلٰت اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ وہ جو اللہ کے پیغاموں کو پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ گویا اصولاً اور عملاً دونوں طرح توحید الٰہی کو کامل کرنے والا یہ ایک سلسلہ رسولوں کا دنیا میں اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ اصولی رنگ

عبث طور پر شریعت کے دروازہ کو کھلا نہیں چھوڑتا۔ جب تک ضرورت تھی کہ شریعت کے جدید احکام آتے رہیں۔ آتے رہے۔ جب ایک کامل کتاب نے تکمیل شریعت کر دی تو اب یہ ضرورت ختم ہو گئی۔ اس لئے شریعت کے آنے کا دروازہ بھی مسدود ہو گیا۔ مگر ان کو غلطی یہ لگی ہے کہ وہ نبی کے آنے کی اصل غرض صرف چند احکام شریعت چند اوامر و نواہی کا پہنچانا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم نے ہدایت کا لانا اصل غرض بیان کی ہے۔ اس ہدایت کا ایک حصہ شریعت بھی ہے۔ آخر اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم سارے کا سارا اس کا ایک ایک لفظ ہدایت ہے۔ اسی لئے فرمایا ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین۔ مگر اوامر و نواہی یا شریعت صرف اس کا ایک حصہ ہے۔ جو حصہ شریعت کا کتاب میں ہے وہ صرف چند احکام پر مشتمل ہوتا ہے۔ کہ یوں کرو یا یوں نہ کرو۔ مگر خدا کی کتاب کا کام صرف یہی نہیں۔ بلکہ اصل کام تزکیہ یا تکمیل نفس انسانی ہے۔ جس کے لئے خدا کا کلام طرح طرح کے پیرائے اختیار کرتا ہے۔ اسی تکمیل میں ایک حصہ شریعت کا بھی ہے۔ تو پس جب اصل غرض منجانب اللہ ہدایت کا لانا ہے۔ اور ہر ایک مسلمان کا یہ ایمان ہے جیسا کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی سے ثابت ہے۔ کہ ہدایت کی ساری راہیں کامل طور پر قرآن کریم میں بتا دی گئیں اور کوئی ایسی راہ باقی نہ چھوڑی گئی جس کی ضرورت آئندہ پڑے اور وہ قرآن کریم میں موجود نہ ہو۔ اور دوسری طرف یہ بھی انتظام کامل طور پر کر دیا گیا کہ قرآن کریم ہمیشہ کے لئے کامل طور پر محفوظ رہے۔ اور جو راہیں ہدایت کی بتائی گئی ہیں ان میں سے کسی کے گم ہونے کا اندیشہ نہ رہا تو نبوت کی ضرورت ختم ہو گئی۔ اور جب ضرورت ختم ہوئی تو اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ پس اگر ضرورت نبوت باقی ہے تو ضرور سلسلہ نبوت جاری رہنا چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ کا سلسلہ نبوت قائم کرنا عبث ٹھہرتا ہے۔ اور اگر ضرورت نبوت باقی نہیں رہی تو اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا بھیجنا عبث کام ہے۔

عملی رنگ میں سلسلہ نبوت کا انقطاع ہو چکا

یہ بھی غور کا مقام ہے کہ اگر ضرورت باقی تھی تو پھر تیرہ سو سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیوں خالی گذر گئے۔ دنیا کی تاریخ میں صرف ایک ہی زمانہ چھ سو سال کا بغیر کسی نبی

کوئی اس امر کا مجاز نہیں کہ اس کے اتباع سے لوگ کمال حاصل کریں۔ بلکہ ایک ہی شخص ہمیشہ کے لئے اس امر کا مجاز قرار دیا گیا کہ اس کے اتباع سے تکمیل نفس انسانی ہو سکتی ہے۔ اور جب تک آپ آخری نبی نہ ہوں تب تک یہ ہو نہیں سکتا اس لئے خدا تعالیٰ کے پر حکمت کلام نے ایک ایسا عجیب لفظ استعمال کیا ہے جس میں دونوں پہلو مدنظر ہیں آپ نبیوں کی خاتم ہیں۔ یعنی جو کام نبی کیا کرتے تھے وہ اب ہمیشہ کے لئے آپ کے اذن کے ساتھ ہوا کریگا اور آپ نبیوں کے خاتم ہیں اس لئے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئیگا اگر آپ کے بعد نبی آجائے تو آپ کے مرتبہ کا انقطاع ہوجاتا ہے جو نبی کیا کرتے تھے اس لئے آپ پہلے معنوں میں بھی خاتم النبیین نہیں رہ سکتے اور اگر آپ کے روحانی فیض سے کامل انسان پیدا نہ ہوں تو پھر آخری نبی بھی نہیں ہو سکتے غرضیکہ خاتم کا پر حکمت لفظ اللہ تعالیٰ نے دونوں باتوں کا ذکر کرنے کو اختیار فرمایا ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی بھی نہیں اور آپ کے روحانی فیض سے ہمیشہ کے لئے انسان کامل پیدا ہوا کرینگے۔ یعنی نبیوں پر مہر کا کام آپ اب ہمیشہ کیلئے دینگے۔ فیض نبوت سے جو کچھ ملتا تھا وہ اب آپ ہی کی وساطت سے ملے گا نہ کسی اور کی۔ اسی لئے آپ کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آسکتا یہی وجہ ہے کہ ساری امت محمدیہ نے لفظ خاتم النبیین سے ایک ایسے اجماعی رنگ میں جس کی نظیر بہت ہی کم نظر آتی ہے یہی مراد لی ہے کہ آپ سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں اور عمارت نبوت کی آخری اینٹ۔ اور جو کچھ حضرت مسیح موعود نے بعض جگہ لکھا ہے کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں وہ بھی درحقیقت یہی ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر صفائی سے بیان کر دیا ہے قلت تدبر سے بعض لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ حضرت مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اس آیت کی بنا پر نہیں مانتے۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ جیسا کہ کثیر حوالجات سے ظاہر ہے۔ جو دوسری جگہ درج ہیں۔ اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ ایک بات کو سن لیتے ہیں۔ اور مختلف اقوال پر غور نہیں کرتے۔ نہ ان کو باہم تطبیق دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ قرآن وحدیث سے تطبیق دینے کی پرواہ کرتے ہیں۔

آپ کب سے خاتم النبیین تھے

یہ ایک اور غلط فہمی ہے جو قلت تدبر سے پیدا ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو تدریجاً ترقی ملی۔ پہلے دن ہی آپ خاتم النبیین نہ تھے۔ حالانکہ علمائے امت نے کبھی اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ نبوت میں بھی تدریج ہوتی ہے۔ نبوت اکتسابی چیز نہیں۔ جو اس میں تدریج کا خیال درست ہو۔ یہ وہبی چیز ہے۔

میں تو توحید باللہ خدا کو ایک مان لینا ہے اور اس کی برابر یا اس کا شریک کسی کو خیال نہ کرنا ہے۔ اور عملی رنگ میں اس حالت کا انسان کے اندر پیدا ہونا کہ خدا کا خوف اسے ہو اور خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہو۔ اسی مقام پر اللہ کے رسول انسان کو پہنچانا چاہتے ہیں اور وہ لوگ جو رسولوں کی اتباع سے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں وہ ان رسولوں کے روحانی فرزند کہلاتے ہیں۔ اور اسی لئے بعض وقت ایک لطیف استعارہ کے رنگ میں خدا کے فرزند کا نام بھی انسان پر بولا گیا ہے۔ مگر اس سے حقیقت مراد نہ تھی۔ غرض نبی سب بھائی ہیں اور جو لوگ ان نبیوں کے اتباع سے مرتبہ کمال کو حاصل کرتے ہیں وہ ان کے روحانی فرزند ہیں۔ تو یہاں درحقیقت اللہ تعالیٰ نے دو سلسلوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ایک جسمانی سلسلہ اور ایک روحانی سلسلہ۔ جسمانی سلسلہ میں حضرت آدم ابو البشر ہیں۔ ان سے نسل انسانی چلی۔ مگر انسان کا کمال حقیقی جسمانی سلسلہ سے نہیں ہے۔ بلکہ روحانی سلسلہ سے ہے۔ اور سب رسول اس روحانی سلسلہ میں والد کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ کہ ان کی روحانی اولاد آگے چلتی ہے اور آپس میں رسول سب بھائی ہیں۔ مگر ان کے متبع ان کی پیروی کرنے والے ان کے بھائی نہیں بلکہ ان کے فرزند ہیں تو اب سب رسولوں کو کچھ نہ کچھ روحانی اولاد دی گئی۔ مگر چونکہ نسل انسانی کا حقیقی کمال حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر سے وابستہ تھا۔ اور روحانی اولاد کے بارے میں آپ درحقیقت ایک معنی میں اکیلے ہی ابو البشر ہونے والے تھے کیونکہ آپ کی روحانی اولاد ہمیشہ کے لئے چلنے والی تھی۔ پس ایک طرف دوسرے رسولوں اور نبیوں کی سب روحانی اولاد منقطع ہو جاتی ہے۔ اور دوسری طرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ ان کی روحانی اولاد کبھی منقطع نہیں ہوتی۔ پس جسمانی سلسلہ کا انقطاع ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندوں سے چل سکتا تھا درحقیقت یہ اشارہ فرمایا کہ اس انقطاع کے بالمقابل اس کی روحانی اولاد کا سلسلہ تا قیامت ہم نے قائم کر دیا ہے۔ اور اسی کی طرف لفظ خاتم النبیین سے اشارہ کر دیا۔ یہ سچ ہے کہ لفظ خاتم کے معنی مہر بھی ہیں اور خاتم بھی اسلئے اس کی دوسری قرأت خاتم بھی آئی ہے۔ اور علاوہ ازیں غرض تو یہ ہے کہ جو کام نبی کیا کرتے تھے وہ اب آپ کے افاضہ کمال روحانی سے ہوا کریگا اس لئے کہ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے اب دوسرا

کی وفات سے صرف ۸۰ روز پیشتر نازل ہوئی ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم۔ اب ایک نا سمجھ یہ
اعتراض کر سکتا ہے کہ خاتم النبیین پہلے بن گئے اور تکمیل دین پیچھے ہوئی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر
ایک امر کا نزول ایک وقت کو چاہتا تھا۔ جب ابھی حفاظت قرآن کا وعدہ نازل نہیں ہوا تھا تب
بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح حفاظت کا اہتمام فرماتے تھے جیسا بعد میں۔ حفاظت
قرآن کا وعدہ تو درحقیقت کفار کی انتہائی کوششوں کا جواب تھا۔ اس لئے جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپ کو تباہ کرنے کے لئے انتہائی درجہ کی کوشش کی گئی تو [illegible]
اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ یہ قرآن ضائع نہیں ہو سکتا۔ مگر اس موقع پر تسلی دینے کے لئے جو الفاظ
اختیار فرمائے وہ ایسے تھے کہ اس میں نہ صرف اس وقت کی حفاظت بلکہ ہمیشہ کے لئے ہر
قسم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا۔ ختم نبوت کا ذکر بھی ایک موقعہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
صاحبزادہ ابراہیم فوت ہو چکے تھے۔ زید کو لوگ آپ کا متبنیٰ کہا کرتے تھے۔ زید نے زینب کو
طلاق دے دی۔ آنحضرت صلعم نے حکم الٰہی کے ماتحت زینب سے نکاح کیا جو تعلق ابوت کا
لوگوں کے ذہن میں اس کے ساتھ تھا وہ بھی نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے کوئی محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے نہیں بھیجا کہ جسمانی فرزند بھی اس کے ہوں۔ اور آپ کا کوئی سلسلہ
نسب جسمانی بھی چلے۔ بلکہ ہم نے تو اس کو آخری نبی بنایا ہے تاکہ اس کی روحانی اولاد کا سلسلہ کبھی
دنیا میں منقطع نہ ہو اور چونکہ آپ کو ایک ایسا وسیع سلسلہ اولاد روحانی کا دیا گیا ہے اس لئے
اور اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے کہ جسمانی اولاد اور جسمانی تعلقات کچھ چیز نہیں ہم نے اس کو
تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بنایا گویا خدا کی نظر میں یہ تعلقات کچھ وقعت نہیں
رکھتے۔ ورنہ ایسا عظیم الشان انسان جس کو آخری نبی بنا کر اللہ تعالیٰ نے اس کے روحانی
فرزندوں کا سلسلہ قیامت تک وسیع کیا اور لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں روحانی فرزند عطا
فرما دیئے۔ تو اگر اس کی نظر میں جسمانی فرزند بھی کچھ وقعت ہوتی تو یہ بھی دے دیتا۔

ختم نبوت از روئے حدیث

قرآن کریم نے جس وضاحت سے ختم نبوت کے مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے وجوہات بھی بتا دیئے کہ سلسلہ نبوت
کو ختم کرنے کے وجوہات کیا ہیں۔ اس کے بعد کوئی شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دنیا میں آخری نبی ہونے میں شبہ نہیں کر سکتا۔ اب میں اسی کی مزید تائید احادیث سے
پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے ہم متفق علیہ حدیثوں کو لیتے ہیں جن میں کسی کی گنجائش نہیں

خاتم النبیین آپ کب ہوئے؟ میں کہتا ہوں جس دن آپ نبی ہوئے اسی دن خاتم النبیین ہوئے
کیونکہ خاتم النبیین کے لفظ میں دو ہی مفہوم ہیں اول یہ کہ آپ آخری نبی ہیں۔ دوسرے یہ کہ آپ
کی اتباع سے وہ کمالات اب آئندہ بلا انقطاع ملا کریں گے جو پہلے متفرق نبیوں کی وساطت سے
ملتے تھے۔ پھر سوال کیا جاتا ہے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا کہ آپ خاتم النبیین
ہیں یا مدینہ میں سورۂ احزاب میں خاتم النبیین والی آیت کے نازل ہونے سے آپ کو پتہ لگا۔ اس کا
جواب بھی یہی ہے جو میں پہلے دے چکا ہوں۔ اگر آپ کو ان دونوں باتوں کا علم تھا کہ آپ آخری
نبی ہیں اور آپ کے کمالات کا فیض تا قیامت منقطع نہیں ہوگا تو ختم نبوت کے اصل مفہوم سے
آپ آگاہ تھے۔ اور بہرحال کام تو آپ خاتم النبیین کا کر رہے تھے۔ یعنی آپ کی تعلیم وہ کامل تعلیم
تھی جس میں کسی قسم کا نقص نہ رہتا تھا۔ جو ہدایت نازل ہوتی تھی وہ کامل رنگ میں نازل ہوتی
تھی مگر کل معاملات پر ان ہدایات کا حاوی ہو جانا وابستہ تھا اس بات سے کہ آپ کا کام پورا ہو جائے
پھر یہ بھی آپ جانتے تھے کہ آپ کل دنیا کی طرف مبعوث ہیں۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ نبوت کے
فیض سے جس مرتبہ پر انسان پہنچتا ہے وہاں پہنچانے کے لئے ہی آپ لوگوں کو اپنی طرف بلاتے
تھے۔ با ایں ہمہ میں کہتا ہوں کہ نبی کے علم میں کمی یا زیادتی ہوتی رہتی ہے مگر بہ نسبت علم اگر نبوت
کے منصب میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یعنی یہ کہ آج نصف نبوت ملی ہے تو کل ساری مل جائے گی
آج چھوٹے نبی بنائے گئے ہیں تو کل بڑے بنا دیئے گئے۔ نہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کو نبوت کے منصب
پر کھڑا کر دیا گیا ہو اور اسے علم نہ ہو کہ میں نبی ہوں۔ اور میں کہتا ہوں کہ جب یہود و نصاریٰ کو یہ علم تھا
کہ آپ آخری نبی ہیں اور یہ علم ان کو اس وقت بھی تھا کہ جب آپ مکہ میں تھے تو کیا اللہ تعالیٰ
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ دیا تھا۔ نجاشی کب مسلمان ہوا؟ کیا وہ نہ جانتا تھا کہ جو
نبی اب آنے والا ہے وہی آخری نبی ہے۔ جس کے متعلق پیشگوئیاں پہلی کتابوں میں ہیں۔ اور پھر جب
ختم نبوت کے مناسب حال سب امور آپ میں جمع ہو گئے تو خاتم النبیین بھی آپ ساتھ ہی ہو گئے
ہاں خدا کے کلام میں بعض باتوں کا بعض خاص اوقات میں نازل ہونا اس کی غرض تو خود اللہ تعالیٰ نے
بتا دی کذٰلک لنثبت به فؤادک۔ یعنی قرآن کریم کو وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے
نازل کیا ہے کہ تیرے دل کو ثبات ملے۔ یوں تو یہ کیسی بے ترتیب سی بات معلوم ہوتی ہے کہ قرآن
کی حفاظت کا وعدہ مکہ میں ہوتا ہے جو ختم نبوت کا ایک جزو ہے۔ خود ختم نبوت کی آیت سورہ احزاب
میں نازل ہوئی ہے۔ گو ابھی تک تکمیل ہدایت کی آیت نازل نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ حجۃ الوداع میں آپ

اس امت میں جس قسم کی نبوت ہو سکتی ہے وہ حضرت علی کو ضرور ملی ہے۔ کیونکہ حضرت علی کو آنحضرت سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے ہے۔ یعنی ایک نبی کو دوسرے نبی سے ہو سکتی ہے

مدعی نبوت کذاب ہے

دوسری حدیث متفق علیہ یہ ہے "لا تقوم الساعة حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد الاوثان وانہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی"۔ قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکوں کے ساتھ مل جائیں اور یہاں تک کہ بتوں کی پوجا کی جائے۔ اور میری امت میں تیس کذاب ہونگے جن میں سے ہر ایک یہ خیال کرے گا کہ وہ نبی ہے اور میں نبیوں کو ختم کرنیوالا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اس حدیث کی رو سے جو شخص بعد آنحضرت صلعم دعویٰ نبوت کرے وہ کذاب ہے۔ اس حدیث میں یہ نہیں لکھا کہ جو تیس کذاب ہونگے وہ تشریعی نبوت کے مدعی ہونگے بلکہ مطلق نبوت کے مدعی کہا ہے پس اسکی رو سے امت کے اندر ہو کر نبوت کا دعویٰ بھی کذاب کا کام ہے۔ اب جو شخص امت کے اندر ہوگا وہ ضرور ہے کہ قرآن وحدیث کو مانے ورنہ جو قرآن وحدیث کو نہیں مانتا وہ امت کے اندر نہیں کہلا سکتا۔ پس مطلق نبوت کا دعویٰ رہ جاتا ہے صرف اس نبوت جزوی سے الگ کرنے کے لئے جو ایک امتی کو مل سکتی ہے جیسا کہ اگلے باب میں دکھایا جائیگا نبوت کا ملہ کہنا چاہئے۔ ایک مسلمان قرآن وحدیث کے ماننے والے کے لئے ممتنع ہے۔ اور یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ بہ باعث اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پایا ہے کیونکہ جو امت میں ہوگا وہ تو یہی کہے گا اور تشریعی غیر تشریعی کا بھی کوئی فرق نہیں

ان دونوں حدیثوں نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ نبوت کا دروازہ ہرگز اس امت میں کھلا نہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ ایک طرف اگر حضرت علیؓ کو حضرت ہارون سے مشابہت دے کر پھر بھی نبوت غیر تشریعی کا بھی اپنے بعد باقی رہنے کا انکار کیا ہے۔ تو دوسری طرف امت میں سے نبوت کا دعوے کرنے والے کو کذاب کے نام سے پکارا ہے۔ اور اس طرح ان دونوں حدیثوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت درجہ کے قرب کی نسبت رکھنے والا نبی نہیں ہو سکتا اور دوم جو شخص اس امت میں سے دعویٰ نبوت کرے وہ کذاب ہے۔ سوم نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں۔

عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو فرمایا تو مجھ سے اس مرتبہ پر ہے جیسے ہارون موسیٰ سے فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس حدیث کا مطلب سمجھنے کے لیے سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ ہارون کو موسیٰ سے کیا نسبت تھی۔ اس میں تو کچھ شبہ نہیں کہ شریعت بنی اسرائیل میں صرف حضرت موسیٰ ہی لائے۔ جیسا کہ چالیس دن کے لئے ان کا طور پر جانا اور ہارون کو پیچھے اپنی جگہ پر چھوڑ جانا ثابت کرتا ہے اس لئے تشریعی اور غیر تشریعی نبی کی اصطلاح پر کہا جائے تو موسیٰ صاحب شریعت نبی تھے اور ہارون غیر صاحب شریعت دور حقیقت حضرت ہارون کا کیا مرتبہ تھا یہ میں دوسری جگہ بتا چکا ہوں۔ تو پس موسیٰ اور ہارون میں نسبت یہ تھی کہ نبی تو دونوں تھے مگر موسیٰ صاحب شریعت اور ہارون غیر صاحب شریعت اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کا اپنی نسبت سے وہی مرتبہ قائم کرتے ہیں جو حضرت ہارون کا موسیٰ کے ساتھ تھا۔ مگر ایک استثنا کرتے ہیں اگر یہ استثنا نہ ہوتا تو جس طرح موسیٰ صاحب شریعت نبی تھے اور ہارون غیر صاحب شریعت۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت نبی ہوتے اور حضرت علی غیر صاحب شریعت نبی تو اس صورت میں یعنی اگر حدیث صرف اسی قدر ہوتی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ تو یہ نتیجہ نکل سکتا تھا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد ہے کہ نبوت غیر تشریعی میرے بعد جاری رہے گی جیسے موسیٰ کے ساتھ ہارون ایک غیر تشریعی نبی تھے۔ اسی طرح تم بھی اے علی ایک غیر تشریعی نبی ہو پس اب یہ دیکھنا ہے کہ جس صورت میں الا انہ لا نبی بعدی کے استثناء کو چھوڑ کر نبوت غیر تشریعی کا سلسلہ جاری مانا جا سکتا تھا اس استثناء نے آکر کیا کام کیا۔ استثناء نے آکر اس غیر تشریعی نبی کے امکان کو بھی دور کر دیا کیونکہ اگر یہ نہ مانیں تو حدیث بے معنی ٹھہرتی ہے۔ غیر تشریعی نبی کے آنے کا امکان تو اس صورت میں باقی ہوتا جب آپ اسی قدر فرماتے انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ لیکن چونکہ صرف اس قدر کہنے سے یہ خیال گذر سکتا تھا کہ شاید جس طرح ہارون غیر تشریعی نبی تھے اور موسیٰ صاحب شریعت اسی طرح حضرت علی بھی آپ کے ساتھ ایک غیر تشریعی نبی ہوں تو اس امکان کو دور کرنے کے لئے فرمایا الا انہ لا نبی بعدی میرے بعد نبی کوئی بھی نہیں نہ تشریعی نہ غیر تشریعی۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ

بعد کا صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی تفسیر بعینہٖ ان ہی الفاظ لا نبی بعدی سے کی ہے وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی پس حضرت عائشہ کا قول جو اس کے صریح مخالف ہو اسے کیونکر قبول کیا جا سکتا ہے۔ سوائے ایک صورت کے کہ اس کی کوئی ایسی تاویل کی جائے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مخالف نہ پڑے۔ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ صاف کر دیا کہ خاتم النبیین کی تفسیر لا نبی بعدی ہے۔ پس حضرت عائشہ کا قول صرف اس صورت میں قبول کیا جا سکتا ہے کہ اس کے یہ معنی لئے جاویں کہ آپ کا منشا یہ تھا کہ لا نبی بعدہٗ تو تفسیر ہی ہے اور یہ تفسیر ایسی جامع نہیں جیسے خدا کا قول خاتم النبیین کیونکہ یہ صرف خاتم النبیین کے ایک ہی پہلو کی تفسیر ہے۔ اور فی الحقیقت نبوت کا دروازہ بند کرنے کے لئے اسی ایک پہلو کی تفسیر کی ضرورت تھی۔ دوسرے پہلو کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں دوسری جگہ موجود ہے۔ جیسا مثلاً اس حدیث میں کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ پس اس لحاظ سے اگر حضرت عائشہؓ نے کہہ دیا ہو کہ خاتم النبیین زیادہ جامع لفظ ہے لا نبی بعدہٗ صرف اس کے ایک حصہ کی تفسیر ہے۔ تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ اس طرح حدیث صحیح کی مخالفت لازم نہیں آتی۔ لیکن اگر اس قول کے یہ معنی لئے جائیں کہ لا نبی بعدہٗ غلط ہے۔ اور خاتم النبیین کے مخالف ہے تو اس صورت میں یہ قول رد کرنے کے قابل ہوگا۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ اگر ایک صحابی کا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مخالف ہو تو اسے رد نہ کیا جا سکے۔ بالخصوص اس صورت میں جب حدیث صحیح یقینی ہے اور حضرت عائشہ کے قول کو یہ پایہ صحت اور اعتبار کا بھی حاصل نہیں۔ کیونکہ حدیث تو متفق علیہ یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہے اور حضرت عائشہ کے قول کی کوئی سند بھی نہیں بتائی جاتی۔ پس یا ایسے قول کی تاویل حدیث کے مطابق کی جائیگی یا اسے رد کیا جائے گا۔

اس اُمت میں کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا

ایسا ہی ایک حدیث میں آیا ہے عن عقبۃ بن عامر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان نبی بعدی لکان عمر عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ یہ حدیث ترمذی

نبوت کی آخری اینٹ

پھر صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور ان نبیوں کی مثال جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں ایک شخص کی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا پس اسے بہت اچھا بنایا۔ اور خوبصورت بنایا مگر اس کے کونے سے ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی سو لوگ اس کے گرد گھومنے لگے۔ اور تعجب کرنے لگے اس پر اور کہنے لگے کیوں یہ اینٹ نہیں لگائی۔ فرمایا میں وہ اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔ اس زاویہ یا کونے کی اینٹ سے مراد درحقیقت وہی کونے کا پتھر ہے جس کا ذکر بائبل میں بھی ہے اور پھر جس کا ذکر حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی انجیل میں انگورستان والی تمثیل میں کیا ہے۔ پس پیشگوئیوں میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کونے کا پتھر کہا گیا ہے اور اس حدیث میں بھی آپ خود ہی کونے کا پتھر ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ اب جب ایک ہی اینٹ کی جگہ اس عمارت میں خالی تھی اور وہ اینٹ رکھ دی گئی تو اب اس کے بعد اور اینٹ کے رکھا جانے کی گنجائش کس طرح نکل سکتی ہے سوائے اس کے کہ اس اینٹ کو جس کی جگہ خالی تھی پھر نکال دیا جائے اور اس کی جگہ اور اینٹ رکھی جائے۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ تشریعی غیر تشریعی کا کوئی جھگڑا نہیں مطلق نبوت ہی کسی کو نہیں مل سکتی۔ کیونکہ جب اینٹ رکھنے کی جگہ ہی نہیں تو جیسے تشریعی نبوت کی اینٹ کے لئے جگہ نہیں ایسے ہی غیر تشریعی نبوت کی اینٹ کے لئے بھی جگہ نہیں بات تو یکساں ہے اگر غیر تشریعی نبوت کے لئے جگہ ہوتی تو پھر کیا وجہ اسی جگہ پر تشریعی نبوت کی اینٹ نہ رکھی جا سکتی۔ یا یہ ماننا پڑیگا کہ غیر تشریعی نبوت کی اینٹ کسی اور محل میں لگ سکتی ہے اس قصر نبوت میں جس کا ذکر حدیث میں ہے نہ تشریعی نبوت کے لئے جگہ ہے اور نہ غیر تشریعی نبوت کے لئے۔

حضرت عائشہ کا قول

ان ساری احادیث کو حضرت عائشہ کا ایک قول رد نہیں کر سکتا۔ قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی

جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے اور دوسری ایک حدیث ہے جس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ گو نبوت تو ختم ہے مگر مسیح موعود ایک نبی آئے گا۔ وہ حدیث یہ ہے الانبیاء اخوة لعلات امهاتهم شتی ودینهم واحد وانی اولی الناس بعیسی ابن مریم لم یکن بینی وبینه نبی وانه نازل فاذا رایتموه . . ترجمہ نبی علاتی بھائی ہوتے ہیں ان کی مائیں مختلف ہوتی ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔ اور میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ عیسیٰ بن مریم سے۔ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ ضرور نازل ہونے والا ہے۔ پس جب تم اس کو دیکھو . . . . . اس حدیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ یہاں عیسیٰ بن مریم سے مراد وہ عیسیٰ بن مریم نہیں جو نبی اسرائیلی نبی ہے۔ کیونکہ اس حدیث کے آخر میں اس کے نزول کا ذکر ہے۔ پس نزول چونکہ مسیح موعود کا ہونے والا تھا۔ اس لئے اسی کی نبوت کا اس میں ذکر ہے۔ ظاہر نظر میں یہ تاویل دلخوش کن معلوم ہوتی ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ ایک لفظ ہی اس میں ایسا ہے جو فیصلہ کرتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم سے مراد یہی بنی اسرائیلی نبی ہیں۔ شروع اس حدیث کا یوں ہوتا ہے کہ الانبیاء اخوة لعلات انبیاء علاتی بھائی ہیں اب ظاہر ہے کہ مسیح موعود جو اس امت کا ایک فرد ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ اس کی نسبت آنحضرت سے فرزندی کی ہے۔ کیونکہ روحانی طور پر سب امت کے لوگ آپ کی فرزندی میں داخل ہیں جیسا کہ خود لفظ خاتم النبیین کا یہی تقاضا ہے۔ جس کا ذکر میں لفظ خاتم النبیین کی تفسیر میں کر چکا ہوں۔ بہر حال یہ بلاشبہ درست اور صحیح ہے کہ مسیح موعود کی نسبت آنحضرت سے فرزندی کی ہے۔ البتہ مسیح اسرائیلی کی نسبت بھائی کی ہے۔ پس یہ الفاظ انی اولی الناس بعیسی ابن مریم اس صورت میں مسیح موعود کی طرف نہیں جاتے۔ بلکہ مسیح اسرائیلی کی طرف جاتے ہیں۔ اور اسی کی تائید لم یکن کے الفاظ سے بھی ہوتی ہے یعنی اس لفظ سے کہ میرے اور اس کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہوا۔ اس کو پیشگوئی کا رنگ دینا۔ حالانکہ الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ یہ اشارہ گزشتہ نبی مسیح کی طرف ہے الفاظ کو اپنے اصل مفہوم سے پھیرنا ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ اس کے ساتھ انه نازل کے لفظ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی خود نازل ہونے والا ہے یہ درست نہیں۔ کیونکہ بسا اوقات ایسی صورتوں میں ضمیر مثیل کی طرف پھر جاتی ہے جیسا کہ مشہور مثال اعطیت درهما ونصفه ہے کہ کی ضمیر پہلے درہم کی طرف

کی ہے اور گو اسے غریب لکھا ہے مگر ترمذی کے ایک نسخہ میں حسن کا لفظ بھی لکھا ہے اور علاوہ اس کے ابن جوزی نے اسے نقل کیا ہے۔ اور احمد نے اپنی مسند میں۔ اور حاکم نے اپنی صحیح میں۔ اور طبرانی نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے اور چونکہ اس کا مضمون قرآن کریم اور صحیح احادیث کی تائید کرتا ہے اس لئے اسے صحیح قبول کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے اسے صحیح قبول کیا ہے۔ اور اس سے نبوت کے مسدود ہونے پر استدلال کیا ہے۔ یہ حدیث بھی قطعی اور یقینی طور پر ثابت کرتی ہے کہ اس امت میں مطلق کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر اس امت میں کسی کے نبی ہونے کا امکان ہوتا تو حضرت عمرؓ نبی ہوتے۔ مگر چونکہ حضرت عمرؓ نبی نہیں اس لئے اور بھی کوئی نبی نہیں ہو سکتا

ختم نبوت پر دوسری حدیثیں

پھر نسائی اور مسلم اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضلت علی الانبیاء بستة یعنی نبیوں پر مجھے چھ باتوں میں فضیلت دی گئی جن میں سے آخری بات یہ بیان فرمائی ہے وختم بی النبیون اور نبی میرے ساتھ ختم کئے گئے۔ ایسا ہی ایک حدیث معراج میں جس کو خطیب اور دیلمی نے روایت کیا ہے۔ اور ابن جوزی نے بھی انس سے لیا ہے یہ لفظ آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھل غمك ان جعلتك آخر النبیین کیا تجھے اس بات کا غم ہے کہ میں نے تجھے سب نبیوں سے آخر رکھا ہے۔ قال یا رب لا۔ نبی کریم نے عرض کیا نہیں۔ اگر غیر تشریعی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف تشریعی نبیوں کے آخر ہوئے اور غیر تشریعی نبیوں میں سے آخری نبی کوئی اور ہوگا۔ ایسا ہی ایک حدیث پہلے لکھی جا چکی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا اول النبیین خلقا وآخرھم بعثا۔ یعنی پیدائش میں میں سب نبیوں سے اول ہوں۔ اور مبعوث ہونے میں سب سے آخر ہوں۔ اب اگر آپ کے بعد بھی کسی نبی کا مبعوث ہونا مانا جاوے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس قول کے مخالف ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں یا بعض صحابہ کے اقوال ہیں جن میں نبوت کے انقطاع کا ذکر ہے مگر میں بخوف طوالت اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔

حدیث الانبیاء اخوۃ لعلات

ان جملہ احادیث کے خلاف جن میں اکثر صحیح اور اعلیٰ پایہ کی احادیث ہیں ایک تو حضرت عائشہ کا قول پیش کیا جاتا ہے

اس کے جاری رہنے کی وہی آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پیش کی جاتی ہے۔ اور خاتم النبیین کے معنی یہ کئے جاتے ہیں کہ آپ کی مہر سے نبی بنا کرینگے۔ یعنی پہلے نبی خدا تعالیٰ بنایا کرتا تھا اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بنا کرینگے۔ میں نے جو معنی اس آیت کے اوپر کئے ہیں وہاں بتایا ہے کہ نبیوں کی خاتم ہونے سے مراد درحقیقت یہ ہے کہ جو کام خدا کے نبی کیا کرتے تھے وہ آپ کی مہر سے ہوگا۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد آنے والا کوئی نہیں اور اس میں درحقیقت کمالات نبویہ کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ جس کا دامن فیض قیامت تک پھیلا ہوا ہو وہ بڑا عظیم الشان انسان ہونا چاہئے۔ ہر ایک نبی کی نبوت کا زمانہ تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد ختم ہوتا گیا اور اس کی قوت قدسی نے ایک عرصہ کے بعد کام کرنا چھوڑ دیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی ایسی غالب ہے کہ وہ کبھی کم نہ ہوگی اور ہمیشہ دنیا میں اپنا کام کرتی رہیگی۔ جو کمالات اس امت کو دوسری امتوں کی نسبت زیادہ ملینگے۔ اور ملے ہیں۔ وہ بھی آنحضرت کے طفیل سے ہی ہیں۔ کیونکہ جس قدر آپ کے کمالات دوسرے نبیوں سے بڑھکر ہوئے اسی قدر ان کی تاثیرات بھی آپ کی امت میں زیادہ ہونگی۔ مگر ان امور کا ذکر میں آگے چل کر کرونگا جہاں یہ بتایا جائیگا کہ کس قسم کی نبوت کا سلسلہ اسلام میں باقی ہے اور آیا کہ وہ وہی نبوت ہے جس کو محدثیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یا کوئی اور۔ یہاں میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ اگر نبیوں کی خاتم یا خاتم النبیین کے معنی یہ لئے جاویں کہ جیسے نبی پہلے اللہ تعالیٰ ہدایت دے کر مبعوث فرمایا کرتا تھا ویسے ہی نبی اب بھی مبعوث ہو سکتے ہیں۔ اور وہی نبوت کا سلسلہ جاری ہے تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں بلکہ آخری نبی کوئی اور ہوگا۔ جو اس امت میں ہوگا۔ اور یہ اجماعی مذہب امت کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آخری نبی ہیں اور کہ آپ کی وفات کے ساتھ سلسلہ نبوت منقطع ہو کر جبرئیل کا نزول بہ پیرایہ وحی رسالت و نبوت ہمیشہ کے لئے ممتنع ہو گیا۔ باطل ہے۔ اور حق یہی ہے کہ سلسلہ نبوت بھی اسیطرح جاری ہے۔ وحی نبوت بھی منقطع نہیں ہوئی۔ صرف فرق یہ ہوا کہ جو کام پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق رکھا ہوا تھا کہ میں بلاواسطہ نبی بنایا کرونگا اور کوئی شخص سوائے موہبت کے نبوت کو نہیں پا سکتا۔ وہی کام اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا گیا بلاد وہ طرح پہلے خدا نے اپنے

نہیں جاتی۔ بلکہ اس کی مثل کی طرف جاتی ہے۔ قرآن کریم میں بھی اس کی مثال موجود ہے۔
فاخرجنٰھم من جنّٰت وعیون وکنوز ومقام کریم کذلک واورثنٰھا بنی اسرائیل
سو ہم نے ان کو یعنی فرعون اور اس کے ساتھیوں کو باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عزت کے مقام سے نکالا۔ اسی طرح اور ہم نے ان چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو کیا۔ اب یہ تو یقینی اور قطعی بات ہے کہ فرعون کے لوگوں کو مصر کے باغوں سے نکالا اور بنی اسرائیل کو انہی باغوں کا وارث کیا۔ حالانکہ یہاں ہر ضمیر ان کی انہی باغوں اور چشموں کی طرف جاتی ہے جن سے فرعونیوں کو نکالا گیا تھا لیکن اصل بات یہ ہے کہ ضمیر ان باغوں کی طرف نہیں بلکہ ان جیسے باغوں کی طرف جاتی ہے۔ اسی طرح انہ نازل یا لا کی ضمیر اس شخص کے مثل کی طرف جا سکتی ہے جس کا کہ پہلے سے نبی عیسیٰ بن مریم کے مثل ہونا حدیث کے طریق سے ثابت ہے کہ اخو کا لفظ پہلے مذکورہ حدیث میں مانع ہے اس بات سے کہ اس کو مسیح موعود کی طرف پھیرا ہوا سمجھا جائے۔ ہم مجبور ہیں کہ حقیقت کو چھوڑ کر مجاز نہ پکڑیں اور بالخصوص جب کہ کھلا قرینہ موجود ہے کہ یہاں اصل عیسیٰ بن مریم ہی مراد ہے اسی طرح دوسرے کلمہ میں ہم مجبور ہیں کہ انہ کی ضمیر کو مثیل عیسیٰ بن مریم کی طرف پھیریں کیونکہ جو شخص گذر چکا ہو وہ دوبارہ نہیں آیا کرتا۔ اس لئے اب مجاز کی طرف پھیرنے کا ایک قرینہ ہے۔ اور جب اس کی مثالیں لغت اور قرآن کریم میں موجود ہیں اور قرینہ صارفہ بھی موجود ہے تو پس انہ نازل سے مراد اس پہلے عیسیٰ بن مریم کا مثیل ہے اور یہ تاویل بہت لطیف اور پرمعنی ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ شروع سے ہی بغیر قرینہ کے عیسیٰ بن مریم کے لفظ کو حقیقت سے پھیرا جائے۔ نہ صرف بغیر قرینہ بلکہ اس کے خلاف یہ قرینہ موجود ہوتے ہوئے کہ یہاں عیسیٰ بن مریم سے حقیقتاً وہی عیسیٰ بن مریم مراد ہے جو بوجہ نبی ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق اخوت رکھتا ہے۔ پس اس حدیث سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح موعود نبی ہے یا یہ کہ اس امت میں کوئی نبی بھی آنیوالا ہے۔

خاتم النبیین سے دروازہ نبوت کھلتا نہیں بند ہوتا ہے

حضرت عائشہ کے اس قول اور اس حدیث کے علاوہ چند آیات قرآنی سے بھی بعض لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس امت میں نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ کھلا ہے۔ اور فرق صرف اس قدر ہے کہ پہلے نبوت بطور موہبت براہ راست اللہ تعالیٰ سے ملا کرتی تھی اب اکتساباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ملتی ہے۔ لیکن نبوت وہی ہے جو پہلے تھی۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ شریعت کا کوئی حکم اب نازل نہیں ہوتا۔ دیں

ہاتھ میں رکھی ہوئی تھی۔ وہ محمد رسول اللہ کے سپرد کر دی گئی کہ آپ محمد مصطفیٰ [illegible] جیسا
نبی بنائیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ استاد ہی کیا جو اپنے جیسا شاگرد نہیں بنا سکتا۔ مگر مجھے اس
ساری بحث پر یہ افسوس آتا ہے کہ یہ محض چند سطحی نقطوں پر مبنی ہے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش بھی
نہیں کی گئی۔ اگر وہ استاد ہی کچھ نہیں جو اپنے جیسے شاگرد نہ بنا سکے تو خاتم النبیین کے
معنی یہی ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مہر سے اپنے جیسے نبی بنا سکتے ہیں تو سب
سے پہلے اس مغالطے کو چھوڑ کر اگر ہم واقعات کی طرف جائیں گے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا مرتبہ بڑھانے بڑھاتے حقیقت میں معاذ اللہ صحابہ کی ناقابلیت ثابت کریں گے کیونکہ
پھر ہم یہ غور کریں گے کہ آخر کتنے نبی تیرہ سو سال میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
مہر سے بنائے۔ بس لے دے کر ایک ہی اور وہ بھی ایسا جو خود تسلیم کرتا ہے کہ میری
نبوت مجازی ہے۔ اور کم از کم پندرہ سال تک کھلا اور صاف انکار اپنی نبوت کا کرتا رہا
بلکہ آنحضرت کے بعد مدعی نبوت کو کذاب اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج کہتا رہا۔
بہرحال جس پر بحث ہو اس کو تو ثبوت میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ تیرہ سو برس کا خالی اور عقیم
ہونا تو خود ایک متنازعہ معاملہ ہے اس کو ایک قانون کے ثبوت میں پیش نہیں کیا جا سکتا
جس کے الفاظ عام ہیں۔ پھر یہ کیسا معاذ اللہ استاد تھا کہ تیرہ سو سال سے اس کا مدرسہ
جاری ہے اور ایک بھی شاگرد اپنے جیسا پیدا نہ کر سکا۔ یا اگر زیادہ سے زیادہ ایک کو کیا
تو کیا کیا۔ ان لوگوں کو جن کی تربیت سب سے پہلے کی جن کے لئے بار بار رضا اور بلند درجات
بزرگیوں کا وعدہ دیا۔ جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں تزکیہ کے کمال کو پہنچ جانے
کا ثبوت بھی دے دیا۔ ولکن حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم
الکفر والفسوق والعصیان جن کو وہ سند بھی حاصل ہو گئی جو انسان کو خدا سے منظور
انتہائی مرتبہ حاصل کر کے ہوتی ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ جن کو خیر القرون
کہا تھا۔ ان کو تو یہ کہا گیا کہ میں تم کو نبی نہیں بنا سکتا لو کان بعدی نبی لکان عمر
اگر میرے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا تو عمر ہو جاتا۔ گویا حضرت عمرؓ میں وہ جوہر بھی موجود تھے جو
انسان کو نبی بنا سکتے ہیں۔ مگر ان کو بھی یہی جواب ملتا ہے کہ میرے بعد نبی کے آنے کی
گنجائش ہی نہیں۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو پھر عمرؓ تو نبی ہو جاتا۔ کیا یہ فرض کر کے کہ حقیقت
سلسلہ نبوت جاری تھا منقطع نہ ہوا تھا۔ صرف بجائے خدا کے آپ کی مہر نے کام کرنا تھا یہ

کام ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی ہی صفات کے منافی کوئی کام کیوں کرے گا۔ اس جیسا کوئی اور قادر مطلق بھی ہو یہ خدا کی صفات کے منافی بات ہے۔ اسی طرح یہ بھی خدا کی صفات کے منافی ہے کہ وہ کسی نبی یا رسول کو سپرد وہ کام کر دے جو اس کا اپنا کام ہے۔ اس لئے نبی نبی نہیں بنا سکتا۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہادی کامل ہونے کے خلاف یہ بات ہے کہ وہ اپنے جیسا دوسرا ہادی کامل بنا دے اور آپ ہادی کامل کے مرتبہ سے الگ ہو کر دوسرے کو اپنے تخت پر بٹھا دے کہ اب میرا کام تم کرو۔ رسول اور ہادی کا لفظ ہم معنی ہیں۔ پس ایک وقت میں ایک ہی قوم میں دو رسول ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے دو ہادی۔ ہادی تو ایک ہی ہوگا۔ اور اگر دوسرا ہادی بنتا ہے تو پہلا اس وقت ہادی نہیں کہلا سکتا۔ پس نبی کا نبی بنانا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو ہادی کے مرتبہ سے معزول کر کے اپنی جگہ دوسرے کو دیدے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں کبھی کوئی نبی کسی کی پیروی سے نبی نہیں بنا۔

ختم نبوت کے خلاف بحث

ختم نبوت کے خلاف یعنی باب نبوت کے مسدود ہونے کے خلاف دو اور آیات قرآنی پیش کی جاتی ہیں۔ ایک آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ اس کا تعلق جہاں تک موجودہ مضمون سے ہے اس قدر جواب کافی ہے کہ یہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا ذکر نہیں۔ اور چونکہ میں نے اس پر مفصل بحث الگ کی ہے اس لئے یہاں اس کو اسی قدر جواب دے کر چھوڑتا ہوں کہ اس آیت میں آنحضرت کے بعد کسی نبی کے آنے کا کوئی ذکر نہیں۔ جب آپ کے بعد نبی نہ آنے کا ذکر قرآن و حدیث میں صاف ہے۔ اور یہ آیت آپ کے بعد کسی نبی کا وعدہ نہیں دیتی تو درحقیقت ختم نبوت کی بحث سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ایک اور آیت سورہ جمعہ کی آیت ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ اس آیت میں و آخرین کا عطف دو طرح پر ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ علیھم پر عطف ہو۔ اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ یہ رسول صرف ان امیوں پر ہی آیات نہیں پڑھتا صرف انہی کا تزکیہ نہیں کرتا صرف انہی کو کتاب و حکمت نہیں سکھاتا بلکہ دوسروں پر بھی جو ان سے ابھی ملے نہیں۔ اور بعد

علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے والوں کو لعنتی اور مردود خیال کرتے ہیں٭ حالانکہ یہی مذہب سارے امت کا رہا ہے۔ اور اس پر ایسا اجماع ہے کہ بہت کم مسائل پر ایسا اجماع ہوا ہوگا۔ ان سے میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا وہ قرآن کو خاتم الکتب مانتے ہیں یا نہیں۔ پس اگر قرآن خاتم الکتب ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہوئے۔ اور اگر آنحضرت خاتم الانبیاء نہیں ہیں تو پھر قرآن بھی خاتم الکتب نہیں۔ اور اس کے بعد کسی اور کتاب کا آنا ضروری ہوگا۔ اور وہی خاتم الکتب ہوگی۔ اور وہی نبی خاتم الانبیاء ہوگا۔ اس صورت میں قرآن کا دعویٰ تکمیل بھی آپ کا بھی نعوذ باللہ من ذلک غلط ماننا پڑے گا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ خود حضرت مسیح موعود نے بارہا قرآن کریم کو خاتم الکتب مانا ہے۔ اور جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں آپ نے ہر نبی کے لئے کتاب کا ہونا بھی ضروری مانا ہے۔ پس اگر قرآن آخری کتاب ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آخری نبی ہیں۔ اور اگر قرآن آخری کتاب ہے تو پھر کیا قرآن دنیا کے لئے عذاب تھا کہ اس کے آنے کے ساتھ کتابوں کا آنا بند ہوگیا۔ اصل بات تو کتابیں ہی تھیں رسول تو ان کے حامل اور ان پر عمل کرکے دکھانے والے ہی تھے۔ پس جب کتاب کا آنا بند ہوگیا

٭ حقیقۃ النبوت کے صفحہ ۱۸۷ پر میاں محمود احمد صاحب لکھتے ہیں "اور یہی بات ہے جو مجھے مجبور کرتی ہے کہ باب نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدہ کو جہاں تک ہو سکے باطل کروں کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ . . . . . دنیا میں وہی اُستاد لائق کہلاتا ہے جس کے شاگرد لائق ہوں پس گویا نعوذ باللہ من ذلک سارے انبیاء نالائق ہی تھے۔ " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو بعض نعمتوں سے روک دیا۔ اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کردیا اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ثابت ہوتے ہیں یا اس کے خلاف نعوذ باللہ من ذلک۔ اگر اس عقیدہ کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ آپ نعوذ باللہ دنیا کے لئے ایک عذاب کے طور پر آئے تھے۔ اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی اور مردود ہے" ہم کو علم ہے کہ میاں صاحب کے مریدوں میں بیشتر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیعت کے بعد آخری نبی یقین کرتے ہیں کیا وہ لعنتی اور مردود ہیں۔ پھر افسوس ہے ایسی مریدی اور مرشدی پر کہ ایک شخص کو لعنتی اور مردود کہہ کر بھی اسے اپنا خاص مرید بنایا ہوا ہے۔ اور افسوس ہے ان مریدوں پر جنہوں نے

میں آنے والے ہیں۔ آیات پڑھتا۔ ان کا تزکیہ کرتا اُن کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اس طور میں یہ آیت خاتم النبیین کی ہی مزید تشریح ہے جس میں درحقیقت یہ بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت آیات الٰہی آپ کا تزکیہ کرنا۔ کتاب و حکمت کی تعلیم دینا ایک قوم پر ختم نہیں بلکہ اس کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ گویا آپ کی نبوت کا کبھی خاتمہ نہیں جو پیچھے آئینگے سب کی تکمیل آپ ہی کر دینگے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس میں یہ بھی اشارہ ہو کہ تعلیم اور تزکیہ نفس علمائے روحانی اور مجددوں اور محدثوں کے ذریعہ سے ہوگا۔ جو درحقیقت بوجہ کمال اتباع نبوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی بروز ہونگے۔ اور دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ عطف امیین پر ہو۔ تو اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ ایک رسول امیوں یعنی عرب کے لوگوں میں مبعوث کیا جو ان پر آیات اللہ پڑھتا اور ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اور وہی رسول ان میں سے یعنی امیوں میں سے پچھلے لوگوں میں مبعوث کیا جو ان پر آیات پڑھتا اور ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ تو اس صورت میں دو رسولوں کی بعثت کی خبر نہیں بلکہ ایک ہی رسول کی دو قوموں میں بعثت کی خبر ہے۔ اور اس قسم کی بعثت ختم نبوت کے مفہوم کو نہیں توڑتی۔ کیونکہ یہاں کسی دوسرے رسول کے آنے کی خبر نہیں۔ لازماً آپ کی دوسری بعثت سے مراد بروزی بعثت لینی پڑے گی۔ اور بروزی طور پر ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں تو اس سے ختم نبوت باطل نہیں ہوتی۔ نبوت تو منقطع رہی ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروزی رنگ میں جتنی دفعہ چاہیں آئیں اس کی مفصل کیفیت آگے بیان ہوگی کہ بروزی رنگ میں آنے سے کیا مراد ہے۔ لیکن ایک بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر جو رسول کا آنا بتایا گیا ہے۔ وہ وہی ہے تو یہ بروزی بعثت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آپ کی ہی آیات آپ کی ہی کتاب کی طرف کوئی آپ کا غلام توجہ دلانے والا ہے۔ اس صورت میں چونکہ ایسا شخص اپنے نبی متبوع کی طرف بلاتا ہے اس لئے وہ بلانے والا اُمتی ہوگا نہ نبی۔

قرآن خاتم الکتب ہے

اس جگہ دوسرے پہلو سے ہم ختم نبوت کے مسئلہ پر غور کرتے ہیں۔ میں پہلے دکھا چکا ہوں کہ نبی کے لئے کتاب کا لانا ضروری ہے۔ اور درحقیقت نبی کی وحی نبوت کا ہی دوسرا نام کتاب ہے۔ پس جو لوگ ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ مسدود نہیں بلکہ کھلا ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ

گیا ہے۔ اور عیسائیوں نے حضرت مسیح کے بارے میں جو ٹھوکر کھائی ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ انھوں نے بعض پیشگوئیوں میں جو وہ حضرت مسیح پر لگاتے ہیں ایسے الفاظ دیکھے ہیں جن سے خدا کا آنا ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ بڑی وجہ مسیح کو خدا بنانے کی ان کے ہاتھ میں یہی ہے۔ پس یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ کسی پیشگوئی کی بنا پر ایک مسلمہ قانون اور مذہب کا ایک پختہ اصول توڑا نہیں جا سکتا۔ ورنہ بالکل امن اٹھ جاتا ہے۔ خاص آدمیوں کے آنے کے متعلق جس قدر پیشگوئیاں ہوئی ہیں ان میں بہت الفاظ تاویل طلب ہوتے ہیں۔ بالخصوص نواس بن سمعان والی حدیث کی پیشگوئی تو سراسر استعارات و مجاز سے بھری ہوئی ہے۔ سب سے بڑا پتھر تو اس میں خود عیسیٰ ابن مریم کا آنا ہے۔ آئمہ سلف تو اس قدر محتاط گذرے ہیں کہ باوجود اس پیشگوئی کے بھی انھوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ہونے کی حالت میں دنیا میں آئیں گے بلکہ برعایت ختم نبوت یہی مانا ہے کہ وہ نبی ہو کر نہیں آئیں گے۔ مگر چونکہ یہ ایک معاملہ آئندہ کے متعلق تھا اس لئے اس میں زیادہ کاوش نہیں کی۔ اور درحقیقت یہی راہ درست تھی۔ کہ پیشگوئی والا امر جب تک ظہور پذیر ہو جائے اس میں رائے زنی نہ کی جائے۔ موجودہ جھگڑا ختم نبوت کا ان دو مسلمان گروہوں میں ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو عیسیٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مسیح موعود کے بعد اگر کوئی نبی ہو تو یہ خصوصیت باطل ہو جاتی ہے۔ میاں صاحب آیت آخرین منھم لما یلحقوا بھم سے بھی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسیح موعود کے سوا کوئی رسول نہیں جیسا کہ انھوں نے صفحہ ۴۴ حقیقۃ النبوۃ پر لکھا ہے بلکہ بعض جگہ صاف الفاظ میں اپنی ہی جماعت کی نسبت آخرین کے لفظ پر حصر کیا ہے۔ اگر آپ سے پہلے بھی کوئی رسول اسی قسم کا مانا جائے جیسے کہ آپ تھے تو اس کی جماعت بھی وآخرین منھم کے ماتحت اصحاب رسول اللہ ہو جائے گی۔ لیکن چونکہ اس امت میں سوائے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے کسی جماعت کو آخرین نہیں قرار دیا گیا معلوم ہوا کہ رسول بھی حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔ تو اس صورت میں آخری رسول تو مسیح موعود ہوئے اور آنحضرت میں پھر سلسلہ رسالت ختم ہوا۔ کیا اب مسیح موعود نعوذ باللہ میاں صاحب کے الفاظ میں دنیا کے لئے حجاب ہوئے یا نہیں اور آنحضرت کا اس سے کیا فائدہ ہوا۔ اگر ایک رسول آپ کے بعد آگیا جو اس زمانہ میں جو قیامت تک ممتد ہے [illegible] اور پھر کیا وہ قرآن جس کے بعد کوئی کتاب نہیں [illegible] آنحضرت آخری نبی ہونگے وجہ یہی کیا قرآن دنیا کیلئے غذا ہے جو اس کے بعد کوئی کتاب نہیں

تو رسول کا آنا بند آنا برابر ہے۔ کیونکہ ایسے رسول بغیر رسالت کے آئینگے۔ پس اگر خاتم النبیین کے یہ معنی لیئے جاویں کہ آپ کی مہر سے نبی بنیں گے تو خاتم الکتب کے معنی بالخصوص جب نبی اور کتاب کا تعلق بھی ضروری ہے یہ کرنے پڑینگے کہ قرآن کی مہر سے کتابیں آیا کریں گی۔ سو اگر قرآن کے بعد کتاب ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی بھی ہے۔ اور اگر قرآن نے کتابوں کا خاتمہ کر دیا تو رسول اللہ نے نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔

پیشگوئی ختم نبوت کی بحث میں حجت نہیں

احادیث میں سے ایک حدیث جو ختم نبوت کے خلاف پیش کی جاتی ہے اس پر میں پہلے بحث کر چکا ہوں۔ ایک اور حدیث نواس بن سمعان کی وہ مشہور حدیث ہے جس میں عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ کے نزول کا ذکر دمشق کے شرقی منارہ پر ہے۔ اس پہلی حدیث اور اس حدیث دونوں کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کو ختم نبوت کی بحث میں لانا سراسر خلاف اصول ہے۔ پیشگوئیوں کے اندر استعارہ اور مجاز غالب ہوتا ہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں ہیں جن میں آپ کے آنے کو خدا کا آنا اور آپ کے ظہور کو خدا کا ظہور قرار دیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) روحانی تعلقات جسمانی تعلقات کو مقدم کیا ہوا ہے۔ اور اس شخص کی بیعت کی ہے جو انہیں لعنتی اور مردود کہتا ہے [illegible] ہم کہتے ہیں کہ ساری [illegible] سے [illegible] کہ مسیح موعود تک رہا بقول میاں صاحب کے مرزا صاحب [illegible] حدیثوں کے کل مسلمان [illegible] کیا کل امت محمدیہ یہ سب آنحضرت کو دنیا کے لئے [illegible] کرتے تھے [illegible] یہ لوگ نعوذ باللہ لعنتی اور مردود تھے۔ وہ صحابی جن کو کہا گیا [illegible] وہاں بعد کی [illegible] کیا [illegible] کہ آنحضرت کے بعد نبی ہو سکتا [illegible] صاحب کی [illegible] کیا [illegible] خود یہ لفظ [illegible] میاں صاحب [illegible] کیا [illegible] بنا لیا گیا۔ ختم نبوت کا مسئلہ وہ ہے جس پر امت کا اجماع ہے۔ آنحضرت کے بعد [illegible] کسی نے نہیں مانا کیا وہ محدثین جنہوں نے اپنی کتابوں میں [illegible] حدیثیں درج کیں [illegible] اور جنہوں نے آنحضرت کو نبوت کی عمارت کی آخری اینٹ قرار دیا وہ سب آنحضرت کو دنیا کے لئے عذاب سمجھتے تھے۔ اور پھر میں پوچھتا ہوں کہ جس صورت میں میاں صاحب یہ بھی مانتے ہیں کہ اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے صرف مسیح موعود ہی مخصوص ہوئے تو اب ظاہر ہے کہ

ابن مریم یقین کرتے ہیں۔ نواس بن سمعان کی دو زرد چادروں کو دو بیماریاں سمجھتے ہیں۔ دو فرشتوں
کو جن کے کندھوں پر مسیح نے ہاتھ رکھے ہوں دو قسم کے ثبوت یعنی نشان اور دلائل مانتے
ہیں۔ دمشق کا لفظ ان معنوں میں مشرقی منارہ کا ہونا ایک مشہور عمارت میں کسر صلیب اور قتل خنزیر سے
بھی مجاز مراد لیتے ہیں۔ غرض اس پیشگوئی میں جس قدر امور مذکور ہوئے ہیں وہ سب کے سب بطور
استعارہ اور مجاز تسلیم کئے گئے ہیں تو ان سب مشکلات کے اوپر سے گذر جانا اور نبی اللہ کے
لفظ کو پکڑ بیٹھنا کیسی عقلمندی کا کام ہے۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ یقینی بات ہے
کہ حدیث کے الفاظ قرآنی وحی کی طرح محفوظ نہیں ہیں۔ ممکن ہے آنحضرت نے صرف نزول
عیسیٰ بن مریم کا ذکر کیا ہو جیسا کہ بخاری کی حدیث میں صرف اسی قدر لفظ ہیں اور لفظ نبی
اللہ نہ فرمایا ہو۔ جیسا کہ بخاری میں لفظ نبی اللہ نہیں پایا جاتا۔ اور کسی راوی نے اس
خیال سے کہ عیسیٰ بن مریم سے وہی مسیح اسرائیلی مراد ہیں لفظ نبی اللہ ساتھ بڑھا لیا ہو۔ اور
پھر ممکن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس لفظ کو بطور مجاز استعمال کیا ہو۔ جیسا
کہ اور اس حدیث کے سارے الفاظ کو بطور استعارہ استعمال کیا۔ کہا جاتا ہے کہ مسیح
موعود کے عہدہ کو استعارہ نہیں کہہ سکتے* اور نبی اللہ اس کا عہدہ ہے۔ مگر عہدہ تو مسیح
بھی ہے۔ حالانکہ وہ اس عہدہ کا نام نہیں بلکہ عیسیٰ بن مریم کا ذکر کر کے اس سے استعارۃً
عہدہ مراد لیا اور پھر عہدے کا فیصلہ پیشگوئی تو نہیں کرتی۔ بلکہ عہدہ کا فیصلہ تو اس
حدیث سے ہوتا ہے جس میں فرمایا ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ
من یجدد لھا دینھا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص
کو مبعوث کرتا رہیگا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرتا رہیگا۔ اب یہ بھی ظاہر ہے کہ

---

* حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۹۱ پر اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے میاں صاحب لکھتے ہیں اگر کچھ عبارت بھی
استعارہ ہوں تو اس کے سب الفاظ کو استعارہ نہیں قرار دے سکتے۔ استعارہ کے لئے کوئی وجہ ہونی
چاہئے ان الفاظ میں جو علامات کے طور پر ہوں استعارہ ہو سکتا ہے کیونکہ [illegible] ہوتی ہے
لیکن ایک شخص کے عہدہ بیان کرنے میں استعارہ کا کیا تعلق ہے [illegible] اگر اس حدیث میں کثرت
سے استعارہ استعمال ہوا ہو مگر مسیح موعود کے عہدے کو استعارہ نہیں کہہ سکتے [illegible] کوئی شخص کہیگا
کہ اس حدیث میں چونکہ سب استعارے ہی استعارے ہیں اس لئے مسیح بھی [illegible] استعارۃً

حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں ختم نبوت کی بحث۔

اب میں مختصر طور پر اس بحث کو لیتا ہوں جو خود حضرت مسیح موعود نے مسئلہ ختم نبوت پر کی ہے کیونکہ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ امت کا مذہب اجماعی یہی رہا ہے کہ نبوت ختم ہو چکی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ساری قوموں کے لئے ایک ہی نبی ہیں اسی طرح سارے زمانوں کے لئے بھی ایک ہی نبی ہیں۔ آپ کی نبوت کا دامن ایک طرف کل قوموں کو اپنے نیچے لئے ہوئے ہے دوسری طرف کل زمانوں پر ممتد ہے اور اب قیامت تک کسی دوسرے کو یہاں قدم رکھنے کی گنجائش نہیں۔ اور یہ نسل انسانی پر ظلم نہیں بلکہ عین رحمت ہے۔ کیونکہ ایک ہی سردار کے جھنڈے تلے جمع کر اللہ تعالیٰ دنیا کی کل قوموں کو ایک کرنا چاہتا ہے اور قومی تفرقوں اور قومی امتیازوں کو دور کر کے ان کی بجائے نسل انسانی کی اخوت کا ایک عظیم الشان سلسلہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک ہمیشہ کے لئے اور سارے انسانوں کے لئے ایک ہی خدا ایک ہی کتاب اور ایک ہی رسول نہ ہو۔ ذیل کے حوالجات میں جو حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے میں نے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق لئے ہیں جہاں تک ہو سکا ہے دونوں رنگ کے پورے حوالجات لے لئے ہیں یعنی کوئی ارشاد نہیں چھوڑا جو ان حوالجات میں نہ آیا ہو۔ اور دائیں طرف کے کالم میں ہر ایک حوالہ کا خلاصہ مضمون قریباً حوالہ کے اصل الفاظ میں دیا ہے۔ ان حوالجات کے متعلق اور ایسا ہی دوسری تحریروں کے متعلق میں ایک بات کو وضاحت سے بتلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ ایک نہایت ہی ناپاک خیال بعض دلوں میں جگہ پکڑ گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں مسئلہ نبوت کے متعلق کل کی کل منسوخ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر کوئی شخص آپ کی تحقیر نہیں کر سکتا کہ سینکڑوں صفحات جن میں مسئلہ نبوت پر آپ کی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں میں بحث ہے ان کو ردی قرار دیا جائے۔ مسیح موعود کی تحریروں کا انکار درحقیقت مخفی رنگ میں خود مسیح موعود کا انکار ہے۔ جو شخص ادنیٰ غور اور فکر سے بھی کام لیگا وہ دیکھ لے گا کہ مسیح موعود کے مذہب میں ایک نقطہ اور شوشہ تک بھی فرق نہیں آیا۔

جو کچھ آپ نے سب سے پہلی کتاب توضیح مرام میں لکھا ہے۔ وہی بعینہٖ سب سے آخری کتاب چشمہ معرفت میں لکھا ہے۔ اور باب دوم کے اخیر جو مبشرات کی بحث میں میں نے ان دونوں کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ ان سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی

سے ہے جس پر کھلی کھلی تصریحات قرآن شریف اور حدیث کی موجود ہیں۔ اور اصولی رنگ میں نبیوں کے
نہ آسکنے کا ذکر اور مجددوں کے آنے کا ذکر پڑھتے ہوئے یہ ایمانداری نہیں کہ ایک پیشگوئی کو
لے کر جو سراسر استعاروں سے بھری ہوئی ہے یہ کہدیا جائے کہ اس پیشگوئی نے قرآن اور
حدیث کی ساری اصولی تصریحات کو باطل کر دیا۔ پھر اس طرح تو یہ بھی ممکن ہے کہ
گو خدا کا قانون یہی ہو کہ انسان خدا نہیں بن سکتے اور نہ خدا انسان بن کر دنیا میں آیا کرتا ہے
مگر جب پیشگوئی میں آگیا کہ ایک خدا بھی آئیگا تو اب اس کو ماننا ہوگا۔ اور یہ بھی تو ایک وعدہ ہے
اور وعدہ میں استعارہ نہیں ہوا کرتا۔ پس یہ عجیب سراسر منقول سی بات ہے کہ ایک پیشگوئی کو نبوت
کے اختتام کی اصولی بحث میں پیش کیا جائے۔ جو چیز ہر ایک انسان بننے سے مانع ہے
وہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کسی نبی کے آنے کی مانع ہے۔ یہ دنیا پر ظلم
نہیں رحمت ہے۔ یوں تو اگر کسی کا دل چاہے تو یہ بھی کہدے کہ ساری قوموں کے لئے ایک
ہی نبی کا آجانا ہی دنیا کے لئے عذاب ہے۔ الگ الگ قوموں میں نبی آیا کرتے تھے ہر ایک اسلام
اپنے نبی کی پیروی کرتی تھی۔ یہ کیا ہوا کہ ساری قومیں مجبور کی جائیں کہ تم ایک عربی کو اپنا نبی مانو
پس اگر یہی طریق استدلال ہے کہ سارے زمانوں کے لئے ایک ہی نبی کا ہونا عذاب ہے تو
اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ سارے ملکوں اور قوموں کے لئے ایک ہی نبی ہو۔ اور سب
قومیں نبوت کی نعمت سے محروم کر دی گئیں۔ حالانکہ سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
آنے سے پہلے یہ نعمت ملی ہوئی تھی۔ بلکہ رحمۃ للعالمین کے مقابل تو اس موقعہ پر دنیا کے
لئے عذاب قرار دینا زیادہ موزوں ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ختم نبوت کو توڑنے کے شائق
اب اس بات پر بھی غور کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل قوموں کی طرف مبعوث
ہونے سے انکار کر دینگے۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ ختم نبوت کا توڑنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد کسی نبی کے آنے کو ماننا اور اس نبی کو آخری نبی قرار دینا یہ اسلام کی عمارت کو گرانا
ہے۔ سلسلہ نبوت تو آگے چلانے سے رہے۔ اس کے لئے تو خدا کا وعدہ ہے کہ جو شخص
جھوٹا دعویٰ کرے گا وہ اسے ہلاک کرے گا۔ مگر حضرت مسیح موعود کو ان کی وفات کے بعد
نبی بنا کر صرف اسی قدر خدمت گذاری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ بجائے
آنحضرت صلعم کے مرزا صاحب کو۔ اس کی بارش میں سے ایک قطرہ کو اس کی روشنی میں سے
ہلکے شعاع کو۔ اس کے ایک ادنیٰ غلام کو خاتم النبیین بنا دیا۔

اتباع اور فنا فی الرسول جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے۔"

اب اول اور آخر کتاب کو چھوڑو اور درمیانی زمانہ کی ایک تحریر ہے لو۔ اور تحریر بھی وہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے ساری پہلی تحریروں کو منسوخ کر دیا اور اس کو پڑھ کر دیکھو کہ کیا ایک ذرہ بھر بھی پہلے اور پچھلے اور درمیانی مذہب میں کوئی تبدیلی نظر آتی ہے میں یہاں غلطی کے ازالہ سے چند سطور نقل کرتا ہوں:-

"اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر"

اور وہیں حاشیہ میں لکھا ہے "اس سے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے"۔

انصاف کرو اور ناحق کی سخن پروری پر مت اڑو کہ اب بھی کچھ کہتے تھے کبھی کچھ جس کے معنی یہ ہیں کہ نعوذ باللہ، [illegible] اب تک کی تشریح جاری رہے تھے۔ یہ نہایت خطرناک تہمت ہے۔ یہ افترا ہے [illegible] سبحانک ھذا بہتان عظیم

اب اس حوالجات کو اور ان کے خلاصوں کو پڑھ کر دیکھو وحی نبوت کو قطعاً مسدود مانا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ اگر کسی شخص پر وحی نبوت آ جائے تو اسلام کا تانا بانا بکھر جاتا ہے اور اس کا شیرازہ الٹ جاتا ہے۔ جبرئیل کا نزول بپیرایہ وحی رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قطعاً ممنوع مانا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانا ہے اور اس میں کوئی استثناء نہیں مانا۔ اور اس آخری ہونے [illegible] اس لئے بھی کہا ہے کہ جس چیز کا آغاز ہے اس کا انجام بھی ہے۔ اسے کو ہی تا قیامت ہادی اور مقتدا مانا ہے کوئی دوسرا ہادی اور مقتدا حقیقی معنوں میں نہیں۔ یہ بھی مانا ہے کہ اگر رسول آ جائے تو جبرئیل بھی آئے گا۔ وحی رسالت بھی ہوگی۔ اور قرآن کے بعد ایک اور کتاب

ختم نبوت کی بحث میں جو کچھ آپ نے دوسری کتاب ازالہ اوہام میں لکھا وہی کچھ آخری سے پہلی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھا۔ چنانچہ ان دونوں کتابوں کے حوالے بطور تقابل درج ذیل نکال کر دکھاتا ہوں۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵

اس جگہ بڑے شبہات پیش آتے ہیں کہ جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امتی ہوگا تو پھر وہ باوجود امتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا۔ ونیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ باعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جز کل میں داخل ہوتی ہے۔

ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء صفحہ [illegible]

ان النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] الا انی سمیت نبیا علی لسان خیر البریۃ وذلک امر ظلی من برکات المتابعۃ [illegible] وان [illegible] ولیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفی علی الطریقۃ المستقلۃ [illegible] بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ وهو بشرط الاتباع

ترجمہ: اور نبوت ختم ہو چکی ہمارے نبی صلعم کے بعد، سوا اس کے کہ میں خیر البریہ کی زبان پر نبی رکھا گیا۔ اور یہ امر ظلی ہے جو پیروی کی برکات سے حاصل ہوتا ہے۔ اور [illegible] نبوت ختم کرنے والا ہے [illegible] کا [illegible] ختم ہو چکی [illegible] کا حق نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل طور پر نبوت کا دعوے کرے اور آپ کے بعد [illegible] مگر کثرت مکالمہ اور پیروی کی شرط سے ہے۔

اب جہاں تک دعوے نبوت کا سوال ہے ازالہ اوہام کی عبارت حقیقۃ الوحی سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ جہاں صاف یہ الفاظ ہیں۔ "ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے ...... وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ باعث

بھی آجائے گی* آنحضرت کے بعد رسول کے آنے میں اُمت کی اور آنحضرت کی ہتک شانی ہے آنحضرت کے بعد ایک نبی کے آنے پر ایمان لانا خاتم النبیین کا کفر قرار دیا ہے. نبی ختم ہو چکے وحی نبوت منقطع ہو چکی ہاں ایک اُمتی کے لئے ایک دروازہ انعامات وکمالات نبوت کے حاصل کرنے کا شروع سے کھلا ہے۔ اور یہ فنافی الرسول کا۔ کامل اتباع کا۔ کامل طور پر اُمتی ہونے کا دروازہ ہے۔ مگر ساتھ ہی لکھ دیا ہے کہ کامل اُمتی کامل نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کا نام جزوی نبوت یا نبوت ناقصہ یا محدثیت رکھا ہے اور اس کو آنحضرت صلعم کا افاضہ کمال قرار دیا ہے۔ مگر یہ نبوت نہیں کیونکہ اس میں وحی نبوت نہیں۔ بلکہ ایسے شخص کی وحی وحی ولایت ہے۔ اور وحی نبوت کا آنا قطعاً مسدود ہے۔ اور وہ فنا فی الرسول سے بھی مل نہیں سکتی۔ اس لئے جیسا کہ پیرا صلاح ۶ میں بھی ہو چکا ہے یہ مقام حقیقی طور پر ولایت کا مقام ہے اور نبوت کا نام اس پر صرف اسی طرح آتا ہے جیسے محمدؐ اور احمدؐ کا نام حالانکہ حقیقی طور پر وہ محمدؐ اور احمد نہیں۔ ہاں یہ ظلی طور پر اول سے آخر تک مانا ہے کہ وحی نبوت ہرگز نہیں آسکتی اور یہی فیصلہ کن امر ہے کیونکہ اگر وحی نبوت نہیں تو نبوت بھی نہیں اب غور کر کے دیکھ لو کہ ایک لحہ کے لئے بھی حضرت مسیح موعود نے وحی نبوت کے دروازہ کو کھلا نہیں مانا بلکہ یہ مانا ہے کہ اگر باب وحی نبوت کھلا ہے تو اسلام کا تختہ اُلٹ جاتا ہے۔

حوالجات ختم نبوت از کتب حضرت مسیح موعود

خلاصہ مضمون	اصل عبارت معہ حوالہ
	ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد
ازالہ اوہام	رسول اللہ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس
آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء صفحہ ۱۳۷	کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ
اور قرآن خاتم کتب ایک	کر جائیں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفی صلعم خاتم النبیین و خیر
ہی معنی میں ہیں۔ نہ قرآن	المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ
کے بعد کوئی کتاب آسکتی	اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار
ہے نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ	کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ
علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے	اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی

* مسیح موعود کے الہامات کو کتاب قرار دینے والی قوم ذرا سوچے کہ اس کا قدم اسلام سے باہر جا رہا ہے۔

وحی رسالت تاقیامت — اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تاقیامت منقطع
منقطع ہے۔ — ہے۔

صفحہ چہارم قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا
رسول کیلئے وحی رسالت — ۷۶۱ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل
ضروری ہے۔ اور باب — ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ
نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی — بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت
رسالت مسدود ہے۔ — نہ ہو۔

رسالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین
اس امت کے لئے آنحضرتؐ — کامل سے رکھتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے
کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا — عدد ۲۸ نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے
کوئی نبی نہیں آئے گا۔

نبی ختم ہوچکے وحی نبوت — تحفہ بغداد — وقد ختم اللہ رسولنا — اور اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو ہمارے
منقطع ہوچکی ہمارے — صفحہ — النبیین وقد انقطع الوحی — رسول کے ساتھ ختم کر دیا اور وحی
رسول کے بعد کوئی نبی — ۷ — اثرہ فکیف یجیٔ المسیح — نبوت منقطع ہوگئی پھر مسیح کس طرح
نہیں۔ — ولا نبی بعد رسولنا المصطفی — آ سکتا ہے اور ہمارے رسول کے
ء هلا من النبوۃ کالمعزولین — بعد کوئی نبی نہیں کیا وہ
نبوت سے معزول شدوں کی طرح ہو
کے عیسیٰ ہوکر آئے گا۔

نبوت ختم ہوچکی اور مسیح — صفحہ — والاحادیث کلہا تدل اتفقت — اور سب حدیثیں اس بات پر
موعود امتی ہوگا — ۱۰ — علی ان المسیح الموعود من — متفق ہیں کہ مسیح موعود اس امت
هذه الامة مان النبوۃ قد — میں سے ہوگا۔ کیونکہ نبوت ختم
ختمت وان رسولنا خاتم — کر دی گئی اور ہمارے رسول خاتم
النبیین۔ — النبیین ہیں۔

ایک نبی کے آنے پر ایمان — صفحہ — وعند الله اذ کان نبینا — ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لینا چاہئے
لانا خاتم النبیین کا کفر ہے — ۲۸ — صلی اللہ علیہ وسلم — کہ جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ

محدثیت سے نور حاصل کرنے والا آسکتا ہے کیونکہ اتباع نبوی اور فنافی الرسول اسے رسول کے وجود میں داخل کر دیتا ہے

آیت کا مفہوم ہے۔ اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جز کل میں داخل ہوتی ہے +

رسول آئے تو جبرئیل بھی وحی رسالت لے کر آئے گا اور نئی کتاب پیدا ہو جائے گی

صفحہ ۵۸۳ ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد جبرئیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ آمد و رفت شروع ہو جاوے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔ فتدبر

آنحضرت کے بعد رسول کے آنے سے آنحضرت کی ہتک ہے اور اسلام کا تختہ ہی الٹ جاتا ہے

صفحہ لیکن خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرائیل کا آنا ایک ضروری امر ہے اسلام کا تختہ ہی الٹ دیوے۔ حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائیگا۔

خاتم النبیین کے معنے نبیوں کو ختم کرنے والا یعنی اس کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

صفحہ اکیسویں آیت یہ ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ۶۱۴ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے۔ اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں آسکتا کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے

خاتم الانبیاء فلا شک انہ من آمن بنزول المسیح الذی ھو نبی من بنی اسرائیل فقد کفر بخاتم النبیین

وسلم خاتم الانبیاء ہیں تو کوئی شک نہیں کہ جو شخص اس مسیح کے نزول پر ایمان لاتا ہے جو بنی اسرائیل کا ایک نبی ہے وہ خاتم النبیین کا کافر ہے۔

آنحضرتؐ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۷۷)

ہمارے سید مقتدا ختم المرسلین کے زمانہ کی ضرورتیں درحقیقت کسی ایک نوع میں محدود نہ تھیں اور یہ زمانہ بھی کوئی محدود زمانہ نہ تھا۔ بلکہ ایسا وسیع تھا کہ جس کا دامن قیامت تک پھیلا ہے۔

اللہ تعالیٰ خاتم النبیین کے بعد نبی نہیں بھیج سکتا۔

اللہ کو یہ شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں اس کو کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سرِ نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہے۔ اور بعض احکام قرآن کے منسوخ کر دے۔ یا ان پر بڑھا دے۔

آیت خاتم النبیین میں آنحضرتؐ کو بغیر استثناء کے خاتم الانبیاء فرمایا ہے

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰)

کیونکہ یہ بات اللہ عزوجل کے اس قول کے مخالف ہے جو آیت ذیل میں ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی ایک شخص کے باپ تو نہیں مگر اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ خدائے کریم و رحیم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر آیت مذکورہ فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس آیت کی تفسیر آنحضرتؐ نے یوں کی لا نبی بعدی

اور طالبین حق کے لئے یہ بات واضح ہے کہ اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا حالانکہ وہ بند ہو چکا تھا اور یہ امر خلاف ہے جیسے کہ مسلمانوں سے یہ بات مخفی نہیں اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کس طرح کوئی نبی آ سکتا ہے جبکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا

وحی نبوت کا دروازہ بند ہے کھل نہیں سکتا

اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا

اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا۔ کہ وہ اعتراض جس کا ذکر آیت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ میں ہے دور کیا جائے۔ ماحصل اس آیت کا یہ ہوا کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کر سکے۔ لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو یعنی ایسا صاحب کمال ایک جہت سے تو امتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور اگر اس طور سے بھی تکمیل نفوس مستعدہ امت کی نفی کی جائے تو اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں طور سے ابتر ٹھہرتے ہیں نہ جسمانی طور پر کوئی فرزند نہ روحانی طور پر کوئی فرزند اور معترض سچا ٹھہرتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھتا ہے

صرف وہ نبوت حاصل ہو سکتی ہے جو چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو یعنی جو امتی کو مل سکتی ہے اور اس طرح پر تکمیل نفوس کا انکار نہیں ہو سکتا۔

اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس کے پہلے ایسی کوئی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔ اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے آغاز ہے اس کے لئے انجام بھی ہے۔

(الوصیت صفحہ ۱۰)

آنحضرت کی نبوت بوجہ اپنے کمال کے تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے۔ کیونکہ جس چیز کے لئے آغاز ہے اس کے لئے انجام بھی ہے۔ اور اب کوئی نئی سچائی نہیں آسکتی

اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

آنحضرت کو افاضہ کمال کی وہ مہر ملی جو

قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ اور وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ مگر نبوت شریعت والی اور نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے۔ ولا سبیل الیہا الی یوم القیامۃ ومن قال انی لست من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وادعی انہ نبی صاحب الشریعۃ او من دون الشریعۃ ولیس من الامۃ فمثلہ کمثل رجل غمرہ السیل المنہمر فالقاہ وراءہ ولم یغادر حتی مات۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس جگہ وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں اسی جگہ یہ اشارہ بھی فرما دیا ہے کہ آنجناب اپنی روحانیت کی رو سے ان صلحاء کے حق میں باپ کے حکم میں ہیں جن کی بذریعہ متابعت تکمیل نفوس کی جاتی ہے اور وحی الٰہی اور شرف مکالمات کا ان کو بخشا جاتا ہے جیسا کہ وہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور خاتم الانبیاء ہے اب ظاہر ہے کہ لکن کا لفظ زبان عرب میں استدراک کیلئے آتا ہے یعنی تدارک مافات کے لیے سو اس آیت کے پہلے حصہ میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا تھا یعنی جس کی آنحضرت صلعم کی ذات سے نفی کی گئی تھی وہ جسمانی طور سے کسی مرد کا باپ ہونا تھا سو لکن کے لفظ کے ساتھ ایسے فوت شدہ امر کا اس طرح تدارک کیا گیا کہ آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہوگئے اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملیگا جو اپنے

جہاں خاتم الانبیاء کا وعدہ ہے وہاں ایک اشارہ ہے کہ صلحائے امت کے حق میں آپ باپ ہیں اور یعنی آپ کے اتباع سے کمال نبوت یعنی مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کا انعام ملتا رہیگا۔

باب چہارم

محدّث و مجدّد

نبی کی زندگی دو گونہ معجزہ ہے

شروع میں میں کہہ چکا ہوں۔ کہ انبیاء کے آنے کی اصل غرض تزکیہ یا تکمیل نفوس انسانی ہے۔ یعنی اُن کی تعلیم کا یہ منشاء ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک قسم کی کدورتوں سے پاک ہو کر ان کے متبعین بذریعہ اکتساب و پیروی اعلےٰ سے اعلےٰ مقام جس پر وہ پہنچ سکتے ہیں حاصل کرلیں۔ لیکن انبیاء کا اپنا مقام یعنی مقام نبوت اکتساب سے حاصل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ میں مفصل پہلے باب میں بیان کر چکا ہوں۔ بلکہ یہ محض موہبت ہوتی ہے۔ اور جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ اس مقام پر کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ انکو ابتداء سے ہی ایسا بناتا ہے کہ وہ ہر ایک قسم کی ناپاکی سے دُور رہتے ہیں۔ اس پر مفصل بحث پہلے باب میں گذر چکی ہے۔ اور اس کے یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ایک امر ضرور قابل توجہ ہے۔ کہ انبیاء گو ایسے لوگوں میں پیدا ہوں جو ہر طرح کے معاصی میں مبتلا ہوں۔ لیکن اُن کی طبیعت کا جوہر کچھ خدا نے بنایا ہی ایسا ہوتا ہے کہ وہ ان تمام معاصی کے بحرِ ذخار کے اندر ہر ایک قسم کی بدی اور آلائش سے بالکل پاک رہتے ہیں۔ وہ سخت سے سخت ظلمت کے اندر ایک نور ہوتے ہیں اور اُن کی طبائع کو ابتداء سے ہی گناہ سے وہ تنفر ہوتا ہے جو دُوسروں کو بعد مجاہدوں اور سخت ریاضتوں اور محنتوں کے حاصل ہوتا ہے اس کی سب سے روشن مثال جیسا کہ تمام پاک نمونوں کے لیئے اللہ تعالےٰ نے سید الرسل فخر ولد آدم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو چُن لیا ہے۔ (اور لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ میں درحقیقت ہر ایک قسم کے حسن میں آپ ہی اعلےٰ سے اعلےٰ نمونہ ٹھیرتے ہیں) اُسی کی ذات اقدس واطہر میں ہے۔ آپ ایک ایسے ملک میں پیدا ہوئے۔ جہاں بُت پرستی کا اس قدر زور تھا۔ کہ شائد ہی دُنیا کے کسی ملک میں اس قدر غلبہ اس موذی

اور کسی نبی کو نہیں ملی یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے مگر پہلی امتوں میں اولیاء اللہ کا وجود النادر کالمعدوم کے حکم میں ہے۔

بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا اور ان کو چھوڑ کر جب اور بنی اسرائیل کا حال دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو رشد اور صلاح اور تقویٰ سے بہت ہی کم حصہ ملا تھا۔ اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی امت اولیاء اللہ کے وجود سے عموماً محروم رہی تھی اور کوئی شاذ و نادر ان میں ہوا تو وہ حکم معدوم کا رکھتا ہے۔

نبوت آنحضرت صلعم کے بعد منقطع ہو گئی

[illegible] ص ۶۴

والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیۃ۔ اور نبوت بعد نبی کریم کے منقطع ہو گئی ہے اور نہیں کوئی کتاب بعد فرقان کے اور وہ پہلے سب صحیفوں سے بہتر ہے اور نہیں کوئی شریعت بعد شریعت محمدیہ کے

رسولوں کا سلسلہ آنحضرت صلعم پر منقطع ہو گیا اور سوائے کثرت مکالمہ مخاطبہ کے کچھ باقی نہیں رہا

ان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفیٰ علی الطریقۃ المستقلۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریۃ۔ بیشک ہمارا رسول خاتم النبیین ہے اور اس پر تمام رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے پس نہیں ہے حق کسی شخص کا کہ دعویٰ کرے نبوت کا بعد رسول اللہ کے مستقل طور پر اور نہیں باقی رہا بعد اس کے مگر کثرت مکالمہ اور وہ اتباع کی شرط سے ہے۔ [illegible]

آنحضرت کا خاص فخر ایک یہ ہے کہ نبوت ختم ہے دوسرے شرف مکالمہ آپ کے پیرو کو ملتا رہیگا۔

[illegible] ص ۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے اور وہ انہیں کے فیض اور انہیں کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔

پہنچ گئی ہے۔ کہ ایک شخص اپنا ہاتھ نکالے تو اسے نہیں دیکھ سکتا۔ یہ تھی تاریکی کی حالت جو اوّلاً
جزیرہ نمائے عرب پر چھائی ہوئی تھی اور خدائی قدرت کا جلوہ کہاں نظر آتا۔ اگر اس تاریکی کے
اندر سے جس کے اندر ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ پہ عقل نہ نکلتی جس نے ایک ملک عرب کو توجہ
بقعۂ نور بنایا سو بنایا۔ ساری دُنیا کو روشن کر دیا۔ غرض اس قسم کی خطرناک تاریکیوں میں
سے اس شخص کو پیدا کرنا جو نہ صرف اُن تمام بُت پرستیوں سے اور توہمات سے اور ہر ایک
قسم کی بدی سے ہی ایسا پاک تھا۔ کہ گویا اُس کے لیئے یہ دُنیا بستی ہی نہ تھی۔ بلکہ اس سے
بڑھ کر یہ بات کہ اُس کے دل میں ان تمام باتوں سے سخت تنفر سخت بیزاری تھی۔ اور اسکی
طبیعت ان نظاروں کو برداشت نہ کر سکتی تھی۔ اس لیئے وہ انسانوں کو چھوڑ کر غاروں میں خدا
کی معیت میں رہنا پسند کرتا تھا۔ اور جب کسی نے اس سے لات و عزّیٰ کا ذکر کیا۔ تو کیا
نقشہ اپنے پاک دل کی حالت کا کھینچا ہے۔ واللہ ما ابغضت شیئاً قط بغضھما
خدا شاہد ہے جس قسم کا بغض مجھے اُن سے ہے کسی چیز سے ایسا بغض نہیں۔ غرض یہ تو اللہ
تعالےٰ کی پہلی معجزہ نمائی تھی۔ کہ اس قدر سخت تاریکیوں کے اندر ایک ایسا جوہر پیدا کیا۔
جس سے ہمیشہ کے لیئے دُنیا میں روشنی پھیلی۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ رسول کی پیدائش خود
ایک معجزہ ہوتی ہے۔ اور پھر دُوسرا معجزہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کی ہدایت ہوتی ہے کہ
وہ جو خطرناک گندوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اُن کو پاک کر کے　　دھو دھا کر ایسا صاف
کر دیتا ہے۔ کہ وہ بھی اُن تمام ناپاکیوں سے اُسی کی طرح بیزار اور متنفر ہو جاتے ہیں اسی
کی طرف اشارہ کرنے کو فرمایا وکرّہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان۔ جس طرح تم کو
خدا نے پیدائش سے ہی ان چیزوں سے متنفر کیا تھا۔ اب تمہارے ذریعہ ان لوگوں کو جو
کفر و فسوق و عصیان کے شیدائی تھے۔ ان چیزوں سے تمہاری طرح ہی بیزار کر دیا۔ غرض
پیغمبر کی زندگی ان دو معجزوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ خطرناکیوں اور بدیوں اور بیماریوں کے
سیلاب کے اندر روحانی اور پاکیزگی اور صحت کے بلند مقام پر پیدائش سے ہی کھڑا کیا جانا اور
پھر اس کے ذریعہ دوسرے لوگوں کا تاریکی سے نکال کر روشنی میں لائے جانا۔ بدیوں سے
الگ کر کے نیکی پر کھڑا کیا جانا۔ بیماری دُور کر کے طاقت کا بخشنا۔ اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان
دونوں میں سے بڑا معجزہ کونسا ہے۔ جہاں زندگی کا نام و نشان نہ ہو وہاں مُردوں کے
اندر ایک زندہ کا پیدا ہونا یا ان مُردوں کو زندہ کر دینا۔

مرض نے حاصل کیا ہو۔ بُت کی تو کوئی صورت ہوتی ہے۔ کسی کی شکل [illegible] جاتا ہے اور اُس کے
اندر خصوصیت سے خدائی صفات کا حلول کر لیا جاتا ہے۔ [illegible] انسانی عقل
و تمیز کو چاہتی ہے۔ وہاں تو یہ حالت تھی کہ جہاں کوئی پتھر ہاتھ آ گیا وہیں اُس کے آگے
سر جھک گیا۔ مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ اگر ایک ہندو ہمارے ملک میں [illegible] کو دیکھ کر
اُس کے آگے ماتھا ٹیکتا۔ تو گویا ہمیں اُس کے فطرت انسانی کو [illegible] آتا ہے۔ اگر باد و
باراں کے خوفناک نظاروں کو دیکھ کر اور پھر اُس سے جو زندگی [illegible] انسان کو ملتی ہے
اُس کی وجہ سے کسی نے آکاش کو اپنا خدا تجویز کر لیا۔ اور اُس سے [illegible] تو ہم
بھی ہمیں اس کے فعل پر کس قدر حیرت ہوتی ہے۔ مگر یہ دونوں باتیں چاہتی ہیں کہ انسان
کے اندر اس قدر تمیز کا مادہ پیدا ہو گیا ہو کہ وہ اپنے سے بالاتر کوئی طاقت اُن میں دیکھے اور
اپنے آپ کو اُس کے سامنے عاجز سمجھ کر جھک جائے۔ مگر عرب کی بُت پرستی کا فلسفہ ہم کہاں
سے تلاش کریں۔ ایک پتھر جہاں پڑا مل جاتا ہے وہیں اُس کی عبادت شروع ہو جاتی ہے
کوئی پتھر کہیں سے اٹھا کر کہیں نصب کر دیا۔ نہ اُس پتھر میں کوئی خصوصیت ہے نہ نصب کرنے
والے میں مگر چڑھاوے فوراً شروع ہو جاتے ہیں۔ بلکہ وہیں آ کر سب عرب قبیلے کے فیصلے ہوتے
ہیں۔ سفر کو نکلے تو بیابانی ملک ہے۔ شاید کسی ایسے جنگل میں جا پڑیں جہاں سوائے ریت کے جو
پیروں کے نیچے ہے اور آسمان کے جو سر کے اوپر ہے اور کچھ ہے ہی نہیں تو اُس کا علاج
یوں کیا کہ دو چار پتھر گھر سے ساتھ لے گئے۔ کہ ایسے موقعہ پر ان کی پوجا کر لیں گے۔ اور تماشا
یہ کہ اب جنگل میں روٹی پکانے کے لئے چولہا نہیں۔ تو اُنہی پتھروں کو چولہا بنا کر روٹی بھی پکا
لی اور پیٹ بھر گیا تو اُنہی کو اٹھا کر عبادت بھی کر لی۔ یہ تو ایک ادنے سی مثال میں نے دی ہے
اس پتھر پرستی کی گھٹا ٹوپ ظلمتوں کے ساتھ اور ہزار ہا قسم کی ظلمتیں چھائی ہوئی تھیں۔ اسی
لئے خدا کے پاک کلام نے نہ صرف ظلمات جمع کے لفظ سے ان تاریکیوں کا نقشہ کھینچا ہے۔ بلکہ
کچھ کچھ نظارہ اس کا ان الفاظ میں دکھایا ہے۔ جہاں اسلام کے نور علیٰ نور نظارہ کے سامنے
اس پہلی حالت کو یوں بیان کیا او کظلمت فی بحر لجی یغشٰه موج من فوقه موج من فوقه
سحاب ظلمت بعضها فوق بعض اذا اخرج یده لم یکد یراها مثل تاریکیوں کے
ایک بحر ذخار میں جس کو ایک لہر ڈھانک رہی ہو۔ اس کے اوپر ایک اور لہر ہو۔ اس کے اوپر
بادل ہو۔ غرض تاریکیوں پر تاریکیاں چڑھی ہوئی ہوں اور اس تاریکی کے کمال کی یہ حالت

جب رسول اُس نے خود بنتا ہے۔ لیکن دُوسری طرف اگر انسان نے اس کو چڑ نبوت سے ناآشنا محض ہی رہتا ہے۔ تو پھر نبی سے تو اس کو کوئی مناسبت پیدا نہ ہوئی۔ پھر وہ اس مقام عالی کو کیونکر پا سکتا ہے جس پر نبی اُس کو پہنچانا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس کو پانے کے لیئے ضروری ہو کہ نبی کے ساتھ اشد مشابہت پیدا کرے۔ اور مشابہت پیدا ہوئی تو ضرور ہے کہ اس کے رنگ میں رنگین ہو۔ غرض یہ ضروری ہے کہ کمالات نبوت پاوے۔ غرض وہ جو پہلے اُوپر ذکر کیا ہے کہ نبی کی زندگی دو طرح معجزہ ہوتی ہے۔ وہ دونوں باتیں تو ہی قائم رہ سکتی ہیں تب ایک طرف اس بات کو تسلیم کیا جائے۔ کہ اطاعت اور اکتساب فی الواقعہ مرتبہ نبوت پر انسان کو نہیں پہنچاتے۔ اور دوسری طرف اس کو کہ وہ انسان کو کامل طور پر نبی کے رنگ میں رنگین کر دیتے ہیں۔ اور کمالات نبوت اور انعامات نبوت سے بہرہ ور کر دیتے ہیں۔ اگر نبی بن جاتا ہے۔ تو نبی کی زندگی کا پہلا اعجاز کہ وہ پیدائش سے ہی ایک ہوتا ہے۔ باطل ہو جاتا ہے۔ اگر کمالات نبوت حاصل نہیں کر سکتا۔ تو دوسرا اعجاز باطل ہوتا ہے۔ کہ جس طرح نبی خود پاک ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کو بھی گناہ کی آلائش سے پاک کر سکتا ہے۔ دونوں باتوں کو قائم رکھنے کے لیئے ایک چھوٹا سا لفظ مگر اعجاز سے بھرا ہوا لفظ مع کا اختیار فرمایا۔ اب اگر غور کیا جائے تو مع کے لفظ میں دونوں خیال آجاتے ہیں یعنی مع کا لفظ اس گروہ میں داخل کر بھی سکتا ہے۔ اور اس سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے۔ کہ شدید مشابہت کی وجہ سے وہ گویا اُن میں سے ہی ہوتا ہے۔ تو چونکہ نبیوں کے ساتھ کچھ اور راستباز گروہوں کا بھی ذکر کرنا تھا۔ صدیق۔ شہداء۔ صالح۔ اسلیئے یہ دُوسری حکمت ہے کہ مع کا لفظ اختیار فرمایا۔ جن میں انسان واقعی داخل ہو سکتا ہو ان میں مع کا لفظ اسے داخل کر دے گا۔ جن میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اُن سے شدید مشابہت اور ان کے رنگ میں رنگین ہو جانے کے خیال کو ظاہر کر دے گا پس اس آیت کا ماحصل یہ ہوا۔ کہ اللہ اور اُس کے رسُول کی اطاعت انسان کو ایسا بنا دیتی ہے۔ کہ نبیوں۔ صدیقوں شہیدوں صالحین کے رنگ میں کامل طور سے رنگین ہو جاتا ہے۔ پھر جس مرتبہ کو اطاعت اور اکتساب پاتا اس کے لیئے ممکن ہے اُسے پا لیتا ہے۔ ورنہ اس کے انعامات اور اُس کے کمالات سے تو بہرحال بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ پس اپنی اپنی کوشش اور استعداد کے مطابق کوئی شخص صلاحیت کے مرتبہ کو حاصل کرتا ہے کوئی

غرض مقام نبوت تو کبھی بذریعہ اکتساب حاصل ہوتا ہی نہیں بلکہ اس پر اکتساب کا لفظ لانا در حقیقت اس مقام کی ہتک کرنا	کیا رسول کی اطاعت سے انسان رسول بن سکتا ہے

اور اللہ تعالیٰ کی اس اعجاز نمائی کا انکار ہے۔ جو وہ محض نبی کی پیدائش میں دکھاتا ہے۔ تو پس نبی دنیا میں اس لیئے نہیں آتے۔ کہ لوگوں کو نبی بنائیں۔ بلکہ اس لیئے آتے ہیں کہ اُن کو اپنے رنگ میں یعنی نبیوں کے رنگ میں رنگین کر دیں۔ پھر ہر شخص ان سے بقدر اپنی استعداد کے حصّہ لیتا ہے۔ لیکن اس کو بطور ایک اصول کے ذہن میں رکھنا چاہئیے۔ کہ نبوت کوئی ایسی چیز ہی نہیں جس کو انسان اپنی کوشش سے حاصل کر سکے۔ ہاں اپنی کوشش سے وہ جس بات کو حاصل کر سکتا ہے وہ نبیوں کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے انہی کی طرح محبت الٰہی میں محو ہو جانا۔ انہی کی طرح معرفت الٰہی کے انتہائی مقام پر پہنچ جانا انہی کی طرح مخلوق کی ہمدردی میں اپنے آپ کو لگا دینا۔ انہی کی طرح ہر ایک نور سے محبت کرنا اور ہر ایک تاریکی سے متنفر ہونا کیسا پر حکمت کلام ہے قرآن کریم۔ ایک طرف جب یہ دعا سکھائی اھدنا الصراط المستقیم ہم کو سیدھی راہ پر چلا۔ تو دوسری طرف اس کی قبولیت کا ذکر کیسے پر حکمت الفاظ میں کیا ہے۔ کہ بے اختیار دل بول اُٹھتا ہے۔ کہ یہ کلام انسان کا نہیں ہو سکتا فرمایا ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشھداء والصالحین۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے تو ایسے لوگ اُن کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جن پر اللہ نے انعام کیا نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین میں سے۔ یہاں یوں نہیں فرمایا۔ کہ وہ ایسے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ اُن کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ خدا کا کلام جتنا اس پر زیادہ غور کرو اتنا ہی زیادہ اپنا عاشق بناتا جاتا ہے۔ اس کے ایک ایک خط و خال میں وہ حُسن کے نظارے نظر آتے ہیں۔ کہ انسان کی نظر چاہتی ہے کہ وہیں ڈوبی رہے۔ اور اسی حسن کے نظارہ پر اپنے آپ کو جانے رکھے یہ وہ حقیقی معشوق ہے جس سے جس قدر انسان زیادہ حظ اُٹھاتا ہے اسی قدر اُس کی آتش شوق تیز ہوتی جاتی ہے۔ ایک مع کا لفظ اختیار فرما کر بات کو کیا پر حکمت بنا دیا ہے۔ نبی تو بنتا ہے پیدائش سے۔ اور وہ ہوا خدا کا کام۔ اس کو اللہ اور رسول کی اطاعت سے کچھ تعلق نہیں۔ موہبت ہے جسے چاہا پیدائش سے نبی بنا دیا۔ اس کی تو فطرت میں ہی اللہ کی اطاعت مرکوز ہوتی ہے۔ یطع اللہ والرسول کا لفظ اس پر کہاں آ سکتا ہے۔

کہ نبی کی اطاعت سے کوئی سچ مچ نبی بن جائے۔ بلکہ مرتبہ تو صدیقیت کا اور شہید کا ہی ہے لیکن انعامات اور کمالات نبوت کے بھی ملجاتے ہیں۔ اور درحقیقت اسی فرق کی طرف اشارہ ہے جو سورہ نساء کی آیت میں تو انعام کا لفظ رکھا۔ اور یہاں سورۃ حدید کی آیت میں اجر کا لفظ رکھا کیونکہ نبوت موہبت ہے۔ اس کے لیئے انعام کا لفظ زیادہ موزوں ہے۔ صدیقیت اکتسابی ہے اس کے لیئے اجر کا لفظ زیادہ موزوں ہے۔ اب ایک اور سوال باقی رہجاتا ہے۔ کہ صالحین کا لفظ یہاں سورہ حدید کی آیت میں کیوں چھوڑ دیا۔ سو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ صالح کا مرتبہ اس سلوک روحانی میں ادنٰے مرتبہ ہے یا پہلی سیڑھی ہے۔ سو گو اس مقصود کو حاصل کرنے کے لیئے پہلی منزل تو صالح کی ہی ہے۔ لیکن اگر یہاں تک ہی انسان اپنے سلوک کو ختم کر دے تو اُس نے اپنے مقصد کو نہیں پایا۔ مقصد کو پانے کے لیئے صدیقیت اور شہادت تک پہنچنا ضروری ہے۔ پھر بعض اپنی کوشش اور استعداد کی وجہ سے مرتبہ صدیقیت کو پالیتے ہیں۔ اور بعض صرف شہید کے مرتبہ کو پالیتے ہیں یہ دونوں گروہ درحقیقت نبی سے کمال مشابہت رکھتے ہیں۔ ان میں فرق اور رنگ کا ہے۔ مگر حق یہی ہے کہ اسلام انسان کو صالح کے مرتبہ پر قناعت کرنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ شہید اور صدیق کے مرتبہ پر پہنچانا چاہتا ہے۔ اور نبوت کے انعامات اور کمالات سے حصہ دینا چاہتا ہے۔ پس جہاں اس اعلےٰ مرتبہ نبوت کا ذکر تھا۔ جسکے انعامات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہاں ادنےٰ سے ادنےٰ مرتبہ کا ذکر بھی کر دیا۔ اور جہاں یہ بتانا تھا۔ کہ تمہارا مقصد کس مرتبہ پر پہنچنا ہونا چاہیئے۔ وہاں صالح کو چھوڑ دیا۔ اور صدیق اور شہید کو رکھ لیا۔ یہی وجہ ہے کہ صالح کے مرتبہ کو اسلام کے لیئے خاص نہیں رکھا۔ بلکہ اہل کتاب میں سے جو نیکی کرتے ہیں۔ اُن پر بھی صالح کا لفظ بولا ہے جیسا کہ فرمایا من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون اٰیات اللہ اٰناء الیل وھم یسجدون . . .　واولئک من الصالحین (آل عمران ۳ ۱۱۳:۱۱۴)

تو چونکہ کامل ایمان صرف صالح کے ادنےٰ مرتبہ پر چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اس لیئے صالح کا لفظ سورہ حدید میں نہیں رکھا۔ دوسری طرف چونکہ نبوت کا مرتبہ اکتساب سے مل نہیں سکتا۔ اس لیئے نبیوں کا لفظ نہیں رکھا۔ کیا اس پاک کتاب کی دنیا میں کوئی اور نظیر ہو سکتی ہے جس کے ایک ایک لفظ کے اندر ایک ایک خزانہ علوم اور معرفت

[illegible] کے مرتبہ کو حاصل کرتا ہے۔ کوئی اس سے ترقی کرکے صدیق
[illegible] کہلاتا ہے لیکن صدیقیت سے آگے کوئی مرتبہ اکتسابی نہیں۔ اسلئے نبوت
[illegible] اگر نبوت کے انعامات اور کمالات کو حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ
[illegible] اکتساب سے بھی بن جائے تو پھر نبوت کا پہلا اصول ہی باطل ہو جاتا ہے۔

صدیق اور شہید کا مرتبہ کامل مومن کو ملتا ہے۔

اسی کی طرف درحقیقت دُوسری جگہ اشارہ کیا جہاں فرمایا والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم (سورۃ الحدید) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لیئے اُن کا اجر اور ان کا نور ہے۔ یہاں درحقیقت ایمان سے مراد ایمان کامل ہے جس طرح پہلی آیت میں اطاعت سے مراد اطاعت کامل ہے اب اس آیت اور اُس آیت میں کئی باتوں میں فرق نظر آتا ہے۔ وہاں مع کا لفظ تھا یہاں وہ اڑا دیا۔ وہاں چار گروہوں کا ذکر تھا۔ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح۔ یہاں اول اور آخر گروہ کو نہیں رکھا۔ صرف صدیق اور شہید رکھے ہیں۔ وہاں انعم کا لفظ تھا۔ یہاں اجر کا لفظ ہے۔ اب سب سے پہلی بات جو توجہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے یہ ہے کہ ادھر مع کا لفظ اڑایا ادھر نبیوں کو الگ کر دیا۔ اب یہ کوئی بے معنی تبدیلی نہیں۔ جہاں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ نبیوں کو رکھا تھا۔ وہاں فرمایا وہ انکے ساتھ ہوتے ہیں۔ یعنی ایسی شدید مشابہت پیدا کر لیتے ہیں۔ کہ گویا وہی ہو جاتے ہیں مگر چونکہ نبی کا لفظ مانع تھا۔ کہ وہ درحقیقت وہی ہو جائیں۔ اس لیئے یوں نہیں فرمایا اولٰئک ھم النبیون والصدیقون۔ والشھداء بلکہ فرمایا اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ لیکن صدیقوں اور شہیدوں کے مراتب پانے کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا۔ کہ وہ فلاں مرتبہ پا لیتے ہیں۔ وہاں نبیوں کا لفظ ساتھ نہیں رکھا یوں نہیں فرمایا اولٰئک ھم النبیون والصدیقون والشھداء بلکہ فرمایا اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء اب اہل بصیرت کے لیئے یہ مقابلہ اس بات کو صاف کر دیتا ہے جبکہ ہم اصولاً بھی دکھا چکے ہیں کہ قرآن کریم اس بات کو جائز نہیں رکھتا

کہ نبی کی بات جب وہ سُنتا ہے تو فوراً اُس کی تصدیق کرتا ہے۔ اس کی تردید کی طرف اس کا ذہن منتقل ہی نہیں ہوتا۔ پس یہ ظاہر ہے کہ صدیق اور شہید اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب ہیں۔ جن پر کامل مومن پہنچتے ہیں۔ اور یہ وہ مراتب ہیں جن میں کامل مومن کمالات نبوت پالیتے ہیں۔

صدیق اور شہید کا مرتبہ محدّث کا مرتبہ ہے۔

یہ تو قرآن کریم سے ہمیں معلوم ہوا۔ اب احادیث کی طرف دیکھتے ہیں تو وہاں اس اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ کا جو مومن کامل کو ملتا ہے نام محدثیت تجویز فرمایا۔ یہ استنباط ہم ان حدیثوں سے کرتے ہیں جو حضرت عمرؓ کے مناقب میں آئی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں تو فرمایا لوکان بعدی نبی لکان عمر اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اس میں تو باب نبوت کے مسدود ہونے کا ذکر فرمایا۔ یعنی اُمتی کے لیئے مرتبہ نبوت کا حاصل کرنا ناممکن ہے۔ ورنہ حضرت عمر وہ کمالات حاصل کر چکے تھے۔ جو ایک نبی کے کمالات ہوتے ہیں۔ اور ایک دُوسری حدیث میں جس کا ذکر ابھی آتا ہے فرمایا کہ پہلی اُمتوں میں محدّث ہوتے تھے۔ میری اُمت میں اگر کوئی ہے تو عمرؓ ہے۔ نبی ہونے کا انکار اور محدّث ہونے کی خوشخبری ایک ہی شخص کو دے کر درحقیقت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بتا دیا۔ کہ اس اُمت میں نبی کی بجائے محدّث آئیں گے۔ اور محدثیت ہی وہ اعلیٰ سے اعلیٰ مقام ہے جہاں تک اُمتی پہنچ سکتا ہے۔ اور یہی وُہ نبوت ہے جو اسلام میں باقی ہے۔ کیونکہ خاتم النبیین کے بعد نبی تو آ نہیں سکتا۔ اور نہ کسی پر اس وجہ سے کہ ساری اُمت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی متبع ہوگی۔ اور کمالات صرف آپ کی پیروی سے حاصل کرے گی۔ لفظ نبی کا حقیقی معنوں میں صادق آسکتا ہے۔ مگر دوسری طرف اُمت پر کمالات نبوت کے حصول کا دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اس سے تو اصل غرض ہی نبی کے آنے کی مفقود ہو جاتی ہے۔ جہاں تک نبوت کو ایک امتی حاصل کر سکتا ہے اس کا حقیقی نام محدثیت ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا افاضۂ کمال اس بات کو چاہتا تھا کہ آپ کی اُمت اس مرتبہ محدثیت کو کامل طور پر حاصل کرے اور آپ کا افاضۂ کمال نہ صرف ساری قوموں کے لیئے ہو اور ہمیشہ کے لیئے ہو۔ بلکہ کیفیت میں بھی دُوسرے نبیوں سے بڑھ کر ہو۔ غرض حدیث نے بتا دیا کہ وہی مرتبہ کمال جس کو قرآن کریم نے صدیق اور شہید کے نام سے موسوم کیا ہے وہی محدّث کا مرتبہ ہے۔ اور درحقیقت محدّث اپنے وجود میں اُمتی کے کمالات کیساتھ کمالات نبوت کو بھی ایک حد تک جمع کرتا ہے۔ مگر وہ چونکہ کامل طور پر اُمتی ہوتا ہے۔ اور نبوت نہیں پاتا۔ بلکہ نبوت کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے۔ اس لیئے اُسکی

کا ہے۔ اور ابھی جو اُس کے اندر ہے اس میں سے ہم کو اتنا ہی حصّہ ملا ہے جیسا سمندر میں سے ایک قطرہ +

صدیق اور شہید کا مفہوم

صدیق اور شہید بننا درحقیقت اِس اُمّت کے خاص امتیازات میں سے ہے۔ یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ شہید سے اللہ تعالےٰ کی مراد یہاں وہ شہید نہیں جو شخص کسی دینی جنگ میں دشمن کے ساتھ لڑتے ہوئے مارے جائیں۔ بلکہ یہ وُہ مرتبہ ہے جس میں انسان حقیقتاً اللہ تعالےٰ کو دیکھتا ہے۔ اور یہ بھی درحقیقت نبیوں کے کمالات میں سے ایک کمال ہے کہ وُہ شہید ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس اُمّت کو وہی کمال دینے کا وعدہ فرمایا۔ جیسا کہ فرمایا وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔ اور اسی طرح (یعنی خدا کی عبادت کے سب سے پہلے گھر اور توحید الٰہی کے حقیقی مرکز کو [illegible]) ہم نے تم کو بہترین اُمّت بنایا۔ تاکہ تم لوگوں کے لیئے شہید بنو اور رسول تمہارے لیئے شہید ٹھہرے۔ دُوسرے مقامات میں ہر ایک رسول کو شہید فرمایا ہے۔ تو درحقیقت شہید ہونا کمالات رسل میں سے ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اس اُمت پر یہ خاص احسان کیا کہ فرمایا تم کو بھی شہید بنایا۔ یعنی کمالات نبوّت عطا فرمائے۔ صدیق کا لفظ بھی نبیوں کے ناموں کے ساتھ بالخصوص آتا ہے۔ انہ کان صدیقا نبیا۔ یوسف ایھا الصدّیق۔ پس یا تو صدیق کا لفظ نبیوں کے نام کے ساتھ آیا ہے۔ اور یا پھر اس اُمّت کے ساتھ وعدہ ہے۔ کہ یہ صدیق بنائے جائیں گے۔ سو صدّیقیت بھی درحقیقت نبوّت کے کمالات میں سے ایک کمال ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے جہاں یہ فرمایا۔ کہ کامل مومنوں کو ہم صدّیق اور شہید کا مرتبہ دیں گے۔ وہاں یہی مراد ہے کہ وُہ کمالات نبوّت کو پائیں گے۔ صدّیق اور شہید کے مفہوم میں کیا فرق ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ "اُمّت میں سے ایک شخص ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی فطرت ذاتی کے اعتبار سے انبیاء کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے ..... پھر اگر اس شخص کو قوائے عقلیہ کے اعتبار سے تشبیہ ہو تو وہ صدّیق یا محدّث ہے۔ اور اگر اسکو مشابہت قوائے عملیہ کے اعتبار سے ہے تو وُہ شہید اور حواری ہے" دُوسرے رنگ میں یُوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ صدّیق وہ ہے جس کی فطرت کو انبیاء کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہے،

مطلب میرے نزدیک صرف اسی قدر ہے کہ اس شدید مشابہت کی وجہ سے جو محدث کو رسول اور نبی سے ہوتی ہے۔ کسی نے محدث کی وحی کو بھی دخل شیطان سے رسول اور نبی کی وحی کی طرح محفوظ سمجھا ہے اور بس۔ السنۃ محدث کا لفظ صحیح احادیث میں آیا ہے۔ جیسا کہ سب سے پہلے دلیل کی حدیث متفق علیہ ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے جو امتیں تھیں ان میں محدث ہوا کرتے تھے۔ پس اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہے۔ اس حدیث سے صرف اس قدر معلوم ہوا۔ کہ محدث پہلی امتوں میں بھی ہوا کرتے تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی ہونگے اور حضرت عمرؓ گویا اولین محدثین میں سے ہیں۔ [illegible] حدیث سے یہ ایک بڑے علماء [illegible] ہیں۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں کہ ان کے سوا اس امت میں اور کوئی محدث ہوا ہی نہیں۔ [illegible] بیان ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ [illegible] نہیں [illegible] ہیں۔

دوسری طرح پر یہ حدیث ان الفاظ میں بخاری میں آئی ہے عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد منھم فعمر۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل میں جو تم سے پہلے تھے۔ ایسے لوگ ہوئے ہیں جن سے کلام ہوتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں۔ سو اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہو تو وہ عمر ہے۔ دونوں حدیثوں کو ملا کر پڑھنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ محدث سے مراد وہی لوگ ہیں جن سے کلام الٰہیہ ہوتا ہے۔ مگر وہ نبی نہیں۔ یعنی نبیوں کے علاوہ ہر امت میں کوئی ایسا گروہ ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ مکالمہ کرتا ہے۔ ان لوگوں کو محدث کہا ہے۔ حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اسی کی وجہ ہے۔ کہ وہ یعنی محدث نبی نہیں ہوتے کیونکہ محدثوں میں اول درجہ تو حضرت عمر کو دیا۔ مگر حضرت عمر کے نبی ہونے سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہی نہیں۔ اگر کوئی ہوتا تو عمر ہوتا۔ حالانکہ عمر کو محدث اور مکلم [illegible] فرمایا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ رجال یکلمون سے مراد ایسے لوگ ہی ہو سکتے ہیں۔ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مکالمہ ہوتا ہے۔ کیونکہ دو چار دفعہ کے مکالمہ پر یہ نام نہیں دیا جاتا بلکہ یکلمون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے ساتھ یہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ ان کے ساتھ کلام کرتا ہے

نبوت جزوی یا ناقصہ کہلاتی ہے۔ پس نبی اور محدث میں اصل فرق یہی ہے۔ کہ محدث نبی کا شاگرد ہے اور نبی کا تبع ہے۔ اور اُمتی کا کمال صرف محدثیت ہے ؁

نبی اور محدث میں امتیاز کی ضرورت

ان مراحل کو طے کرنے کے بعد جن کا ذکر اوپر ہو چکا مسئلہ نبوت کی بحث کا سارا دارومدار نبی اور محدث میں صحیح امتیاز قائم کرنے پر آرہتا ہے۔ اگر صحیح طور پر اس مقام کو سمجھ لیا جائے۔ اور جو باتیں نبی اور محدث میں مشابہت کی پائی جاتی ہیں اور جو جو امور ان دونوں میں افتراق کے پائے جاتے ہیں اُن کو اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیا جائے تو مسئلہ [illegible] صاف ہو جاتا ہے۔ اور [illegible] اس راہ میں ٹھوکر کھانے سے بچ جاتا ہے۔ [illegible] اور اسی فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مخالفین نے مسیح موعود کی طرف [illegible] فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے میاں محمود احمد صاحب کی کتاب [illegible] لکھی گئی ہے اور اسی فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مسیح موعود کی جماعت کا ایک حصہ غلطی میں پڑ کر آج آپ کے مخالفوں کا ہمنوا ہو رہا ہے۔ اور مسیح موعود پر وہی الزام لگا رہا ہے۔ جو مخالفین نے ابتدائے دعوے میں لگایا تھا۔ کہ گویا درحقیقت آپ نبوت کے مدعی ہیں۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے اس طرف اپنی ایک کتاب میں اشارہ کیا ہے۔

" وانی کتبت فی بعض کتبی ان مقام التحدیث اشد تشبیہا بمقام النبوۃ ولا فرق الا فرق القوۃ والفعل وما فہموا قولی وقالوا ان ھذا الرجل یدعی النبوۃ واللہ یعلم ان قولہم ھذا کذب بحت لا یمازجہ شئ من الصدق ولا اصل لہ اصلاً"

ترجمہ۔ اور میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا تھا کہ محدثیت کا مقام نبوت کے مقام سے اشد مشابہت رکھتا ہے۔ اور دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ سوائے قوت اور فعل کے فرق کے اور ان لوگوں نے میری بات کو نہ سمجھا اور کہا کہ یہ آدمی نبوت کا دعوے کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح جھوٹ ہے۔ جس کے ساتھ سچ کی کچھ بھی ملاوٹ نہیں اور اس کا فی الواقع کوئی بھی اصل نہیں ؁

محدث کی تشریح احادیث میں۔

قرآن کریم میں محدث کا لفظ نہیں آیا۔ ہاں سورہ حج کی اس آیت میں وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطٰن فی امنیتہ ایک قرات میں لفظ محدث بھی لفظ نبی کے بعد آیا ہے۔ مگر اس کا

بوجود امثالھم فیہ وقد تکون الحکمۃ فی تکثیرھم مضاھاۃ بنی اسرائیل فی کثرۃ الانبیاء فیھم فلما فات ھذہ الامۃ کثرۃ الانبیاء فیھا لکون نبیھا خاتم الانبیاء عوضوا بکثرۃ الملھمین

ترجمہ۔ اگر کسی محدث کا وجود محقق ہو جائے یعنی اُس کا محدث ہونا ثابت ہو جائے تو وہ جو کچھ اُس کو ملتا ہے (یعنی الہام ہوتا ہے) اُس کے مطابق حکم نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کے لیے ضروری ہے کہ اُس کو قرآن پر پیش کرے پس اگر وہ قرآن کے موافق ہے یا سُنّت کے موافق ہے تو اُسپر عمل کریگا۔ ورنہ اُسے ترک کر دیگا۔ اور گو یہ جائز ہے۔ کہ ایسا امر کبھی پیش آجائے لیکن جن لوگوں کا کام اتباع کتاب و سُنّت پر مبنی ہے۔ اُن کو شاذ و نادر ہی ایسا واقع ہوتا ہے۔ اور بعد پہلے زمانے کے محدثوں کے وجود اور اُن کی کثرت میں سراسر حکمت ہے۔ تاکہ اس امت کو ان کے امثال کے وجود سے شرف حاصل ہو اور اُن کی کثرت میں یہ بھی حکمت ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں نبیوں کی کثرت کے مقابلہ پر ہوں۔ پس جبکہ اس اُمت میں کثرت انبیاء تو ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کا نبی خاتم الانبیاء ہے۔ اس لیے انبیاء کے عوض میں اُن کے اندر ملہموں کی کثرت ہوئی۔ ایسا ہی فتح الباری میں امام قرطبی کا قول باب رؤیا الصالحین میں نقل کیا گیا ہے۔ وقال القرطبی المسلم الصادق الصالح ھو الذی یناسب حالہ حال الانبیاء فاکرم بنوع مما اکرم بہ الانبیاء وھو الاطلاع علی الغیب۔

یعنی قرطبی کہتا ہے۔ کہ راست باز اور صالح مسلم وہ ہوتا ہے۔ جس کا حال انبیاء کے حال سے مناسبت رکھتا ہے۔ پس اس کا اسی قسم سے اکرام کیا جاتا ہے جس قسم سے انبیاء کا۔ اور وہ اطلاع علی الغیب ہے۔

متأخرین نے محدث کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ چنانچہ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔ دیکھو مکتوب پنجاہ و یکم۔

اعلم ایھا الاخ الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا وذلک الافراد من الانبیاء علیھم الصلوۃ والتسلیمات وقد یکون ذلک لبعض المکمل من متابعیھم بالتبعیۃ والوراثۃ ایضا واذ اکثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثا کما کان امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی اے صدیق جان لے کہ اللہ سبحانہ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی ایسا ہوتا ہے۔ جیسا اُنکے

پس کثرت مکالمہ خود اس لفظ کے اندر ہی موجود ہے۔ احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں بہت لوگ رویائے صادقہ پاتے تھے چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد بعض وقت دریافت بھی فرمایا کرتے تھے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھی ہے۔ پس محدث کو جو خصوصیت دی اور اُن کی خصوصیت فرمائی تو ان میں اوروں سے بڑھ کر کوئی امر ہونا چاہیے اور وہ امر خارق عادت حقیقت کثرت مکالمہ ہے۔ اور اسی لئے محدثوں کے ساتھ بعبارت کلام کا بیان فرمایا۔ ورنہ قلیل کلام تو کسی صحابی سے نہ ہوتا ہوگا۔ شارحین حدیث نے محدث کے مختلف معنے کئے ہیں۔ بعض نے اس کے معنے ملہم کئے ہیں۔ بعض نے کہا وہ شخص جس کی زبان پر [illegible] کی طرف سے کوئی بات ڈالی جائے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ایسا شخص ہے جس کی [illegible] صدق اور صواب کی اور بعض نے اس کے معنے مکلم کئے ہیں یعنی جس کے ساتھ ملائکہ بات کریں اور یہی معنے مکلم خود حدیث سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے اس میں شک نہیں کہ محدث کے معنے مکلم یا ملہم کے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب ان کی نسبت فرمایا کہ یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔ یعنی وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ ان سے کلام ہوتا ہے۔ مگر وہ نبی نہیں ہوتے تو اس سے مراد یہ ہے کہ ان کا مکالمہ تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسے انبیاء کا ہوتا ہے یعنی یقینی اور قطعی اور دخل شیطان سے منزہ۔ مگر نبوت کے مقام پر وہ نہیں کھڑے ہوتے۔ اور اگر ان کے مکالمہ میں نعوذ باللہ دخل شیطانی ہوتا۔ تو نبی کریمؐ ان کی صفت میں انبیاء کا لفظ کیوں لاتے۔ ایسے لوگ جن میں شیطان کا حصہ باقی ہے وہ اس قابل نہیں کہ ان کو انبیاء کے ساتھ ملایا جائے اور خدا کے مکالمہ پانے والوں کے نام سے موسوم کیا جائے۔

محدث کے بارے میں اقوال ائمہ

اب ہم اقوال ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے محدث سے کیا مراد لی اور محدث کا کیا کام قرار دیا ہے۔ محدثین کا مذہب تو اوپر بیان ہو چکا۔ کہ وہ مکلم ربانی کو محدث کہتے ہیں۔ اور یہی ابن عباس سے بھی مروی ہے۔ اب ہم بعض اور اقوال نقل کرتے ہیں۔

فتح الباری میں ہے۔ دیکھو حدیث لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون۔

"والمحدث منهم اذا تحقق وجوده لا یحکم بما وقع له بل لابد له من عرضه على القرآن فان وافقه او وافق السنة عمل به والا تركه وهذا وان جاز ان يقع لكنه نادر ممن يكون امره منهم مبنيا على اتباع الكتاب والسنة وتمحضت الحكمة فی وجودهم وكثرتهم بعد العصر الاول فی زيادة شرف هذه الامة

تابع کہاں اور متبوع کون۔ اور پیروی کس کی۔ اتحاد میں غیریت باقی نہیں رہتی۔

یہ حوالہ میں نے اس غرض سے دیا ہے کہ اُن لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود کے بعض الفاظ پر ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور ان الفاظ کی بناء پر آپ کو عین محمدؐ قرار دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ٹھہرانے لگتے ہیں۔ یہ معلوم ہو کہ اس مرتبہ فنا پر کیا کچھ پہلے لکھا گیا ہے مگر درحقیقت یہ سارے الفاظ مجاز اور استعارہ کے رنگ کے ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ بر عایت اختصار اصل عبارت حجۃ اللہ البالغہ کا صرف اردو ترجمہ دیا جاتا ہے۔

"اور از انجملہ صدیقیت و محدثیت ہے۔ اور ان کی صفت یوں ہے۔ کہ امت میں سے ایک شخص ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنی فطرت ذاتی کے اعتبار سے انبیاء کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ جیسے کہ شاگرد ذہین کو شیخ محقق کے ساتھ نسبت ہوتی ہے"

اور پھر لکھتے ہیں۔

"اور منجملہ مقامات قلب کے دو مقام اور ہیں۔ یہ مقام ان نفوس کے ساتھ مختص ہوتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مشابہ ہوتے ہیں۔ ان مقامات کا عکس ان نفوس پر ایسا پڑتا ہے جس طرح چاند کی روشنی کا اس آئینہ میں عکس پڑتا ہے جو ایک کھلے ہوئے سوراخ کے مقابل رکھا ہوا ہے۔ پھر اس آئینہ کی روشنی کا عکس دیواروں اور چھت اور زمین پر پڑتا ہے یہ دو مقام بھی بمنزلہ صدیقیت اور محدثیت کے ہیں"

پس ان احادیث اور ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ ختم نبوت کے بعد مقام محدثیت اسلام میں قائم مقام نبوت ہے۔ اور یہ خیال بھی درست نہیں کہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ نبوت کبھی محققین نے ملے گی سمجھا ہے۔ بلکہ اہل تحقیق کا مذہب یہی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ بعد نزول کامل طور پر متبع شریعت نبوی ہونگے اور ان پر وحی نبوت نازل نہیں ہوگی۔ چنانچہ امام ربانی اپنے مکتوبات کی جلد اوّل کے مکتوب ۳۰۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ "حضرت عیسیٰ بعد از نزول متابع شریعت خاتم الرسل خواہد بود" یعنی حضرت عیسیٰ نزول کے بعد خاتم الرسل کی شریعت کے پیرو ہونگے۔

مذکورہ بالا حوالجات سے یہ امر ظاہر ہے کہ

۱۔ اس امت میں نبی نہیں آئیں گے محدث آئیں گے۔

سامنے اور یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے لیئے ہے۔ اور کبھی اُن کے پیروؤں میں سے بعض کے لیئے
جو کمال حاصل کر چکے ہوں۔ بہ سبب پیروی اور وراثت کے بھی ایسا کلام ہوتا ہے اور جب
یہ قسم کلام ان میں سے ایک کے ساتھ کثرت سے ہو تو اس کا نام محدث رکھا جاتا ہے۔
جیسے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رکھا گیا۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

ایں درجہ چہارم از اتباع مخصوص بعلمائے راسخین است ... و اولیاء اللہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔ ہر چند بحصہ از اطمینان نفس بعد تمکین قلب حاصل است اما کمال اطمینان ہر نفس را در تحصیل کمالات نبوت حاصل است۔ کہ علمائے راسخین را از آں کمالات بطریق وراثت نصیب است۔

پھر اس سے بڑھ کر پنجم درجہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

وایں درجہ بس عالی است۔ درجات سابق را بآں ساسے نیست۔ ایں کمالات بالاصالۃ مخصوص بانبیاء اولوالعزم است علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و بہ تبعیت و وراثت تاکرا بایں دولت مشرف سازند۔

اور پھر آگے چل کر درجہ ہفتم کے متعلق لکھتے ہیں۔

وایں درجہ ہمچوں کل است۔ مرآں اجزا را دریں مقام تابع بہ متبوع نہجے مشابہت پیدا مے کند۔ کہ گویا اسم تبعیت از میان میخیزد۔ و امتیاز تابع و متبوع زائل میگردد چناں متوہم میشود کہ تابع در رنگ متبوع ہر چہ مے کرد از اصل میکرد و گویا ہر دو از یک چشمہ آب میخورند و ہر دو آغوش یک کنارند و ہر دو در یک بستراند و ہر دو در رنگ شیر و شکر اند۔ تابع کجا و متبوع کدام و تبعیت کرا در اتحاد نسبت تغایر گنجائش ندارد۔

اختصار کے لیئے میں صرف آخری حوالہ کا ترجمہ دیتا ہوں۔ اور یہ (یعنی آخری درجہ ترقی اور کمال کا) ان اجزا کے لئے بطور کل کے ہے اس مقام میں تابع متبوع کے ساتھ ایک ایسے طرز سے مشابہت پیدا کرتا ہے۔ کہ گویا پیروی کا نام درمیان سے اُٹھ جاتا ہے۔ اور تابع اور متبوع کا امتیاز زائل ہو جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تابع جو کچھ متبوع کے رنگ میں کرتا ہے۔ اصل سے کرتا ہے۔ اور گویا دونوں ایک چشمہ سے پانی پیتے ہیں۔ اور دونوں ایک کنارے کے آغوش میں ہیں۔ اور دونوں ایک بستر میں ہیں۔ اور دونوں شیر و شکر کے رنگ میں ہیں

کامل متبعین ان نبیوں کی بسبب توجہ اولیٰ ملہم و محدّث ہونے چاہیئے کیونکہ وہ حسب تصریح قرآن شریف خیر الامم ہیں۔ آپ لوگ کیوں قرآن شریف میں غور نہیں کرتے اور کیوں سنت کے [illegible] کہا جانتے ہیں۔ کیا آپ صاحبوں کو خبر نہیں [illegible] ہے کہ آنحضرت [illegible] ہیں [illegible] کی طرح محدّث پیدا ہونگے۔ اور محدّث بفتح دال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتے ہیں۔

مسیح موعود محدّث ہو کر آیا ہے محدّث نبوت جزئی رکھتا ہے۔ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اس کا انکار مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔

[illegible]

سو [illegible] امت کی طرف محدّث ہو کر آیا ہے۔ اور محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔

پس جب دنیا کو بھی اس مرتبہ سے کچھ حظ حاصل ہے۔ پس کس طرح ہوگا وہ کلام جو وحی کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محدّثوں کے دل پر [illegible] یہی محدّث ہے۔ اور محدّث نبی ہے۔ اس اعتبار سے کہ انواع نبوت میں سے ایک نوع اسے حاصل ہے۔

محدّث مجازاً نبی ہے۔

[illegible]

آنے والے مسیح کو اُمتی کر کے پکارا ہے۔ جیسا کہ حدیث امامکم منکم سے ظاہر ہے۔ اور حدیث علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اس مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق آنے والا مسیح محدّث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے۔

۲۔ محدّث غیر نبی یا اُمتی ہوتا ہے۔
۳۔ محدثیت امتی کا اعلیٰ سے اعلیٰ مقام ہے۔
۴۔ محدّث کو کمالات نبوت حاصل ہوتے ہیں۔
۵۔ محدّث نبی سے بطور عکس کے روشنی لیتا ہے۔ بالفاظ دیگر ظلی رنگ میں نہ اصلی رنگ میں نبوت پاتا ہے۔
۶۔ اس اُمت میں محدّث پہلی اُمتوں کے بالخصوص بنی اسرائیل کے انبیاء کے قائمقام ہیں
۷۔ محدّث نبی سے اشد مشابہت رکھتا ہے۔ اس کا وارث ہوتا ہے۔ مگر رسول نہیں ہوتا۔
۸۔ محدّث کے ساتھ کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہوتا رہتا ہے۔
۹۔ محدّث کی وحی دخل شیطانی سے منزہ ہوتی ہے۔
۱۰۔ محدّث اپنی وحی کی اتباع نہیں کرتا۔ جب تک کہ اسے قرآن شریف اور سنت نبوی پر عرض نہ کرے۔ اور وہ اگر خلاف کتاب و سنت ہو تو وہ اُسے ترک کرتا ہے۔

اس کے بعد ہم محدّث کی بحث پر حضرت مسیح موعود کی تحریروں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہی تشریح محدث کی آپ نے کی ہے۔

محدث کی تشریح مسیح موعود کی تحریروں میں

محدّث غیر نبی ہے مگر اس کا مرتبہ انبیاء کے مرتبہ سے قریب واقعہ ہوا ہے

بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں جو مکتوب پنجاہ ویکم ہے۔ اس میں صاف لکھتے ہیں۔ کہ غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور ایسا شخص محدّث کے نام سے موسوم ہے۔ اور انبیاء کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب واقع ہوتا ہے۔ (صفحہ ۵۲۵)

آنحضرتؐ بشارت دے چکے ہیں کہ اس اُمت میں محدّث پیدا ہونگے۔

اور اُمت محمدیہ میں محدثیت کا منصب اس قدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بے خبر کا کام ہے۔ پہلی اُمتوں کے کاملین کا حال بیان کرکے کہتا ہے کہ مریم صدیقہ والدہ عیسےٰ اور ایسا ہی والدہ حضرت موسیٰ اور نیز حضرت مسیح کے حواری اور نیز خضر جن میں سے کوئی بھی نبی نہ تھا۔ یہ جب ملہم من اللہ تھے۔ اور بذریعہ وحی اعلام اسرار غیبیہ پر مطلع کیے جاتے تھے۔ اب سوچنا چاہیئے۔ کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ امت محمدیہ کے

برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لیئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے۔ جو اس نبی کا نام ہے۔۔۔

محدث ایسا نبی ہے جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے۔

ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے۔۔۔ نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب خاتم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جز کل میں داخل ہوتی ہے۔

محدث من وجہ نبی ہوتا ہے۔

اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی امتی شخص مراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے۔ جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے اور اپنی طرف سے براہ راست نہیں بلکہ اپنے نبی کی طفیل سے علم پاتا ہے۔

محدث وہ ہے جو کثرت سے شرف مکالمہ پائے

کبھی یہ ہم کلامی کا مرتبہ بعض ایسے کمل لوگوں کو ملتا ہے۔ کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے مثیل ہیں۔ اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اس کو محدث بولتے ہیں۔

محدث نبوت تامہ کی صفات ظلی طور پر لیتے ہیں

ہاں محدث آئیں گے۔ جو اللہ جل شانہٗ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔

محدث کا الہام دخل شیطانی سے محفوظ ہے

محدث کا الہام دخل شیطان سے محفوظ کیا جاتا ہے۔

محدث غیر نبی ہے۔

حاشیہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے وحی بھیجے خواہ وہ رسول ہو یا غیر رسول اور جس سے چاہے کلام کرے۔ خواہ وہ نبی ہو یا محدثوں میں سے ہو۔

محدثیت ایک شعبہ قوی نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے

نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قوی نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رؤیا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے۔ تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آگیا؟

محدثیت میں نبوت اور اُمتیت دونوں شانیں پائی جاتی ہیں۔

وہ اُمتی لوگوں کے موافق قال اللہ و قال الرسول کا پیرو ہوگا۔ اور حل مشکلات و معضلات دین نبوت سے نہیں بلکہ اجتہاد سے کریگا اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑھے گا۔ اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اُس میں پائی جائے گی جو دُوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے۔ اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے۔ سو یہ بات کہ اُس کو اُمتی بھی کہا اور نبی بھی۔ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں اُمتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں میں رنگین ہوتی ہے۔ اس لیئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ ۔ ۔ ۔

محدث انبیاء اور اُمم میں بطور برزخ ہے

محدث جو مرسلین میں سے ہے اُمتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ اُمتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اُس سے کرتا ہے۔ اور محدث کا وجود انبیاء اور اُمم میں بطور

محدثیت میں نبوت کی حقیقت۔ بینات ۱۱ اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے۔ اسی میں
اسلام ص۲۱ محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے۔

المحدث نبی۔ ایضاً ص۲۳۸ اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور
استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔ اور اسی قوت استعداد کے لحاظ سے
محدث کا نبی ہونا جائز ہے یعنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبی۔

محدث رسول میں داخل ہو سکتا ہے۔ ایضاً پھر جل شانہ خود مدعی صادق کے لئے یہ علامت قرار دے کر فرماتا ہے
ص۳۲۲ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم اور فرماتا ہے فلا یظھر
علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ رسول کا لفظ عام ہے
جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔

محدثیت کا جھوٹا مدعی بھی پکڑا جاتا ہے۔ ایضاً کبھی دنیا میں نہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالیٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ
ص۳۳۵ ۱۱ برس سے خدا تعالیٰ پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور
محدثیت اس پر نازل ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کی رگ جان نہ
کاٹے۔ بلکہ اس کی پیش گوئیوں کو پورا کر کے آپ جیسے دشمنوں کو منفعل
اور نادم اور لاجواب کرے۔

محدث نبی سے شدید مشابہت رکھتا ہے (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱) اور میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ محدثیت کا مقام مقام نبوت
سے شدید مشابہت رکھتا ہے۔ اور سوائے قوت اور فعل کے ان میں کوئی
فرق نہیں۔۔۔

محدث بالقوۃ نبی ہے اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو وہ نبی بھی ہوتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزائے نبوت پائے
جاتے ہیں۔ لیکن بالقوۃ نہ بالفعل۔ پس محدث بالقوۃ نبی ہے اور
اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بھی بالفعل نبی ہوتا۔ اور ما علیہ
اس بات کا کہنا جائز ہے کہ نبی علی وجہ الکمال محدث ہے
کیونکہ وہ علی وجہ الاتم تمام کمالات کا جامع ہوتا ہے۔ اور
اسی طرح جائز ہے کہ ہم کہیں محدث استعداد باطنی کی وجہ سے

محدث میں سب کمالات نبوت موجود ہوتے ہیں۔ نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ محدث بالقوۃ نبی ہوتا ہے۔ اور کمالات
نبوت سب کے سب محدثیت میں مخفی اور مضمر ہوتے ہیں۔

کہ اگر نبوت کا دروازہ مسدود ہوتا تو ہر ایک محدث ہی ہوتا۔ ایک طرف اگر محدثیت میں [illegible]
صفات [illegible] نے ہی قرار دیا ہے۔ نبیوں کی طرح
اس کا [illegible] ہونا مانا ہے۔ نبیوں کے کمالات کا اس میں پایا جانا مانا ہے۔ جس کی
ساتھ کثرت مکالمہ کا [illegible] مانا ہے۔ یہاں تک کہ اسے ایسا نبی مانا ہے جو آنحضرت کی اتباع سے
شرف مکالمہ پاتا ہے۔ تو دوسری طرف ایک کھلی کھلی حد فاصل بین محدث اور نبی کے درمیان
قائم کر دی ہے۔ اور وہ یہ کہ محدث درحقیقت نبی نہیں ہوتا۔ یا اگر اس پر نبی کا لفظ بولا جا
سکتا ہے۔ تو اس صورت میں کہ اس کی نبوت جزئی یا ناقصہ کہلائے گی۔ اور نبوت تامہ
کسی امتی کو ہرگز نہیں مل سکتی۔ اور یہ خیال بھی سراسر باطل ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے اور
پیچھے محدث کے مفہوم میں کوئی فرق آگیا تھا۔ یعنی پہلے مسیح موعود محدث کو کچھ اور سمجھتے
تھے۔ بعد میں کچھ اور سمجھنے لگے۔ ایک طرف اگر ازالہ اوہام ہے تو دوسری طرف براہین احمدیہ
حصہ پنجم ہے۔ جن دونوں میں محدث کے بعینہ ایک معنے کئے ہیں۔ اور اس کا ایک رنگ
کا نبی ہونا مانا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی عبارتوں سے ظاہر ہے:۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵

ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے۔ اور نبوت تامہ نہیں رکھتا۔ جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں۔ وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب خاتم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے

صفحہ ۵۸۶

محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے۔ جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم

قولہ۔ احادیث میں نازل ہونے والے مسیح کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدث کو بھی نبی کہا گیا ہے۔

اقول۔ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ سے الہام پاکر پیشگوئی کرے پس جبکہ قرآن شریف کی رو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسط فیض اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو۔ اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے۔ تو پھر ایسے نبی اس امت میں کیوں نہیں ہونگے۔ اس پر

خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں۔ یا محدث ہوں۔ چونکہ ہمارے سید و رسول
صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں
آسکتا۔ اس لیے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔

اس امت کے محدث اپنی تعداد میں اور اپنے طول زمانی سلسلہ میں موسوی
امت کے مرسلوں کے برابر ہیں۔

محدث خدام شریعت محمدیہ ہیں۔

ایضاً اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ خدام بعث عطاء
کئے گئے۔ جو بر طبق حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ملہم اور محدث
وجہ یہ ہے کہ اگر عام لوگوں کو الٰہی کشوف سے کچھ بھی حصہ ہوتا۔ اور
پھر جب اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور محدثوں کو دنیا میں
بھیجتا اور وہ بڑے بڑے پوشیدہ واقعات اور عالم مجازات اور
غیب کی خبریں دیتے۔ تو لوگوں کو بدگمان ہوسکتا تھا۔۔۔

محدث غیب کی خبریں دیتا ہے۔

محدث ایسا نبی ہے۔ جو آنحضرت کی اتباع سے شرف مکالمہ و مخاطبہ پاوے۔

قولہ۔ احادیث میں نازل ہونے والے عیسیٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا
گیا ہے۔ تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہوسکتا ہے کہ محدث کو بھی
نبی کہا گیا ہے۔

اقول۔ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنے والے
کے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ سے الہام پا کر پیشگوئی کرے۔ پس جبکہ قرآن شریف
کی رو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسط فیض و اتباع
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ مخاطبہ
حاصل ہو اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے۔ تو پھر
ایسے نبی اس امت میں کیوں نہیں ہوں گے۔ اس پر کیا دلیل ہے ہمارا
مذہب نہیں کہ ایسی نبوت پر مہر لگ گئی ہے۔

مسیح موعود کی تحریروں میں محدث کے مفہوم میں تناقض کوئی نہیں

ان حوالجات کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ محدث کی بابت میں حضرت مسیح
موعود کا بعینہٖ وہی مذہب ہے۔ جو قرآن اور حدیث اور سلف کے
اقوال سے ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ نتیجہ قطعی اور یقینی ہے۔ کہ اس امت
میں نبیوں کی بجائے محدثوں کا آنا مقرر کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے یہ بھی تحریر فرما دیا ہے

کہ اُس کو مکالمہ الٰہیہ ہوتا ہے۔ اور محدثوں کا اس اُمت میں ہونا بھی سب مانتے ہیں۔ لیکن جب مکالمہ الٰہیہ کے متعلق غلط فہمی بڑھی اور لوگوں نے خیال کر لیا کہ شریعت اور ہدایت کی تکمیل کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ کا دروازہ بھی بند ہو گیا تو اس مسئلہ کے کھولنے کی ضرورت پیش آئی اپنے اپنے اوقات میں اولیاء اللہ نے اس پر بہت کچھ لکھا کیونکہ یہی لوگ بسبب اس کو چہ سے آشنا ہونے کے کچھ لکھ سکتے تھے۔ مگر علمائے ظاہر کا دھیان کچھ بین بین رہا۔ اور جو بات حضرت مسیح موعود نے لکھی ہے وہ بالکل درست ہے کہ لغت والوں نے تحدیث کے معنے اظہار غیب کے مطلق نہیں کیئے۔ حالانکہ جیسا کہ میں صحیح احادیث سے دکھا چکا ہوں۔ محدثوں میں مکالمہ الٰہیہ کا ہونا ائمہ حدیث نے بھی تسلیم کیا ہے اور شارحین حدیث نے بھی مگر عام خیالات کا غلبہ اس قدر طبائع پر رہا کہ اہل لغت نے اس معنے کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔ چنانچہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ محدث کے معنی جو اہل لغت نے کئے ہیں وہ بھی بہت غلط فہمی پیدا کرنیوالے ہیں چنانچہ لغت کی مشہور کتاب تاج العروس نے بھی ان شارحین کے معنوں کو قبول نہیں کیا جنہوں نے محدث کے معنے مکلم کئے ہیں اور دوسرے معنوں کو جیسے مکالمہ کی بجائے صرف دل میں کسی امر کا ڈالا جانا انکو بھی محض مجازی معنے قرار دیا ہے۔ چنانچہ . . .

تاج العروس میں ہے ومن المجاز ما جاء فی الحدیث قد کان فی الامم محدثون فان یکن فی امتی احد فعمر بن الخطاب قالوا (المحدث محمد الصادق) المحدث وجاء فی تفسیر الاحادیث الهم الملهمون والملهم الذی یلقی فی نفسه الشیٔ فیخبر به حدسا وفراسة وهو نوع یخص الله به من یشاء من عباده الذین اصطفیٰ۔ اور مجاز کے طور پر ہے۔ وہ جو حدیث میں آیا ہے۔ کہ امتوں میں محدث ہوتے تھے سو اگر میری اُمت میں کوئی ہے تو عمر بن خطاب ہے۔ کہتے ہیں۔ محدث سچی فراست والا ہے اور حدیثوں کی تفسیر میں آیا ہے کہ وہ ملہم ہیں اور ملہم وہ ہے جس کے دل میں کوئی بیز القاکی جائے۔ پس وہ اُس کی خبر دے از روئے فراست اور وہ ایک طرز ہے جس سے خاص کر لیتا ہے اللہ اپنے بندوں میں سے اُن کو جن کو برگزیدہ کرتا ہے۔ اب حالانکہ جیسا کہ میں نے دکھایا ہے حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ محدث سے مراد مکلم ہیں۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں صاف یکلمون کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اکثر شارحین حدیث نے محدث کے معنے مکلم لیئے ہیں مگر لغت نے ان معنوں کی بجائے صرف دل میں ڈالے جانا یا فراست صحیحہ کا نام تحدیث رکھا۔ اور اُس کو بھی مجاز ٹھیرایا۔ تو چونکہ اصل بات جس کا ظاہر کرنا مقصود تھا۔ یہ تھی کہ اس اُمت

بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ایک طرف تو خدا کے ساتھ اس کا ایسا ربط ہوتا ہے کہ اُس کی طرف ہر وقت کھنچا چلا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف نوع انسان کے ساتھ بھی اُس کو ایسا تعلق ہوتا ہے۔ جو اُن کی مستعد طبائع کو اپنی طرف کھینچتا ہے...... ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں۔ اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق اُن کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔ اور اپنی دعاؤں میں خدا تعالےٰ سے بکثرت جواب پاتے ہیں "

اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں آپ نے ان امور کا ذکر کیا ہے جو نبی اور رسول اور محدث میں مشترک ہوتے ہیں۔ اور نبی اور محدث میں جو امور فارق ہیں ان کا ذکر نہیں کیا۔* نبی اور محدث میں یہ امور مشترک ہیں۔ کہ دونوں کے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت

*۔ حقیقت النبوت میں میاں محمود احمد صاحب نے چونکہ اپنا اصول یہ رکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کوئی تحریر جس میں نبی یا محدث یا نبوت و نایت وغیرہ کے متعلق بحث ہو قابل اعتبار نہیں۔ مگر ۱۹۰۱ء کے بعد کی قابل اعتبار ہیں اس لیئے اُن کو یہ مشکل پیش آئی۔ کہ اس تحریر میں جو ۱۹۰۱ء کے بعد کی ہے۔ محدث کے اصطلاحی معنے حضرت صاحب نے وہی قبول کیئے ہیں جو ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں میں کہتے رہے۔ اسکا علاج انھوں نے یہ کیا۔ کہ ایک نیا اصول اپنی جانب سے قائم کر دیا۔ فرماتے ہیں "میاں محدث کا لفظ اس لیئے بڑھایا گیا۔ کہ ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے " جناب میاں صاحب نے یہ فرمایا۔ کہ اس اصول کا ماخذ کیا ہے۔ کیا قرآن میں لکھا ہے۔ کہ ہر ایک نبی محدث ہوتا ہے۔ یا حدیث میں آیا ہے۔ یا ائمہ سلف کے اقوال میں ہے۔ ان کے اقوال تو آپ کے نزدیک ایک تنکے کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتے۔ یا کسی لغت کی کتاب میں لکھا ہے کہ ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میاں صاحب جرأت کر جاتے ہیں ایسے نازک مسئلہ پر جس میں انسان کو پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے کہ نبوت کا مسئلہ بڑا باریک مسئلہ ہے۔ جب تک کسی بات کی سند نہ ہو انسان کو وہ اپنے منہ سے نہ نکالنی چاہیئے۔ مگر جرأت اس قدر ہے۔ کہ ایک مشکل کو حل کرنے کے لئے جھٹ ایک اصول تجویز کر دیا۔ جس کا نہ کوئی اصل قرآن میں نہ حدیث میں نہ تفسیر میں نہ لغت میں بلکہ ...

خدا تعالیٰ سے ہمکلامی اور غیب کے امور کا ظاہر کیا جانا بند نہیں ہوا۔ اس لیئے حضرت مسیح موعود نے یہ فقرہ لکھا ہے کہ میں صرف لفظ محدّث کو اس لیئے اختیار نہیں کرتا۔ کہ محدث کے معنے لغت والوں نے غیب بتانے کے لئے ہی نہیں ورنہ آپ کی درحقیقت یہ مراد نہیں کہ محدث کے یہ معنے ہیں ہی نہیں۔ بات تو اہل تحقیق کے نزدیک وہی صحیح ہے جو حضرت صاحب نے اپنی پہلی کتابوں میں لکھی ہے کہ محدث مکلم ہے مکالمہ النبیہ پاتا ہے جیسے نبی پاتے ہیں۔ اور اس لیئے من وجہ نبی ہے۔ مگر چونکہ لغت نے ان معنوں کو ترک کر دیا۔ اس لیئے آپ نے یہ تحریر فرمایا کہ لفظ نبی کو ہم کلیۃً نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ اس طرح پر لفظ محدث کے متعلق ممکن ہے غلط فہمی ہو۔ غرض اصطلاحی معنے محدث کے ہی ہیں جو حضرت مسیح موعود نے اپنی پہلی کتابوں میں پھر ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھے ہیں۔ یعنی وہ امتی ہوتا ہے جو بواسطہ اتباع اور بطفیل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم شرف مکالمہ سے مشرف کیا جاتا ہے۔ اور نبیوں کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر اتباع کامل کی وجہ سے وہ اپنے نبی متبوع کے لیئے بطور ظل کے ہو جاتا ہے مگر لغوی معنے چونکہ وہ نہیں اس لیئے آپ نے یہ لفظ لکھے ہیں جو بالکل درست ہیں۔ اور وہاں بھی صاف ظاہر ہے کہ نبوت کا دعوے جو کچھ ہے وہ محض بلحاظ لغت کے ہے۔ گویا اصطلاحی معنے محدثیت کے اور لغوی معنے نبوت کے قریباً ملتے جلتے ہیں یا یوں کہنا چاہیئے کہ ایک ہی ہیں۔ نبی کے لغوی معنے غیب کی خبر دینے والا۔ محدث کے اصطلاحی معنے مکلم۔ مگر آپنے کہا ہے کہ میں محض لفظ محدث کو اس لیئے اختیار نہیں کرتا۔ کہ اُس کے لغوی معنے غیب کی خبر دیا جانے کے نہیں ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کہا۔ اور نہ اس بات کا انکار کیا۔ کہ محدث کے اصطلاحی معنے مکلم ہیں۔ اور انکار کر کیونکر سکتے تھے۔ جب حدیث صحیح یہی معنے محدث کے کرتی ہے۔ صرف لغوی معنے کے متعلق ایک بات کہی۔ ایک ضرورت کے لیئے کہی اور درست کہی۔ وہ صرف اس کے بعد براہین احمدیہ حصہ پنجم میں محدث کے اس قسم کے نبی ہونے کا اقرار کیا۔ جیسا ازالہ اوہام اور حمامۃ البشریٰ میں لکھا تھا۔ بلکہ اور بھی بہت سی کتابوں میں اپنے آپ کو محدث لکھا جس کا ذکر انشاء اللہ تعالےٰ اپنے موقعہ پر ہوگا۔ مگر لیکچر سیالکوٹ میں جو ۱۹۰۴ء کا لکھا ہوا ہے۔ محدث کے اصطلاحی معنے پھر کیئے ہیں اور وہی کیئے ہیں جو ہمیشہ کرتے رہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں۔

" اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف

محدثین کے مراتب

ایک اور سوال جو پیدا ہوتا ہے یہ ہے۔ کہ آیا جس رنگ میں فیض رسانی یا افاضہ کمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس اُمت میں ہو رہا ہے۔ اسی رنگ کا افاضہ کمال پہلے انبیاء کا بھی اپنی امتوں میں یا اپنے متبعین میں ہوتا رہا یا نہیں۔ یہ سوال تو سیدھا ہے۔ اگر ان انبیاء کا افاضہ کمال ہی نہیں ہوتا رہا تو اللہ تعالےٰ کا اُن کو بھیجنا عبث تھا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بعض وقت اس رُوحانی تربیت سے فائدہ اُٹھانے والے تھوڑے لوگ ہوئے۔ بعض وقت زیادہ۔ یا بعض کے افاضہ کمال کی کیفیت اس حالت کو نہیں پہنچی جو دُوسروں کی۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علےٰ بعض۔ رسولوں کو بھی ہم نے ایک دُوسرے پر فضیلت دی ہے۔ دوسری طرف حدیث لقد کان فیما قبلکم محدثون۔ یعنی اُن میں جو تم سے پہلے گذر چکے محدث تھے۔ حدیث اس بات کا فیصلہ کرتی ہے۔ کہ پہلی اُمتوں میں بھی محدث تھے جس طرح خدا کے کلام نے فرمایا لکل قوم ھاد۔ ہر قوم میں کوئی ہادی گذر چکا ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی عام ہی الفاظ فرمائے ہیں۔ فیما قبلکم۔ جو تم سے پہلے ہوئے ہیں۔

ہوتا ہے۔ جس نے کمال حاصل کیا ہو۔ ایسے مسائل پر لکھتے وقت میاں صاحب کو زیادہ احتیاط سے کام لینا چاہیئے تھا۔ مگر افسوس ہے کہ حقیقۃ النبوت کے لکھنے میں اس قدر بے اصولے پن سے کام لیا گیا ہے۔ کہ جو دل میں آیا لکھ دیا۔ اب یہ قاعدہ کلیہ کہ "ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے" کیسا خطرناک ہے۔ مگر میاں صاحب نے ایسا کام نکالنا تھا۔ یہ تو غرض ہی نہ تھی کہ مسیح موعود کیا لکھتے ہیں۔ بلکہ اپنے ایک خیال کو قائم کرنا تھا۔ خواہ اُس کے لیئے مسیح موعود کو معاذ اللہ ایسا ہی قرار دینا پڑے۔ کہ پندرہ سال تک محدثیت پہ نبوت پر سینکڑوں صفحات لکھ مارے۔ مگر باوجود مجدد ہونے کے۔ باوجود علوم سے واقف ہونے کے باوجود قرآن و حدیث کے اعلیٰ درجہ کے علم کے باوجود خدا سے الہام پانے کے اتنی بھی سمجھ نہ تھی جتنی ایک چھبیس سال کے نوجوان کو ہے۔ العیاذ باللہ۔ اگر یہ کتاب خدا کے خوف سے کسی مسئلہ کی وضاحت کے لیئے لکھی گئی ہے۔ تو اُمید ہے کہ میاں صاحب ایسے اصولوں کو جو اپنے خیال کی تائید میں بغیر قرآن و حدیث کی سند کے اُنھوں نے بنا لیئے ہیں۔ واپس لے کر اُن کی غلطی کا اعلان کر دیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ اُنھوں نے اپنی ایک فرضی پوزیشن اس قسم کی بنا رکھی ہے۔ کہ کسی غلطی کا اعتراف کرنا اُن کے لیئے ناممکن ہو رہا ہے۔ اور پھر ایک اس حوالہ کو تو یہ کہکر ٹال دیا گیا۔ کہ ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے

غالب ہوتی ہے اور بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا جوش ہوتا ہے۔ دونوں مکالمات
و مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق اُن کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں
اُن کی قبول ہوتی ہیں۔ مگر وہ امور جن سے دونوں میں تمیز ہوتی ہے ان کے ذکر کا موقعہ نہ تھا
اور وہ دوسری جگہ آپ کی تصنیفات میں موجود ہیں۔ اور مجھے حیرت آتی ہے جب یہ کہا جاتا ہے
کہ پہلی تحریریں منسوخ ہیں۔ اگر منسوخ ہی کرنا ہے۔ تو پھر ۱۹۰۱ء سے پہلے اور بعد کی دونوں
منسوخ ہونگی۔ اور منسوخی کے شیدائیوں کے لیئے صرف ایک ہی راہ ہے کہ غلطی کے ازالہ
کے ایک فقرہ کو صحیح قرار دے کر اس سے پہلی اور پچھلی دونوں تحریروں یعنی سارے مجموعہ
تصنیفات کو منسوخ قرار دیا جائے۔ اور اگر بعد کی تحریروں کی غلطی کے ازالہ سے اسی طرح تطبیق
ہوسکتی ہے۔ جس طرح میاں صاحب نے حقیقۃ النبوۃ میں کوشش کی ہے (جس کی طرف مختصراً
میں نے حاشیہ میں توجہ دلائی ہے) تو اس سے زیادہ آسانی کے ساتھ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی
تحریروں کی بھی تطبیق ہوسکتی ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں نے دکھایا ہے۔ سوائے غلطی کے ازالہ کے
ایک فقرہ کے جس کے معنوں کی میں کافی تشریح اوپر کر چکا ہوں ۱۹۰۱ء سے پہلے اور بعد کی
تحریریں لفظاً بہ لفظاً متفق ہیں اور حضرت مسیح موعود کا ہمیشہ ایک ہی مذہب رہا ہے۔ اور
وہ وہی مذہب ہے جو حدیث صحیح اور اکابر اہل تحقیق کی تحریروں میں پایا جاتا ہے۔

کہیں بھی نہیں ملتے کہ وہ اپنی تائید میں توضیح مرام کا حوالہ پیش کر سکتے ہیں۔ مگر کیا میاں
صاحب اس بے اصولے پن سے اپنا کام نکالنے کی اب بھی جرأت کریں گے۔ جب علانیہ ان
ساری تحریروں کو منسوخ کہہ چکے ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو اس وقت
ان مسائل کی سمجھ بھی نہ آئی تھی۔ تو جب قرآن و حدیث و لغت میں آپ کے اس اصول کے لیئے
کوئی بھی شہادت نہیں کہ "ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے" تو آپ کو توضیح مرام کا سہارا لینا
کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اور اگر آپ کا یہ منشاء ہے کہ محدثیت چونکہ نبوت سے ادنیٰ مرتبہ ہے
اس لحاظ سے ہر نبی محدث ہوتا ہے تو اس طرح یہ ہر نبی صالح بھی ہوتا ہے۔ ہر نبی مومن بھی ہوتا
ہے۔ ہر نبی انسان بھی ہوتا ہے۔ تو کیا ہمارے لیئے جائز ہے کہ یوں کہہ دیں۔ کہ ایسے لوگوں
کو اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول اور صالح یا نبی اور رسول اور مومن یا نبی اور رسول
اور انسان کہتے ہیں۔ پھر میاں صاحب نے اتنا نہ سوچا۔ کہ محدث کا مفہوم اگر کچھ ہے تو وہ مفہوم
تو یہ ہے۔ کہ اُمتی ہو کر جو شخص کمال کو حاصل کرے وہ محدث ہے۔ تو پس کیا ہر نبی ایک اُمتی

نہیں مل سکتی۔ اور پہلے زمانہ میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی کسی نبی کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اس قدر صاحب کمال نہ تھے۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور جبکہ نبوت کا دروازہ علاوہ محدثیت کے اُمت محمدیہ میں کھلا ثابت ہوگیا۔ تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مسیح موعود بھی نبی اللہ تھے۔" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۲۸ و ۲۲۹) اِس عبارت سے کم از کم اس قدر تو معلوم ہوگیا کہ مصنف حقیقۃ النبوۃ اتنی ضرورت کو تو محسوس کرتے ہیں۔ کہ پہلے نبوت کا دروازہ کھلا ثابت ہونا ضروری ہے۔ تب مسیح موعود نبی اللہ بن سکتا ہے اگر نبوت کا دروازہ یعنی اُس نبوت کا جو جزوی نبوت سے بڑھ کر ہے یا محدثیت سے بڑھ کر ہے۔ کھلا ہی نہیں تو مسیح موعود کو نبی اللہ بنانے کی کوشش ہی بے سود ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جناب میاں صاحب نے اس دروازہ کو جس پر تیرہ سو سال سے اُمت کا اجماع چلا آتا ہے کہ بند تھا۔ کس طرح کھولا۔ وُہ کون سی جادوگر کی چھڑی ہے یا ایلکٹرک بٹن ہے کہ جسے دروازہ سے چھوتے ہی یا اُس کو دباتے ہی وہ دروازہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بند کر گئے تھے۔ اور جس کو تیرہ سو سال تک کھولنے کی اُمت میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ وہ جناب میاں صاحب کے محض ایک اشارہ سے چوپٹ کھل گیا۔ اور اب جس کا جی چاہے اس کے اندر داخل ہو جائے علی اور عمر جیسے آدمیوں کو تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس دروازہ سے پار نہ کر سکے۔ مگر اب تو سُنا گیا ہے کہ میاں صاحب نے زبانی گفتگو میں یہاں تک

مبشرات بھی ایک نوع نبوت ہے۔ اور وہ نوع نبوت محدث کو حاصل ہے۔ اسلئے محدث ایک معنے سے نبی اور ایک معنے سے (یعنی لغوی مفہوم میں) محدث ہے۔ مگر میاں صاحب کے نزدیک تو یہ سارا کلام باطل ہے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ وُہ پہلے فقرہ النبی محدث کو لے لیں اور دوسرے فقرہ کو جس میں اس کی وجہ بتائی ہے۔ چھوڑ دیں۔ آپ نے ایک خاص اصطلاح کے لحاظ سے یہاں یہ فقرہ لکھا ہے۔ جب اس اصطلاح کے ہی میاں صاحب قائل نہیں۔ اور اسے غلط سمجھتے ہیں۔ تو النبی محدث تو اُن کے نزدیک خود سراسر غلط فقرہ ہُوا۔ باقی اور کوئی سند اپنے لیئے دیں۔ جہاں تک میںنے قرآن و حدیث کو دیکھا ہے۔ یہ اصُول کہیں نہیں پایا۔ کہ ہر ایک نبی محدث ہوتا ہے۔

یہ تو یقینی ہے کہ پہلی اُمتوں میں بھی محدث ہوتے تھے۔ پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں پہلے نبیوں سے بڑھ کر کیا بات ہوئی۔ یہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس سوال کا جواب تو سیدھا ہے جو میں ابھی دیتا ہوں۔ لیکن چونکہ اِس بنا ر پر ایک نئی کوشش دروازۂ نبوت کو کھولنے کی کی گئی ہے۔ اِس لیئے پہلے میں اس پر غور کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

کیا محدثیت سے اُوپر نبوت کا دروازہ کھُلا ہے۔

حقیقت النبوت میں میاں محمود احمد صاحب نے بھی اِس سوال کو اٹھایا ہے۔ اور اس کا جواب یہ دیا ہے۔ کہ "آپکے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے۔ جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اور اس نبوت کا پانے والا اُمتی نبی کہلاتا ہے" اور پھر لکھتے ہیں کہ "پہلی اُمتوں میں محدث یا جزوی نبی تو ہوتے تھے۔ لیکن پہلے نبیوں میں اِس قدر طاقت نہ تھی۔ کہ اُن کے فیضان سے اُمتی نبی ہو سکے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں۔ بلکہ اِس سے اُوپر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے ...... پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھُلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست

صفحہ ۱۸۱ کی عبارت کا کیا جواب ہے۔ جہاں محدث کے ایک خاص قسم کے نبی ہونیکا اعتراف کیا گیا ہے۔ وہاں تو یہ حیلہ بھی کام نہیں دے سکتا۔ پھر ۱۹۰۱ء کے بعد کئی جگہ محدث کو اپنے اصطلاحی معنے کے لحاظ سے نبی کے پہلو بہ پہلو رکھا ہے۔ ان سب تحریروں کو کیا کرینگے اور جہاں تک توضیح مرام کے الفاظ ہیں۔ اُن سے بھی میاں صاحب کے اصول کی تائید نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہاں آپ نے تو صفائی سے بیان کر دیا ہے۔ ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات ای لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات۔ یعنی نبی محدث اور محدث نبی ہے۔ اس اعتبار سے کہ اسے انواع نبوت میں سے ایک نوع حاصل ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں باقی رہے نبوت سے مگر مبشرات یعنی نبوت کے انواع میں سے صرف ایک نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ مبشرات ہیں۔ اب حضرت صاحب نے تو اس حوالہ میں اپنا مطلب صاف کر دیا ہے۔ کہ چونکہ نبوت کے وسیع مفہوم کے لحاظ سے جس کے معنے اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی کے

تحریر کو بھی قرآن کے اوپر پیش کرنا جائز نہ سمجھیں۔ حالانکہ خود مسیح موعود کے کئی اجتہادوں سے
اختلاف رکھتے ہیں اپنے خیال میں ایک بات آجائے تو مسیح موعود کا اجتہاد کچھ چیز نہیں لیکن
قرآن و حدیث کی اتنی بھی پروا نہیں کہ ایک ایسے خطرناک فعل کا ارتکاب کرتے وقت کہ تیرہ سو
سال کے مسدود باب نبوت کو چوپٹ کھول دیا اتنا بھی نہیں کیا کہ پہلے قرآن و حدیث پر حضرت
صاحب کی تحریروں کو پیش کرتے اور پھر مسیح موعود کی تحریروں میں تو مدعی نبوت کو کاذب اور
کافر کہا ہے دین اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ اس پر لعنت کی ہے باب نبوت کو اور وحی
نبوت کو بار بار مسدود کہا ہے اور ایک دو دفعہ نہیں بیسیوں دفعہ قرآن اور حدیث سے
دلائل پیش کئے ہیں۔ کہ باب نبوت بکلی مسدود ہے۔ صرف جزوی نبوت جس کا دوسرا
نام محدثیت ہے مل سکتی ہے۔ بھلا اگر ۱۹۰۱ء سے پہلے کی یہ سب تحریریں منسوخ
بھی مان لی جائیں۔ آپ کے قرآن اور حدیث کے سارے استدلالات کو غلط بھی
مان لیا جاوے تو کیا ۱۹۰۱ء کے بعد باب نبوت کے مسدود ہونے کا ذکر حضرت
مسیح موعود کی کتابوں میں ہے یا نہیں۔ کیا مواہب الرحمٰن میں نہیں لکھا واللہ مکالمات
و مخاطبات مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ وانہم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا
نبیین فی الحقیقۃ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ ولا یعطون الا فہم القرآن
ولا یزیدون علیہ ولا ینقصون منہ یعنی اولیا کے ساتھ اس امت میں سلسلہ
مکالمہ و مخاطبہ الٰہی تو جاری ہے اور ان کو انبیاء کے رنگ میں رنگین بھی کیا جاتا ہے مگر
وہ درحقیقت نبی نہیں کیونکہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا اور ان کو کچھ
نہیں دیا جاتا سوائے فہم قرآن کے اور وہ اس پر بڑھاتے ہیں نہ اس سے گھٹاتے ہیں
کیا میاں صاحب کو یہاں صاف اقرار موجود نہیں کہ دروازہ نبوت مسدود ہے۔ اس لئے اولیاء اللہ
باوجود نبوت کے رنگ میں رنگین ہونے کے نبی نہیں بن جاتے۔ پھر کیا خود حقیقۃ
الوحی میں یہ نہیں لکھا والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم
(الاستفتاء صفحہ ۶۴) اور نبوت منقطع یعنی بند ہو چکی بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے۔ پھر کیا وہیں نہیں لکھا وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت
سلسلۃ المرسلین ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں اور آپ پر رسولوں کا سلسلہ
منقطع ہو گیا۔ پھر ان ساری باتوں کے ہوتے ہوئے اس جرأت سے یہ لکھ دینا

بھی فرمایا کہ اگر میں (یعنی میاں صاحب بذات خود) کوشش کروں تو میں بھی نبی بن سکتا ہوں۔ اور اگر شیخ فاضل جلال الدین (ایک نومسلم جو اس کے راوی ہیں) کوشش کریں تو وہ بھی نبی بن سکتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ کونسا عالم ہے جس میں ہم آگئے۔ کیا یہی دین اسلام ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور فرمایا تھا کہ نبوت کی عمارت میں صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ سو وہ کونے کی اینٹ میں ہوں۔ کیا ہم اسی نبی کے دین کے پیرو ہیں جس نے حضرت علی کو کہا تھا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی۔ اے علیؓ تو تم مجھ سے وہ نسبت رکھتا ہے جو ہارون موسٰے سے رکھتا تھا۔ مگر ہارون نبی تھا تو نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یا حضرت عمرؓ کو کہا تھا۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ اور پھر یوں تسلی دی کہ نبوت کا دروازہ تو مسدود ہے۔ مگر محدثیت کا دروازہ چونکہ کھلا ہے۔ اس لیے عمرؓ محدث ہے۔ پھر آخر ہم بعثا کہنے والے نے نعوذ باللہ من ذالک بڑی غلطی کھائی۔ کیونکہ نبوت کا دروازہ تو کھلا تھا۔ آپ نے خواہ مخواہ اسے بند سمجھ لیا۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب یہ کس قدر جرات کا کلمہ ہے کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور اس کے لیے سند کیا پیش کی۔ کہ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ دروازہ نبوت کھلا ہے۔ کیا حدیث نے تسلی دے دی کہ امت کا اجماع غلطی پر تھا۔ دروازۂ نبوت کھلا ہے۔ یہ کیا ظلم ہے جو اسلام پر ہو رہا ہے۔ کہ ادنےٰ ادنےٰ بات پر بے دھڑک ایک قانون بنا دیا جاتا ہے۔ ابھی ہم دیکھ چکے ہیں کہ ایک ذرا سی مشکل پیش آنے پر ایک قانون بنا دیا گیا۔ کہ ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے۔ ابھی دوسرا قانون بن گیا۔ کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ کیا میاں صاحب کا ایک مسلمان قال اللہ اور قال الرسول کی عزت کرنے والا ہونے کی رو سے یہ فرض نہ تھا۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود کی تحریروں میں ان کو کچھ ایسا مشتبہ گزرتا تھا۔ کہ آپ نبوت کے دروازے کو کھلا سمجھتے ہیں۔ تو ان تحریروں کو قرآن اور حدیث پر پیش کرتے۔ مسیح موعود تو اپنے قطعی اور یقینی الہامات کو بھی قرآن اور حدیث پر پیش کرے۔ اور میاں صاحب مسیح موعود کی .... ایک

کہ باوجود نبی ہونے کے پندرہ سال تک بقول حقیقۃ النبوت اپنی نبوۃ کا انکار کرتا رہا اور مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا رہا۔ پھر چھ سات سال نبوت کا مدعی رہا کیا اسی بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے ایسی فضیلت کو ظاہر کرنے کی بجائے چھپا کر رکھنا بہتر تھا۔ پھر دعویٰ تو تھا خاتم النبیین۔ اب دنیا میں ہزاروں نبی آتے رہتے آپ کی امت میں کم از کم سینکڑوں ہی ہوتے تو کچھ خوشی کا مقام ہوتا مگر وہاں جمع کا صیغہ بھی پورا نہ ہو سکا کم از کم تین نبی ہی بنا دیئے ہوتے تاکہ لفظ تو پورے ہو جاتے۔ مگر ایک نبی تیرہ سو سال بعد بنایا۔ اب قیامت تک دوسرا بن نہیں سکتا۔ ورنہ بقول میاں صاحب قرآن کی آیت و آخرین منہم جھوٹی ٹھہرتی ہے تو چاہئے تھا قرآن میں ہمارے خاتم النبیین کے خاتم النبی ہوتا کہ اس کی مہر سے ایک ادھورا سا نبی بھی بن جاوے گا۔ جو ساری عمر اپنی نبوت کا انکار کرتا رہیگا۔ موت کے قریب پہنچ کر اس کو پتہ لگیگا کہ میں ہی تو اکیلا دنیا میں آنحضرت کی فضیلت کا ثبوت دینے آیا تھا مجھ سے یہ کیا غلطی ہو گئی۔ افسوس ایسی فضیلت پر۔

اب سوال یہ ہے اگر دروازہ نبوت کھلا ہے تو ساری امت میں صرف ایک ہی نبی بننے میں قصور کس کا ہے۔ جب خدا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مہر دیدی تھی کہ جاؤ تم اب دنیا میں اپنی پیروی کی وجہ سے لوگوں کو نبی بنایا کرو تو کیا یہ قصور معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ بوجہ بخل کسی کو نبی نہیں بناتے اور پھر اس میں نعوذ باللہ کچھ خدا کی بھی شرکت پائی جاتی ہے کہ محمد رسول اللہ نے اپنی مہر سے جب ایک کو نبی بنایا تو خدا نے اسے پندرہ سال باوجود نبی ہونے کے دھوکہ میں رکھا اور خود چھپا کر سراج منیر سے ثابت ہوتا ہے وہ علم اسے دیتا رہا جس نے اس کو غلطی میں پھنسائے رکھا کیونکہ وہاں صفحہ ۲ پر مسیح موعود لکھتے ہیں کہ میرا نام مجاز اور استعارہ کے طور پر نبی رکھا جاتا یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا۔ پس نعوذ باللہ شاید خدا پچھتایا ہوگا کہ میں نے یہ مہر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں دیدی۔ اور خدا کی صفات میں ایک انسان کو شریک کیوں کر لیا۔ اتنی مدت میں براہ راست نبی بناتا تھا اب یہ اپنا اختیار اپنی ہی مخلوق کو دے دیا۔ اس لئے اب اس نے یہ چارہ سوچا ہوگا کہ اس نبی کو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے بن گیا ہے معاذ اللہ یوں خراب کرو کہ اسے یہ سمجھاؤ کہ تم اپنی نبوت کا انکار کرتے چلے جاؤ۔ اور اپنے آپ کو معمولی محدث

کہ سلسلہ نبوت بند نہیں۔ اور دروازہ نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھلا ہے کیا
قرآن و حدیث کو چھوڑنے کے علاوہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو پس پشت پھینکنا نہیں۔
اور اس پر ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کا کوئی پروا کی گئی ہے۔ نہ بعد کی بلکہ محض ایک بہانہ ہے کہ
۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں منسوخ ہیں۔ کیا مواہب الرحمن مسیح موعود کی کتاب نہیں کیا وہ
جنوری ۱۹۰۳ء میں نہیں لکھی گئی۔ پھر کیا آج تک میاں صاحب نے اس کے الفاظ پر کبھی غور کیا
یوں بیہودہ تاویلات سے الفاظ کو توڑ مروڑ کر ایک انسان کو خدا بھی بنا دیا گیا ہے۔ مگر کیا انصاف
اس بات کا مقتضی ہے کہ ایسی صاف تصریحات کو چھوڑ کر انسان ایک اپنا نیا مذہب نکالے
پھر میں پوچھتا ہوں کہ اگر دروازہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کھلا ہے تو پھر
کون کون نبی بنے۔ انسان جب ایک اصول کو قائم کرے تو پھر اس پر پختہ ہو۔ اسی کتاب
حقیقۃ النبوۃ میں دوسری جگہ میاں صاحب نے لکھا ہے "لیکن چونکہ اس امت میں
سوائے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے کسی جماعت کو آخرین نہیں قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا
کہ رسول بھی صرف مسیح موعود ہی ہے۔ اب دیکھئے ایک طرف دروازہ نبوت کھولا جاتا ہے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دیگر انبیاء پر یہی رہ جاتی ہے کہ اور نبی اپنی پیروی سے
محدث بنا سکتے تھے۔ آنحضرت اپنی پیروی سے نبی بنا سکتے ہیں۔ دوسری طرف اسی کتاب
میں یہ اعتراف موجود ہے کہ اس امت میں سوائے مسیح موعود کے کوئی رسول نہیں ایسی تحریر
کس عزت اور وقعت کے قابل ہو سکتی ہے جو خود ہی ایک اصول باندھے اور خود ہی اسے
توڑے تو اب کم از کم پچھلا یاد نہ رہنے کا عذر تو ہو نہیں سکتا کیونکہ یہ کوئی تصنیف نہیں جو بیان ہوا
ہو جہاں حافظہ نہ رہنے کا عذر ہو سکے بلکہ یہ استدلالات ہیں تو یہ ماننا پڑیگا کہ نبوت کا دروازہ تو کھلا
نہیں تھا صرف مسیح موعود کو رسول بنانے کے لئے اسے کھلا قرار دیا گیا ورنہ فی الحقیقت جو دروازہ مسیح
موعود سے پہلے بھی بند تھا بعد میں بھی قیامت تک بند رہیگا اس کو کھلا ہوا کہنا کبھی عقلمند انسان کا
کام نہیں تو پس میاں صاحب کے اپنے اقرار کے مطابق نبوت کا دروازہ تو بند کا بند ہے۔ اب اگر مسیح
موعود کو وہ فی الواقع نبی مانتے ہیں تو اب غور کرو تو فضیلت کیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
کوئی نہ رہی اور نبی بھی محدث بنا سکتے تھے آپ بھی محدث ہی بنا سکے ہیں یہاں تک کہ ہزاروں
اولیاء آپ کی امت میں ہوئے مگر اس میں آپ کی فضیلت کوئی نہ تھی فضیلت تھی نبی بنانے میں
وہ کوئی بنا نہیں رہا آئندہ قیامت تک بن سکتا ہے سوائے ایک کے سو وہ بھی ایسا ہوا

یا یہ ماننا پڑے گا کہ یہ امت ہی ایسی نکمی اور ناکارہ تھی اور ان کی طبائع ہی یہ استعداد نہ رکھتی تھیں کہ اچھے سے اچھا معلم بھی ان کو انسانی ترقی کے کمال تک پہنچا سکے۔ پہلی امتوں میں نبی محدث بنائے جاتے اور بنا جاتے۔ اس امت کو نبیوں کے درجہ تک پہنچانے کے لئے ایک نبی کو جو افضل الرسل تھا مقرر کیا گیا۔ وہ نبیوں کے درجہ تک کسی کو نہ پہنچا سکا۔ اور نہ یا ؤ تو تشویش کہ یہی ناکارہ امت کی تعریف خدا خود قرآن میں ان الفاظ میں کر چکا تھا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور امۃ وسطا۔ یعنی تم سے بہتر کوئی امت ہی پیدا نہیں ہوئی۔ اے میاں صاحب خدا کا خوف کرو اور دنیا میں کوئی ایسا اصول پیش کرو جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس امت کی دنیا میں کچھ عزت باقی رہے۔ اگر یہ ہوگا تو آپ کو بھی کچھ ملتا رہے گا اور یہ بھی سوچو کہ کیا خدا نعوذ باللہ بھی راضی ہو جایا کرتا ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو جن کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔

بہرحال یہ ایک نہایت بھدا عذر ہے کہ ختم نبوت کا دروازہ اس لئے کھولتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے لوگ نبی نہ بن سکیں تو آنحضرت کی کوئی فضیلت دوسرے انبیاء پر قائم نہیں رہتی کاش اس عذر تراشی کا نتیجہ یہی ہوتا کہ چند نبی تجویز کر دئے جاتے۔ مگر یہ فکر تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونا چاہئے تھا کہ میں لوگوں کو محدثیت سے بڑھا کر کسی اور مرتبہ پر پہنچاؤں۔ وہ تو فرماتے ہیں لقد کان فیما قبلکم محدثون فان یکن فی امتی احد فعمر کہ پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے میری امت میں بھی محدث ہوں گے اور عمر ان میں سے ایک ہے یہ کیوں نہیں فرمایا لقد کان فیما قبلکم نبیون فان یکن فی امتی احد فالمسیح الموعود یعنی تم سے پہلی امتوں میں نبی ہوا کرتے تھے میری امت میں بھی ہوں گے اور مسیح موعود ان میں سے ایک ہے۔ اگر دروازہ نبوت کھلا ہے تو اس کے لئے کوئی حدیث پیش کیوں نہیں کی جاتی۔ حالانکہ باب نبوت مسدود ہونے پر احادیث موجود ہیں۔ جن کا نتیجہ ایک طرف اس حدیث کا ہونا کہ پہلی امتوں میں محدث تھے میری امت میں بھی ہوں گے اور عمر ان میں سے ایک ہیں۔ دوسری طرف یہ حدیث کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ (اور اس حدیث کو حضرت مسیح موعود نے قبول کیا ہے) فیصلہ کن ہے۔ اس بات پر کہ اس امت

بتانے چلے جاؤ۔ مگر آخر چونکہ یہ نبی بھی تو ایسا تھا کہ خدا خود بھی اسے جری اللہ فی حلل الانبیاء
کہہ چکا تھا اس لئے وہ بھی آخر تاثر کیا کہ جو خود یہ معاملہ کچھ اور ہے۔ پس اس نے صاف
کہہ دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو فضیلت آج تک دوسرے انبیاء پر ثابت
ہی نہیں ہو سکی کیونکہ دوسرے نبیوں کے متبع بھی محدث ہو گئے تھے اس کے بھی
محدث ہی ہوئے ہیں۔ پس ہم قرآن کو کیا کریں۔ اور حدیث کو کس طرح قبول کریں۔ اور خدا
کے کلام کو کیوں رد کریں۔ جب ایک ہی موقعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
فضیلت ثابت کرنے کا تھا کہ وہ شخص آ گیا جسے حدیث میں نبی اللہ کہا گیا تو اب
اس موقعہ کو ہاتھ سے کھونا نہیں چاہیے

بہرحال اس ایک ہی آدمی کو اپنی مہر نبوت سے فائدہ پہنچانے سے یا تو نعوذ باللہ من
ذلک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخل سے کام لیا اور یا پھر یہ امت ہی ایسی
نکمی تھی کہ ان میں سے کوئی انسان اس قدر استعداد ہی نہ رکھتا تھا کہ ترقی کرتے کرتے
انسانی کمال کے اس رتبہ کو پاتا جس کا نام نبوت ہے۔ کیونکہ حقیقۃ النبوۃ میں یہ بھی
ایک نیا اصول قائم کر دیا گیا ہے کہ نبوت موہبت نہیں بلکہ کسب سے حاصل ہوتی
ہے۔ یا اگر پہلے موہبت ہوتی تھی تو اب اکتساب سے مل سکتی ہے۔ جیسا کہ میاں
صاحب فرماتے ہیں "خلاصہ کلام یہ کہ نبوت کی تعریف اور اس کے حصول کا طریق اللہ
تعالیٰ نے قرآن کریم میں صاف طور پر بیان کر دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ یہ ایک انسانی کمال
کا رتبہ ہے جس پر پہنچ کر انسان غیب تک سے واقف کیا جاتا ہے اور اس سے پہلے مرتبے
صالح شہید اور صدیق کے ہیں" (صفحہ ۱۰۵) اور اس سے چند سطریں پہلے لکھا ہے
"پس اس تمام بیان سے یہ مطلب ہے کہ نبوت کوئی الگ چیز نہیں کہ وہ مل جائے تو انسان
نبی ہو جاتا ہے۔ بلکہ اصل بات یہی ہے جیسا کہ میں اوپر قرآن کریم سے ثابت کر آیا ہوں
کہ انسانی ترقی کے آخری درجہ کا نام نبی ہے" (صفحہ ۱۵۴) تو پھر دو حال سے خالی نہیں
یا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ من ذلک اس قابل نہ تھے کہ ان کو مہر نبوت
دی جاتی کیونکہ انھوں نے ساری امت کو ناقص حالت میں رکھا اور انسانی ترقی کے
کمال تک ایک کو بھی نہ پہنچا سکے یا اگر ایک کو پہنچایا تو وہ بھی ایسا ادھورا کہ مدت العمر
اپنی نبوت کی تاویل کرتا رہا۔ اور شک میں رہا کہ وہ کمال مجھے مل گیا ہے یا نہیں اور

سردار اسی طرح اس کے محدث محدثوں میں سردار۔ جب یہ ظاہر ہے کہ آنحضرت کے کمالات سب نبیوں کے کمالات سے بڑھ کر ہیں تو یہ بھی بدیہی ہے کہ جو ان کمالات سے حصہ پائینگے وہ دوسرے نبیوں کے کمالات سے حصہ لینے والوں سے بڑھ کر ہونگے۔ ایسی خصوصیتیں قائم نہ کرو جن کی وجہ سے آخر دین اسلام کو ہی جواب دینا پڑے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت نبیوں پر یہی ہو سکتی ہے کہ آن کو نبی نہ مانا جائے بلکہ خدا مانا جائے۔ جو ایسا مانتا ہے وہ کافر ہے۔ تو پھر یہ ضرورت کیوں پیش آئی کہ آپ کے محدث جب تک نبی نہ بنیں اس وقت تک آپ کی فضیلت ہی آئی نہیں۔ ہاں کمالات میں یہ اُمت بیشک بہت بڑھ سکتی ہے۔ اور چونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے حصہ لینا ہے اور وہ کمالات گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ ہیں اس لئے آپ کے متبعین بھی ان کمالات سے حصہ لے کر بعض امور میں گذشتہ نبیوں سے بڑھ سکتے ہیں۔ جس کو جزئی فضیلت کہا جاتا ہے۔ مگر چونکہ نبوت کا مقام بھی ایک فضیلت ہے اور وہ اس اُمت میں کسی کو مل نہیں سکتا۔ اس لئے گو اس اُمت کے افراد کو بعض انبیاء پر جزئی فضیلت تو ہو سکتی ہے لیکن کلی فضیلت کا لفظ نہیں بول سکتے۔ اس اُمت کا فخر غلامی میں ہے اور اس کے علم کا کمال شاگردی میں ہے۔ حالانکہ نبی کے علم کا کمال اُستادی میں ہے۔

مجددین ہاں انہی محدثین میں سے بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص مصلحت سے اصلاح خلق کے کام کے لئے چن لیتا ہے اور اس اُمت کے لئے یہ اس کا وعدہ ہے ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا۔ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس اُمت کے لئے ایک شخص کو مبعوث فرمائیگا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کریگا۔ یہ مجددین ایک گونہ رسالت کا منصب رکھتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے حکم سے مبعوث ہوتے ہیں۔ مگر ان کا منصب گو نبوت اور رسالت سے اشد درجہ کی مشابہت رکھتا ہے مگر اس کو نبوت اور رسالت نہیں کہہ سکتے۔ اور ان کے منصب میں اور رسول اور نبی کے منصب میں یہ فرق بیّن ہے کہ رسول اور نبی خود اپنی حیثیت میں کھڑا کیا جاتا ہے نہ کسی دوسرے کا ماتحت کر کے۔ یہی معنی ہیں مستقل ہونے کے۔ جو اپنے طور پر کھڑا کیا جاتا ہے اور دوسرے کا محتاج نہیں وہ مستقل ہے اور رسول ہے۔ جو اپنے طور پر نہیں بلکہ اپنے نبی متبوع کے کام کی تجدید کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے اور وہ ہر بات میں

میں نبی قطعاً نہیں ہونگے محدث ہونگے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو بواسطہ والی نبوت کے بھی اس اُمت میں ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے نبوت مل سکتی تھی تو حضرت علیؓ نے کب بلاواسطہ نبوت کی درخواست آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کی تھی جو اس کو کہا گیا لا نبی بعدی۔ یعنی بلاواسطہ نبی تو میرے بعد ہو نہیں سکتے کیا حضرت علیؓ کو اگر منصب نبوت بواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مل جاتا تو وہ محض اس وجہ سے ناراض ہوتے کہ مجھے بالواسطہ کیوں نبوت ملی ہے۔ بقول میاں صاحب یہ کوئی گھٹیا نبوت تو ہے نہیں جب نبوت مل جائے اسے بالواسطہ یا بلاواسطہ سے کوئی تعلق نہیں بقول میاں صاحب غرض تو لاکھ روپیہ سے ہے نہ اس بات سے کہ وہ لاکھ روپیہ کس طرح سے ملا۔ یاد رکھو کہ نبوت جس کو اصطلاح شرعی میں نبوت کہا جاتا ہے۔ وہ اس اُمت میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور نبوت بالواسطہ اصطلاح شرعی میں کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ ہاں لغوی معنی کے لحاظ سے بیشک درست ہے۔ سو لغوی معنی پر بحث ہماری بحث نہیں۔ قرآن اور حدیث صرف ایک ہی دروازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کھولتے ہیں اور وہ دروازہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پانے والوں کا ہے۔ وہی محدث ہیں وہی جزوی نبی ہیں۔ وہی ظلی نبی ہیں ورنہ۔ غرضیکہ نبی محمد احمد مجتبیٰ کے سایہ ہو کر ظلی ہو کر بروز ہو کر۔ جو چاہو ان کا نام رکھ دو۔ مگر حقیقی طور پر جو ان کا نام ہے وہ صرف محدثیت ہی ہے۔

ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا یہ تھوڑی فضیلت ہے کہ ہر نبی کی قوت قدسی کم ہوتے ہوتے ایک وقت کے بعد بالکل جاتی رہی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان قیامت تک جاری ہے۔ اور یہ فیضان نہ کبھی کم ہوتا ہے نہ بند ہوتا ہے بلکہ برابر لگاتار چلتا ہے۔ پھر یہ کیا کوئی تھوڑی فضیلت ہے کہ سب نبیوں کا فیضان چھوٹی چھوٹی قوموں تک محدود رہا مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان تعالیٰ کی ربوبیت کی طرح ساری دنیا کو محیط ہے پھر یہ کیا کوئی تھوڑی فضیلت ہے کہ آنحضرت کی تعلیم کامل ہے اور جس قدر تعلیم کامل ہوگی اسی قدر وہ لوگ جو اس تعلیم پر عامل ہوں اپنے کمالات میں ترقی کریں گے پھر کیا یہ فضیلت نہیں کہ وہ معلم جو سب سے کامل تعلیم لائے آپ ہی وہ جو ان معلموں کا ہے جو دنیا میں آئے۔ اور وہ اپنے اُمتیوں کو اس کمال تک پہنچا سکتا ہے جس کمال تک پہلے نبی اپنے اُمتیوں کو نہیں پہنچا سکے۔ جس طرح وہ معلموں میں افضل اسی طرح اس کے شاگرد دوسروں میں افضل۔ جس طرح وہ نبیوں میں

تعلیم میں بھی نمونہ میں اپنے نبی متبوع کا محتاج ہے۔ وہ مستقل نہیں اور مجدد ہے۔ رسول دین میں کمی بیشی کر سکتا ہے۔ رسول اپنی وحی کی پیروی کے لئے بلاتا ہے۔ مجدد دین میں ایک شوشہ کی کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ صرف ازسرنو نبی متبوع کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ وہ انہیں پکارتا ہے مگر نہ اس لئے کہ وہ اس کی روشنی سے روشنی حاصل کریں۔ بلکہ اس لئے کہ وہ نبی متبوع کی پیروی کریں۔ اور جن باتوں کو بھول گئے ہیں ان کو ازسرنو یاد دلا دیتا ہے۔ غرض نبی تکمیل کے لئے آتا ہے مجدد تجدید کے لئے آتا ہے اور اسی لئے مجدد کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ کیونکہ نبی جڑ ہے اور مجدد فرع یا شاخ ہے۔ اور جڑ کا انکار اور فرع یا شاخ کا انکار یکساں نہیں۔ کفر حقیقی کسی اصول کے انکار سے لازم آتا ہے۔ فرع کا انکار صرف ایک حصہ سے انسان کو محروم کرتا ہے۔ اب مجدد کی حدیث تیسرا ثبوت دروازہ نبوت کے مسدود ہونے کا ہے۔ کیونکہ اصلاح خلق کا عظیم الشان کام ایسا ہے کہ اگر نبیوں نے اس امت میں آنا ہوتا تو اصلاح خلق کے لئے ضرور آتے۔ مگر جہاں اصلاح خلق کی ضرورت پیش آئے وہاں بھی خدا تعالیٰ نے نبیوں کے آنے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ مجددوں کا ذکر کیا۔ پس ایک طرف نبوت کو مسدود فرمانا۔ دوسری طرف محدثوں کا وعدہ دینا تیسری طرف مجددین کا اصلاح کے کام کے لئے مبعوث کیا جانا یہ تین قسم کی شہادت ہے جو بتاتی ہے کہ اس امت میں نبی نہیں آسکتا کیونکہ محدث اور مجدد کا ذکر کرنے سے اور نبیوں کے آنے کا نہ صرف ذکر ترک کرنے سے بلکہ صفائی سے لا نبی بعدی کا ارشاد فرما کر یہ امر واضح کر دیا گیا ہے کہ محدث اور مجدد سے علاوہ اس امت میں کوئی آنے والا نہیں۔ ہاں ان محدثوں اور مجددوں میں بھی مراتب ہو سکتے ہیں جس طرح انبیاء میں مراتب ہوتے ہیں۔ یہاں فضیلتوں اور مراتب کا سوال نہیں۔ سوال سلسلہ نبوت کے جاری یا بند ہونے کا ہے۔

اب میں مختصر طور پر حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے دکھاتا ہوں کہ آپ نے مجددوں کو بھی وارث رسل اور اس امت کے مصلح قرار دیا ہے۔ اور یہ کہیں نہیں لکھا کہ اس امت میں نبی بھی اصلاح کے لئے مبعوث ہوا کریں گے۔ چنانچہ ذیل کے حوالجات اس پر شاہد ہیں جن سے ذیل کے امور ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ مجدد نائب رسول و نبی اور ان تمام نعمتوں اور کمالات کے وارث ہوتے ہیں جو خدا نے نبیوں کو دیں۔

اِس سے پہلے چار بابوں میں میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ انبیاء کے مبعوث کرنے کی اصل غرض جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے وہ ہدایت کا پہنچانا اور اس کے ذریعہ سے تزکیہ یا تکمیل نفوس انسانی کرنا ہے۔ پھر یہ بتایا ہے کہ وحی نبوت و رسالت کے بارہ امتیازی نشان ہیں جن سب آخری نشان یہ بتایا تھا کہ وحی نبوت میں ہر قسم کے کمالات جمع ہوتے ہیں۔ اور وحی ولایت میں صرف مبشرات ہی ہوتے ہیں۔ پھر تیسرے باب میں ختم نبوت پر بحث کی تھی۔ اور یہ دکھایا تھا کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ قطعی طور پر ثابت کر رہی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کوئی نہیں۔ اور چوتھے باب میں بتایا تھا کہ نبی نہیں بلکہ امت میں محدث ہونگے۔ جو نبیوں سے کمال درجہ کی مشابہت رکھتے ہیں۔ مگر واقعی نبی نہیں۔ اب اس باب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ وہ مبشرات جن کا وعدہ اُمتِ محمدیہ کو دیا گیا ہے۔ اُن سے کیا مُراد ہے +

قرآن میں مبشرات کا وعدہ سب سے پہلے میں جس امر کی طرف ناظرین کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے ہر معاملہ میں اصل فیصلہ تو خود ہی دیا ہے پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی مزید وضاحت فرمادی ہے۔ پہلے باب میں میں نے بتایا تھا کہ قرآن کریم اس اُمت کے کامل مومنوں کو صدیق اور شہید کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ اور حدیث انہی لوگوں کو محدث کے نام سے یاد کرتی ہے اور پھر خود حدیث میں ہی محدث کے لفظ کی تفسیر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے موجود ہے۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔ ایسے لوگ ہونے ہیں جن سے مکالمہ الٰہیہ ہوتا ہے۔ مگر وہ نبی نہیں ہوتے۔ اسی طرح گویا صدیق اور شہید مکالمہ الٰہیہ پاتے ہیں۔ مگر خود قرآن کریم بھی مبشرات پر شاہد ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے الا ان

جزء من النبوۃ۔ اور ایک دوسری روایت میں بجائے رؤیا المومن کے رؤیا الصالحۃ
کا لفظ ہے۔ یعنی مومن کی رؤیا یا رؤیائے صالحہ نبوت کی چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے
اس حدیث سے بآسانی سمجھ آسکتا ہے کہ جس رؤیا صالحہ کا یہاں ذکر ہے۔ وہ نبوت سے تعلق
رکھنے والی کوئی چیز ہے۔ یعنی کوئی ایسا امر ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت پیدا
کرنے سے حاصل ہوتا ہے محض سچی خواب مراد نہیں کیونکہ سچی خوابیں تو مومن اور کافر دونوں کو آجاتی
ہیں۔ دوسری طرف یہ حدیث بھی آچکی ہے جس کا ذکر بخاری کی کتاب کیف کان بدء الوحی
میں ہے کہ اول ما بدئ به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصادقۃ
یعنی وحی کی قسم سے پہلی چیز جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی ابتدا کی گئی وہ
رؤیائے صادقہ ہے پس رؤیائے صادقہ درحقیقت سے مراد یہاں وحی کی ایک قسم ہے۔ اب آگے ان
احادیث کو ان دوسری احادیث کے ساتھ ملا کر دیکھیں جن میں یہ بتلاتے ہیں کہ پہلی امتوں میں رجال یکلمون
من غیر ان یکونوا انبیاء ہوتے تھے یعنی ایسے لوگ جو مکالمہ سے سرفراز کئے جاتے تھے بغیر
اس کے کہ نبی ہوں اور وہاں آیا ہے کہ ایسے لوگ اس امت میں بھی ہوں گے۔ بلکہ ان میں ایک ایسے کا
نام بھی لے دیا کہ حضرت عمر ایسے ہیں۔ پس جب دونوں حدیثیں صحیح ہیں تو ظاہر ہے کہ دونوں
ایک دوسری کے مخالف نہیں ہو سکتیں۔ اور اگر غور کیا جائے تو دونوں کا مضمون درحقیقت ایک
ہے۔ ایک میں جو لفظ ہیں من غیر ان یکونوا انبیاء۔ وہ اس امت میں آئندہ
کے لئے نبوت کی نفی کرتے ہیں۔ اور دوسری حدیث میں ہے۔ لم یبق من النبوۃ الا
کذا وکذا یعنی نبوت میں سے کچھ حصہ باقی رہ گیا۔ گویا نبوت چلی گئی۔ چنانچہ دوسری احادیث
اسی حدیث کی مؤید ہیں۔ جیسا کہ روایت ہے کہ انقطع الوحی ولم یبق الا
المبشرات۔ یعنی وحی نبوت تو منقطع ہو گئی مگر مبشرات باقی رہ گئیں۔ اور بعض [illegible] اسی
روایت کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے۔ ذهبت النبوۃ وبقیت المبشرات نبوت
چلی گئی۔ اور مبشرات باقی رہ گئیں بہرحال اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصل نبوت
چلی گئی۔ اور [illegible] یہی مفہوم ہے کہ نبوت نہیں ہو گی۔ ساتھ ہی دونوں
حدیثوں میں کسی حصہ کے باقی رہنے کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ ایک میں تو یہ لفظ ہیں۔ رجال
یکلمون۔ یعنی ان سے مکالمہ مخاطبہ ہو گا۔ اور دوسری حدیث میں کہ مبشرات باقی رہ گئی
ہیں۔ تو معلوم [illegible] مکالمہ [illegible] گویا [illegible] حدیث کا دوسرا حصہ شرح

ـه دیکھو [illegible]

اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ الذین آمنوا وکانوا یتقون ۔ لھم
البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذلک ھو الفوز العظیم
یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ جو ایمان لائے اور
تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بشارت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی
باتیں ٹل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے (یونس ۶۲-۶۴) اور فرمایا والذین اجتنبوا الطاغوت
ان یعبدوھا وانابوا الی اللہ لھم البشری فبشر عباد ۔ جو لوگ بچتے ہیں شیطان کی
عبادت کرنے سے اور اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان کے لئے بشارت ہے۔ سو میرے بندوں کو
خوشخبری دو (الزمر ۔ ۱۷) بشریٰ کی تفسیر میں یہاں بھی اس حدیث کو بیان کیا گیا ہے۔
جس میں یہ ذکر ہے کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ و
قال صلی اللہ علیہ وسلم انقطع الوحی ولم یبق الا المبشرات وھی الرؤیا
الصالحۃ التی یراھا المومن او تری لہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وحی منقطع ہو گئی۔ اور نہیں باقی رہیں مگر مبشرات اور وہ رؤیا صالحہ ہے جس کو مومن دیکھتا ہے
یا وہ اس کے لئے دکھائی جاتی ہے۔ اور تفسیر کبیر میں ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال البشری ھی الرؤیا الصالحۃ یراھا المومن او تری لہ وعنہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے
کہ آپ نے فرمایا بشریٰ رؤیائے صالحہ ہے جس کو مومن دیکھتا ہے یا جو اس کے لئے دکھائی جاتی ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی روایت ہے کہ نبوت چلی گئی اور مبشرات باقی رہ گئیں۔
پس قرآن کریم سے یہ ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ یا وہ لوگ جو ایمان لاکر تقویٰ اختیار کرتے ہیں مبشرات
پاتے ہیں ۔

مبشرات سے کیا مراد ہے

اب یہ دیکھنا ہے کہ مبشرات سے کیا مراد لیا ہے۔ اور کہ دونوں
[illegible] سے ظاہر ہے کہ مبشرات سے مراد رؤیائے صالحہ لی گئی ہے بخاری میں ہے۔ لم یبق من
النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ نبوت میں سے سوائے
مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا۔ لوگوں نے کہا مبشرات کیا ہیں فرمایا رؤیائے صالحہ۔ یہاں سے
پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ رؤیائے صالحہ سے کیا مراد ہے۔ دوسری احادیث میں صاف آتا
ہے۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رؤیا المومن جزء من ستۃ واربعین

رویا کی طرح ہی ہے۔ اور وہ غیر انبیا کو ہوتا ہے۔ جیسا کہ گزری ہوئی حدیث میں جو حضرت عمر کے مناقب
میں ہے۔ کہ گزری ہوئی امتوں میں محدث تھے۔ اور محدث کی تفسیر ملہم سے کی ہے۔ اور بہت سے
اولیاء نے غیب کی خبریں دیں۔ اور جس طرح انھوں نے خبریں دیں اسیطرح وقوع میں آیا۔ اس سے
معلوم ہوا کہ الہام یا اولیاء کی وحی کو رویائے صالحہ میں ہی شامل کیا ہے۔ اسلئے کہ انبیا علیہم السلام
کی وہ وحی جو حضرت جبرئیل لاتے ہیں۔ اور جو صفائی کے لحاظ سے کمال رکھتی ہے۔ اور
حالت بیداری میں آتی ہے۔ اسکے بالمقابل اولیاء کی وحی ایسی ہے جیسے رویا۔ اور رویا کا
لفظ اختیار کرنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے۔ کہ خواب عام ہے اور کثرت سے آتی ہے
اور عامۂ مومنین بھی اس سے حصہ پاتے ہیں۔ اور الہام خواص سے یعنے محدثین سے مختص ہے
اسلئے اس لفظ کو اختیار فرمایا جس میں عمومیت زیادہ ہے۔ کیونکہ خاص کلام اس کے اندر
شامل ہو جاتا ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو یہ بات بھی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اولیاء کی
وحی میں خوابوں کا حصہ بھی بہت ہوتا ہے۔

چھیالیس جزء نبوت میں سے ایک جزو

پس رویائے صالحہ میں نہ صرف خوابیں شامل ہیں بلکہ
اولیاء یا محدثین کی وحی بھی شامل ہے۔ مگر وحی نبوت شامل نہیں ہے۔ سو قرآن اور حدیث اس کے
متفق ہیں۔ کہ وحی نبوت منقطع ہو گئی۔ اور وحی ولایت یا وحی محدثیت باقی رہ گئی۔ ام کرز
نے جس طرز سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ وہ بھی اسی معنی کی مؤید ہے۔ قالت سمعت
النبی صلعم یقول ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات یعنی ام کرز کہتی ہیں کہ میں نے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا نبوت چلی گئی۔ اور مبشرات رہ گئیں۔ اور
ابو یعلی نے انس سے مرفوع روایت کی ہے۔ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت
فلا نبی ولا رسول بعدی ولکن بقیت المبشرات یعنی نبوت اور رسالت منقطع ہو گئی۔
اور میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں لیکن مبشرات باقی رہ گئیں۔ پس یہ ایک امر ہے جس پر امت
کا اتفاق ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ وحی نبوت منقطع ہو گئی۔ اور وحی ولایت
باقی رہ گئی۔ اور یہ تائید کرتی ہے اس حدیث کی جس میں آیا ہے کہ اس امت میں ایسے لوگ
ہونگے جو نبی تو نہیں ہونگے۔ مگر ان سے مکالمہ الٰہیہ ہوگا۔ اور درحقیقت یہی وہ چیز ہے جس کو
نبوت کی چھیالیس جزوں میں سے ایک جزو کہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ چھیالیس اجزاء میں سے
ایک جزو ہونے سے کیا مراد ہے۔ [illegible] ستر تک بھی کی گئی ہیں۔ اور بعض روایات

مطلب ہے۔ کہ وہاں مبشرات کی تفسیر بدیں الفاظ فرمائی قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ۔ اب اگر رویائے صالحہ سے مُراد صرف خوابیں لی جائیں۔ تو بظاہر اُن میں مکالمہ شامل معلوم نہیں ہوتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ رؤیا بھی خود ایک قسم مکالمہ کی ہے۔ جیسا کہ میں اس آیت کی تفسیر میں دکھا چکا ہوں جہاں آتا ہے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا جب بشر سے مکالمہ ہوتا ہے تو تین طرز پر ہوتا ہے۔ ان میں سے لفظ وحی جو پہلے آیا ہے اسمیں میں نے دکھایا تھا۔ کہ رؤیا بھی شامل ہے۔ کیونکہ وحی کے معنی اشارہ سریعہ کے ہیں۔ اور رؤیا میں بھی کلام اِشارہ سے ہوتا ہے۔ اور یہاں جو لفظ رؤیا ے مومن یا رؤیا ے صالحہ کا اختیار فرمایا ہے تو وسیع معنی میں استعمال کیا ہے۔ یعنی ایسی چیزیں جو حالت نوم میں بتائی جائیں۔ یا بالفاظ دیگر جو ملک یعنی جبرئیل نہیں لاتا بلکہ ایک حالت نوم کی غالب ہو کر خواہ وہ نوم واقعی نیند ہو جیسے خواب کی حالت ہوتی ہے یا عارضی غنودگی اس کا مُعطل ہو جانا ہو جیسے اولیاء کی وحی میں ہوتا ہے۔ پس چونکہ اس میں تو کوئی شُبہ نہیں کہ مُبشرات میں مکالمہ الہیہ شامل ہے جیسا کہ دونوں حدیثوں کی تطبیق سے ظاہر ہے اور مُبشرات کی تفسیر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے رؤیا ے صالحہ سے بھی کی ہے تو یہ ماننا پڑیگا۔ کہ رؤیائے صالحہ میں صرف خوابیں ہی شامل ہیں۔ بلکہ وہ مکالمہ بھی شامل ہے جو اولیاء اللہ سے ہوتا ہے +

رؤیا سے مراد وحی ولایت ہے شارحین حدیث نے بھی ان الفاظ کی تاویل یہی کی ہے۔ کہ اسمیں الہام یا مکالمہ جو محدثوں کو ہوتا ہے وہ شامل ہے۔ چنانچہ فتح الباری نے ابن التین کی شرح بدیں الفاظ نقل کی ہے۔ وقال ابن التین معنی الحدیث ان الوحی ینقطع بموتی ولا یبقی ما یعلم منہ ما سیکون الا الرؤیا ویرد علیہ الالھام فان فیہ اخبارا عما سیکون وھو للانبیاء بالنسبۃ للوحی کالرؤیا ویقع لغیر الانبیاء کما فی حدیث الماضی فی مناقب عمر قد کان فیمن مضی من الامم محدثون وفسر المحدث بفتح الدال بالملھم بالفتح ایضا وقد اخبر کثیر من الاولیاء عن امور مغیبۃ فکانت کما اخبروا۔ یعنی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ وحی (یعنی وحی نبوت) میری موت سے منقطع ہو جائیگی۔ اور آئندہ ہونیوالے امور کے معلوم ہونے کی سوائے رؤیا کے کوئی صورت نہ ہوگی۔ اور اسی میں الہام بھی شامل ہے کیونکہ اس میں اس چیز کی خبر ہوتی ہے جو ہونیوالی ہو۔ اور وہ یعنی الہام انبیاء کے لئے وحی کی نسبت سے

النبی فعیل بمعنی فاعل للمبالغة من النباء الخبر لانه انبأ عن الله
عربی زبان میں یعنی نبی فعیل کا وزن ہے بمعنی فاعل جو مبالغہ کے لئے ہے نبا جس کے معنے
خبر ہیں کیونکہ وہ اللہ کی بابت خبر دیتا ہے۔ راغب نے لفظ نباء کے معنے میں کہا اور [illegible]
کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں النباء خبر ذو فائدة عظیمة یحصل به علم او غلبة
ظن ولا یقال للخبر فی الاصل نباء حتی یتضمن هذه الاشیاء الثلاثة
وحق الخبر الذی یقال فیه نباء ان یتعری عن الکذب کالتواتر
وخبر الله تعالی وخبر النبی علیه السلام یعنی نباء وہ خبر ہے جس میں فائدہ
عظیمہ ہو جس سے علم یا ظن غالب حاصل ہو۔ اور اصل میں خبر کو نباء نہیں کہا جاتا
یہاں تک کہ تین امور اس میں نہ ہوں۔ اور حق اس خبر کا جس کو نبا کہا جائے یہ ہے کہ وہ جھوٹ
سے خالی ہو جیسے متواتر اور اللہ تعالیٰ کا خبر دینا اور نبی علیہ السلام کا خبر دینا۔ اور بعض نے لفظ نبی کو نبوۃ اور نباوۃ
سے مشتق قرار دیا ہے۔ اور اس کے معنے ارتفاع کے ہیں یعنی بلندی کے۔ اور اسکی وجہ یہ
بتائی ہے کہ نبی کو ساری خلق پر بزرگی دیگئی ہے۔ پس لغت کی تحقیق لفظ نبی کے متعلق یہ
ہے کہ لفظ نبی کے لغوی معنے بعض کے نزدیک ہوتے ہیں "حق خبر دینے والا" بعض کے نزدیک
"اللہ تعالیٰ کی بابت خبر دینے والا" بعض کے نزدیک بڑے فائدہ والی اور سچی خبر دینے والا۔
البتہ تاج العروس میں المخبر عن الله تعالی اس لفظ کے معنے کرکے یہ الفاظ
بڑھائے گئے ہیں جو بطور ایک دلیل کے ہیں۔ فان الله تعالی اخبره
بتوحیده واطلعه علی غیبه واعلمه انه نبیه۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی
بابت خبر دینے والا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو خود ہی اپنی توحید کی اور اسکو
اطلاع دی اپنے غیب پر اور اسکو علم دیا کہ وہ اس کا نبی ہے۔ میں افسوس کرتا ہوں۔
کہ میاں صاحب نے حقیقۃ النبوۃ میں اس لفظ کے معنے بیان کرنے میں بہت
بیجا تصرف سے کام لیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ "نبی کے معنے لغت والے یہ لکھتے ہیں
کہ جو اللہ تعالیٰ سے خبر پانے والا ہو اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنی توحید سے خبردار
کیا ہو۔ اور غیب کی باتیں بتائی ہوں اور اُسے کہا ہو کہ تو نبی ہے" لغت کے اصل
معنے لفظ نبی کے تو صرف خبر دینے والا یا اللہ تعالیٰ کی بابت خبر دینے والا یا بڑے
فائدہ والی اور سچی خبر دینے والا ہے۔ اور یہ بھی (اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اخبرہ

میں چھیالیس کی بجائے بہتر کا لفظ بھی آیا ہے۔ اور بعض روایتوں میں پچیس اور ستائیس کا لفظ بھی آیا ہے۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسکی آسان تشریح یہی ہے کہ رویائے صالحہ یا مکالمہ الٰہیہ بوجہ انعامات نبوت میں سے ایک انعام ہونے کے ایک جزو نبوت کا قرار دیا گیا ہے۔ یہ بطور مثال کے کیا لطیف کسی قدر دریا دکھا نبوت کا ایک جزو۔ دراصل حقیقت اس کی عظمت کے لئے ہے۔ خواہ بڑا جزو ہو یا چھوٹا بھی کہا جاتا گویا غرض صرف رؤیا کی عظمت کا اظہار ہے۔ اور بتانا مقصود یہ ہے کہ جو شخص نبی کی پیروی کرتا ہے۔ اور اس کے نقش قدم پر چلتا ہے وہ وہ انعامات بھی پا لیتا ہے۔ پھر جس قدر کوئی شخص زیادہ کمال حاصل کریگا اسی قدر زیادہ وہ ان انعامات اور کمالات سے بہرہ ور ہوگا۔ جتنے کہ محدثیت کے مقام پر پہنچکر وہ اللہ تعالٰے سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل کرلیگا۔ زرقانی نے بھی اسی طرح تشریح کی ہے۔ یحتمل ان یراد بالنبوۃ فی ھذا الحدیث الخبر بالغیب لا غیر وان کان یتبع ذالک انذار وتبشیر فالخبر بالغیب احد ثمرات النبوۃ وھو غیر مقصود لذاتہ۔ ہو سکتا ہے کہ نبوت سے مطلب اس حدیث میں صرف غیب کی خبر ہو نہ کچھ اور۔ خواہ اس کے پیچھے انذار ہو یا تبشیر۔ تو اگر غیب کی خبر نبوت کے پھلوں میں سے ایک پھل ہے۔ اور وہ بذات خود مقصود نہیں تو نبوت کے پھلوں میں سے ایک پھل ہے۔ مگر نبوت کی اصل اغراض میں سے نہیں کہ غیب کی خبریں ملیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔

نبی کے لغوی معنے

اور یہ دلائل [illegible] جس نے اس مسئلہ نبوت کو کسی قدر پیچیدہ بنا دیا ہے۔ جہاں تک اصطلاح شرعی کا سوال تھا۔ کلام نبوت نے اُسے صاف کردیا ہے۔ اور کوئی شبہ باقی نہیں چھوڑا۔ مگر ہر لفظ لغت میں ایک معنی رکھتا ہے اور اس معنی کے لحاظ سے جیسا کہ میں نے ابتدا میں ہی کہا تھا زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ گو اس استعمال سے درحقیقت وہ اصطلاحی معنے مراد نہیں ہوتے لفظ نبی کے لغوی معنے کیا ہیں۔ تمام لغت کی کتابیں اس بات پر متفق ہیں۔ کہ نبی کا لفظ نبأ سے مشتق ہے جس کے معنے خبر کے ہیں۔ اور نبی اس مادہ سے وزن فعیل ہے۔ جو بمعنے فاعل ہے۔ گویا نبی کے معنے ہوئے خبر دینے والا۔ یا فعیل بمعنی مفعل ہے۔ اس صورت میں بھی معنے وہی ہیں۔ یعنی خبر دینے والا۔ تاج العروس اور لسان العرب میں ہے کہ نبی کے معنے ہیں المخبر عن اللہ تعالٰے۔ یعنی اللہ تعالٰی کی بابت خبر دینے والا۔ اور ابن اثیر نے کہا کہ یہ فعیل بمعنی فاعل ہے۔ مگر مبالغہ کے لئے اس وجہ سے کہ وہ خدا کی بابت خبر دیتا ہے۔ چنانچہ ابن اثیر کے لفظ یہ ہیں

کو لغت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں تو پہلی بات یہ لکھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی توحید کی خبر دی۔ تو کیا اب نزول قرآن کے بعد بھی اللہ تعالیٰ از سرِ نو لوگوں کو توحید کی خبر دیا کریگا۔ یا کیا قرآن سے بڑھکر کوئی توحید کے لئے پہلوؤں پر اب کوئی روشنی ڈالنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے تو یہ منشا ہے۔ کہ قرآن کی پیروی سے اسے توحید پر یا نی ہو۔ بلکہ بطور موہبت اور براہِ راست اللہ تعالیٰ نے اُسے یہ خبر دی ہو۔ مجھے اُس سے غرض نہیں۔ کہ وہ تشریحی الفاظ جو تاج العروس کے بڑھائے ہیں۔ وہ کہاں تک نبی کے اصل حقیقت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ بلکہ سوال یہ ہے۔ کہ جب میاں صاحب نے بطور تشریح انہیں قبول کیا۔ اور ہر ایک آدمی کی تشریح کو سارے لغت والوں کی طرف منسوب کیا۔ تو کم از کم اُس کو پورا تو لکھتے بہرحال لغوی معنے لفظ نبی کے وہ نہیں۔ جو میاں صاحب نے خود بنا لئے ہیں۔ بلکہ لغوی معنے وہ ہیں۔ جو اُس کے اصل اشتقاق کے رو سے اُس کے معنے ہو سکتے ہیں۔ تو چونکہ اشتقاق اُس کا عموماً نبأ سے لیا گیا ہے۔ اور چونکہ وزن اُس کا فعیل ہے۔ اس لئے اس حد تک تو اُس کے معنے لغوی کہلا سکتے ہیں۔ کہ عظیم الشان خبر دینے والا یا خدا کی بابت خبر دینے والا۔ یا مبالغہ میں بجائے کیفیت کے کثرت کو مدنظر رکھ کر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کثرت سے خبر دینے والا۔ گو کسی اہل لغت والے نے یہ معنے نہیں کئے۔ مگر بروئے قواعد نبی کے معنے ہو سکتے ہیں۔ میں اس بات کو دوہرانا چاہتا ہوں۔ کہ کثرت سے خبر دینے والا یہ معنے اہل لغت نے لغت کی کتابوں میں کئے ہیں۔ بلکہ اُن کی طبائع کا رجحان اسی طرف ہے۔ کہ یہاں اگر مبالغہ بھی ہے۔ تو بلحاظ کیفیت کے ہے۔ اس لئے خدا کی بابت خبر دینے والا۔ وہ اصل لغوی معنے لفظ نبی کے ہیں۔ جو انھوں نے کئے ہیں۔ مگر کثرت سے خبر دینے والا بھی بیشک درست معنے ہیں۔

مُبشّرات کو نوع نبوّت قرار دینا نبوّت کا استعمال لغوی ہے

حضرت مسیح موعود نے اپنے تذکرہ سے ہی اس مبشرات والی حدیث میں لفظ نبوت کو اپنے لغوی معنے کے لحاظ سے استعمال کیا۔ جیسا کہ میں اوپر دکھا چکا ہوں کہ آپ سے پہلے مازری نے بھی اس حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات نبوۃ کو اپنے لغوی معنے کے لحاظ سے صرف المخبر بالغیب کے ہم معنی قرار دیا ہے۔ چنانچہ توضیح مرام میں جو بحث اس حدیث پر آپ نے لکھی ہے۔ گو اس میں لغوی معنے کا لفظ تو نہیں۔

عن کذا اور اخبرہ بکذا کے ایک ہی معنے ہیں۔ یعنی اس کو فلاں چیز کی بابت خبر دی) اور ابن اثیر نے جو مبالغہ کا لفظ بڑھایا ہے تو صرف اسلئے کہ مبالغہ صرف کثرت کا نام نہیں یعنی صرف تعداد کے لحاظ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ کیفیت کے لحاظ سے بھی ہوتا ہے۔ تو گویا ابن اثیر نے اللہ تعالےٰ کی بابت خبر دینا جو ایک عظیم الشان خبر ہے۔ وزن فعیل سے جو مبالغہ کے لئے بھی آتا ہے۔ اور بمعنی فاعل بھی آتا ہے۔ بطور استدلال لیا ہے۔ سو یہاں تک تو لفظ نبی کے لغوی معنے ہیں یعنی خبر دینے والا۔ یا خدا کی بابت خبر دینے والا یا عظیم الشان خبر دینے والا۔ لیکن تاج العروس کے تشریحی الفاظ فان اللہ تعالیٰ اخبرہ عن توحیدہ (یہ الفاظ) نبی کے لغوی معنے نہیں۔ بلکہ درحقیقت اس کے لئے بطور تشریح لغوی معنے کے ساتھ مزید توضیح کیلئے بڑھائے گئے ہیں۔ پس ان کو لغوی معنے قرار دینا اور جو حقیقی لغوی معنے تھے ان کو چھوڑ دینا یا اس طرح ساتھ ملا دینا کہ گویا سارے لغوی معنے معلوم ہوں۔ یہ پہلا تصرف ہے جو میاں صاحب نے کیا ہے۔ اور دوسرا تصرف یہ ہے کہ تاج العروس کے تشریحی الفاظ میں ہے واعلمہ انہ نبیہ جس کے معنے ہیں۔ کہ اس کو علم دیا ہو کہ وہ اس کا نبی ہے۔ میاں صاحب اس کے معنے یوں کرتے ہیں۔ کہ اُسے کہا ہو کہ تُو نبی ہے۔ یہ دوسرا تصرف ہے اعلمہ کے معنے کہا ہو تو نبی غرض صرف یہ ہے کہ ایک فرضی تعریف جو لفظ نبی کی میاں صاحب نے حقیقۃ النبوۃ میں کی ہے۔ اُس کے لئے کبھی کوئی سہارا تلاش کرتے ہیں کبھی کوئی۔ حالانکہ وہ تعریف جو انہوں نے کی ہے آج تک نہ کسی لغت والے نے کسی مفسر نے نہ کسی محدث نے نہ خود حضرت اقدس جناب مرزا صاحب نے کی ہے۔ اور پھر تعجب یہ ہے کہ تاج العروس کے تشریحی الفاظ بھی اس تعریف پر پورے نہیں آتے۔ مگر خواہ مخواہ اس تعریف

٭ میں پیچھے بتا چکا ہوں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ کو اس وحی میں یہ کہا تو نہیں گیا کہ تو نبی ہے۔ مگر علم دیا گیا تھا کہ آپ نبی ہیں۔ بلکہ دوسری وحی میں بھی نہیں کہا گیا۔ کہ آپ نبی ہیں حالانکہ نبوت کے منصب پر آپ اُسی وقت سے تھے جب قرآن کی پہلی وحی نازل ہوئی۔ یا بعض کو اس بارہ میں کچھ شک ہو سکتا ہے۔ لیکن ماننا پڑتا ہے کہ وہ عہدہ جو پہلی وحی میں ہی کہا گیا تھا۔ لیکن نبی ہونا اسوقت آنحضرت کے لئے بھی کھولا

یعنی مبشرات میں مکالمہ یا اخبار عن الغیب تو ہے۔ مگر اس خصوصیت کے ساتھ کہ وہ
مکالمہ یا وہ خبر غیب خوشی پہنچانیوالی ہے۔ پس جب مکالمہ یا خبر غیب میں ایک
خصوصیت بڑھی تو وہ مُبشرات بن گئی۔ اسلئے مُبشرات نوع ہوئی مکالمہ و خبر غیب
کی مگر حضرت مسیح موعود چونکہ اس کو نبوّت کی ایک نوع قرار دیتے ہیں۔
اور اصطلاحی نبوّت میں کسی خصوصیت کے بڑھانے سے نہیں بلکہ بعض امور کے
کم کرنے سے مبشرات رہ جاتی ہیں۔ اسلئے نوع انواع النبوّت میں حضرت مسیح موعود
کے نزدیک نبوۃ سے مراد صرف مکالمہ یا خبر غیب ہے جیسا کہ ملذری نے بھی یہی معنے
لے کر اس حدیث کی تفسیر کی ہے۔ پس اگر مُبشرات کو ایک نوع نبوّت
کہیں گے تو نبوّت سے مُراد لغوی مفہوم یعنی صرف مکالمہ یا خبر غیب ہوگا۔
لیکن اگر حدیث کی تفسیر دوسرے رنگ میں کریں یعنی یہ مُراد لیں کہ ذھبت
النبوّۃ و بقیت المبشرات۔ جیسا کہ دوسری روایت اس حدیث کی
ہے تو پھر معنے یہ ہونگے کہ وہ جو اصطلاحی نبوّت تھی۔ جس کی غرض الناس کو
ہدایت پہنچانا تھا۔ وہ تو اب نہیں رہی۔ البتہ اس نبوّت میں ایک جزو مبشرات
بھی ہوا کرتا تھا وہ جزو باقی ہے۔ جیسا کہ حدیث نے اسے نبوّت کے
چھیالیس جزو میں سے ایک جزو قرار دیا ہے۔ تو اس صورت میں کہہ سکتے
ہیں کہ نبوّت کا ایک جزو باقی رہ گیا۔ یا نبوّت جزوی طور پر باقی رہ گئی۔ اور یہ
لفظ بھی توضیح مرام میں حضرت مسیح موعودؑ نے استعمال فرمائے ہیں۔
پس یہ دونوں بیان کہ نبوّت کی ایک نوع باقی رہ گئی اور نبوّت کی ایک
جزو باقی رہ گئی در اصل ایک ہی نتیجہ پیدا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ نوع
خبر غیب کی جو رہ گئی ہے وہ حقیقی نبوّت کے اجزا میں سے صرف
ایک جزو ہے۔ اس لیئے اس نوع کا نام جزوی نبوّت ہے۔ غرض
نبوّت کے جس مفہوم کو چاہو لو نتیجہ ایک ہی ہے۔ جو چیز نبوّت تھی وہ نہیں
رہی صرف اس کا ایک جزو یعنی مکالمۂ الٰہیہ بصورت مُبشرات رہ گیا ہے
اور چونکہ مُبشرات اخبار عن الغیب کی ایک نوع ہے۔ اور اخبار عن الغیب
نبوّت کا لغوی مفہوم ہے اسلئے یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ نبوّت یا مکالمہ

مگر قرائن سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ لغوی معنے کے لحاظ سے اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق من النبوۃ الا المبشرات لئے لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں باقی رہا نبوت سے مگر مبشرات یعنی نبوت کے اقسام میں سے صرف ایک ہی قسم باقی رہ گئی ہے اور وہ مبشرات ہے۔ اب ظاہر ہے۔ کہ یہاں نبوت کو ایک جنس قرار دے کر اس کی مختلف نوعیں قرار دی ہیں۔ اور ان میں سے ایک نوع کو مبشرات کہا ہے۔ اب جنس اور نوع کا تعلق یہ ہوتا ہے۔ کہ جنس میں کچھ خصوصیات بڑھانے سے نوع بنتی ہے۔ مثلاً حیوان جنس ہے۔ تو گھوڑا۔ یا گھوڑا۔ یا انسان نوع ہے۔ اب حیوان کے مفہوم میں جب تک کوئی خصوصیت بڑھائی نہ جائے اس وقت تک نوع پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب نبوت کو ایک جنس قرار دیا۔ اور مبشرات کو اس کی نوع قرار دیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ نبوت میں کچھ خصوصیات بڑھانے سے مبشرات بنتی ہیں۔ پس یہاں نبوت معنی مکالمہ الٰہیہ یا اخبار غیب ہی لیا جا سکتا ہے۔ تو اس صورت میں حضرت مسیح موعود کی تشریح اس حدیث کی یہ ہوگی لم یبق من انواع المکالمہ یا من انواع الاخبار عن الغیب الا المبشرات یعنی مکالمہ یا اخبار عن الغیب کے انواع میں سے ایک ہی نوع باقی رہی ہے۔ اور وہ مبشرات ہیں۔ بالفاظ دیگر مکالمہ الٰہیہ میں یا اخبار عن الغیب کی احکام شرعی اوامر نواہی ہدایات مبشرات وغیرہ اقسام تھیں اب یہ تمام اقسام بند ہوگئیں۔ صرف ایک قسم ان میں سے یعنی مبشرات رہ گئی سوائے اس کے جو تشریح حدیث کی حضرت صاحب نے کی ہے۔ اس کے اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مبشرات نوع نہیں بن سکتی۔ جب تک کہ نبوت کو جنس نہ بنایا جائے۔ اور جب نبوت جنس ہوگی۔ تو لازماً اس سے مراد مکالمہ الٰہیہ یا اخبار عن الغیب لینا پڑیگا۔ نہ وہ اصطلاحی نبوت جس کی مختلف نوعیں ہو نہیں سکتیں۔ کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اصطلاحی نبوت ایک منصب ہے۔ جس پر ایک انسان کامل کو کھڑا کیا جاتا ہے۔ اور لغوی نبوت ایک وسیع دائرہ ہے۔ جس میں ہر قسم کا مکالمہ الٰہیہ یا غیب کی خبر دینا شامل ہے۔ اب مبشرات ایک خاص قسم کا مکالمہ الٰہیہ یا خاص قسم کے اخبار عن الغیب ہے۔

البصیر الفہیم من ھذا انسداد باب النبوۃ علی وجہ کلی بل الحدیث یدل علی ان النبوۃ التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ قد انقطعت ولکن النبوۃ التی لیس فیھا الا المبشرات فھی باقیۃ الی یوم القیامۃ لا انقطاع لھا ابداً۔ یعنی اے نا قد بصیر و فہیم اس سے غور کرو کہ کیا باب نبوت کلی طور پر بند کیا گیا ہے۔ بلکہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ نبوت تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہے وہ منقطع ہو گئی۔ لیکن وہ نبوت جس میں سوائے مبشرات کے کچھ نہیں وہ قیامت کے دن تک باقی ہے کبھی منقطع نہیں ہو گی۔ اب یہاں صفائی سے ایک اصول حضرت مسیح موعود نے قائم کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبوت کا باب بند بھی ہے۔ مگر تاہم ایک نوع نبوت باقی بھی ہے۔ اور اس نوع کا نام مبشرات ہے۔ اب سب سے پہلے ہم نے یہ دیکھنا ہے۔ کہ آیا اس اصول کو حضرت مسیح موعود نے کبھی غلط کہا یا اس کے خلاف کوئی اور اصول باندھا۔ کیونکہ سب سے پہلے اس بحث کے تمام اصولی پہلوؤں پر غور کرنا ضروری ہے +

مسیح موعود ابتدا سے آخر تک ایک ہی اصول پر قائم رہے

میں پھر آپ کی اول اور آخری تصنیف کا ہی مقابلہ کر کے دکھاتا ہوں۔ اگر کسی شخص کے دل میں کچھ بھی عزت مسیح موعود کی اور کچھ بھی حق کا پاس ہے۔ تو وہ فوراً بول اٹھیگا کہ حضرت مسیح موعود نے جو اصول اپنی سب سے پہلی کتاب میں باندھا اُسی پر اخیر تک قائم رہے۔ اُوپر ایک حصہ میں توضیح مرام کی عبارت کا نقل کر چکا ہوں۔ اُسی اصول کی مزید تشریح اردو عبارت میں آپ نے کی ہے جہاں لکھا ہے (صفحہ ۹)

"اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔ اُس پر مُہر لگ چکی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے۔ اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مُہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس اُمت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہیگا۔ نبوت تامہ نہیں بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں

ایک نوع رہ گئی ہے ÷

> نبوت ختم ہو گئی۔ مگر اس کی ایک نوع باقی ہے۔ اور وہ مبشرات ہیں

اِس تشریح سے اور اُن تشریحات سے جو شارحین حدیث نے کی ہیں قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ مبشرات مکالمۂ الٰہیہ کی ایک صورت ہے۔ جس میں رویا غالب عنصر ہے۔ اور وہ مکالمہ جسے بھی انبیاء کے اکمل اور اتم وحی کے مقابلہ میں رویا کی نسبت رکھتا ہے۔ یہ مبشرات اس اُمت کے لئے باقی ہیں۔ مگر اصل نبوت باقی نہیں۔ یہ امر ایک طرف اگر اس طرح پر ثابت ہے تو دوسری طرف محدثوں والی حدیث نے اس کو اور بھی واضح کر دیا ہے اور درحقیقت دونوں حدیثوں کو ملا کر پڑھنے سے یہ روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ مبشرات سے وہی مکالمہ مراد ہے۔ جو غیر نبیوں سے یعنی محدثوں یا اولیاء اللہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک جگہ فرمایا

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات

نبوت میں سے صرف مبشرات رہ گئی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ کہ پہلی اُمتوں میں خدا تعالیٰ نے سوائے نبیوں کے دوسرے لوگوں سے بھی ہمکلام ہوا کرتا تھا سو وہ ہمکلامی کا سلسلہ باقی ہے۔ اور وہ ہمکلامی حضرت عمرؓ سے ہوئی۔ اور تیسری حدیث میں یہ فرمایا کہ میری اُمت میں اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا اِن تینوں حدیثوں کو اگر ایک جگہ رکھ کر پڑھا جائے تو ختم نبوت کے لئے اور کسی ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی اس توضیح مرام والی تحریر میں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کی تشریح کرتے ہوئے جہاں ایک نوع نبوت کو باقی قرار دیا ہے۔ تو وہی مبشرات والی نوع ہے۔ پس گویا یہاں ایک اصول قائم کیا گیا ہے۔ کہ نبوت کی ایک نوع باقی ہے۔ اور وہ وہی نوع ہے جس کو حدیث میں مبشرات کہا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کیا کسی وقت اِس عقیدہ کو آپ نے ترک کر دیا۔ اور بجائے مبشرات والی نوع کے پھر کسی اور نوعِ نبوت کو باقی سمجھا اس قدر تو ظاہر ہے۔ کہ آپ نے یہاں مبشرات کو ایک نوع نبوت ہی قرار دیا۔ اور یہ بھی لکھا فانظرھا الناقد

"تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اُس کی شریعت خاتم الشرائع ہے - مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں - یعنی وہ نبوت جو اس کو کامل پیروی سے ملتی ہے - اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے - یعنی اُس کا ظل ہے اور اُسی کے ذریعہ سے ہے - اور اسی کا مظہر ہے" +

اب دیکھو کہ یہاں بھی نبوت کو تو ختم ہی کہا ہے - لیکن ایک قسم کی نبوت باقی بتائی ہے - اور وہ وہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی سے ملتی ہے - اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۶ پر یہ بھی صاف لکھ دیا ہے کہ وہ نبوت جس کو ظلی نبوت یا نبوت محمدیہ قرار دیتے ہیں - وہ وہی مبشرات والی نبوت ہے - چنانچہ وہاں فرماتے ہیں - "اور ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہو گئی ہے صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں باقی ہیں" - جن کے دل میں خدا کا کچھ بھی خوف ہے وہ سوچیں کہ کیا ایک شوشہ تک بھی اصول کی تبدیلی نظر آتی ہے - باب نبوت وہاں بھی بند ہے یہاں بھی بند ہے - ایک نوع نبوت وہاں بھی باقی ہے یہاں بھی ایک قسم کی نبوت باقی ہے - وہاں بھی اس نبوت کو مبشرات والی نبوت کہا - یہاں بھی مبشرات والی نبوت کہا - وہاں بھی کہا کہ وہ بباعث اتباع نبوی اور فنا فی الرسول کے ملتی ہے - یہاں بھی فرمایا کہ وہ آپ کی کامل پیروی سے ملتی ہے - پھر وہاں بھی اس نوع نبوت کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ فرمایا کہ یہ نوع نبوت ہر محدث کو ملتی ہے - اور قیامت تک اس کا دروازہ کھلا ہے" - چشمہ معرفت میں بھی یہی فرمایا کہ یہ نبوت نبوت محمدیہ کا ظل ہے - اسلئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے - اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے - اسباب کے ثابت کرنے کے لئے کہ آپ کا اصول اس بارہ میں کہ اصل نبوت مسدود ہے - اور ایک نوع یا ایک قسم نبوت باقی ہے ۱۹۰۱ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک جب آپ وفات پا گئے ایک ہی رہا - اس سے بڑھ کر صفائی ممکن نہیں - جو اب بھی اس کو قبول نہیں کرتا اور ایک فقرہ پر بھولا ہوا ہے اسکا انتظار جو چاہے کرتا جائے +

گو میں نے چشمہ معرفت کو حضرت مسیح موعود کی آخری تصنیف ہے جو آپ کی زندگی میں لکھی گئی اور چھپی - یہ دکھا دیا ہے کہ آپ باب نبوت کو مسدود و یقین کرنے اور

میں محدثیت کے نام سے موسوم ہے جو انسان کامل کی اقتدا سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولینا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ؐ

اس عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ باب نبوت کو مسدود ماننے کے باوجود ایک قسم کی نبوت کا دروازہ اس اُمت کے لئے تاقیامت کھلا مانا ہے۔ اور وہ نبوت وہی ہے جو انسان کامل کی اقتدا سے ملتی ہے۔ پہلے حوالہ میں جس کو مبشرات والی نبوت کہا ہے اُسی کو یہاں ظلی نبوت قرار دیا ہے۔ یعنی وہ نبوت جو انسان کامل کی اقتدا سے یا فنا فی الرسول کے ذریعہ سے ملتی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں حوالے ایک ہی جگہ کے ہیں اور ممکن نہیں کہ یہاں دو الگ الگ قسم کی نبوتوں کا ذکر ہو۔ بلکہ اسی ایک ہی قسم نبوت کا ذکر ہے۔ ایک جگہ اس کو مبشرات والی نبوت کہا ہے۔ دوسری جگہ گو ظلی نبوت کا لفظ نہیں لکھا مگر یہ بات بتا کر کہ وہ انسان کامل کی اقتدا سے ملتی ہے صاف بتا دیا کہ وہ ظلی نبوت ہے۔ اُسی کی مزید تشریح ازالہ اوہام میں موجود ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۷۵

"ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے (یعنی ختم نبوت کی حد سے باہر ہے بالفاظ دیگر اس کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں) کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے" +

یہاں اس بات کو اور بھی صفائی سے بیان کر دیا کہ انواع نبوت میں سے وہ نوع جو محدث کو ملتی ہے وہ چونکہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول کے ملتی ہے جیسا توضیح مرام میں لکھا تھا کہ انسان کامل کی اقتدا سے ملتی ہے۔ اور وہی دوسری جگہ لکھا تھا کہ وہ مبشرات ہے۔ اسلئے وہ اس تحدید ختم نبوت سے باہر ہے اور یہ حضرت مسیح موعود ہی نہیں لکھتا بلکہ صوفیوں نے صاف طور پر ایک طرف محدثوں کا درجہ دے کر اور دوسری طرف مبشرات کو باقی رکھ کر یہی اصول قرار دیا ہے۔ گویا نبوت تو ختم ہے مگر ایک نوع نبوت باقی ہے۔ اور وہ نوع نبوت مبشرات ہیں۔ وہ ان لوگوں کو ملتی ہے جو کامل طور پر اتباع حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کرتے ہیں۔ اور فنا فی الرسول کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔ ایسا ہی بعینہ اسی اصول کو چشمۂ معرفت میں جو آپ کی سب سے آخری کتاب ہے بیان کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۲۴

اب اِن دونوں فقروں میں پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم قرار دیا ہے۔ اور پھر آپ کے صاحبِ خاتم ہونے سے کچھ نتیجہ نکالا ہے۔ جب پہلے فقرہ میں صاحبِ خاتم ہونے کے معنے یہ سمجھے ہیں کہ "بجز اُس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا"۔ حالانکہ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ پہلے بھی کبھی کسی نبی سے کسی کو کوئی فیض نہیں پہنچا۔ تو دوسرے فقرہ میں ایسے معنے لینے کا ہم کو کیا حق ہے۔ کہ آپ کی اطاعت سے کوئی ایسی نبوت ملتی ہے جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ یا تو پہلے الفاظ سے بھی یہی نتیجہ نکالو۔ کیونکہ وہاں بھی لکھا ہے۔ کہ بجز اُس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچتا۔ تو اُس کے معنے یُوں کرو۔ کہ کبھی کسی نبی سے کسی کو کوئی فیض پہنچا ہی نہیں۔ جو ایک ایسا لغو نتیجہ ہے۔ کہ کوئی انسان ایک منٹ کے لئے بھی اُسے قبول نہیں کر سکتا۔ اور یا اگر ان الفاظ کے کہ بجز اس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ معنے ہو سکتے ہیں اور فی الحقیقت یہی ہے کہ خاتم النبیین کے ظاہر ہونے کے بعد فیوض کے دروازے سب بند ہو گئے ہیں سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے دروازے کے تو یہی معنے دوسرے فقرہ کے بھی ہیں۔ اور اُس کی مزید شہادت اِن الفاظ سے ملتی ہے۔ جو حقیقت الوحی کی منقولہ بالا عبارت کے آگے سلسلہ کلام ہے۔ اور جس کے چھوڑ دینے کی وجہ سے ایک غلط نتیجہ نکالا گیا ہے۔ ورنہ وہ الفاظ کافی طور پر مطلب کو واضح کرتے ہیں۔ اور وہ الفاظ یہ ہیں:۔

"ہاں اپنی رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے۔ اور جو شخص اُمتی نہ ہو اُس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھیرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی۔ کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا اُمتی ہونا ثابت نہ کرے۔ اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل مُلہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے۔ مگر ظلّی نبوت جس کے معنے ہیں کہ محض فیضِ محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہیگی

نبوت کی ایک نوع کو جو مبشرات ہے تاقیامت باقی مانتے ہیں۔ جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر بعض لوگ حقیقۃ الوحی پر جو اس سے پہلے کی تصنیف ہے۔ زیادہ زور دیتے ہیں۔ حالانکہ وہاں بھی یہی اصول صاف الفاظ میں تو قائم کیا ہے۔ اول حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ کی عبارت کو جس کو میاں صاحب نے حقیقۃ النبوت میں بڑے زور سے اس بات کی تائید میں پیش کیا ہے۔ گویا باب نبوت مسدود نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اسی طرح کھلا ہے۔ جس طرح پہلے کھلا تھا۔ اور نبوت اب بھی وہی ملتی ہے جو پہلے ملتی تھی۔ مگر اب بھی بوساطت آنحضرت ملتی ہے۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔ "اور وہ خاتم الانبیاء ہے۔ مگر ان معنوں سے نہیں۔ کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی امت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے۔ جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت میں چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی جڑھ ہے۔ بند رہنا گوارا نہیں کیا"۔ ان الفاظ سے میاں صاحب نے جو نتیجہ نکالا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے۔ جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اور اس کا پانے والا امتی نبی کہلاتا ہے۔ حقیقۃ النبوت صفحہ ۲۲۸ معلوم نہیں یہ نتیجہ کن الفاظ سے نکالا گیا ہے۔ کہ آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے۔ جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اگر ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے۔ کہ بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ تو یہ نتیجہ درست نہیں اسی عبارت میں صاحب خاتم ہونا دو جگہ بیان کیا ہے +

اول۔ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کے مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا

دوئم۔ اور بجز اسکے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے۔ جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جسکے لئے امتی ہونا بھی لازمی ہے +

صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اِس قسم کی نبوّت نہ ملے تو گویا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ ہی بند ہو گیا۔ اور پھر آخری فقرہ میں اسی کی تشریح فرمائی۔ کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں۔ غرض اِن لفظوں کی کہ "ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوّت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمتی ہونا لازمی ہے"۔ سوائے اس کے کچھ معنی نہیں کہ آپ کی طفیل سے وہ ظلی نبوّت مل سکتی ہے۔ جس کے معنے ہیں فیضِ محمدی سے وحی پانا۔ اور وہ اصول جو توضیح مرام میں قائم کیا تھا اُس میں ایک ذرہ بھر تبدیلی نہیں ہوئی۔ بلکہ بعینہٖ اسی طرح قائم ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ اس جگہ حاشیے میں حضرت صاحب نے لکھا ہے "لیکن اس اُمت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیا ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا ہے جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اِس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی"۔ یہ اور بھی اسی نتیجہ کی مؤید ہے جو اوپر پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہاں کثرت فیضان میں حقیقی فضیلت بتائی۔ کہ پہلی اُمتوں میں بہت کم لوگ ایسا فیضان پانے والے ہوئے تھے جیسا کہ صفحہ ۹۷ کے حاشیہ میں صاف لکھا ہے "اور حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ کی اُمت اولیاء کے وجود سے عموماً محروم رہی تھی۔ اور کوئی شاذ نادر ان میں ہوا تو وہ حکم معدوم کا رکھتا ہے"۔ پس غرض یہاں صرف اسی قدر ہے۔ کہ آنحضرت کا فیضان بہت زیادہ ہوا۔ یہ مراد نہیں کہ پہلے انبیاء کا مطلقاً کوئی اس قسم کا فیضان تھا ہی نہیں جیسے آنحضرت کا ہے۔ ہاں یہ الفاظ ہیں کہ ہزارہا اولیا ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی اور نبی بھی۔ یہاں صرف آیت کی تصریح کی ہے۔ جس کی تشریح میں علیحدہ حضرت مسیح موعود کی خصوصیت کے نیچے کروں گا مگر اس قدر کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اُمتی اور نبی کوئی ایسی اصطلاح نہیں جو سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعود کو سُوجھی ہو بلکہ یہی اصطلاح ازالہ اوہام میں بھی آپ نے استعمال کی ہے۔ جہاں محدث کو اُمتی بھی قرار دیا ہے اور نبی بھی۔ جیسا کہ صفحہ ۵۸۶ پر ہے "ز اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ

تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔ اور تا یہ نشان دُنیا سے مٹ جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے۔ کہ مکالمات اور مخاطباتِ الٰہیہ کے دروازے کُھلے رہیں۔ اور معرفتِ الٰہیہ جو مدارِ نجات ہے مفقود نہ ہو جائے"۔

اب جو شخص اس عبارت کو ذرا بھی غور سے پڑھیگا وہ دیکھ لیگا کہ میاں صاحب نے جو نتیجہ پہلی عبارت سے نکالا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ درحقیقت جو کچھ فرمایا ہے تو اس کے الفاظ میں تھوڑا تھوڑا تغیر ہو مگر اصل سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی یہ کہ اول فرمایا۔ کہ صاحب خاتم ہونے کے معنے یہ ہیں۔ کہ بجز اس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ پھر فرمایا کہ صاحب خاتم ہونے سے یہ مُراد ہے کہ اُس کی مُہر سے ایک ایسی نبوّت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمّتی ہونا لازمی ہے۔ اب اُمّتی ہونے کے معنے یہی ہیں۔ کہ کامل اطاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کی جائے۔ اور اپنے آپ کو آنحضرت کی محبت میں فنا کر دیا جائے تب آپ کے فیض سے ایک قسم کی نبوّت بھی مل سکتی ہے۔ وہ نبوّت کیا ہے۔ اُس کو آخر میں جاکر صاف حل کر دیا ہے۔ کہ وہ ایک ظلّی نبوت جس کے معنے ہیں فیضِ محمدی سے وحی پانا" ہے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ وہ قیامت تک باقی رہیگی۔ اب دیکھو لوگ۔ جو کچھ توضیح مرام میں فرمایا تھا۔ کہ ایک قسم کی نبوّت باقی ہے۔ جو انسان کامل کی اتباع سے ملتی ہے۔ اور پھر ازالۂ اوہام میں فرمایا تھا کہ" ایسا نبی آسکتا ہے جو مشکوٰۃِ نبوّتِ محمدیہ سے نُور حاصل کرتا ہے"۔ "کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جزو کُل میں داخل ہوتی ہے"۔ بعینہٖ اُسی کے مطابق یہاں فرمایا کہ مستقل نبوّت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ ہاں ظلّی نبوّت باقی ہے۔ اور اس ظلّی نبوّت کے معنے بھی بتا دیئے کہ اس سے مُراد ہے" محض فیضِ محمدی سے وحی پانا"۔ یہ نبوّت کی قسم قیامت تک باقی رہیگی۔ اور اُس کی وجہ یہ فرمائی۔ کہ تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو جس سے معلوم ہوا۔ کہ اگر آنحضرت

ہمارے نبی خیر الورےٰ کے اور ہر ایک شخص جس کو وہ درجہ حاصل ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کلام کرتا ہے اُس شخص سے اکثر اور روشن کلام اور شریعت اپنے حال پر باقی رہتی ہے نہ اس سے کوئی حکم کم ہوتا ہے اور نہ کوئی ہدایت بڑھتی ہے +

یہاں بھی ایک قسم کی نبوّت باقی رہنے کا ذکر کیا ہے ۔ مگر یہ صاف بتادیا ہے کہ اس سے مُراد وہ نہیں جو صحف اولےٰ میں مُراد لی جاتی تھی ۔ بلکہ یُوں کہنا چاہیئے کہ یہ نبُوّت نہیں ایک درجہ ہے جو رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملتا ہے ۔ اور پھر یہ الفاظ کل من حصلت له ذالك الدرجة صاف بتاتے ہیں ۔ کہ یہ کسی ایسی بات کا ذکر ہے جو بہتوں کو حاصل ہو چکی ہے ۔ کیونکہ یہاں فرمایا کہ ہر ایک شخص جس کو یہ درجہ حاصل ہو اس سے اللہ تعالےٰ کثرت سے کلام کرتا ہے ۔ اب اگر ساری اُمّت میں ایک ہی شخص ایسا ہوا ہے تو پھر یہ لفظ بالکل بےمعنی ہیں ۔ کہ ہر ایک شخص جس کو یہ درجہ حاصل ہو ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اسی نوع نبوّت کی طرف اشارہ ہے ۔ اور یہ صاف بتادیا ہے ۔ کہ اس کے ہم اصطلاحی معنے نہیں لیتے ۔ یہی مُراد ہے اُن الفاظ سے کہ ہم نبوت کے وہ معنے نہیں لیتے جو صحف اولےٰ میں لئے جاتے تھے ۔ بلکہ ایک خاص معنے لیتے ہیں یعنی کثرت مکالمہ جو درحقیقت اس لفظ کے لغوی معنے ہیں ۔ اس کی تشریح اور بھی کھولکر اسی جگہ حاشیہ میں کردی ہے +

مع ذالك ذكرت غير مرة ان الله ما اراد من نبوتي الا كثرة المكالمة والمخاطبة وهو مسلم عند اكابر اهل السنة فما النزاع ليس الا نزاعاً لفظيا ۔ ترجمہ باوجود اس کے میں کئی مرتبہ ذکر کر چکا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے میری نبوّت سے مُراد نہیں لیا کچھ سوائے کثرت مکالمہ اور مخاطبہ کے اور وہ مسلم ہے اکابر اہل سُنّت کے نزدیک پس نزاع نہیں مگر نزاع لفظی ایسا یہاں کس صفائی سے بیان فرمادیا کہ نبُوّت سے جو میری مُراد کثرت مکالمہ و مخاطبہ ہے وہ ایک ایسی بات ہے جو اکابر اہل سُنّت کے نزدیک مُسلّم ہے ۔ اور موجودہ نزاع صرف نزاع لفظی ہے ۔ اب غور کرو کہ وہ کونسی بات ہے جو اکابر اہل سُنّت کے نزدیک مُسلّم ہے ۔ حدیثوں کو پڑھ جاؤ ۔ اُس کی شرحوں کو پڑھ جاؤ ۔ ائمہ کی کتابوں کو پڑھ جاؤ صرف ایک ہی بات ہے جو اکابر اہل سُنّت کے نزدیک مُسلّم ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ اس اُمّت

سے کوئی اُمتی شخص مُراد ہو جو محمدیّت کا رُتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ محدّث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے۔ کہ جو نبوّت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے براہِ راست نہیں بلکہ اپنے نبی کی طفیل سے علم پاتا ہے" پس نبی اور اُمتی کی اصطلاح کوئی نئی اصطلاح نہیں۔ بلکہ ازالۂ اوہام میں تو یہ بھی ہے۔ کہ اُمتی اور نبی دونو شانیں صرف محدّث میں پائی جاتی ہیں۔ اور کامل نبی میں دونوں شانیں پائی ہی نہیں جاتیں"۔ اور علاوہ ازیں اگر ایک ہی اُمتی نبی ساری اُمت میں پیدا ہونا تھا تو پھر اُس کو بطور قانون کے پیش کرنا اور یہ کہنا کہ قیامت تک ایسا ہوتا رہیگا فضول ہے۔ کم از کم ہماری بحث اصُولی ہے۔ اور پہلے یہ دیکھنا ہے۔ کہ قانون کیا ہے۔ جو بات قانون کے نیچے نہ آئے وہ [illegible] قابل قبول نہیں۔ پھر حقیقۃ الوحی کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اور بھی اسی کتاب میں [illegible] یہ مضمون موجود ہے۔ کہ نبوت [illegible] منقطع ہوگئی۔ مگر ایک قسم کی نبوّت باقی ہے جو [illegible] محمدی سے ملی ہے۔ جیسا استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶ پر ہے:-

ولیس مراده من النبوۃ الا کثرۃ مکالمۃ اللہ و کثرۃ انباء من اللہ وکثرۃ ما یوحی و یقول ما نعنی من النبوّہ ما یعنی فی الصحف الاولی بل ھی درجۃ لا تعطی الا من اتباع نبینا خیر الوری وکل من حصلت لہ ذالک الدرجۃ یکلم اللہ ذالک الرجل بکلام اکثر واجلی والشریعۃ تبقی بحالہا لا ینقص منہا حکم ولا یزید ھدی ؛

ترجمہ۔ اور نہیں مُراد اس کی نبوّت سے کچھ مگر کثرت اللہ تعالےٰ کے مکالمہ کی اور اللہ تعالےٰ سے خبروں کی اور کثرت اس کی جو وحی کی جاتی ہے۔ اور وہ کہتا ہے ہم نبوت کے وہ معنے نہیں لیتے جو صحف اولےٰ میں معنے لئے جاتے تھے۔ بلکہ وہ ایک درجہ ہے جو نہیں دیا جاتا۔ مگر بوجہ اتباع

کثرت مکالمہ ومخاطبہ کے یہاں اپنی نبوت کو صاف ایک امر ظلی قرار دیا ہے جو پیروی کی برکات سے پیدا ہوا ہے۔ اب ابھی توضیح مرام کے سب سے پہلے حوالہ کو دیکھو کہ وہاں ایک انسان کامل کی اقتدا سے جو نبوت ملتی ہے۔ اسکو تسلیم کیا ہے۔ میں نہیں میں حیران ہوں جب اس قدر صریح مطابقت کے ہوتے ہوئے ایسی عبارات کہی جاتی ہے۔ کہ ان تحریروں کو ایک دوسرے کے مخالف قرار دے کر ایک بڑے حصہ کو رد کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کس قدر صاف بات ہے۔ توضیح مرام میں بھی لکھا ہے کہ ایک قسم کی نبوت انسان کامل کی اقتداء سے ملتی ہے یہاں بھی لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مجھے ایک ظلی نبوت ملی ہے۔ یہاں اس کا نام کثرت مکالمہ ومخاطبہ اور ظلی نبوت رکھا ہے۔ وہاں اس کا نام مبشرات والی نبوت اور جزوی نبوت رکھا ہے۔ پھر لکھتے ہیں:۔

وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفٰی علی الطریقۃ المستقلۃ وما بقی بعدہٗ الا کثرۃ المکالمۃ۔

ترجمہ۔ اور ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں اور آپ پر رسلین کے سلسلہ کا انقطاع ہو گیا۔ پس کسی کا حق نہیں کہ مستقل طور پر ہمارے رسول مصطفٰے کے بعد نبوت کا دعوے کرے۔ اور اس کے پیچھے کچھ باقی نہیں۔ مگر کثرت مکالمہ۔ یہاں بھی آپ کے بعد کچھ باقی رہنے کا ذکر ہے۔ اور اس کا نام کثرت مکالمہ رکھا ہے۔ پھر توضیح مرام کی عبارت کے سامنے ان الفاظ کو رکھو۔ وہاں بھی آنحضرت کے بعد کچھ باقی مانا ہے۔ اور وہ مبشرات ہیں یہاں اسی کا نام کثرت مکالمہ رکھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کونسا اصول باندھا تھا جس کو توڑا گیا۔ مجھے تو دونوں تحریریں ایک ہی رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہیں اور میں اس سے آپ کی صداقت کا ثبوت یقین کرتا ہوں کہ آپ کا مذہب شروع سے ایک ہی رہا ہے۔ ہاں یہ میں نہیں کہتا کہ کبھی قرآن کریم کے کسی لفظ کے معنے کرنے میں یا کسی پیشگوئی کی حقیقت سمجھنے میں آپ کو اجتہادی غلطی نہیں لگی۔ مگر اصول جو آپ نے باندھے ہیں وہ شروع سے اخیر تک ایک ہی رہے ہیں۔ اور اگر اصول پر بھی انسان غلطی پر غلطی کرتا چلا جائے۔ اور پندرہ سال تک لگاتار ایک اصول باندھ کر اسکی تائید

میں مکالمہ الٰہی مجھ تک پہنچ رہا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود یہاں کسی ایسی
نبوّت کا ذکر کرتے ہیں جو اپنے مفہوم کے لحاظ سے اس کو اہلسنت کے اکابر
نے مانا ہے۔ اس امر کو ذرا کھول کر بیان کرتا ہوں جسے میاں صاحب بھی مانتے ہیں۔ اکابر اہلسنت نے
کبھی بھی نہیں مانا کہ اس امت میں اس کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور لوگ بھی نبی
بن جایا کریں گے۔ بلکہ انہوں نے جو کچھ مانا ہے وہ یہ ہے کہ اس امت میں ایسے لوگ
ہوں گے جن کی نسبت حدیث میں آیا ہے۔ یکلّمون من غیر ان یکونوا انبیاء
نبی نہیں ہوں گے۔ مگر ان سے مکالمہ ہوگا۔ انہوں نے مانا ہے کہ اس امت میں بھی
ولایت کا سلسلہ جاری ہے۔ مگر وحی نبوّت قطعی مسدود ہے انہوں نے مانا
ہے کہ اس امت میں جبرئیل وحی نبوّت لے کر آنحضرت کی وفات کے بعد کبھی نہیں
آئیں گے۔ پس جب حضرت مسیح موعود صاف طور پر اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ تو میں
بات وہی پیش کرتا ہوں جو اکابر اہل سنت کے نزدیک مسلّم ہے صرف نزاع لفظی ہے
تو وہ نزاع لفظی بھی ہو سکتی ہے۔ کہ اہل سنت اس قسم کی وحی کا نام محدثیت رکھتے
ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس کا نام بھی اسی معنی کے نبوّت رکھا ہے۔ غور
کر کے دیکھو۔ کہ ان الفاظ کے سوائے اس کے کچھ معنے ہو ہی نہیں سکتے۔

دو اور مقام حقیقۃ الوحی میں ہیں جہاں آپ نے نبوّت کا باقی رہنا مانا ہے جیسا
توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں۔ اور دونوں مقام صفحہ ۲۸ الاستفتاء ضمیمہ
حقیقۃ الوحی پر ہیں۔ پہلے فرمایا:-

والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولا کتاب
بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ
المحمدیۃ بید انی سمیت نبیا علی لسان خیر البریۃ وذالک امر ظلی من
برکات المتابعۃ . . . . وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ

ترجمہ اور نبوت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گئی۔ اور نہ کوئی
کتاب ہے بعد فرقان کے جو سب پہلے صحیفوں سے بہتر ہے اور نہ کوئی شریعت ہے بعد شریعت محمدیہ
کے سوائے اسکے کہ میرا نام خیر البریہ کی زبان پر نبی رکھا گیا۔ اور یہ امر ظلی ہے جو پیروی
کی برکات سے حاصل ہوا ہے۔ اور میری نبوت سے خدا نے کچھ مراد نہیں رکھا سوائے

خاص کرتے ہیں۔ یا وہ عام الفاظ ہیں جن میں دوسرے بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ اور پھر آیا واقعی دوسروں کو کہیں شامل بھی کیا ہے۔ ان امور کے فیصلہ کے لئے اب پھر میں توضیح مرام کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جہاں صاف الفاظ میں اعتراف فرماتے ہیں +

۱۔ "یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہیگا۔ نبوت تامہ نہیں ..... وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے۔ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے"

یہاں تو اس نوع نبوت کا نام ہی محدثیت رکھدیا۔ اور وہیں آگے چل کر فرماتے ہیں ۲۔ و المحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ۔ انواع نبوت میں سے ایک نوع کے حاصل ہونے کی وجہ سے محدث نبی ہے پھر فرماتے ہیں ۳۔ ای لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد و ھی المبشرات من اقسام الرؤیا الصادقۃ والمکاشفات الصحیحۃ والوحی الذی ینزل علی خواص الاولیاء یعنی انواع نبوت میں سے صرف ایک نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ مبشرات ہیں۔ از اقسام رویائے صادقہ و مکاشفات صحیحہ اور از قبیل وحی جو خواص اولیاء پر اترتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ مبشرات والی نبوت خواص اولیاء کو حاصل ہے۔ ۴۔ پھر ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۴ پر ہے کہ "خدا تعالیٰ کو اپنے اولیاء سے مکالمات و مخاطبات واقع ہوتے ہیں۔ اور کلام لذیذ رب عزیز کی بوقت دعا اور دوسرے اوقات میں بھی اکثر وہ سنتے ہیں" جس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے ساتھ کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہوتا ہے۔ ۵۔ پھر وہیں مجدد الف ثانی کے حوالہ سے لکھتے ہیں "اور جو شخص کثرت سے مشرف ہمکلامی کا پاتا ہے۔ اس کو محدث بولتے ہیں" اس سے بھی معلوم ہوا کہ محدث کے ساتھ کثرت سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہوتا ہے +

یہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے چند حوالجات ہیں بعد میں مواہب الرحمٰن میں جس میں صفحہ ۶۶ پر لکھا ہے و نعتقد بانہ لا نبی بعدہ الا الذی ھو من امتہ . . . . . فمن کان من النبی و فی النبی و انما ھو لانہ فی اتم مقام الفناء . . . . وھذا ھو الحق الذی یشھد علی برکات نبینا و یری الناس حسنہ فی حلل التابعین الفانین فیہ بکمال المحبۃ والصفاء۔ ترجمہ اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر جو آپ کی امت سے ہو

میں شہادتوں کے دفتروں کے دفتر لکھ دیئے اور پھر کہہ دے کہ یہ سب کچھ غلط تھا۔ تو ایسے آدمی سے وہ معمولی عالم بھی ہو تو امان اُٹھ جاتا ہے۔ چہ جائیکہ مدعی الہام بھی ہو۔

جو نوع نبوّت باقی وہ محدثیت ہے

اب یہ ہم کو یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی پہلی اور پچھلی تحریروں میں ایک ہی اصول باندھا ہے۔ اور وہ اصول یہ ہے کہ باب نبوت تو مسدود ہے مگر ایک نوع کی نبوت مل سکتی ہے۔ یوں نہیں کہیں گے۔ کہ نبوّت کا دروازہ کھلا ہے۔ بلکہ یہ کہیں گے کہ نبوت کا دروازہ بند ہے۔ مگر ایک نوع کی نبوّت باقی رہ گئی ہے۔ اور قیامت تک رہیگی۔ یوں نہیں کہیں گے۔ کہ ایک شخص اب بھی نبی ہو سکتا ہے۔ یوں کہیں گے کہ ایک نوع کی نبوّت اب بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کا نام ایک جگہ مبشرات ایک جگہ جزوی نبوت ایک جگہ محدثیت ایک جگہ کثرت مکالمہ رکھا ہے۔ مگر نام کوئی بھی رکھا ہو اس کا بڑا نشان یہ قرار دیا ہے کہ وہ ایک انسان کامل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے مل سکتی ہے۔ وہ فنا فی الرسول سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ نبوّت محمدیہ کی مستفاض ہے وہ چراغ نبوی کی روشنی ہے۔ وہ اصلی کوئی چیز نہیں ظل ہے۔ ساری بحث اسی پر آ رہی ہے۔ کہ وہ نبوّت اس اُمّت میں آج تک ایک ہی شخص یعنی مسیح موعود کو ملی ہے یا اور کسی کو بھی اس امت میں ملی ہے۔۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دو قسم کی نبوّت کا باقی رہنا نہیں مانا۔ ایک ہی قسم کی نبوّت کا باقی رہنا مانا ہے۔ اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود کی کسی کتاب میں یہ دکھا دے کہ آپ نے کہا ہو کہ دو قسم کی نبوت باقی ہے۔ ایک وہ جو محدثوں کو ملتی ہے یا محدثیت کے نام سے موسوم ہے اور دوسری وہ جو نبیوں کو ملتی ہے۔ اور نبوت کے نام سے موسوم ہے۔ تو بیشک اُس کا حق ہے کہ حضرت مسیح موعود کی طرف ختم نبوّت کے اِنکار کو منسوب کرے مگر یہ بات حضرت صاحب کی تحریروں میں کہیں نہیں ملیگی۔ لہذا اب ہم نے صرف اسی قدر دیکھنا ہے۔ کہ جہاں جہاں اصولاً ایک قسم یا نوع نبوّت کا باقی رہنا مانا ہے — وہاں التزاماً یہ ایسا پایا جاتا ہے کہ جس قسم نبوّت کا باقی رہنا مانتے ہیں وہ ساری اُمّت میں لیتے ہے

کے ایک حوالہ کو جس میں خصوصیت کا ذکر ہے پکڑ کر بیٹھ جانا طریق تقوے سے نہیں جہاں
جہاں بات اصول کے رنگ میں کی ہے نہایت صفائی سے اپنے ساتھ
آپ کو دوسروں کے ساتھ شریک کیا ہے۔ باقی رہی آپ کی خصوصیت سو اس کا
ذکر علیحدہ ہوگا۔ مگر ان تمام حوالجات سے ظاہر ہے کہ وہ نوع نبوت جو باقی مانی ہے
اس میں کل محدثین کو شامل مانا ہے۔ اس لئے یہ نبوت درحقیقت محدثیت ہی
ہے۔

کیا مبشرات عین نبوت ہیں

جیسا کہ میں نے اوپر دکھایا وہ نوع نبوت جو باقی ہے۔ وہ مبشرات ہیں۔ اور حضرت
مسیح موعود نے اگر مبشرات کی جگہ کوئی دوسرا لفظ رکھا ہے۔ تو وہ کثرت مکالمہ
ومخاطبہ ہے۔ اور یہ بھی میں نے دکھایا ہے کہ یہ مبشرات والی نبوت یا کثرت
مکالمہ مخاطبہ والی نبوت آپ نے قیامت تک باقی مانی ہے۔ اور یہ بھی مانا ہے
کہ اس کے پانے والے مجھ سے پہلے بھی ہوتے رہے۔ اور مجھ سے بعد بھی ہوں گے
سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی یہ کہا اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد بھی یہ کہا۔ تو اب نبوت کا دروازہ
کھلنے کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں۔ مگر میاں صاحب نے حقیقۃ النبوت میں ایک
اور پہلو اختیار کیا ہے۔ اور حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کو مان کر یہ
لکھا ہے کہ مبشرات ہی عین نبوت ہیں۔ اور اس پر مزید شہادت اس آیت قرآنی کی پیش
کی ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین یعنی ہم رسولوں کو نہیں
بھیجتے مگر بشارت دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے۔ اب پہلے ہم میاں صاحب کے
اصطلاح کو لے کر حدیث کو پڑھتے ہیں۔ تو حدیث گویا یوں ہوئی کہ لم یبق من النبوۃ
الا عین النبوۃ۔ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر عین نبوت۔ اب میں پوچھتا
ہوں کہ یہ کلام کس عقلمند کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ چہ جائیکہ ایسی لغویات
سرچشمہ نبوت سے نکلے۔ پھر اگر عین نبوت باقی بھی تو یہ جو اس قدر احادیث بھری
پڑی ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ جو آپ نے صحابیوں کو کہا کہ تم نبی تو ہو جاتے
لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ تمام احادیث گویا موضوع قرار دینی پڑیں گی۔ کیا
یہی اصول تفسیر صحیح ہے کہ ہم ایک آیت یا احادیث کے وہ معنے کریں جس کے ساتھ

.... پس جو شخص نبی سے ہو اور نبی میں ہو۔ پس وہ تو نبی ہے۔ کیونکہ وہ اتم مقام فنا میں ہے .... اور یہ وہ حق ہے جو ہمارے نبی کے برکات پر شہادت دیتا ہے۔ اور لوگوں کو اس کا حسن ان لوگوں کے پیرایہ میں دکھاتا ہے جو اس کی پیروی میں فنا ہو چکے ہیں کمال محبت اور صفائی کے ساتھ۔ پیدا ہیں شروع میں آپ کی امت میں سے ہو کر اور آپ میں فنا ہو کر نبی کا ہونا جائز رکھا ہے۔ اور آخر میں صیغہ جمع استعمال کر کے۔ اور آپ کے حسن پر یہ شہادت لا کر کہ وہ آپ کے ان پیروں میں ظاہر ہوتا ہے جو آپ میں فنا ہو چکے ہیں صاف طور پر ان ہزار ہا فانیوں میں اس نبوت کا ہونا مانا ہے۔ جس کا آپ کے بعد باقی رہنا مانا ہے۔

ایسا ہی حقیقۃ الوحی کے ان حوالوں میں جو اوپر دیئے جا چکے ہیں۔ صاف طور پر کل من خصت له هذه الدرجة کے الفاظ میں اس درجہ کا حصول اپنے لئے مخصوص نہیں کیا۔ حالانکہ اگر ایک ہی امتی اور نبی ہے تو یہ لفظ بے معنی ہیں اور پھر آخر میں چشمہ معرفت میں نہایت ہی صفائی سے حصہ دوئم کے صفحہ ۲۸۳ پر لکھا ہے۔ وہ جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے ان کو مبشر خوابیں اور الہام دیئے جائیں گے یعنی بکثرت دیئے جائیں گے .... چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم سے خدا تعالے کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اس زمانہ میں ہم خود اس کے شاہد رویت ہیں۔ یہاں پھر وہی مبشرات ہیں جن کا ذکر توضیح مرام میں ہے۔ اور یہاں بکثرت مبشرات کے قرآن شریف کے کامل پیروؤں کو ملنا مانا ہے۔ اور پھر یہ نہیں کہ جس طرح میاں صاحب نے حقیقۃ النبوۃ میں لکھدیا ہے۔ کہ چونکہ نبوت انسانی کمال کا آخری مرتبہ ہے۔ اور وہ سب کو اس امت میں ملی نہیں۔ اس لئے کامل پیرو بھی کوئی نہیں ہوا۔ بلکہ صاف الفاظ میں فرمایا۔ کہ قدیم سے یعنی جب سے قرآن کریم نازل ہوا۔ خدا تعالے کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آیا ہے۔ یعنے ایسے کامل لوگ ہوتے رہے ہیں۔ جن کو بکثرت خوابیں اور الہام دیئے گئے۔ اور دوسرے خوارق دیئے گئے۔ پس یہ قطعی فیصلہ ہے اس بات کا کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ میں سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اور بعد بھی امت کے دیگر اولیاء اللہ کو اپنے ساتھ شریک مانا ہے۔ اور جس نوع نبوت کو اپنے لئے جائز مانا ہے۔ اس کو دوسروں کے لئے بھی جائز مانا ہے اس قدر تصریحات کے ہوتے ہوئے حقیقۃ الوحی

ایک شخص کو حق ہوسکتا تھا۔ گو میرے نزدیک اس حدیث کی صحت اس اعلیٰ پایہ
کو پہنچ چکی ہے کہ اس پر یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ خود حدیث کو مجروح ٹھہرائے اور اس
بات کو قبول نہ کرے کہ یہ الفاظ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ لیکن جب
اس نے حدیث کو مان لیا تو اب آپ نے حدیث میں جو مبشرات کی وضاحت فرمائی
ہے اس کو ترک کرنا انحراف ہے۔ کیونکہ وہ یہ تو مانتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
نے اسی طرح فرمایا تھا۔ کہ مبشرات رویائے صالحہ ہیں۔ مگر کہتا ہے کہ میں اس کو درست
تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ مبشرات میں نبوت ہے۔ گویا یہ آپ کو شارع
علیہ السلام سے بھی اوپر رکھتا ہے کہ آپ کے معنے کو عمداً ترک کر کے ان کے مخالف
ایک معنے پیش کرتا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ رویائے صالحہ سے نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم کی مراد عین نبوت تھی تو یہ ایک بالکل بیہودہ بات ہے۔ دوسری حدیث
میں صاف طور پر آگیا ہے کہ نبوت سے پہلے جو چیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملی
وہ رویائے صالحہ تھی۔ اگر رویائے صالحہ عین نبوت ہوتی تو جس دن نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم کو رویائے صالحہ شروع ہوئی تھی۔ اسی دن نبوت کے مقام پر کھڑے ہو جاتے
پھر دوسری صحیح حدیث میں موجود ہے کہ رویائے صالحہ چھیالیس جزو نبوت میں سے
ایک جزو ہے۔ تو جس چیز کو صراحت کے ساتھ جزو قرار دیا ہے وہ عین کس طرح ہو
سکتی ہے۔ کیا جزو کل کا عین ہوا کرتی ہے۔ پھر اس کے لئے مذہب میں ہی تبدیلی
کی ضرورت نہیں۔ بلکہ انسانوں کے دماغوں کو بھی ازسرنو بنانے کی ضرورت پیش آئیگی
کیونکہ آج تک کل دنیا نے اس کو اصول متفق علیہ کے طور پر مانا ہے کہ جزو کل کا عین نہیں
ہوتا نہ جزو کل کے برابر ہوتا ہے۔

۴۔ یہ معنے لینے میں کس قدر احادیث کو ترک کرنا پڑتا ہے جن میں سے کئی ایک
میں اوپر نقل کر چکا ہوں۔ مگر ظاہر ہے کہ ان تمام احادیث کو رد ہی قرار دینا پڑیگا۔ کیونکہ اگر
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس بات کو مانتے تھے کہ میرے بعد عین نبوت باقی
ہے۔ تو پھر ان کا کبھی احادیث میں یہ فرمانا کہ لا نبی بعدی یا یہ کہ میں نبوت کی
آخری اینٹ ہوں یا یہ کہ اس امت میں کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ یہ ساری باتیں غلط
ٹھہرتی ہیں۔ پھر تو آپ یوں فرماتے کہ لا شریعۃ بعدی یا یہ کہ میں شریعت

باقی تمام اخبار کو ردی ٹھیرانا پڑے گا۔ افسوس کہ یہ اصول میاں صاحب کو کہاں سے
کہاں لے گیا۔ یہی اصول تھا جس نے حضرت مسیح موعود کے کلام کے معنے کرنے میں
یہاں تک ایک فقرہ حقیقۃ الوحی کا لیکر اس کے وہ معنے کئے کہ آپ کے پندرہ سال کے
علوم کو ردی کا ٹوکرا قرار دیا۔ اب ایک حدیث کو لیکر اس کے ایسے معنے کرتے ہیں کہ
سینکڑوں احادیث اور علماء کی سب کی سب موضوع قرار دینی پڑتی ہیں پھر امت
کا اجماع کہاں گیا۔ پھر حضرت مسیح موعود کا بار بار کا اقرار کہاں گیا۔ مذہب تو نبوت
کے ختم ہونے یا باقی رہنے کے بارہ میں وہی ہے جو اکابر اہل سنت کا ہے۔ اکابر اہل
سنت کا مذہب یہ نکال کر دکھاؤ کہ انہوں نے مانا ہو کہ عین نبوت باقی ہے۔ اب دیکھئے
اگر تو ہم حدیث کے وہ معنے لیں جو حضرت مسیح موعود نے لئے۔ اور کل شارحین حدیث
نے لئے تو بات نہایت صاف ہے۔ جیسا کہ میں اوپر دکھا چکا ہوں سوائے اسکے
کہ مسیح موعود نبی نہیں بنتے۔ اور اگر ہم حدیث کے وہ معنے لیں جو میاں صاحب نے لئے
ہیں تو کس قدر مصائب کا سامنا ہے۔

۱۔ خود حدیث بے معنی ٹھیرتی ہے کیونکہ حدیث یوں ہوئی۔ لم یبق من النبوۃ الا
عین النبوۃ یعنی نبوت میں سے سوائے عین نبوت کے کچھ باقی نہیں رہا۔ ہر
ایک پڑھنے والا غور کرلے کہ آیا یہ کوئی بامعنی فقرہ کہلا سکتا ہے۔

۲۔ اگر امکانی طور پر اس کے کچھ معنے بنیں گے تو یہی بنیں گے کہ جس قدر نبوت کے
ساتھ زوائد تھے یعنی ایسے امور جو اصل نبوت میں داخل نہ تھے وہ جاتے رہے مگر
مبشرات جو اصل نبوت ہے وہ باقی ہیں۔ گویا زوائد سے پاک کرکے اب اصلی
نبوت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قائم کی جاتی ہے۔

۳۔ خود حدیث کی اپنی مخالفت ہوتی ہے۔ کیونکہ پوری حدیث یوں ہے لم یبق
من النبوۃ الا المبشرات۔ قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ
نبوت سے کچھ باقی نہیں رہا مگر مبشرات۔ لوگوں نے پوچھا مبشرات کیا ہیں۔ فرمایا
رؤیا صالحہ۔ اب مبشرات سے عین نبوت مراد لینا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح
مخالفت ہے۔ کیونکہ جب آپ نے ایک معنے کردیئے تو اب ان کو چھوڑ کر دوسرے
معنے لینے والا عمداً خلاف ورزی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کرتا ہے۔ یہ تو

تو اس کے یہ معنے کر لیتے کہ ہر محدث ایک رنگ میں جزئی نبی ہوتا ہوگا۔* اسی لئے مجھے نبی کہا جاتا ہے صفحہ ۱۲۹۔" اب میاں صاحب کی جرات قابل غور ہے کہ انہوں نے مسیح موعود کو کیا بنایا ہے۔ گویا آپ کی تحریر کسی غور و فکر کا نتیجہ نہ ہوتی تھی۔ اگر یوں کہہ دیتے کہ غلطی سے آپ نے خیال کر لیا تھا کہ ہر محدث جزئی رنگ میں نبی ہے تو حرج نہ تھا۔ غلطی تو لگ سکتی ہے۔ مگر جو فقرہ میاں صاحب نے لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بات بنانے کو مرزا صاحب یوں ہی ادھر ادھر کی باتیں لکھ دیا کرتے تھے۔

۶۔ اس معنے کی کوئی سند وہ پیش نہیں کر سکتے۔ کوئی حدیث ہوتی نہیں کہ آپ نے فرمایا ہو المبشرات جزء من النبوۃ۔ سلف میں سے کسی بزرگ کا یہ قول نہیں۔ لغت والوں

* تعجب یہ ہے کہ یہاں تو میاں صاحب محدث کو جزئی نبی ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ بلکہ صفحہ ۱۴۰ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو جزوی نبی کہنا جائز نہیں جیسا کچھ اصل العادیہ ہیں۔ لیکن اپنا یہ حال ہے کہ ہزاروں آدمیوں کو ۔ ۔ ۔ ۔ نبی قرار دیتے ہیں شاید وہ کہیں کہ ہم جزوی ہی کہتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ قرآن کریم کی ر آیت سے ثابت ہے کہ بغیر خدا تعالےٰ کے اذن کے اور بغیر کسی قرینہ کے کسی کو برائی نبی کہنا جائز ہے۔ درحقیقت یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک سزا ہے جو ان لوگوں کو ملی ہے بئس للظالمین بدلا۔ اب اس بئس للظالمین بدلا کی تفسیر ملاحظہ ہو۔ اس مقام سے ۲۳ صفحہ آگے چل کر یعنی صفحہ ۱۵۳ پر لکھتے ہیں کہ ولا د اس کی فطرت نبیوں کی سی فطرت ہوتی ہے۔ اور اس کے کام نبیوں کے سے کام ہوتے ہیں۔ لیکن کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے وہ درجہ نبوت پانے سے روکا جاتا ہے۔ ور نہ اس حد تک پہنچا ہوا ہوتا ہے کہ قریب ہے کہ وہ نبی ہو ہی جاوے۔ ملکہ جزوی نبوت اسے مل جاتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس سے مجددیت کا کام لیتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ درجہ امت محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے پایا۔" جناب میاں صاحب سینکڑوں ہزاروں کو جزوی نبوت کا درجہ دیدیں تو یہ کسی گناہ کی سزا نہیں۔ گو پہلے خود ہی دوسروں کو جو ایسا کہنے کی جرات کریں قابل سزا قرار دے چکے ہیں یا تو ہم میاں صاحب کی منطق کو سمجھنے کے قابل نہیں۔ اور یا میاں صاحب اس مسئلہ میں ایک غلط راہ اختیار کر کے ایسا اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال چکے ہیں کہ ان کو یاد نہیں رہتا کہ پہلے کیا اصول باندھا تھا اب کیا باندھ رہے ہیں۔ اور ایک ہی کتاب میں دو جزو کے اندر اندر دو متضاد اصول قائم کر دیئے

آخری اینٹ ہوں۔ یا یہ کہ میرے بعد اگر کوئی صاحب شریعت ہوتا تو عمر ہوتا لیکن عین نبوت کو باقی مانتے ہوئے یہ لفظ کہ لا نبی بعدی کسی طرح درست نہیں ہو سکتے۔ پس یا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دین میں مبشرات کے وہ معنے نہ تھے جو ہمارے میاں صاحب کو سوجھے ہیں۔ اور یا یہ حدیثیں آپ کی نہیں ہو سکتیں۔ پھر ان بیچاروں کو کذاب کیوں کہا جو آپ کی امت میں سے تو ہونگے۔ لیکن تصور ان کا یہ ہوگا کہ کلہم یزعم انہ نبی اللہ ان میں سے ہر ایک خیال کریگا۔ کہ وہ نبی اللہ ہے۔ ہاں ایک توجیہ میاں صاحب کے لئے باقی ہے۔ اور وہ میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حدیث لم یبق فی النبوت الا المبشرات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام میں یعنی مرض الموت میں فرمائی تھی۔ تو میاں صاحب کا چونکہ اصول یہ ہے کہ کوئی ہرج نہیں کہ نبی ساری عمر غلط عقاید کی تعلیم دیتا رہے اور کہتا رہے کہ خدا مجھے یوں ہی سکھاتا ہے۔ اور یہی حق ہے صرف وفات سے پہلے اسکو درست بات معلوم ہو جانی چاہئے۔ اس لئے چونکہ یہ حدیث آخری ایام کی ہے یہ سب سابقہ احادیث کی ناسخ ہے۔ مرتے ہوئے آپ کو حق معلوم ہوگیا کہیں تو ساری عمر غلطی ہی کرتا رہا۔ اپنے بڑے بڑے جلیل القدر صحابیوں کو یوں ہی کہتا رہا کہ تم نبی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ان لوگوں کو جو نبی ہونے کا گمان کریں۔ خواہ مخواہ دجال کہتا رہا۔ کیونکہ عین نبوت تو باقی ہے۔ اس تاویل کو میاں صاحب اگر قبول نہ کریں تو اس کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ یہ تاویل میں نے سکھائی ہے۔ ورنہ میاں صاحب کے اصول کے تو بالکل مطابق ہے۔ کیونکہ یہی باتیں بعینہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق کہی ہیں کہ آپ کی تحریریں اور علوم اور عقاید یونہی فرضی فرضی ڈھکو سلے تھے۔ جو منہ پر آیا۔ انا پشنا پ کہدیا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ چنانچہ آپ ایک جگہ اس مشکل کو کہ حضرت مسیح موعود نے دوسرے محدثین کو لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے ماتحت مبشرات پانے والا قرار دیا ہے یوں حل کرتے ہیں۔ کہ "ایک وقت جب آپ اپنے آپ کو نبی خیال نہ کرتے تھے تو اپنے لئے جب نبی کا لفظ الہامات میں دیکھتے

مقصود ایک نہایت حقیر سی بات رہ جاتی ہے اور سلسلہ انبیاء کی عظمت ہی دنیا سے مفقود ہو جاتی ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ صرف اس قدر سنانے کے لئے کہ فلاں قوم تباہ ہو جائے گی ایک نبی بھیجا جایا کرتا ہے۔ نبی تو ہدایت کے لئے آتے ہیں کچھ راہیں بتاتے ہیں کہ ان پر چلو کچھ راہوں سے تنبیہ کرتے ہیں کہ ان کو ترک کر دو ہاں یہ بھی ان کو بتا دیا جاتا ہے کہ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو۔ باقی رہنا چاہتے ہو تو ہمارے پیغام کو قبول کر لو۔ اور اگر تم تبدیلی نہیں کرو گے۔ جن گندوں میں مبتلا ہو ان کو نہیں چھوڑو تو تباہ ہو جاؤ گے۔ سارے قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھ لو کہ تبشیر و انذار کا مرتبہ اس سے زیادہ نہیں۔ وہ اصل مقصود بالذات کسی صورت میں نہیں۔ اصل مقصود ہدایت ہے نتیجہ کے طور پر یہ بات بھی بتا دی جاتی ہے۔ اصل تبشیر و انذار تو وہی ہے جس کے متعلق ایک طرف فرمایا۔ فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون۔ اور دوسری طرف والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئک اصحاب النار هم فیها خالدون۔ لیکن کچھ تبشیر و انذار کا حصہ دنیا میں بھی دکھا دیا جاتا ہے۔ تا کہ آخرت کی تبشیر و انذار کے لئے وہ بطور ایک دلیل کے ٹھہرے۔ بس تبشیر و انذار درحقیقت ایک دلیل ہے۔ پیشگوئیاں محض مویدات ہیں۔ اور مبشرات کو عین نبوت قرار دینا اس دنیا کو محض ایک کھیل بنانا ہے۔ گویا خدا کا کام یہ ہے کہ کوئی قوم تباہ ہونے والی ہو تو پہلے اس کو بتا دیا جائے کہ تم نے تباہ ہونا ہے اور کوئی قوم ترقی کرنے والی ہو تو اسے کہہ دیا جائے کہ تم نے اب ترقی کرنی ہے۔ قوموں کے لحاظ سے ان باتوں کی وقعت اسی قدر ہے جس قدر کسی لڑکے کے لئے اولاد ملنے کی خوشخبری یا موت کا ڈر۔ جو شخص پیشگوئیوں کو تبشیر و انذار کو مبشرات کو عین نبوت قرار دیتا ہے وہ اصل مقصد نبوت سے بہت دور پڑا ہوا ہے یہی مذہب تمام امت کا رہا ہے۔ جس کا جی چاہے کتابوں میں پڑھ لے۔ میں صرف ایک مزید حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں حقیقت نبوت اور اس کے خواص کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں واذا اقتضت الحکمة الالٰهیة ان یبعث الی الخلق واحد من المفهمین فیجعله سببا لخروج الناس من الظلمات الی النور فهذا هو الذی یسمی النبی۔ یعنی جب حکمت الٰہی اس بات کی مقتضی ہوتی ہے کہ لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف

نے مبشرات کے یہ معنے نہیں لکھے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ خود حضرت مسیح موعود نے کہیں بھی نہیں لکھا کہ المبشرات عین النبوت۔ نہ صرف یہی بلکہ اس معنے کے خلاف حدیثیں بھی ہیں۔ اقوال ائمہ بھی ہیں۔ لغت بھی اس کے خلاف ہے۔ مسیح موعود کی تحریریں بھی خلاف ہیں۔ تو اب جیسی ردی کی ٹوکری میں احادیث کو پھینکا ہے ان سب کو وہاں پھینکنے کیا ڈر ہے۔

مبشرات نبوت نہیں اصل مقصود بالذات نہیں

۷۔ اور اگر ہم مبشرات سے عین نبوت مراد لیں تو چونکہ عین نبوت تو اس نبوت میں کسی کو ملی نہیں اس لئے یہ بھی ماننا پڑیگا کہ یہ ساری امت آج تک مبشرات سے محروم رہی ہے پس یہ خوب وعدہ مبشرات کا تھا کہ وہ کسی کو ملتی نہیں۔ اور ساری امت ان سے محروم پڑی ہے۔ بلکہ چونکہ مبشرات کی تفسیر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے رویا صالحہ سے کی ہے اس لئے یہ بھی ماننا پڑیگا کہ اس امت میں رویائے صالحہ کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور اگر کہو کہ تھوڑی مبشرات ملتی ہیں مگر کثرت نہیں ملتی اور کثرت مبشرات نبوت ہے تو یہ خانہ ساز توجیہیں ہیں۔ اس طرح سے تو انسان خدا اور خدا انسان بن سکتا ہے۔

غرض مبشرات کو عین نبوت قرار دے کر میاں صاحب نے ایک ایسا اصول باطل باندھا ہے جس کے لئے نہ صرف ان کے ہاتھ میں کوئی سند ہے بلکہ جس میں خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے۔ صحیح احادیث کی مخالفت ہے۔ ائمہ اہل سنت کی مخالفت ہے۔ حدیث تو میں اوپر دے چکا کہ خود نبی کریم نے مبشرات کو اصل نبوت سے خارج قرار دیا ہے مازری کا قول بھی اوپر نقل کر چکا ہوں۔ جو لکھتے ہیں کہ خبر بالغیب جس میں انذار و تبشیر ہو وہ احد ثمرات النبوۃ تو ہے۔ یعنی نبوت کے پھلوں میں سے ایک مگر غیر مقصود لذاتہ نبوت کا اصل مقصود بالذات نہیں۔ پورے الفاظ پہلے نقل کر چکا ہوں۔ اور مبشرات درحقیقت ہیں کیا صرف تائیدات ہیں۔ کیونکہ پیشگوئیاں محض اس غرض کے لئے ہیں کہ تا مامور کی صداقت کا یقین آجائے۔ ورنہ پیشگوئی کوئی نبوت کی اصل غرض تو نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ سلسلہ انبیاء کو میرے قائم کرنے کی غرض یہ ہے کہ کسی قوم کو بتا دیا جائے کہ وہ بڑی ہو جائے گی اور کسی کو کہدیا کہ وہ ہلاک ہو گی۔ اگر عین نبوت یہی چیز ہے تو پھر نبوت کی غرض وغایت اور اسکا

کوئی رسالت کی اصل غرض ہے۔ یا جو شخص اپنی قوم کی زبان میں گفتگو کرے وہ رسول ہو جاتا ہے۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ بات تو سیدھی تھی ہر رسول مبشر و منذر ہوتا ہے مگر ہر مبشر و منذر رسول نہیں ہوتا جس کی وجہ میں ابھی بیان کرتا ہوں۔ اگر میاں صاحب ان آیات پر غور کر لیتے جہاں رسولوں کے مبشر و منذر ہونے کا ذکر آیا ہے تو ان کو آسانی سے معلوم ہو جاتا کہ تبشیر و انذار محض مویدات میں سے ہیں۔ سب سے پہلے سورہ بقرہ میں ہے۔ جہاں پہلے مخالفت کا ذکر پھر کفار کا مطالبہ کہ ملائکہ نازل ہوں یا خدا نازل ہو۔ پھر بنی اسرائیل کے باعث کہ کتنے نشان ان کو دیے گئے۔ مگر مانتے نہیں تب ایک عام قانون کے رنگ میں بیان فرمایا۔ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین و انزل معھم الکتاب لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ یعنے اللہ تعالے نبیوں کو مبعوث کرتا ہے بشارت دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے اور ان کے ساتھ کتاب اتارتا ہے تاکہ وہ فیصلہ کرے لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اب یہاں اگر تبشیر و انذار کی حالت کا ذکر ہے تو ساتھ ہی اصل غرض بھی بتادی کہ نبی صرف مبشر و منذر نہیں ہوتے بلکہ ان کے ساتھ ایک کتاب نازل کی جاتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ لوگوں کے اختلاف میں فیصلہ کرتے ہیں۔ تو اصل غرض اس کتاب کے ذریعہ سے لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف لانا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اسی آیت کے اخیر پر فرمایا واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے تو اصل غرض تو گویا ہدایت ہے۔ مگر مبشرات اور منذرات اس لئے ہوتے ہیں۔ کہ تا اس ہدایت کے لئے بطور مویدات کے ہوں۔ اس سے بڑھکر وضاحت مبشرات و منذرات کے معاملہ میں سورہ نساء میں کر دی ہے۔ جہاں فرمایا رسلاً مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علے اللہ حجۃ بعد الرسل۔ رسول بشارت دیتے ہوئے اور انذار کرتے تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لئے اللہ پر کوئی حجت نہ رہے یعنی درحقیقت تبشیر و انذار محض اتمام حجت کے لئے ہے۔ ایسا ہی سورہ انعام میں فرمایا۔ قل ارءیتکم ان اتٰکم عذاب اللہ بغتۃ او جھرۃ ھل یھلک الا القوم الظالمون۔ وما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین فمن اٰمن و اصلح

نکالے تو منجملہ ان میں سے ایک شخص کو خلقت کی طرف مبعوث کرتا ہے یہی نبی ہے ایسا ہی آگے چلکر لکھتے ہیں۔ جس کا میں صرف ترجمہ دیتا ہوں تاکہ طوالت نہ ہو۔ جب بعض اسباب علوی اور سفلی کے جمع ہو جانے کے بعد لطف الٰہی کا اقتضا ہوتا ہے کہ کسی قوم میں سے نہایت ہی پاکیزہ فطرت شخص پر وحی کرے کہ لوگوں کو حق کے جانب رہنمائی کرے اور راہ راست کی جانب ان کو بلائے اس لئے نبی کا حال بیمری کے بارے میں ایسا ہوتا ہے۔ جیسے کسی مالک کے غلام بیمار ہو جائیں اور وہ مالک اپنے خواص میں سے کسی کو حکم دے کہ ان کو دوا پلاؤ .... لیکن کمال لطف یہ چاہتا ہے کہ پہلے ان کو بتا دے کہ وہ بیمار ہیں اور یہ انکی دوا ہے۔ اور کچھ امور خارق عادت بھی ان کو دکھائے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ اپنی بات میں سچا ہے۔ فلیست المعجزات ولا استجابة الدعوات ونحو ذالک الا امورا خارجة عن اصل النبوة لازمة لها فی الاکثر پس یہیں معجزات اور قبولیت دعا اور دوسری ایسی باتیں (یعنی پیشگوئیاں یا تبشیر و انذار) مگر ایسے امور جو اصل نبوت سے خارج ہیں ہاں اکثر حالات میں اس کے لازم ہیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مبشرات اصل میں محض ہوتیاں ہیں۔ اور درحقیقت یہی معنی ہیں اس آیت کے وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین ہم نہیں بھیجتے ہم رسولوں کو مگر بشارت دیتے ہوئے اور انذار کرتے ہوئے اس کے یہ معنے کرنے کہ تبشیر و انذار ہی اصل غرض رسالت ہے یا ہر مبشر و منذر رسول ہے۔ زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہی ہو سکتا ہے۔ یہاں تو ایک حالت بیان کی گئی ہے اور حالت اصل غرض نہیں ہوا کرتی۔ اور اگر محض حصر سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ تو پھر اس قسم کے حصر تو اور بھی بہت قرآن میں ہیں۔ کیا ان سے بھی رسالت کی غرض یا کسی شخص کی رسالت ثابت ہو جائے گی۔ مثلاً وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم اور تجھ سے پہلے ہم نے نہیں بھیجے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔ تو کیا اس حصر سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ جس مرد کی طرف وحی ہو وہ رسول ہو جایا کرتا ہے۔ پھر حواریوں کی وحی کا تو خود قرآن کریم میں ذکر ہے۔ اور یہ امت بھی خالی نہیں سب وحی پانے والے رسول ہو گئے۔ یا وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان میں۔ تو کیا قوم کی زبان کو بولنا

مبشرات محض ہوتیاں ہیں

ظاہر امور سے چاہتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے ساتھ تبشیر و انذار
کا سلسلہ رکھا مگر چونکہ رسولوں کا کام اپنی زندگی تک محدود نہیں ہوتا۔ اور ان کے
قائمقام ان کے دین کو دنیا میں پھیلانے والے ان کی حقانیت اور صداقت پر
دلایل دینے والے ان کے متبعین بھی ہوتے رہتے ہیں۔ اور بالخصوص ہمارے
رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تو یہ سلسلہ تائید دین کا قیامت تک چلنا ہے۔
پس جو تائید دین کے لئے آئیں گے ضرور ہے کہ وہ مویدات پائیں۔ جس قدر زیادہ
زیادہ زور سے کوئی شخص دین کی تائید میں لگ جاتا ہے۔ اسی قدر زیادہ اللہ تعالیٰ
بھی اس کو مویدات عطا فرماتا ہے۔ اور یہ مویدات اس امت میں بالخصوص مبشرات
کے نام سے موسوم ہیں۔ کیونکہ ہر ایک دین کی تائید کرنے والے کو حسب مراتب یہ
بشارت دی جاتی ہے کہ وہ کامیاب ہوگا۔ اور اس کی مخالفت کرنے والے ہلاک
ہونگے۔ پس مویدات کا باقی رہنا ایک ضروری امر ہے۔ ہدایت کی تکمیل ہو چکی تھی
کتاب کی ضرورت ہم کو نہ کسی رسول کی ضرورت نہیں۔ ہاں دین کی تائید کرنے
والوں کی ضرورت ہمیشہ تھی اب [illegible] ہے۔ [illegible] ہی وہ ہیں جو ایک صدی
کے بعد پیدا ہوتے ہیں یہ خاص طور پر مجدد کا نام پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو
خود اس کام پر کھڑا کرتا ہے کہ تا جو غلطی واقع ہو گئی ہو اسے دور کر دیں۔ اب اس میں
تو کوئی شبہ نہیں کہ اس امت کو مجددوں کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اور وہ وعدہ یہ ہے
کہ ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ نے مجدد مبعوث کرے گا۔ اب جب ہر دین کی تائید
کرنے والے کو بھی کچھ نہ کچھ تائید منجانب اللہ ملنی ضروری ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ نے
خود کھڑا کرے گا کیا اس کی تائید نہیں کریگا اس کو کون ہتھیار دیگا جس کے ذریعہ سے
وہ اپنے مخالفوں پر اتمام حجت کرے کیا صرف خشک دلایل ہی دیئے جاویں گے
یا آیات سماوی بھی ساتھ ہونگے۔ اگر خشک دلایل سے اس نے کام لینا تھا تو پھر یہ
تو سب علماء کرتے ہیں۔ ایک مجدد کی کیا خصوصیت ہے۔ پس ظاہر ہے کہ مجدد کے
لئے مویدات کی ضرورت ہے جو آیات سماوی کے رنگ میں ہوں تاکہ وہ دونوں
طرح پر اتمام حجت کر کے دین حق کو غالب کر سکے۔ اور یہی مبشرات ہیں۔ بات یہ ہے
کہ یہ سخت دھوکہ لگا ہوا ہے کہ مبشرات رسولوں سے مخصوص رہا ہے۔ مگر یہ بات ہوتی تو یہ

فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون۔ کہہ دے اگر اللہ کا عذاب تم پر اچانک یا کھلم کھلا آجائے تو کیا سوائے ظالم لوگوں کے اور بھی کوئی ہلاک کیا جائیگا۔ اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر بشارت دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے۔ پس جو شخص ایمان لاتا اور اصلاح کرے ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ پچھتائیں گے۔ یہاں یہ فرمایا کہ رسول کا کام تو عذاب لانا نہیں وہ صرف خبر دیدیتا ہے۔ غرض تو یہ ہے کہ لوگ ایمان لائیں اصلاح کریں پس جو شخص اصلاح کرتے ہیں انپر کوئی خوف نہیں۔ تو اصل غرض اصلاح ہے اور بشارت و انذار اس کے پیدا کرنے کے لئے موید ات ہیں۔ ایک اور سورہ کہف میں فرمایا۔ وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدی ویستغفروا ربھم الا ان تاتیھم سنۃ الاولین او یاتیھم العذاب قبلا۔ و ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین و یجادل الذین کفروا بالباطل لیدحضوا بہ الحق۔ اس بات نے روکا لوگوں کو اس سے کہ ایمان لائیں جب ان کے پاس ہدایت آئی اور اپنے رب کا استغفار کریں مگر یہی کہ پہلوں والی بات ان پر آئے یا عذاب ان کے سامنے آجائے۔ اور نہیں بھیجتے ہم رسولوں کو مگر بشارت دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے۔ اور کافر باطل کو تھامیں لیکر مجادلہ کرتے ہیں تاکہ اس کے ساتھ حق کو رد کردیں۔ یہاں صفائی سے بیان فرمایا کہ پہلے ہدایت آتی ہے۔ مگر ہدایت کو لوگ نہیں مانتے اس لئے پھر عذاب کی خبر دی جاتی ہے اور آخر عذاب آلیتا ہے۔ غرض مبشرات و منذرات اصل غرض رسالت نہیں بلکہ محض موید ات ہیں تاکہ لوگ رسولوں کے پیغام کو قبول کرلیں۔ اور اصل غرض کی طرف متوجہ ہوں۔

خدا کے کام تو حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔ کیا وجہ ہے کہ نبوت کو ختم کیا اور مبشرات کو باقی رکھا حالانکہ وہ بھی ایک جزو نبوت ہی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ میں نے دکھایا ہے مبشرات موید ات ہیں۔ یعنے ان سے رسولوں کے پیغام کی تائید ہوتی ہے۔ بعض طبائع پیشگوئیوں سے فایدہ اٹھاتی ہیں۔ کچھ صدیق کی فطرت کے لوگ بھی ہوتے ہیں جو نشانات اور تائیدات کے محتاج نہیں ہوتے۔ مگر بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان امور غیب کی جنکا تعلق نبوت سے ہے تائید و تصدیق بعض

مبشرات کا ختم نبوت کے بعد باقی رکھنا ضروری تھا

حضرت مسیح موعود کی کثرت مبشرات

اتمام حجت کرنا ہے۔ اور سارے ملکوں میں پیغام حق کو پہنچانا ہے اسکو اس نبی سے بہت بڑھکر مویدات کی ضرورت ہوا ور اس لئے اس کثرت کیساتھ مبشرات عطا ہو جائیں کہ ایک نبی کو بھی نہیں دیئے گئے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ایک جگہ لکھا ہے کہ مجھے اس کثرت کے ساتھ نشان دیئے گئے ہیں کہ اگر وہ ایک ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو انکی نبوت اس سے ثابت ہو سکتی ہے نادان لوگ غور اور فکر سے تو کام لیتے نہیں۔ بات بات پر ٹھوکر کھاتے ہیں کہتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ مسیح موعود کی نبوت ہزار نبی سے بھی زیادہ ہو گئی۔ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ نشانوں سے نبوت نہیں بنا کرتی۔ اور یہی بات ہے جو خود حضرت صاحب نے کہی ہے۔ چنانچہ اصل الفاظ یہ ہیں "اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا۔ اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اسلئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کیلئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے" (چشمہ معرفت ۳۱۷)

اب یہاں تو حضرت صاحب نے اپنی نبوت کا نام بھی نہیں لیا۔ بلکہ یہ کہا کہ اس بات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں یعنی مامور ہوں ان نشانوں نے آپکی ماموریت ثابت کی۔ اور اسکی بھی وجہ ساتھ ہی بتا دی کہ اس قدر کثرت نشانات کی کیوں دیگئی۔ اسلئے کہ شیطان کا حملہ خطرناک تھا۔ وہ حملہ دین اسلام پر تھا۔ اور آپ اسلام کے خاتم الخلفا یا وہ مجدد ہیں جو مسیح کے قدم پر آئے۔ کیونکہ مسیح حضرت موسیٰ کا آخری خلیفہ تھا۔ پس جو کام آپ نے کیا وہ تو مجدد کا کیا کیونکہ تائید دین ہی کی نہ کچھ اور۔ مگر چونکہ آپ کو بڑی تو ان مشکلات کی جو اس وقت حق کی اشاعت میں روک ہو رہی ہیں زیادہ نشانوں کی ضرورت تھی اس لئے زیادہ نشان دیئے گئے۔ کل دنیا سے مقابلہ تھا۔ ہر قوم کو حق کی طرف بلانا تھا۔ ہر مذہب کے مقابل پر اسلام کی حقانیت اور صداقت کو ثابت کرنا تھا۔ اسلئے نشانات اس کثرت کیساتھ دیئے گئے دلایل بھی خدا نے بہت دیئے نشانات بھی۔ اور نشانات بھی درحقیقت دلایل ہو سکتے ہیں جسطرح زیادہ دلایل ہاتھ میں ہونے سے انسان نبی نہیں بن جاتا اسیطرح زیادہ نشانات سے بھی نہیں بن جاتا نشانات صرف مامور ہونے کو ثابت کرتے ہیں اور جبتک کثرت سے نہ ہوں تب تک ماموریت کو ثابت نہیں کرتے پس کثرت نشانات کی ضرورت مجدد کو بھی ہے اور نبی کو بھی اور کثرت نشانات نبی اور مجدد میں مابہ الامتیاز نہیں یہ مذہب سے بہت ہی ناواقفیت کی بات ہے۔

کلمہ بھی لغو اور بے معنی ٹھیرتا کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات نبوت اپنا کام کر چکی تکمیل
ہدایت بھی ہو چکی۔ حفاظت ہدایت بھی ہو چکی نہ کوئی نقص باقی رہا نہ نقص کے راہ پانے کا
راہ باقی رہا۔ مگر اس ہدایت کو دنیا میں پہنچانے والے تو ضروری ہوئے۔ اس لئے مبشرات
بھی ان کی تائید کے لئے باقی ہے جس چیز کی ضرورت نہیں تھی وہ باقی نہیں رکھی جس کی
ضرورت تھی اسے باقی رکھ لیا۔ رسول اور مجدد میں یہ ایک فرق ہے کہ رسول دین حق کو
خدا سے پاتا بھی ہے اور اس کو پہنچاتا بھی ہے۔ مجدد گو اس دین حق کو خدا سے نہیں بلکہ
رسول سے پاتا ہے۔ اور اسی لئے رسول کا پیرو کہلاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ کوئی رسول
دوسرے رسول کا پیرو نہیں کہلاتا۔ مگر مجدد بھی حق کو دوسروں تک پہنچاتا ہے اور رسول
کا ایک کام کہ وہ دین دوسروں کو پہنچائے اس کے پیروؤں کا سپرد کیا جاتا ہے۔ اور مجدد
گویا خاص طور پر اس کام پر مامور ہوتا ہے تاکہ جو سستی طبائع میں ایک صدی میں پیدا
ہو گئی ہو اسے دور کر کے پھر لوگوں کو کام پر لگا دے اور اپنے رسول کے دین کی اشاعت
کا کام زور سے کرے۔ اب بحیثیت مامور ہونے کے وہ رسول کے ساتھ ایک گونہ اشتراک
بھی رکھتا ہے۔ رسول بھی مامور ہے مجدد بھی مامور ہے۔ اور مبشرات کی ضرورت دراصل
ہر ایک مامور کو ہے رسول کے ساتھ خاص نہیں بلکہ رسول کا جو اصلی کام یعنی ہدایت کو
خدا سے حاصل کرنا ہے۔ اس میں مطلقاً مبشرات کی ضرورت نہیں لیکن اس کے دوسرے
کام میں جو اس ہدایت کو مخلوق تک پہنچانا اور مخلوق کو اس پر قائم کرنا ہے اس میں اسے
مبشرات کی ضرورت ہے۔ اور یہی وجہ ہے جس میں مجدد اور رسول کا اشتراک ہے پس ضروری ہوا
کہ جس طرح رسول مبشرات پاتا ہے مجدد بھی مبشرات پائے یعنی اس حد تک وہ پائے جس سے اصل
غرض تائید دین کی پوری ہو سکے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مجدد کیلئے کثرت کی شرط لگائی جاتی ہے۔
کیونکہ جب تک اسکے مبشرات میں کثرت نہ ہو گی تو دو چار باتیں تو چونکہ اتفاقی طور پر بھی ہو سکتی
ہیں اس لئے دو چار مبشرات اسکے لئے مویدات کا کام نہیں دیتیں اصل غرض کو پورا
کرنے کیلئے ضرور ہے کہ ان میں کثرت بھی ہو پس مبشرات کی ضرورت چونکہ رسول کو بھی ہے
اور مجدد کو بھی پس مبشرات نبی اور غیر نبی میں امتیازی نشان قائم نہیں کر سکتیں بلکہ ہو سکتا ہے
کہ ایک نبی جس کا پیغام تھوڑے لوگوں کی طرف ہو اسے تھوڑے سے مویدات کی ضرورت ہو
لیکن ایک مجدد جس کا کام کل دنیا کو بلانا ہے۔ اور سارے مذاہب پر اور ساری قوموں

رسائی حاصل ہے تو اس کے یہ معنے نہیں ہوا کرتے کہ وہ اپنی عمر میں ایک یا دو دفعہ شاہی دربار میں گیا تھا بلکہ اس فقرہ کے یہی معنے ہیں کہ وہ عموماً وہاں جاتا ہے۔ مگر بہرحال میں کہتا ہوں کہ یہ تو حدیث صحیح میں آگیا کہ ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہیں ہوں گے۔ مگر ان کے ساتھ مکالمہ الہیہ ہوگا۔ اب یہ کس حدیث سے نکالیں کہ تھوڑا مکالمہ ہوگا تو وہ محدث کہلائیں گے اور اگر زیادہ مکالمہ ہوگا تو نبی بن جائیں گے۔ آخر مذہب کسی کے ابا جان کا متروکہ مکان تو نہیں کہ جو چاہا اس میں تغیر کیا۔ جس دیوار اور دروازہ کو چاہا گرا دیا جس کو چاہا قائم رکھا اور جہاں چاہا کوئی نیا کمرہ بنا دیا۔ مذہب کی بنیاد تو قرآن و حدیث پر ہے۔ پھر قرآن و حدیث کی کونسی سند ہے جس کی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ کثرت مکالمہ والا نبی ہو جاتا ہے۔

خود مسیح موعود نے جو فرق وحی ولایت و وحی نبوت میں کیا ہے اس میں قلت و کثرت کا فرق نہیں رکھا۔ یعنی یہ نہیں کہا کہ تھوڑی وحی ہو تو وہ وحی ولایت کہلاتی ہے۔ اور زیادہ ہو تو وحی نبوت کہلاتی ہے۔ بلکہ صاف فرمایا ولکل حظ من مکالمات اللہ تعالیٰ ومخاطباته علیٰ حسب المدارج لکن الوحی الانبیاء بشان اتم واکمل (تحفہ بغداد صفحہ ۳۰) (نبی اور ولی) سب کے لئے اللہ تعالیٰ کے مکالمات میں سے حصہ ہے علیٰ حسب مدارج ہاں وحی انبیاء کی شان اتم اور اکمل ہوتی ہے۔ تو یہ فرق تو خود وحی میں ہوا کہ نبی کی وحی بہ نسبت ولی کی وحی کے اتم اور اکمل ہوتی ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ ولی کی وحی تھوڑی ہوتی ہے اور نبی کی زیادہ ہوتی ہے جس طرح یہاں وحی ولایت اور وحی نبوت میں حضرت مسیح موعود نے بلحاظ ان وحیوں کے شان کے ایک فرق کیا ہے۔ اور اس کو اصول کے طور پر بیان کیا ہے۔ اس اصول کی تردید حضرت صاحب کی تحریروں میں دکھاؤ یا اس کے بالمقابل کوئی اصول باندھا ہوا دکھا دو کہ وحی ولایت اور وحی نبوت کا فرق قلت و کثرت کا ہے نہ شان کے اتم و اکمل ہونے کا۔ پھر اس اصول پر ہم حضرت مسیح موعود کی وحی کو دیکھ لیں گے۔ لیکن جب تک کہ اصول جو خود انہوں نے باندھا وہ اس نتیجہ کو باطل ٹھہراتا ہے۔ جسے میاں صاحب پہنچے ہیں۔ اس وقت تک وہ نتیجہ کسی حالت میں قابل تسلیم نہیں۔ اور اس کے بطلان پر اس سے بڑھ کر اور کسی شہادت کی ضرورت نہیں کہ مسیح موعود کا اپنا اصول اسے غلط قرار دیتا ہے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر حضرت مسیح موعود نے کوئی اصول نہیں باندھا اپنے متعلق ایک

ولایت اور نبوت میں اصول فرقہ موعود کے لئے

کہ نشانات کو مجدد اور نبی کے درمیان امتیازی نشان قرار دیا گیا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر چونکہ اس امت میں تو سارے مجدد ہی آ تے رہے اور بنی اسرائیل میں انبیاء آتے رہے اس لئے بنی اسرائیل کے سلسلہ کے نشانات امت محمدیہ کے نشانات سے بہت بڑھ گئے ہیں یہی اور کمزور باتیں کرنے سے دین پر ہنسی ہوتی ہے کہ مثلاً ایک سو نشان ہو تو مجدد کہلاتا ہے اور چار سو ہو تو نبی بن جاتا ہے بھلا یہاں تو حضرت صاحبؑ نے فرمایا ہے کہ میرے نشانوں کو ہزار نبی پر بھی تقسیم کرو تو ان کی نبوت ثابت ہو جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آپکے نشانوں کا اگر تعداد میں ایک ہزارواں حصہ ہو تو وہ بھی نبوت کو ثابت کر سکتا ہے۔ تو کیا مجددیت ایک دو نشانوں سے ثابت ہو سکتی ہے۔ پس اس بات کو خوب یاد رکھو کہ نشان اصل نبوت نہیں تائیدات ہیں۔ اور ان تائیدات کی ضرورت جیسے نبی کو ہے ویسے ہی مجدد کو ہے۔ نشانات کی تعداد مجدد اور نبی کے درمیان مابہ الامتیاز نہیں۔ اور نشانوں اور پیشگوئیوں کو اصل نبوت قرار دینے کے یہ معنے ہیں کہ خدا کے نبی صرف اس لئے دنیا میں آیا کرتے تھے کہ چند نشان یا معجزات دکھا جایا کریں۔ اور اصلاح خلق انکی بعثت کا اصلی مقصود نہ تھا۔ یہ درحقیقت مذہب کے ساتھ تمسخر ہے۔

کثرت مکالمہ مخاطبہ

ساتھ ہی میں اس بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ میں کثرت نشانات کی طرح معیار نبوت نہیں۔ ایک شخص پہلی ہی وحی پر اگر وہ وحی نبوت ہے نبی ہو جاتا ہے۔ ایک کو مدت العمر الہام ہوتے رہیں وہ اس سے نبی نہیں بن سکتا بلکہ کثرت الہامات سے مامور بھی نہیں بن جاتا۔ یہ نظارہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ کہ ہم دیکھتے ہیں بعض لوگوں کو کثرت سے الہامات ہوتے رہتے ہیں نہ وہ مامور ہوتے ہیں نہ نبی۔ بلکہ بعض تو کمال کے بھی کسی اعلیٰ درجہ پر پہنچے ہوئے نہیں ہوتے۔ حدیث میں آگیا ہے کہ اس امت میں ایسے لوگ ہونگے جن کے ساتھ کلام الہٰی تو ہوگی مگر وہ نبی نہیں ہونگے۔ اب یکلمون کا لفظ تو خود بتاتا ہے کہ انکے ساتھ کلام ہوتی رہیگی۔ یہ نہیں کہ ایک دو کلمے انکو بطور وحی کے مل جائینگے۔ اور پھر ساری عمر ان سے محروم رہیں گے کلام الہٰی کا تو ایک دروازہ ہے جب کھلتا ہے تو پھر اسے بند کرنیوالا کون ہے۔ پس یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء تو خود اس بات پر شاہد ہے کہ غیر نبی کو بھی کثرت مکالمہ ہو سکتی ہے۔ یہ تو ہمارا معمولی محاورہ ہے کہ جب ہم مثلاً کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو بادشاہ کے دربار تک

ساتھ کلام کرنا کبھی رو برو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور ایسے افراد جو خدا
تعالیٰ کے ہمکلام ہوتے ہیں۔ وہ خواص انبیاء میں سے ہیں کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ
بعض ایسے کامل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں۔ اور جو شخص کثرت
سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اس کو محدث بولتے ہیں"۔ اب یہاں انبیاء اور محدثین
دونوں کے مکالمہ کا صاف ذکر ہے اور یہ موقعہ تھا کہ اگر قلت وکثرت کا فرق تھا
تو آپ کہہ دیتے کہ وہی ہمکلامی جب قلیل ہوتی ہے تو انسان محدث کہلاتا ہے۔ اور
جب کثیر ہو جاتی ہے تو نبی بن جاتا ہے۔ مگر یہاں دونوں کی ہمکلامی کا ذکر فرما کر آگے
کہا کہ جب یہ ہمکلامی کثرت سے ہو تو ایسا شخص محدث کہلاتا ہے۔ گویا محدث بنتا ہی
کثرت مکالمہ مخاطبہ سے ہے۔ اب کوئی شخص خدا کے خوف سے کام لے تو اس کے لئے
یہ سمجھ لینا کس قدر آسان ہے کہ اس جگہ حضرت مسیح موعود نے ایک قانون کامل رنگ
میں بیان کیا ہے اور اس کے دونوں پہلوؤں کو صاف کر دیا ہے۔ یعنی یہ بتا دیا ہے
کہ وحی نبوت اور وحی ولایت میں کس بات کا فرق ہے۔ اور کس بات کا نہیں۔ فرق تو
شان کے اتم واکمل ہونے میں ہے اور کثرت میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ محدث بھی اس
وقت تک نہیں کہلاتا جب تک کثرت مکالمہ نہ ہو۔

پھر اس کے بعد میں تریاق القلوب کا ایک حوالہ دیتا ہوں جس میں پھر ولایت کے
لئے صاف طور پر اصول باندھا ہے کہ صاحب ولایت کے ساتھ اس کثرت سے مکالمہ
ومخاطبہ ہوتا ہے۔ جس کی کوئی نظیر نہیں۔ چنانچہ صفحہ ۱۳۲ پر فرماتے ہیں۔

"اب سوچنا چاہئے کہ غیب کا وسیع علم غیر کو ہرگز نہیں دیا جاتا۔ اور گو ممکن ہے کہ غیر
کو بھی جیسے اتفاقات خدا تعالیٰ سے علم نہیں ہیں کبھی سچی خواب آجائے یا سچا کشف
ہو جائے۔ لیکن ولایت اور مقبولیت کے علامات میں لازمی طور پر یہ شرط ہے کہ
امور غیبیہ اور پوشیدہ باتیں اس قدر ظاہر ہوں کہ وہ اپنی کثرت میں دنیا کے تمام لوگوں
سے بڑھے ہوئے ہوں اور اس کثرت سے ہوں کہ کوئی بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ یہ بات
یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جبکہ خدا تعالیٰ اپنے تفضل عظیم اور کرم عمیم سے کسی شخص کو
اپنی خلعت ولایت اور مرتبہ کرامت سے مشرف اور سرفراز فرماتا ہے تو چار چیزوں
میں اس کو جمیع اسکے ابنائے جنس اور تمام معصر لوگوں سے امتیاز کلی بخشتا ہے۔ اور ہر ایک

امر بیان کیا ہے۔ اور کسی شخص کو حق نہیں کہ ان فقرات کے وہ معنے کرے جو آپ کے اصول مسلمہ کے خلاف ہوں۔ تحفہ بغداد غالباً سارے کو تو میاں صاحب بھی منسوخ نہیں مانتے ہونگے۔ اور جس امر کا یہاں ذکر کیا ہے وہ اپنی نبوت اور محدثین کی نبوت کے متعلق کوئی بات نہیں۔ ایک عام اصول بتا رہے ہیں کہ اولیاء اور انبیاء کی وحی میں کیا فرق ہے۔ اگر اس کو منسوخ قرار دوگے تو گویا مسیح موعود کی تحریروں کو بالکل بے وقعت کر دوگے۔ اور پھر یہ تو معاملہ ہی ایسا ہے کہ وہ خود صاحب وحی تھے اپنی وحی کی شان کو تو ضرور سمجھتے ہونگے اور انبیاء کی وحی کی شان سے بھی ایسے مرتبہ پر پہنچا ہوا شخص ناواقف نہیں ہو سکتا۔ غرض دونوں شانوں کا ان کو علم ہے۔ تو اگر انہوں نے دونوں شانوں میں کوئی فرق نہیں دیکھا تھا تو یہ اصول کیوں باندھ دیا کہ وحی نبوت اتم اور اکمل ہوتی ہے بہ نسبت وحی ولایت کے اور مجدد ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی وحی کی شان اور انبیاء کی وحی کی شان میں کچھ فرق دیکھا اور اسی کے مطابق لکھا تو کیا ایک شخص کو جسے نہ انبیاء کی وحی کی شان کی خبر ہے نہ وہ خود مجدد ہے کہ اولیاء اللہ کی وحی کے لطف سے اعلیٰ شان کو سمجھ سکے یہ کس طرح حق پہنچتا ہے کہ وہ کہدے کہ مرزا صاحب نے یہ اصول غلط باندھا تھا۔ آہ افسوس خود غرضی انسان کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہے۔ وہ کیا دل ہے کہ جس کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ ایک طرف تو ایک شخص کو اس کے مرتبہ سے بڑھا کر نبی بنانا چاہتا ہے۔ اور دوسری طرف اس کی کسی بھی تحریر کو اس کے کسی بھی باندھے ہوئے اصول کو قابل وقعت نہیں چھوڑتا۔ اور نہ صرف یہ بات ہے کہ حضرت مسیح موعود نے وحی ولایت اور وحی نبوت میں فرق شان کے اتم و اکمل ہونے کا رکھا ہے۔ بلکہ جہاں یہ فرق بتایا ہے وہاں کثرت کے فرق کی تردید بھی کی ہے۔ چنانچہ اس عبارت کے آگے حضرت مجدد صاحب سرہندی علیہ الرحمۃ کا قول اپنی تائید میں نقل کرتے ہیں اور اس طرح پر اس کی صداقت پر مہر لگاتے ہیں۔ وہ قول کیا ہے۔ ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا و ذالک الافراد من الانبیاء وقد یکون ذالک لبعض الکمل من متابعیھم واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثا
اس عبارت کا ترجمہ خود ہی آپ نے ازالہ اوہام میں بالفاظ ذیل کیا ہے: "اللہ جلشانہٗ کا بشر سے

کرکے کہ میرے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہے سب اولیاء کو اس میں شامل کر رہے تھے۔ جسکے معنے یہ ہوئے کہ آپ کو یہ عادت تھی کہ جو کچھ غلط طور پر سمجھیں اس کے لئے حجت بھی جھوٹی بھی معاذ اللہ بنا کر پیش کر دیا کرتے تھے۔ اے منشی جی کے شیدائیو کچھ خدا کا خوف کرو اور مسیح موعود پر ایسی تہمتیں نہ لگاؤ کہ جو ان کو ایک معمولی عالم کی حیثیت سے بھی گراتی ہیں۔ یہ کیسا مسیح موعود تھا کہ ایک وقت اس کو یہ خیال تھا کہ میں نبی نہیں ولی ہوں تو ولیوں کی تعریف میں پل باندھنے شروع کر دیئے۔ اور یہ سب جھوٹی اور فرضی تعریف تھی حقیقت اس کے پیچھے کوئی نہ تھی صرف اپنے آپ کو بڑا بنانا مقصود تھا اور کہدیا کہ اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں اور ایسے ہوتے ہیں۔ پھر جب یہ خیال ہوا کہ میں ولی نہیں نبی ہوں تو اولیاء کی توہتک شروع کر دی کہ ان کو صرف قلیل مقدار میں کوئی الہام ہو جاتا ہے۔ مگر مجھے چونکہ کثرت سے ہوئے ہیں اس لئے میں نبی ہوں۔ اس سے بڑھکر اور کیا گستاخی مسیح موعود کی ہو سکتی ہے۔

مگر مسیح موعود کی یہ ساری ہتک کر کے بھی کچھ فایدہ نہیں کیونکہ یہی مذہب ایسا حقیقت الوحی میں موجود ہے۔ حقیقۃ الوحی کے شروع میں اس امت میں مکالمہ پانے والوں کو تین قسم پر تقسیم کیا ہے۔ اور وہ حضرت صاحب کے اپنے الفاظ میں حسب ذیل مراتب ہیں :-

حقیقۃ الوحی نبوت کو کثیر مکالمہ بنا لیا گیا ہے

باب اول۔ ان لوگوں کے بیان میں جنکو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں لیکن انکو خدا تعالے سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

باب دوم۔ ان لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں اور انکو خدا تعالے سے کچھ تعلق بھی ہے۔ لیکن کچھ بڑا تعلق نہیں۔

باب سوم۔ ان لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالے سے اکمل اور اصفی طور پر وحی پاتے ہیں۔ اور کامل طور پر شرف مکالمہ مخاطبہ ان کو حاصل ہے۔ اور خوابیں بھی ان کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالے سے کامل اور اتم طور پر محبت کا تعلق رکھتے ہیں۔

اب یہ کل تین ہی اقسام ہیں جن میں ساری امت کو بلحاظ خواب والہام یا مکالمہ مخاطبہ الہیہ تقسیم کیا ہے۔ اب میں دریافت کرتا ہوں کہ ان تینوں اقسام میں سے اولیاء اللہ کو اور بالخصوص مجددین کو کس قسم میں رکھیں۔ قسم اول تو قابل ذکر ہی نہیں۔ قسم دوم میں

شخص جو وہ امتیاز اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اس کی نسبت قطعی اور یقینی طور پر ایمان
رکھنا لازم ہو جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ان کامل بندوں اور اعلیٰ درجہ کے اولیاء
میں سے ہے جن کو اس نے اپنے ہاتھ سے چنا ہے اور اپنی نظر کامل سے ان کی تربیت فرمائی
ہے اور وہ چار چیزیں جو کامل اولیاء اللہ مردان خدا کی نشانی ہے چار کمال ہیں جو بطور نشان
اور خارق عادت کے ان میں پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک کمال میں وہ دوسروں سے بیّن
اور صریح طور پر ممتاز ہوتے ہیں بلکہ وہ چاروں کمال معجزہ کی حد تک پہنچے ہوتے
ہیں .... اور وہ چار کمال جو بطور چار نشان یا چار معجزہ کے ہیں جو ولی عظیم
اور قطب الاقطاب اور سید الاولیاء کی نشانی ہے یہ ہیں۔ اول یہ کہ امور غیبیہ بعد مستجابی
یا اور طریق پر اس کثرت سے اس پر کھلتے رہیں اور بہت سی پیشگوئیاں ایسی صفائی سے
ظہور پذیر ہو جائیں کہ اس کثرت مقدار اور صفائی کیفیت کے لحاظ سے کوئی شخص اس کا
مقابلہ نہ کر سکے۔ اور ان کمی اور کیفی کمالات میں احتمال شرکت غیر بکلی معدوم بلکہ محال
میں سے ہو۔ یعنی جس قدر اس پر اسرار غیب ظاہر ہوں اور جس قدر اس کی دعائیں قبول
ہو کر ان قبولیتوں سے اس کو اطلاع دی جائے۔ اور جس قدر اس کی تائید میں آسمان
اور زمین اور انفس اور آفاق میں خوارق ظہور پذیر ہوں بکلی غیر ممکن ہو جو ان کی نظیر
کوئی دکھلا سکے۔ یا ان کمالات میں مقابلہ پر کھڑا ہو سکے اور اس قدر علوم غیبیہ الٰہیہ
اور کشف انوار نامتناہیہ اور تائیدات سماویہ بطور خارق عادت اور اعجاز اور کرامت
اس کو عطا کی جائے کہ گویا ایک دریا ہے جو چل رہا ہے۔ اور ایک عظیم الشان روشنی ہے
جو آسمان سے اتر کر زمین پر پھیل رہی ہے۔ اور یہ امور اس حد تک پہنچ جائیں جو
ببداہت نظر خارق عادت اور فائق العصر دکھائی دیں۔ اور یہ کمال کمال نبوت سے
موسوم ہے۔"

اب چاہو اسے منسوخ کہہ لو۔ چاہو ردی میں پھینک دو یہ حضرت مسیح موعود کی تحریر ہے
اور اپنی نبوت کے متعلق نہیں بلکہ اولیاء اللہ کے متعلق ہے۔ کہ انکو کیا مراتب حاصل ہوتے ہیں
اور کیسے کیسے کمالات نبوت ملتے ہیں اور وہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ جس پر میاں صاحب کو اتنا ناز
ہے کہ سوائے نبی کے کسی کو مل ہی نہیں سکتی یہاں سب اولیاء اللہ کیلئے اسکو جائز رکھا ہے اس کا
کوئی جواب نہیں ہو سکتا سوائے اسکے کہ یہ کہدیا جائے کہ حضرت مسیح موعود اپنی حالت پر غور

ہے یا تو اولیاء امت اور مجددین کو کثیر حصہ مکالمہ مخاطبہ کا ملا۔ اور یا مسیح موعود کو بھی نہیں ملا۔ یہ وہ اصول ہیں جو حضرت مسیح موعود نے خود باندھے ہیں۔ پہلے ان اصول پر غور کرو اور پھر کوئی بات مونہہ سے نکالو۔ اور اگر تیسری قسم والوں کی کثرت مکالمہ الٰہیہ کے متعلق کوئی شبہ ہو تو اس باب کو حقیقۃ الوحی میں پڑھ جانا کافی ہوگا اور یہی کافی جواب ساری حقیقۃ النبوۃ کا ہے۔ کم از کم ذیل کی عبارتوں کو پڑھ کر اور خوف خدا سے کام لیکر ایک رائے قائم کرو:

"منجملہ ان علامات کے یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کریم اپنا فصیح اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اس کی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے جو الٰہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور ایک نور اس کے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنی نہیں ہے۔ اور ایک ربانی چمک اس کے اندر ہوتی ہے اور کدورتوں سے پاک ہوتا ہے اور بسا اوقات اور اکثر اور اغلب طور پر وہ کلام کسی زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور اس کی پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع اور عالمگیر ہوتا ہے اور وہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت بےنظیر ہوتی ہیں۔ کوئی ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ اور ہیبت الٰہی ان میں بھری ہوئی ہوتی ہے۔ اور قدرت تامہ کی وجہ سے خدا کا چہرہ ان میں نظر آتا ہے۔ اور اس کی پیشگوئیاں نجومیوں کی طرح نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان میں محبوبیت اور قبولیت کے آثار ہوتے ہیں اور ربانی تائید اور نصرت سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اور بعض پیشگوئیاں اسکے اپنے نفس کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اس کے دوستوں کے متعلق اور بعض اسکے دشمنوں کے متعلق اور بعض عام طور پر تمام دنیا کے لئے اور بعض اس کی بیویوں اور خویشوں کے متعلق ہوتی ہیں۔ اور وہ امور اس پر ظاہر ہوتے ہیں جو دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے۔ اور وہ غیب کے دروازے اس کی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے خدا کا کلام اس پر اسی طرح نازل ہوتا ہے۔ جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے۔ اور ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے۔ یہ شرف تو اس کی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار

اگر ان کو رکھا جائے تو ماننا پڑے گا کہ خدا تعالےٰ نے ان لوگوں کو مجدد بنا کر بھیجا جنکو کچھ سچی خوابیں تو آتی ہیں۔ اور کچھ سچا الہام بھی ہوتے ہیں لیکن خدا تعالےٰ سے ان کو کچھ بڑا تعلق نہیں اور یہ خود خدا پر الزام ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں مجدد جب ایسے بنا کر بھیجے تو دوسرے لوگوں کا کیا حال ہوگا ۔ صلح جب وہ ہوئے جنکو خدا سے کچھ بڑا تعلق نہیں تو باقی امت کی حالت تو ناگفتہ بہ ہوئی۔ اور پھر اسی قسم دوم کے خواب بینوں کے متعلق لکھی ہے ۔

* اور بقول مشہور کہ نیم ملا خطرۂ ایمان وہ اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے ۔ان ایسے لوگوں کو بھی کسی قدر کچھ معارف اور حقائق معلوم ہو جاتے ہیں مگر اس گڑ کی طرح جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہو ۔ اور اس پانی کی طرح جس میں کچھ نجاست بھی ہو .... چونکہ اس کی فطرت میں ابھی شیطان کا حصہ باقی ہے اس لئے شیطانی تقارب سے بچ نہیں سکتا ۔ اور چونکہ نفس کے جذبات بھی دامنگیر ہیں اس لئے حدیث النفس سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا .... جن کے نفس میں ابھی کچھ گند باقی ہے ان کی وحی اور الہام میں بھی گند باقی ہے "

اب میاں صاحب کو اختیار ہے کہ مرزا صاحب کو نبی بنانے کے لئے ساری امت کے اولیاء کو اور بالخصوص مجددین کو اس قسم میں داخل کر دیں ۔ اور اس مذہب کو دنیا میں پیش کریں کہ تیرہ سو سال تک ہمارے مذہب میں اس قسم کے مجدد آتے تھے جن کو خدا مبعوث کیا کرتا تھا ۔ مرزا صاحب نبی بن جائیں ۔ چاہے اسلام کا کچھ باقی رہے یا نہ رہے ۔ اور اگر اولیائے امت اور بالخصوص مجددین کو تیسری قسم میں داخل کرتے ہو جو حق ہے ۔ اور جس میں خود حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو بھی داخل کرتے ہیں ۔ تو پھر اس بات کا فیصلہ کرو ۔ کہ " جو لوگ خدا تعالےٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں ۔ اور کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ ان کو حاصل ہے " جیسا کہ اس تیسری قسم والوں کے متعلق حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے ۔ کیا وہ لوگ باوجود کامل طور پر مکالمہ و مخاطبہ پانے کے قلیل مکالمہ و مخاطبہ پاتے تھے ۔ یا کثیر ۔ اگر قلیل پاتے تھے تو مسیح موعود بھی اسی میں شامل ہیں ۔ اگر کثیر پاتے تھے ۔ تو مکالمہ مخاطبہ کی کثرت نبوت نہ تھی ۔ اب میاں صاحب ان میں سے جو راہ چاہیں اختیار کریں ۔ بات صاف

کیونکہ یہاں تو لکھا ہے کہ کوئی نشان نہیں جو اس کے لئے دکھایا نہیں جاتا۔

پھر آگے صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں "یہی **ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں**" اور پھر اسی صفحہ پہ ہے کہ "یہ مرتبہ بجز صدیقوں کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا" اور صفحہ ۵۳ پر ہے "خوارق اور نشان جن کی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کر سکتے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کے انعام ہیں جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں"

اب حضرت مسیح موعود تو فرماتے ہیں کہ یہی ولایت ہے جس کے آگے کوئی درجہ نہیں۔ مگر ہمارے میاں صاحب اس ولایت کو حقیر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ناقص مرتبہ ہے۔ اور کامل مرتبہ نبوت کا ہے۔ جو سوائے مسیح موعود کے کسی کو ملا نہیں۔ اب ہم کس کو سچا مانیں اور حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو کس طرح دنیا سے نابود کر دیں یا آنکھوں پہ پٹی باندھ کر جو کچھ میاں صاحب کہیں اسے مانتے چلے جائیں افسوس کہ حکم عدل کی کھلی کھلی تحریروں کو طاق میں پس پشت ڈالا جاتا ہے۔ اور ہر بات کا جواب حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۳۹۱ ہے۔ میں کہتا ہوں۔ پھر بہتر ہے کہ ایک اس صفحہ ۳۹۱ کو مسیح موعود کی یادگار کے طور پر سنہری حرفوں میں لکھوا کر رکھ لو اور باقی سب تحریروں کو جلا دو۔ کیا یہ الفاظ صفحہ ۳۹۱ سے زیادہ واضح نہیں کیا مسیح موعود صرف حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۳۹۱ ہی دنیا کو پہنچانے آئے تھے باقی کچھ اور بھی۔ کیا جو کچھ صفحہ ۳۹۱ میں لکھا ہے اس پر کوئی خاص مہر مسیح موعود کی ہے کہ اس صفحہ کو تم نے پلے باندھ لینا اور باقی تحریروں کو جس طرح چاہو ردی کی ٹوکری میں ڈالو۔ یا پس پشت پھینکو۔ اے خدا کے بندو! اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور صفائی سے اس کثرت کو سمجھئے۔ اور خوف خدا کیجئے۔ صفحہ ۵۵ پر ہے:

"اور یاد رہے کہ جیسا کہ تیسری قسم کے لوگوں کی خوابیں نہایت صاف ہوتی ہیں اور پیشگوئیاں ان کی تمام دنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہیں۔ اور نیز وہ عظیم الشان امور کے متعلق ہوتی ہیں اور اس قدر ان کی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے ویسا ہی ان کے معارف اور حقایق بھی کیفیت اور کمیت میں تمام بنی نوع سے بڑھ کر ہوتے ہیں"

میں کہتا ہوں کیا درحقیقت یہ حقیقت الوحی بھی منسوخ تو نہیں کیونکہ صفحہ ۳۹۱ کے سامنے تو کوئی تحریر بھی باقی نہیں رہتی۔ کیا اس امت کی نجات صفحہ ۳۹۱ میں ہی

کیفیت ایسا ہے مثل کلام اس کی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور اس کی آنکھ کو کشفی قوت عطا کی جاتی ہے۔ اور وہ مخفی در مخفی خبروں کو دیکھ لیتا ہے۔"

اس عبارت کے نیچے ایک نوٹ ہے وہ بھی قابل ملاحظہ ہے:۔

"ایک بڑی علامت کامل تعلق کی یہ بھی ہے کہ حضرت خدا ہر ایک چیز پر غالب ہے اسی طرح وہ ہر ایک دشمن اور مقابلہ کرنے والے پر غالب رہتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی، صفحہ ۵۱"

اب اس کو تو منسوخ نہیں کر سکتے۔ حالانکہ اس میں جیسے وحی نعمت کھینچا ہے جو تریاق القلوب میں کھینچا گیا تھا۔ ایک کثرت کا بیان تو بھی کثرتیں ہو گئیں بلکہ ان پر خدا کا کلام اسی طرح نازل ہوتا ہے جس طرح خدا کے نبیوں اور رسولوں پر۔ پھر ان اولیاء کو آخری نوٹ میں "ورسلی" کے اندر بھی شامل کیا ہے گویا ان پر رسول کا لفظ بھی بول دیا ہے۔

پھر اولیاء اللہ کے کرامات کے متعلق اسی کتاب کے صفحہ ۵۰، ۵۱ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور کرامات کی اصل بھی یہی ہے کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا کا ہو جاتا ہے اور اس میں اور اس کے رب میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔ اور وہ وفا اور صدق کے تمام ان مراتب کو پورے کر کے دکھلاتا ہے جو حجاب سوز ہیں تب وہ خدا کا اور اس کی قدرتوں کا وارث ٹھہرایا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ طرح طرح کے نشان اس کے لئے ظاہر کرتا ہے۔ جو بعض بطور دفع شر ہوتے ہیں اور بعض بطور افاضۂ خیر اور بعض اس کی ذات کے متعلق ہوتے ہیں اور بعض اس کے اہل و عیال کے متعلق اور بعض اس کے دشمنوں کے متعلق اور بعض اس کے دوستوں کے متعلق اور بعض اس کے اہل وطن کے متعلق اور بعض عالمگیر اور بعض زمین سے اور بعض آسمان سے۔ غرض کوئی نشان ایسا نہیں جو اس کے لئے دکھلایا نہیں جاتا۔"

اگر کثرت نشانات کا نام نبوت ہے تو یہ تو کثرت سے بھی کچھ بڑھ کر ہے

ہوتے ہیں۔ ان کی تائید میں خدا تعالےٰ کے نشان بارش کی طرح برستے ہیں۔ اور دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور فعل الٰہی اپنی کثرت کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ جو کلام وہ پیش کرتے ہیں۔ وہ کلام الٰہی ہے۔ اگر الہام کے دعوے کرنے والے اس علامت کو مدنظر رکھتے تو وہ اس فتنہ سے بچ جاتے"

یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ یہاں نبیوں کا ذکر ہے۔ بلکہ اسی امت مجددین کا ذکر ہے۔ جو دعوت خلق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کا فرق ان سے کر کے دکھایا ہے۔ کہ جن کو شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجاتی ہے۔ جیسا عبارت منقولہ بالا سے اوپر کے پیرگراف میں صاف لکھا ہے "ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو کبھی شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے۔ مگر وہ صرف اس قدر سے مامور من اللہ نہیں کہلا سکتا"۔

حقیقت الوحی کے الاستفتاء میں سے جو حوالے میں پہلے نقل کر چکا ہوں ان کو بھی یہاں ملا کر پڑھو تو یہی مضمون بار بار ساری حقیقت الوحی میں دہرایا ہے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا سلسلہ تمام اولیائے امت سے اور مجددین سے جاری رہا۔ اس قدر کثرت کے ساتھ اس بات کو حقیقت الوحی میں دہرایا ہے۔ کہ گویا آپ کو یہ فکر تھا۔ کہ اس کتاب سے اس امر کے خلاف کوئی نتیجہ نکالا جائے گا۔ پس جو شخص بصیرت سے کام لیتا۔ اور دیانت داری سے امر حق کو معلوم کرنا چاہتا ہے اس کے لئے تو کوئی مشکل نہیں۔ اگر صفحہ ۳۹۱ کی کوئی توجیہ اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو تو بھی اس کثرت کے سامنے اس ایک حوالہ کو ترک کرنا پڑیگا مگر اسکا حقیقی جواب آگے چل کر دونگا۔ صرف ایک حوالہ اور چشمہ معرفت سے دے کر کثرت مکالمہ و مخاطبہ پر حضرت مسیح موعود کی تحریر وں کے حوالجات کو کافی سمجھتا ہوں۔ چشمہ معرفت کے حصہ دوم کے صفحہ ۳۴۰ و ۳۴۱ پر ہے:

ہے۔ یا صفحہ ۳۹۱ کے سامنے قرآن اور حدیث اور اجماع امت اور مسیح موعود کے سات ہزار صفحات کی بھی کچھ وقعت ہے۔ یہاں تو صاف فرما دیا۔ کہ تیسری قسم کے لوگوں کی پیشگوئیاں عظیم الشان امور کے متعلق ہوتی ہیں۔ اور کثرت بھی اتنی ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے۔ اب ان کی نبوت میں اگر پیشگوئیوں کی کثرت کا نام ہی نبوت ہے کیا کسر باقی رہ گئی۔ عظیم الشان امور والی بات بھی پوری ہو گئی۔ اور آگے چلئے اور صفحہ ۷ ہی کتاب کا ملاحظہ

"ولیکن وہ امور جو خاص طور پر غیب ہیں وہ خدا تعالےٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں۔ وہ لوگ عام لوگوں کے خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ ایک یہ اکثر ان کے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں۔ اور شاذ و نادر مشتبہ ہوتا ہے۔ مگر دوسرے لوگوں کے مکاشفات اکثر مکدر اور مشتبہ ہوتے ہیں۔ اور شاذ و نادر کوئی صاف ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عام لوگوں کی نسبت اس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں۔ کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے جیسا کہ ایک بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے۔ تیسرے ان سے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ کوئی دوسرا شخص ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ چوتھے ان کے نشانوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار ان میں نمودار ہوتے ہیں۔ اور صریح دکھائی دیتا ہے۔ کہ وہ ان نشانوں کے ذریعہ سے ان مقبولوں کی عزت اور قربت کو دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔"

اب اس ڈر سے کہ مبادا یہ سب کچھ صفحہ ۳۹۱ سے پہلے ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار سمجھا جانے۔ ایک حوالہ صفحہ ۳۹۱ کے بعد کا بھی دیتا ہوں۔ تتمہ حقیقت الوحی کا صفحہ ۱۰۲ دیکھا جائے:-

"لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک ملہم اور مکلم کہلاتے ہیں اور مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف رکھتے ہیں اور دعوت خلق کے لئے مبعوث

"غرض قرآن شریف کے زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی ....
.... اور قرآن شریف کا یہ وعدہ ہے کہ لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا اور یہ وعدہ ہے کہ ایدھم بروح منہ اور یہ وعدہ ہے یجعل لکم فرقانا اس وعدہ کے موافق خدا نے یہ سب مجھے عنایت کیا ہے۔ اور ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے ان کو بشر خوابیں اور الہام دیئے جائیں گے۔ یعنی بکثرت دیئے جائیں گے۔ ورنہ شاذ و نادر کے طور پر کسی دوسرے کو بھی کوئی سچی خواب آسکتی ہے۔ مگر ایک قطرہ کو ایک دریا کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں اور ایک پیسہ کو ایک خزانہ سے کچھ مناسبت نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ کامل پیروی کرنے والے کی روح القدس سے تائید کی جائے گی یعنے ان کے فہم اور عقل کو غیب سے ایک روشنی ملے گی۔ اور ان کی تقویٰ حالت نہایت صفا کی جائے گی۔ اور ان کے کلام اور کام میں تاثیر رکھی جائے گی اور ان کے ایمان نہایت مضبوط کئے جائیں گے اور پھر فرمایا کہ خدا ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق بین رکھدے گا۔ یعنی بمقابل ان کے باریک معارف کے جو ان کو دیئے جائیں گے اور بمقابل ان کے کرامات اور خوارق کے جو انکو عطا ہونگی۔ دوسری تمام قومیں عاجز رہیں گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قدیم سے خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اس زمانہ میں ہم خود اس کے شاہد رویت ہیں"

پس قرآن کریم کے کامل پیرووں کو جو بموجب آخری فقرہ کے ہر زمانہ میں ہوتے رہے ہیں معجزات اور خوارق بھی دیئے جاتے ہیں۔ اور کثرت سے دیئے جاتے ہیں جیسا کہ فقرہ اول ظاہر کرتا ہے۔ اور بشرات بھی دیئے جاتے ہیں اور بکثرت دیئے جاتے ہیں۔ تو اب کثرت کی حد فاصل جو نبیوں اور محدثوں کے درمیان رکھی جاتی ہے وہ کہاں گئی؟ خوب یاد رکھو۔ کہ یہ

پہلے ہی جواب دے آیا ہوں کہ ایسے واقعات کچھ چیز ہی نہیں ہیں۔ اور نہ کسی نیک بختی کی ان میں شرط ہے۔ بہت سے خبیث طبع اور بدمعاش بھی ایسی خوابیں اپنے لئے یا کسی اور کے لئے دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن وہ امور جو خاص طور کے غیب ہیں وہ خداتعالےٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں۔ وہ لوگ عام لوگوں کے خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ اکثر ان کے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں .... دوسرے یہ کہ وہ عام لوگوں کی نسبت اس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے۔ جیسا کہ ایک بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے تیسرے ان سے ایسے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ کوئی دوسرا شخص ان کی نظیر پیش نہیں کرسکتا ""

اب یہاں کس قدر صفائی سے حضرت مسیح موعود نے عام لوگوں اور کاملین یعنے اولیاء و مجددین کے الہامات میں ایک امتیاز قائم کیا ہے جس میں دو باتیں یہ ہیں کہ کاملین کے الہامات اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ عام لوگوں کے مقابلہ میں وہ ایک بادشاہ ہیں جو گدا کے مقابلہ میں ہو۔ اور پھر ان کے نشان عظیم الشان اور اہم امور کے متعلق ہوتے ہیں۔ اب یہی امتیاز جو حضرت مسیح موعود عام لوگوں اور اولیاء کے الہامات میں قائم کرتے ہیں۔ میاں صاحب اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں یہی امتیاز مجددین اور انبیاء ... وحی میں کرتے ہیں۔ اب ہم کس طرح حضرت مسیح موعود کے قائم کردہ امتیاز کی جگہ میاں صاحب کا تجویز کردہ امتیاز قبول کریں اور کیا یہ اولیاء اللہ کی ہتک نہیں کہ ان کو عام لوگوں کے ساتھ شامل کرکے ان کے الہامات کو شیطانی دخل اور حدیث النفس کا اثر قبول کرنے والے قرار دیا جائے۔ اس طرح پر تو یہ امت ساری کی ساری گویا ایک ایسی ردی اور ناقص حالت میں گذری کہ خیر امت ان کا نام رکھنا تو ایک طرف رہا۔ یہ تو ردی سے ردی اور ناقص سے ناقص امت قرار پائیگی۔ غرض حضرت مسیح موعود نے کبھی اولیاء کے الہامات کو قلیل نہیں کہا بلکہ انکی کثرت کو اس قدر مانا ہے کہ بعض جگہ انکو بارش سے تشبیہ دی ہے بعض جگہ انکی پیشگوئیوں کو ایک دریا سے تشبیہ دی ہے جو بہہ رہا ہے اور پھر بار بار کثرت کا لفظ انکے لئے استعمال کیا ہے۔

رکھتے ہیں کہ ان کی پیشگوئیاں بکثرت کے ساتھ ہوتی ہیں جو بہت شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اور ان کا مکالمہ بسا اوقات اور اکثر اور اغلب طور پر کسی زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ان کی پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع ہوتا ہے اور وہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں۔ اور وہ غیب کے دروازے ان کی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے۔ اور ان پر خدا کا کلام اس طرح نازل ہوتا ہے جیسا خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر۔ اور خدا کی تائید اور نصرت کے نشان اس کثرت سے ان کے لئے ظاہر ہوتے ہیں کہ دنیا میں کسی کو مجال نہیں کہ ان کی نظیر پیش کر سکے۔ اور درحقیقت میں وحی کا لفظ انہی کی وحی پر اطلاق پاتا ہے۔ کسی قدر وضاحت کے لئے میں ایک حوالہ از حقیقت الوحی سے نقل کرتا ہوں جو پہلے نہیں کیا صرف یہ دکھانے کے لئے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو جب حضرت مسیح موعود پیش کرتے تھے تو محض اور دلیل سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کے لئے نہیں بلکہ ان لوگوں سے جو چند خوابیں دیکھ کر اپنے ایمان کا دارومدار رکھ لیتے ہیں اور دو چار الہاموں سے ابتلا میں آکر قوم کے پیشوا بننے کو تیار ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان بعض اوقات ایسی خوابیں یا الہام پیش کر دیتا ہے جن کی وجہ سے وہ اپنے تئیں قوم کا پیشوا یا رسول کہتے ہیں اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ (صفحہ ۲۴۹) غرض ایسے لوگوں سے ماموریت کو ممتاز کرنے کے لئے آپ نے کثرت مکالمہ کے لئے چند اور شرائط بھی لگائی ہیں اور اس امر کو جیسا شروع آتا ہے پوری طرح کے ساتھ بیان کیا ہے اسی طرح بہ بیچ صفحہ ۷۲ پر اس امر کی تصریح فرمائی ہے۔ کیونکہ چند الہاموں یا خوابوں سے غلط راہ پر پڑ جانا ایک ایسی بیماری ہے جس سے آپ اپنی قوم کے لئے بہت خطرہ دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

اور شاید ایک نادان خیال کرے کہ بعض عام لوگوں کو بھی کبھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ بعض مرد یا عورتیں دیکھتے ہیں کہ کسی کے گھر میں لڑکی یا لڑکا پیدا ہو جاتا ہے اور بعض کو دیکھتے ہیں کہ وہ مر گیا۔ تو وہ مر بھی جاتا ہے۔ یا بعض ایسے ہی چھوٹے چھوٹے واقعات دیکھ لیتے ہیں تو وہ ایسے ہی ہو جاتے ہیں۔ تو پھر اس وسوسہ کا

مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔ اور
جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں بعض کو الہام بھی ہوتا ہے۔ اور کسی قدر
ملونی کے ساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے۔ مگر وہ الہام مقدار میں نہایت
قلیل ہوتا ہے۔ اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت کم ہوتی ہیں۔ اور باوجود کمی
کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں۔ تو اس صورت میں
عقل سلیم خود چاہتی ہے۔ کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان
سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے۔ بلکہ اس کو
کسی خاص نام سے پکارا جائے۔ تاکہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو۔ اسلئے
محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے
ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے۔ تاکہ ان میں اور مجھ میں فرق ہو جائے۔"

اب اس عبارت کو غور سے پڑھو کس سے اپنے آپ کو الگ کر رہے ہیں اولیائے امت سے
نہیں مجددین سے نہیں محدثین سے نہیں کاملین سے نہیں بلکہ عام لوگوں سے جنکی
"اخبار غیبیہ باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں۔"
کیا یہ مجدد ہیں جن سے یہ امتیاز قائم ہو رہا ہے۔ کیا مجددوں کے اخبار غیبیہ قلیل
اور مشتبہ اور مکدر ہوتی ہیں۔ پھر فرمایا یہ امتیاز کہ مجھے خدا نے میرے الہام
میں نبی کہا ہے۔ اسلئے ہے کہ آپ کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا
جائے۔ پھر اور بھی صراحت کی ہے کہ اس زمانہ میں کثرت اطلاع بر غیب صرف
مجھے ہی دی گئی ہے۔ کیونکہ عام طور پر دوسرے لوگوں کو خوابیں بھی آجاتی ہیں۔ پھر
مقابلہ کے لئے بھی اس زمانہ کے لوگوں کو ہی بلایا ہے۔ غرض کثرت امور غیبیہ
کا امتیاز جس کے لئے لفظ نبوت کی ضرورت پڑی ہے مجددوں سے امتیاز نہیں بلکہ عام لوگوں
سے ہے۔ اور اگر حقیقۃ الوحی میں مجددوں اور اولیاء کی نسبت بھی امتیاز عام لوگوں سے
دکھایا ہے یعنی قلت و کثرت وغیرہ کا تو یہاں اپنی نسبت عام لوگوں سے بعینہ وہی
امتیاز قائم کیا ہے۔ اور اس طرح یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ اپنے آپ کو مجددین میں شامل
کرتے ہیں۔ باوجودیکہ لفظ یہاں نبی کا استعمال کیا ہے۔ مگر عام لوگوں سے جو امتیاز اولیاء اور مجددین
کا حقیقۃ الوحی اور دوسری کتابوں میں قائم کیا تھا وہی امتیاز اس خط میں اپنا عام لوگوں سے دکھایا ہے بلکہ پہلے

پھر تتمہ کے صفحہ ۶۸ پر یہی امتیاز کھلے الفاظ میں نبیوں اور اولیاء کے درمیان قائم کیا ہے۔ اس عبارت کا بھی ایک حصہ چونکہ نقل ہو چکا ہے اس لئے مکرر درج نہیں کرتا صرف حضرت مسیح موعود کے اصل الفاظ کی طرف توجہ دلاتا ہوں تا ظاہر ہو جائے کہ مسئلہ جو یہاں صاحب کی کتاب حقیقت النبوۃ ساری کی ساری لکھی گئی ہے اسے سب لوگ اچھی طرح سے سمجھ لیں کہ حضرت مسیح موعود نے کبھی بھی نبوت کا لفظ صرف نبیوں کے لئے مخصوص نہیں کیا ہے۔

"وہاں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو کبھی شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجاوے یا سچا الہام ہو جاوے مگر وہ صرف اس قدر سے ماموروں اور مرسلوں میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وہ نفسانی تاریکیوں سے پاک ہے...... لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک مامور اور ملہم ہوتے ہیں اور مرسل اور نبی طبیعت کا ظرف رکھتے ہیں اور دعوت خلق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں ان کی تائید میں خدا تعالیٰ کے نشان بارش کی طرح برستے ہیں"۔

یہاں بھی عام لوگوں اور کامل ملہموں اور مکالموں کے درمیان قلت و کثرت کا امتیاز بتایا ہے۔ اور یہ حقیقت الوحی پر ہی نہیں بلکہ جہاں کہیں حضرت صاحب نے قلت و کثرت کا فرق لکھا ہے وہ درحقیقت عام لوگوں سے کاملین کی امتیاز کے لئے لکھا ہے نبیوں اور اولیاء کی وحی میں آپ نے جو فرق کیا ہے وہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ اب میں مثال کے طور پر ایک اور مقام پیش کرتا ہوں۔ یہ حضرت مسیح موعود کا آخری خط بنام اخبار عام ہے اس میں آپ لکھتے ہیں۔

"اور میں اسی وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا سو خدا نے اپنے کلام کے ذریعہ سے مجھے بکثرت علم غیب عطا کیا ہے اور ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں اور کر رہا ہے میں خود ستائی سے نہیں بلکہ خدا کے فضل اور اس کے وعدہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو اور ایک طرف میں کھڑا کیا جاؤں۔ اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دیگا اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں وہ مجھے فتح دیگا۔ بس اسی بنا پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے اس زمانہ میں کثرت

حضرت مسیح موعود کی تحریر پیش کرتا ہوں۔ اور سب سے پہلے حقیقۃ الوحی کو ہی لیتا ہوں۔
حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ کی خصوصیت پر تو میں الگ بحث کرونگا۔ مگر ایک امر یہاں
بھی ذکر کرنے کے قابل ہے۔ کہ بنیاد اس کی صفحہ ۳۹۰ پر ہے یعنی ۳۹۰ پر ایک اصول قائم
کیا ہے اور صفحہ ۳۹۱ میں محض اپنی خصوصیت بیان کی ہے۔ تو چونکہ ایک فرد کی
خصوصیت قانون یا اصول نہیں کہلا سکتی اسلئے صفحہ ۳۹۱ کو حل کرنے کے لئے
بھی صفحہ ۳۹۰ ہی کافی ہے۔ جہاں ایک اصول باندھا ہے یہاں لکھتے ہیں :-
"اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا
ہو۔ بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے
اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک
مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے
اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔" جس حصہ پر
نیچے خط کھینچا ہے یہاں اصل کتاب میں بھی خط کھینچا ہوا ہے۔ اور غرض حضرت مسیح
موعود کی یہاں خط کھینچنے سے یہ ظاہر ہے کہ آپ مجدد صاحب سرہندی کے مضمون
کو اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ گو اصل الفاظ نہیں دیئے۔ اب ہم نے دیکھنا
ہے کہ آیا مجدد صاحب سرہندی نے جیسا کہ حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں واقعی
کثرت مکالمہ و مخاطبہ پانے والے کو نبی کہا ہے؟ جیسا کہ میں نے کہا۔ آپ نے یہاں
مجدد صاحب کے اصل الفاظ نقل نہیں کئے۔ خلاصہ مطلب بیان کیا ہے۔ اور اسکی وجہ
یہ ہے کہ آپ اس سے پہلے دو دفعہ مجدد صاحب کے اصل الفاظ نقل کر چکے ہیں۔ ایک
ازالہ اوہام میں اور دوسرے تحفہ بغداد میں۔ اور میں پہلے ان دونوں مقامات کو
نقل کرکے دکھاتا ہوں کہ مجدد صاحب نے کیا لکھا ہے۔ تاکہ ہم معلوم کر سکیں کہ
حضرت مسیح موعود کی لفظ نبی سے یہاں کیا منشا ہے۔ ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۵ پر ہے:-
"اور حضرت مجدد الف ثانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی صفحہ ۹۹ میں ایک
مکتوب بنام محمد صدیق لکھتے ہیں۔ جس کی یہ عبارت ہے۔ اعلم ایها الصدیق
ان کلامه سبحانه مع البشر قد یکون شفاها وذلك لافراد من الانبیاء
وقد یکون ذلك لبعض الکمل من متابعیهم واذا کثر هذا القسم من الکلا"

امتیاز کے وقت تو چار امور مستمر قرار دیئے ہیں یعنی صفائی وحی ۔ کثرت وحی ۔ عظیم الشان امور کی نسبت
پیشگوئیاں ۔ قبولیت کے نمونے ۔ اور یہاں صرف ایک کثرت والے پہلو کو ہی لیا ہے ہیں
اسبات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ نبی کا لفظ مجددین سے امتیاز کے لئے
استعمال نہیں کیا ۔ بلکہ عام لوگوں سے اور عام لوگوں سے ہی امتیاز قائم کیا ہے ۔ مجدد بھی
کا عام لوگوں سے امتیاز ہے ۔ یہ ایک اصول ہے ۔ جو خود حضرت مسیح موعود نے باندھا
ہے ۔ اور ۱۹۰۱ء سے پہلے جو بیان اس پر قائم ہے ۔ وہ سابق ۱۹۰۱ء کے بعد بھی
اور اس کے خلاف آپ کی ساری تحریروں میں ایک لفظ بھی نہیں پایا جاتا ۔ اصولی رنگ
میں کبھی اور کسی موقعہ پر یہ نہیں کہا کہ اولیاء اور انبیاء کی وحی میں یہ فرق ہے کہ اولیاء
کو وحی قلیل ہوتی ہے ۔ یا مشتبہ ہوتی ہے ۔ یا یقینی نہیں ہوتی ۔ بلکہ اصولی رنگ
میں جب ان دونوں میں فرق دکھایا تو یہ کہا کہ انبیاء کی وحی کی شان اتم اور اکمل
ہے ۔ اور اور جو کچھ آپ نے اولیاء اور انبیاء کی وحی میں فرق قائم کیا ہے ۔ جیسا میں
دوسرے باب میں مفصل دکھا چکا ہوں ۔ اور وہی امور وحی ولایت اور وحی نبوت میں پائے جاتے
ہیں ۔

نبوت کو کثرت مکالمہ صرف بمعنی محدثیت کہا ہے

اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا کہ اولیاء اور انبیاء میں حضرت مسیح موعود نے قلت و کثرت مکالمہ
کا کوئی امتیاز قائم نہیں کیا ۔ بلکہ عام لوگوں اور اولیاء میں یا عام لوگوں اور اپنے
آپ میں قلت و کثرت کا امتیاز بنایا ہے ۔ تو بات نہایت صاف ہو جاتی ہے
کہ ایسے موقعہ پر اگر اپنے لئے لفظ نبی کا استعمال کیا ہے ۔ تو وہاں نبی بمعنی محدث لیا ہے
یعنی خبر غیب پانے والا یا جس سے مکالمہ ہو ۔ کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ محدث
کے ساتھ نبی کی طرح مکالمہ یقینی اور قطعی ہوتا ہے ۔ کثرت سے ہوتا ہے دونوں
پر اہم امور یا عظیم الشان پیشگوئیاں ظاہر کی جاتی ہیں ۔ ان کے اندر باہمی جو
امتیاز ہے ۔ وہ کچھ اور ہے جس کو میں مفصل بیان کر چکا ہوں ۔ لیکن محدث
اور نبی میں یہ تمام امور مشترک طور پر پائے جاتے ہیں ۔ گو یہی امر اسبات کے ثابت
کرنے کے لئے کافی ہے جو میں اوپر بیان کر چکا ہوں تاہم مزید صفائی کے لئے اور
تاکہ یہ کثرت کا مسئلہ ہر پہلو سے کھل جائے میں کچھ مزید شہادت اس امر کی

اور پر تو وہ لکھتے ہیں۔ من منا تبعھم یعنی امتیوں میں سے وہ ہوتا ہے اور مسیح موعود
اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ نبی تو نہیں مگر نبیوں سے متبع ہیں۔ پس اس سے یہ قطعی
اور یقینی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ پر جہاں کثرت مکالمہ کی وجہ سے اپنے آپ
کو نبی کہا ہے لفظ نبی بمعنی محدث استعمال کیا ہے۔ جو نبی تو نہیں مگر نبیوں کے ہمرنگ
ہوتا ہے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ حضرت مسیح موعود کو بھول گیا ہو کہ مکتوبات میں امام ربانی نے کیا لکھا
ہے۔ کیونکہ وہ دو دفعہ اپنی کتابوں میں اصل عبارت نقل کر چکے ہیں۔ پس تین حالتوں سے خالی
نہیں اور مسیح موعود کی نبوت کو قائم کرنے کے شائقین جس راہ کو چاہیں اختیار کریں۔ اول یہ
کہا جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے لفظ نبی جہاں کثرت مکالمہ کی وجہ سے لکھا ہے وہاں
نبی بمعنی محدث لکھا ہے۔ دوسرے یہ کہ مجدد صاحب نے شاید کسی اور مکتوب میں لفظ نبی
کا بھی لکھا ہو تیسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود نے مجدد صاحب کی طرف اسبات کو منسوب کرنے
میں نعوذ باللہ جھوٹ کہا ہے۔ خوب غور کر کے دیکھ لو کہ ان تین راہوں سے ایک راہ اختیار
کرنی پڑیگی۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ سوائے پہلی راہ کے اور کوئی راہ تمہارے لئے نہیں ہے
اگر نبی کا استعمال بمعنی محدث قبول نہیں کرتے ہو یعنی یہ نہیں مانتے کہ یہاں لفظ نبی حضرت
مسیح موعود نے حقیقی معنوں میں استعمال نہیں کیا۔ بلکہ مجاز کے طور پر محدث پر لفظ نبی کا
بول دیا ہے۔ تو پھر جاؤ مکتوبات مجدد صاحب کا ایک ایک لفظ تلاش کر لو۔ اور دیکھو کہ
کہیں انہوں نے کثرت مکالمہ والے کو نبی لکھا ہے ہر گز نہیں۔ اور میں پھر کہتا ہوں کہ
نہیں لکھا۔ لیکن اگر بفرض محال یوں کہا جائے کہ امام صاحب نے لکھا ہوگا اور حضرت مسیح
موعود کو خدا نے الہاماً بتا دیا ہوگا اور وہ مکتوب امام صاحب کا دنیا سے گم ہو گیا ہوگا۔ تو ان کی
کتاب کا حوالہ دینے والے کا یہ فرض تھا کہ وہ کہہ دیتا کہ یہ حوالہ مجھے الہاماً بتایا گیا ہے۔ خواہ
مخواہ مکتوبات کو تلاش نہ کرنا کیونکہ وہاں سے یہ گم ہو چکا ہے۔ لیکن اصل بات یہی ہے کہ چونکہ
خود دو دفعہ اصل عبارت کو نقل کر چکے تھے اسلئے ضرورت نہیں سمجھی کہ اصل عبارت پھر
نقل کریں حوالہ دیدینا کافی سمجھا ہے۔ اور بفرض محال اگر مان بھی لیں تو پھر بھی تمہارا مقصد
حل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر مجدد صاحب نے نبی بھی کثرت مکالمہ والے کو لکھا ہے (جو غلط ہے)
تو بھی اسی کو محدث بھی تو کہا ہے۔ پھر بھی محدث اور نبی میں کثرت مکالمہ کی صدفاصل
باقی رہی۔ لیکن میں پھر کہونگا۔ کہ درحقیقت ایک ہی راہ ہے۔ اور وہ یہ کہ اسبات کو

مع واحد منھم یسمی محدثًا وھذا غیر الالھام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام الذی مع الملک انما یخاطب بھذا الکلام الانسان الکامل واللہ یختص برحمتہ من یشاء یعنی اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ کا بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے اور ایسے افراد جو خدا تعالیٰ کے ہمکلام بنتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے ہیں۔ کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ ایسے لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اسکو محدث بولتے ہیں۔ اور یہ مکالمہ الٰہی از قسم الہام نہیں بلکہ غیر الہام ہے اور یہ القاء فی الروع بھی نہیں اور نہ اس قسم کا کلام ہے جو فرشتہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کلام سے وہ شخص مخاطب کیا جاتا ہے جو انسان کامل ہو اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے۔"

اور تحفہ بغداد صفحہ ۲۱ پر ہے:۔

"وقال المجدد الامام السرھندی الشیخ احمد رضی اللہ عنہ فی مکتوب یکتب فیہ بعض الوصایا الی مریدہ محمد صدیق"۔

اس کے بعد بعینہ وہی الفاظ ہیں جو عربی الفاظ اوپر نقل کر چکا ہوں۔ اسلئے میں ان کو دوبارہ نقل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اگر کوئی شخص اس سے بڑھ کر اپنی تسلی کرنا چاہے تو اصل مکتوبات حضرت امام کے فارسی زبان میں ملتے ہیں ان کو منگوا کر خود دیکھ لے کہ آیا حضرت مسیح موعود نے جو یہاں دو جگہ عبارت نقل کی ہے وہ درست ہے یا نہیں۔ میں نے اصل سے بھی مقابلہ کر لیا ہے۔ اب اسی عبارت کی طرف حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ کے منقولہ بالا حوالہ میں بھی اشارہ ہے۔ مگر حالانکہ مجدد صاحب نے صاف لفظ لکھے ہیں "یسمی محدثًا" اور حضرت صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں "اسکو محدث بولتے ہیں" پھر اس سے پہلے الفاظ کا ترجمہ کرتے ہیں "کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں" پھر کثرت کا لفظ بھی موجود ہے۔ اور یہی الفاظ یسمی محدثًا تحفہ بغداد میں بھی ہیں اور یسمی نبیاً ان الفاظ کی کوئی نشانات نہیں اور نہ مکتوبات امام ربانی میں یسمی نبیاً لکھا ہے۔ اور نہ کوئی نسخہ ایسے مکتوبات کا ایسا دستیاب ہوتا ہے جس میں یسمی نبیاً لکھا ہو۔ اور خود سیاق عبارت چاہتا ہے کہ یہاں لفظ نبی کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کیونکہ

بس اشارہ کیا اس طرف کہ مادہ نبوت و تخم نبوت محدث میں موجود ہوتا ہے (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱) +

اب ان تمام الفاظ پر غور کرو اور پھر دیکھ لو کہ کس صفائی کے ساتھ محدث میں کمالات نبوت کو اور مادہ نبوت کو مانا ہے۔ اور بھی بہت سی تحریریں آپ کی ہیں جن میں محدث کے متعلق اسی قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ پس اسی بناء پر آپ نے محدث کی جگہ لفظ نبی کا بول دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں غور کرنے والے کو بہت مقامات ملیں گے جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا جب ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد محدثیت ہی ہے۔ میں ایک اور حوالہ دیتا ہوں وہ بھی سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کا ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۱ دیکھو۔ وہاں ایک شخص کا سوال بالفاظ ذیل درج ہے:

"قولہ۔ احادیث میں نازل ہونے والے عیسیٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدث کو بھی نبی کہا گیا ہے"

اب صاف ظاہر ہے کہ سائل کا سوال یہ ہے کہ آیا محدث پر قرآن اور حدیث کے رو سے نبی کا لفظ بول دینا جائز ہے۔ اس سوال کا جواب اگر حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو محدث نہیں سمجھتے تھے تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ میں کب اپنے آپ کو محدث کہتا ہوں۔ اگر حدیثوں میں نبی اللہ کا لفظ ہے تو میرا دعویٰ بھی تو نبوت کا ہے نہ محدثیت کا۔ سائل کے دل پر جو بات پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس امت میں سے جو پیدا ہوگا وہ تو امتی ہونے کی وجہ سے محدث ہوگا۔ اور آنیوالے عیسیٰ کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ اسلئے کیا محدث پر نبی کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں:-

عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنیوالے کے ہیں جو خدا تعالیٰ سے الہام پا کر پیشگوئی کرے۔ پس جبکہ قرآن شریف کی رو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسط فیض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے شرف ... اور مخاطبہ حاصل ہو۔ اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے تو پھر ایسے نبی اس امت میں کیوں نہیں ہونگے +

گویا آپ نے سائل کو یہ جواب دیا ہے کہ ہاں محدث کو نبی کہا جا سکتا ہے کیونکہ نبی کے لغوی معنے عربی اور عبرانی زبان میں صرف خدا سے الہام پا کر پیشگوئی کرنے کے ہیں۔ اور قرآن شریف نے اس دروازہ کو اس امت پر کھلا رکھا ہے۔ اسلئے کیا وجہ ہے کہ محدث پر لفظ نبی کا اپنے لغوی معنے کی رو سے اطلاق نہ پا جائے۔ یعنی محدث کیا اس وجہ سے کہ وہ بھی

صاف طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ [illegible] نبی شریعت والے [illegible] طور پر بھی نبی کا
استعمال کیا ہے۔ ورنہ نعوذ باللہ من ذالک [illegible] جھوٹ قرار دینا پڑے گا +

کہیں آپ نے لفظ نبی کو بمعنی محدث استعمال کیا ہے۔ اسلئے کہ محدث اور نبی ایک ہی
درجہ کی مشابہت آپ دکھا چکے ہیں۔ [illegible] اقوال نقل کرتے ہیں کہیں
لکھا ہے "النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ" یعنی
نبی محدث اور محدث نبی ہے [illegible] کیونکہ محدث کو انواع نبوت میں سے ایک نوع حاصل ہے۔
(آئینہ [illegible] صفحہ ۹[illegible]) کہیں لکھا ہے۔ "مقام المحدث اشد تشبہا بمقام النبوۃ
ولا فرق الا فرق القوۃ والفعل" یعنی محدث کا مقام سخت ہی مشابہ ہے
مقام نبوت سے اور کوئی فرق نہیں سوائے قوت اور فعل کے فرق کے (حمامۃ البشریٰ)
کہیں لکھا ہے "ان المحدث [illegible] لو لم یسد باب النبوۃ لکان
نبیا بالفعل" یعنی محدث بالقوۃ نبی ہے۔ اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو وہ بالفعل
بھی نبی ہوتا۔ پھر لکھا ہے "ویجوز علی ھذا ان نقول النبی محدث علی وجہ الکمال
لانہ جامع لجمیع کمالات علی الوجہ الاتم والاکمل بالفعل" یعنی اور
جائز ہے کہ ہم کہدیں کہ نبی علی وجہ الکمال محدث ہے کیونکہ وہ سارے کمالات کو اتم واکمل
طور پر بالفعل اپنے اندر جمع رکھتا ہے اور ساتھ ہی لکھا ہے۔ "وکذالک یجوز ان نقول
ان المحدث نبی بناء علی استعداد الباطنی اعنی ان المحدث نبی بالقوۃ و
کمالات النبوۃ جمیعھا مختفیۃ مستترۃ فی المحدث وما منع ظہورھا و
خروجھا الی الفعل الا سد باب النبوۃ" یعنی اسیطرح جائز ہے کہ ہم کہدیں کہ
محدث نبی ہے بلحاظ اپنی استعداد باطنی کے یعنی محدث نبی بالقوۃ ہے اور نبوت کے کمالات
سارے کے سارے محدثیت میں مخفی ہیں۔ اور کوئی چیز نہیں روکتی ان کے ظہور اور
فعل میں آنے کو مگر بند ہونا نبوت کے دروازہ کا۔ اور پھر فرماتے ہیں "والی ذالک اشارۃ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ لو کان بعدی نبی لکان عمر و
ما قال ھذا الا بناء علی ان عمر کان محدثا فاشار الی ان مادۃ النبوۃ
وبذرھا یکون موجودا فی المحدث" یعنی اسی طرف اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے قول میں کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا اور یہ اسی بنا پر کہا کہ عمرؓ محدث تھے

کہیں کچھ مگر دیکھ لو کہ اصول میں کوئی فرق نہیں۔ ہاں جزئی طور پر اگر کوئی بات دوسرے کے خلاف ہو جائے تو یہ بشریت ہے۔ لیکن جہاں اصول متحد اور ایک ہوں جزئیات میں بھی بہت کم اختلاف واقع ہوتا ہے۔ مگر جو شخص اپنے خیالات میں مست ہوتا ہے۔ وہ دوسری تحریر پر غور کس طرح کرے۔ آخراب بھی کچھ نہیں گیا مسئلہ صاف ہے۔ اور اگر تم اسبات کو نہیں مانتے کہ حضرت صاحب نے نبی کا لفظ کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے معنے میں محدث کی جگہ استعمال کیا ہے۔ تو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کو ترک کرنے سے اب تمہارا گذارہ نہیں بلکہ بعد کی بھی ترک کرنی پڑیں گی۔ اور مسیح موعود کی باتوں میں سے تمہارے پاس کچھ بھی نہیں رہ جائیگا۔ اگر درحقیقت آپ کو مسیح موعود سے محبت ہے تو اپنے خیالات پر اس کے خیالات کو مقدم کرو۔ ورنہ

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

والا معاملہ ہے۔

غلطی کے ازالہ سے ثبوت کہ محدث کو نبی کہا جا سکتا ہے

اب بعض لوگ ہیں کہ وہ کہتے ہیں غلطی کے ازالہ میں حضرت مسیح موعود نے کہدیا ہے۔ کہ میں محدث نہیں میں نبی ہوں۔ یہ بھی قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ افسوس کہ اس غلطی کے ازالہ کو بہت سی غلطیوں کے پیدا کرنے کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے۔ میں تو پہلے تمہید میں بیان کر چکا ہوں کہ غلطی کے ازالہ سے پہلی کتابوں کے خلاف نتیجہ نکالنا سراسر حماقت ہے جبکہ صورت یہ ہے کہ پہلے ہی فقرہ میں ایک شخص کو اسبات پر ملزم ٹھہرایا ہے کہ اس نے ہماری کتابوں کو بغور نہیں پڑھا۔ میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے دعوے کے طرز عمل کو ایسے رنگ میں پیش کیا ہے کہ اس سے تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ شخص درحقیقت چند بیوقوفوں کو اپنے دام میں لایا ہوا تھا اور سوچتا رہتا تھا کہ اب کیا دعوے کردوں۔ اور آج کس بات کو صحیح قرار دیدوں اور کس کو غلط کہدوں حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۲۴ پر لکھتے ہیں:۔

"اس عقیدہ کے بدلنے کا پہلا ثبوت اشتہار ایک غلطی کا ازالہ سے معلوم ہوتا ہے۔ جو پہلا تحریری ثبوت ہے۔ ورنہ مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبات جمعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سنہ ۱۹۰۰ء سے اس خیال کا اظہار شروع ہو گیا تھا۔ گو پورے زور اور پوری صفائی سے نہ تھا۔ چنانچہ اسی سال میں مولوی صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت مسیح موعود

خدا سے الہام پاتا ہے اور پیشگوئی کرتا ہے یعنی محدث ہے۔ یہاں تو مرزا صاحب ان الفاظ کے سوا اس سے کچھ نہیں کہتے۔ یہاں محدث پر نبی کا لفظ بولا جانے کی ایک دلیل دی ہے جس میں اپنے محدث ہونے کا صاف اقرار ہے۔ ہاں یہ وجہ ساتھ ہے کہ حدیث میں آنے والے کو نبی کیوں کہا گیا۔ اس لئے نبی کا لفظ لغوی معنے کی رو سے اس پر بولا جاسکتا ہے۔ یہ خوب ہیں یہ سب پیشگوئیاں معانی ہیں۔ اور یہ بالکل درست ہے جیسا کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات سے ظاہر ہے۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے آگے تحریر فرماتے ہیں:-

اگر آپ پورے طور پر حدیثوں پر غور کرتے تو یہ اعتراض آپ کے دل میں ہرگز پیدا نہ ہوتا آپ فرماتے ہیں۔ کہ مسیح نازل ہونے والے کو حدیثوں میں نبی اللہ کہا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسی مسیح نازل ہونے والے کو حدیثوں میں امتی بھی کہا گیا ہے"۔

یہاں درحقیقت اس شبہ کا جواب دیا ہے۔ کہ اگر نبی اللہ کا لفظ حدیث میں اپنے اصطلاحی معنے میں آتا تو پھر انہی حدیثوں میں آنے والے مسیح کو امتی کیوں کہا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں اگر نبی کہہ دیا تو دوسری میں امتی کہہ دیا اب دونوں کی تطبیق کرو۔ اصطلاحی معنے میں تو نبی امتی ہو نہیں سکتا اسلئے لازماً لغوی معنے مراد لینے پڑیں گے۔ یعنی صرف پیشگوئی کرنے والا اور ایسی نبوت قرآن و حدیث کی رو سے باقی ہے۔ پس اس وجہ سے محدث پر نبی کا لفظ بول دینا جائز ہے۔ کیونکہ حدیثوں میں بغیر اس کے تطبیق نہیں ہو سکتی۔

افسوس کہ جلد بازی سے اس پر حکمت کلام کی کیا گت بنائی گئی ہے۔ اگر تھوڑے بھی غور اور تدبر سے کام لیا ہوتا تو ایک یہی وجہ مرزا صاحب پر عاشق کر دینے کے لئے کافی تھی۔ کہ اس قدر طویل تحریروں میں جو مختلف اوقات میں پچیس سال کے عرصہ میں مختلف حالات کے نیچے لکھی گئی ہیں۔ اور مختلف پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہیں اور سات ہزار صفحے تک پہنچ گئی ہیں کس قدر یکرنگی ہے کہ ایک ایک لفظ پہلی اور پچھلی تحریروں کا ایک ہی منشا کو ظاہر کرتا ہے واقعی اگر یہ شخص اپنے علم کی بنا پر لکھنے والا ہوتا تو ضرور تھا کہیں کچھ اصول باندھتا

نہیں مانتے ہو۔ چنانچہ میاں صاحب فرماتے ہیں "تو آپ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا اور جس شخص نے آپ کے نبی ہونے سے انکار کیا تھا اسکو ڈانٹا کہ جب ہم نبی ہیں تو تم نے کیوں ہماری نبوت کا انکار کیا" بھلا میاں صاحب آخر عقل تو ہر ایک شخص کو خدا نے دی ہے۔ فرمائیے اپنی نبوت کا اعلان پہلے کیا یا ڈانٹا پہلے۔ یہ عبارت لکھتے وقت آخر آپکے ذہن میں کوئی بات تو ہوگی اس کی ذرا تشریح فرما دیجئیے۔ کیونکہ ہمیں یہ سمجھ نہیں آتا۔ کہ جب سلسلہ میں تبدیلیٔ عقیدہ کا اعلان کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ صریح الفاظ میں مان چکے ہیں تو یہ عجیب بات ہے کہ ابھی وہ اعلان تو آپکے سر میں ہے اور پہلے ایک بیچارہ کو ڈانٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیا اس کا یہ منشاء تھا۔ کہ ان لوگوں کی عقلوں پر پردہ پڑا رہے آخر آپ مرزا صاحب کیلئے کیا کریکٹر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جی تو جب آپ بنائیں گے تب دیکھا جائیگا۔ پہلے ایک متین کریکٹر کا انسان تو رہنے دیجئیے۔ یہ کیا تمسخر آپ لوگوں نے مسیح موعود کے ساتھ شروع کیا ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو اور یہ کبھی وہم میں بھی نہ لاؤ۔ کہ مسیح موعود اپنے مریدوں کو اندھا سمجھتا تھا۔ بزرگوں اور اماموں اور مجددوں کا اپنے نفس پر قیاس کرنا درست نہیں۔ یہ لوگ عقلوں اور ذہنوں کو سیر کرنے آتے ہیں۔ بھلا یہ کیا دل لگی ہے۔ کہ دس سال تک ایک عقیدہ پیش کرتے رہے اسکے دلائل لکھتے رہے۔ کہ قرآن یوں ہی کہتا ہے حدیث یوں ہی کہتی ہے۔ دس سال بعد دو سال اب اس خیال میں ہیں۔ کہ اس عقیدہ کے شائع کرنے سے تو کچھ کام نہیں بنا کوئی راہ نکالو کہ جو رسول بن جائیں۔ ایک مرید آخر خطبہ میں آپ کو رسول بنا دیتا ہے حالانکہ اس وقت تک آپ کا عقیدہ رسول ہونے کے خلاف تھا۔ مرید بھی خوب تھا پیر تو یہ اعتقاد شائع کر رہا ہے کہ میں رسول نہیں ہوں۔ مرید خطبہ میں کہتا ہے کہ آپ رسول ہیں۔ اور لا نفرق بین احد منھم کے مصداق۔ سبحان اللہ یہ خوب پیر تھا مرید بھی ہے۔ اختلاف عقیدہ رکھ کر بیعت کرنے کا استدلال شاید جناب میاں صاحب نے اسی سے لیا ہوگا۔ بہرحال آخر مرشد کو سمجھ آجاتی ہے۔ کہ جو میں لکھ رہا ہوں وہ درست نہیں اچھی بات تو وہی ہے جو مرید کہتا ہے یہ دو سال سوچتے لگ جاتے ہیں۔ اور اب شاید یہ بھی سمجھ نہیں آتا۔ کہ کس طرح اور کس منہ سے لوگوں کو کہا جائے۔ آخر اس کے لئے بھی ایک مرید کو نشانہ بنایا جاتا ہے

اور سل آلتی آیت کیا۔ اور لا نفرق بین احد منہم والی آیت کو آپ پر چسپاں کیا اور حضرت مسیح موعود نے اس خطبہ کو پسند بھی فرمایا ہے۔ اور یہ خطبہ اسی سال کے الحکم میں چھپ چکا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پورا فیصلہ اس عقیدہ کا سنہ ۱۹۰۱ء میں ہوا ہے۔

"اب اس عبارت پر غور کرو کہ میاں صاحب اس موقع پر اپنے آپ کو کس قسم کا آدمی بتاتے ہیں۔ یہ دو برس سے ایک دعوے کر رہا ہے۔ ایک عقیدہ پیش کر رہا ہے۔ شب و روز اسی کے دلائل دے رہا ہے۔ اسی عقیدہ کی بنا پر مخالفوں کو مباہلے کے لئے بلا رہا ہے۔ حالانکہ میاں صاحب کے نزدیک حق وہ تھا جو مخالف کہتے تھے۔ بارہ سال کے بعد پھر کچھ اور سوچتا ہے۔ اور دو سال اس فکر میں لگا رہتا ہے کہ نبوت کا دعوے کرے یا نہ کرے کیونکہ میاں صاحب کہتے ہیں کہ سنہ ۱۸۹۹ء سے اس خیال کا اظہار شروع ہو گیا تھا۔ اب غلطی کا ازالہ جب سنہ ۱۹۰۱ء کو شائع ہوا تو گویا دو سال آپ کشمکش میں رہے کہ نبوت کا دعوے کروں یا نہ کروں۔ حتی کہ ایک مرید اپنے ایک خطبہ میں اسے رسول ثابت کر دیتا ہے۔ اور اس سے اسکو ذرا قوت ملتی ہے۔ کہ اب مرید مجھے رسول بنانے لگے۔ اب ڈر کی کیا بات باقی رہ گئی تھی کہ نعوذ باللہ من ذالک یہی تھا کہ رسالت کا دعوے کر دوں تو شاید مرید بھاگ جائیں۔ اب جب یہ خود ہی ایسے بیوقوف بن گئے ہیں تو چلو اب رسالت کا دعوے کر دیتے [illegible] ہوتا ہے۔ گویا میاں صاحب کے نزدیک پیراں نمے پرند مریداں می پرانند کے علاوہ چالبازی کا بھی کمال ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور پھر یہ اعلان بھی کس عجیب ڈھنگ سے ہوتا ہے۔ کوئی شخص اگر ایمانداری سے پہلے ایک خیال پر قائم ہے۔ اور اس کا اعلان کرتا ہے۔ اور پھر اس کا خیال کچھ مدت بعد بدل جاتا ہے۔ تو تبدیلی کا اعلان تو یوں ہوتا ہے کہ میں پہلے فلاں عقیدہ کو شائع کرتا رہا ہوں۔ اور یہ دلائل دیتا رہا ہوں میرا خیال اسی طرح تھا۔ مگر اب مزید روشنی اس امر پر پڑ گئی ہے۔ یا وہ میرے پہلے خیالات غلط ثابت ہو گئے ہیں۔ اب میں یہ خیالات رکھتا ہوں۔ مگر مسیح موعود نے اس کو ظاہر کیا کیا۔ میاں صاحب کی رائے میں بس تاڑ میں رہے کہ موقعہ ہو یہ الزام کسی پر پڑے تو کہ اب عقیدہ کی تبدیلی کرتا ہوں۔ ایک مرید نے خیال رسالت کا سمجھا ہے دوسرے کے سر الزام دو کہ تم نے بیہودہ ہم کو رسول

"اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑ نے کے نبی کہلائیگا۔ کیونکہ وہ محمدؐ ہے گو ظلی طور پر"۔

اور پھر لکھا ہے:۔

"نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول"۔ تعجب ہے کہ سیرت صدیقی کی کھڑکی میں سے مسیح موعود گذر کر نبی بن جائے مگر وہ صدیق جس کے نام پر وہ کھڑکی ہے وہ خود محروم رہ جائے"۔

اور پھر لکھا ہے:۔

"بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں"۔

اب جو لوگ مسیح موعود کو سچ مچ نبی مانتے ہیں۔ اُن کو تو چاہیئے کہ وہ آپ کو خاتم الانبیاء بھی مانیں۔ دونوں باتوں کا یکساں اقرار موجود ہے۔ یہ کیا کہ نبی تو ہیں مگر خاتم الانبیاء نہیں۔ جس طرح بروزی طور پر نبی ہیں اسیطرح بروزی طور پر خاتم الانبیاء ہیں۔ پس اگر بروزی بھی گھٹیا نہیں ہوتا اور بروزی خاتم الانبیاء کیوں گھٹیا ہوگیا۔ اور جب اس مرحلہ کو میاں صاحب طے کرلیں گے تو پھر مرزا صاحب کو خدا ماننے میں کوئی روک باقی نہیں رہ گئی۔

اب ان اُور کے حوالوں کا مقابلہ ازالہ اوہام سے کرو۔ جس کو منسوخ قرار دیا جاتا ہے"

اور پھر دیکھو کہ آیا غلطی کا ازالہ ازالہ اوہام کی تائید کرتا ہے یا تردید۔ مقابل کالموں میں رکھ کر اچھی طرح سمجھ آجائیگا:۔

ازالہ اوہام	غلطی کا ازالہ
ہاں ایسا نبی جو مسئلہ نبوت محمدیہ کو رحسیل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں۔ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔	اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اُسی کا نام پالیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائیگا جو بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔

اور اسکو ڈانٹا جاتا ہے۔ کہ تم بڑے بیوقوف ہو۔ تم نے ہماری کتابیں نہیں پڑھیں ہمارا دعوے تو نبوت کا ہے۔ غور تعجب ہے کہ وہ دعوے بھی بطن قائل تھا اور پہلے ہی ڈانٹنا شروع کر دیا۔ اب میاں صاحب ہی انصاف کریں کہ یہ کیسا نبی ہے۔ نبوت سے پہلے تو اخلاق کی ضرورت ہے۔ دوسرے مجددین کی وہ ہتک کی گئی کہ مرزا صاحب کے مقابلہ میں ان کو عوام الناس کی طرح ٹھیرایا گیا۔ اور مرزا صاحب کی اپنی بے عزتی ہو رہی ہے۔ کہ نعوذ باللہ من ذالک انہیں جاہل ٹھیرایا جا رہا ہے۔ فانا للہ و انا الیہ راجعون۔ اسلام کا باقی کیا رہ گیا۔ غلطی کے ازالہ کے اگر شروع الفاظ ہی غور کر لئے جاتے تو یہ سمجھ آ جاتی کہ اس میں تبدیلی عقیدہ کا اعلان نہیں ہو رہا بلکہ اسبات کا کہ آپ کی کتابوں پر غور نہ کرنے کی وجہ سے ایک غلط فہمی ہو رہی ہے۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں :-

"چند روز ہوئے ہیں۔ کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالے کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر۔ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔"

اِس سے معلوم ہوا کہ اس شخص نے جواب مخالف کو یوں دیا تھا کہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں کسی قسم کا بھی رسالت یا نبوت کا ذکر نہیں۔ نہ اُن کے الہامات میں اُن کو نبی اور رسول کہا گیا ہے۔ اسبات پر ڈانٹنا تو درست ہے۔ مگر آپ ایسی بات پر ڈانٹنا جو خود ہی کہہ رہے ہوں اور اب تک اس کے خلاف اعلان بھی کیا ہو کس طرح جائز ہے۔ غور کرو اسی سے سمجھ آ جاتا ہے۔ کہ غلطی کے ازالہ میں کسی تبدیلی عقیدہ کا اعلان نہیں۔ کسی پہلی بات کو چھوڑا نہیں۔ اور مزید غور کرو۔ تو اصل مضمون سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ خلاصہ مضمون اس سارے اشتہار کا تو ان الفاظ میں آ جاتا ہے۔ کہ مجھے ایک قسم کی نبوت ملی ہے۔ اسلئے مطلق انکار جائز نہیں اور وہ نبوت کیسی ہے :-

نے الہامات میں بھی اس لفظ کو استعمال کیا۔ اور حدیث نے بھی کیا اگر کہیں قرآن کریم یا حدیث میں عرش کا لفظ آجائے تو اسکو لازماً عرش الٰہی ہی کہا جائیگا۔ اور یہ جواب نہیں دیا جائیگا۔ کہ عرش کے لغوی معنے تصرف یہ ہیں۔ ان معنوں کے لحاظ سے اُسے استعمال کرلیا۔ ورنہ جو کچھ محدّث کی نسبت لکھ چکے ہیں اس کے ایک حرف کو بھی غلط نہیں ٹھیرایا۔ یہ نہیں کہا کہ محدّث نفی الواقعہ خدا سے خبر نہیں پاتا اور نہ پیشگوئی کرتا ہے۔ اور میں خدا سے خبر پاتا اور پیشگوئی کرتا ہوں اِسلئے میرا نام محدّث نہیں نبی ہے اگر ایسا کہے تو غلط ہوتا کیونکہ محدّث بھی خدا سے خبر پاتا اور پیشگوئی کرتا ہے۔ اور میاں صاحب نے حقیقۃ النبوۃ میں یہ صاف تسلیم کیا ہے۔ پس مرزا صاحب کیطرف اسبات کو کیوں منسوب کرتے ہو جسے خود بھی غلط مانتے ہو غرض یہاں محدّث کے متکلم ہونے کا انکار نہیں کیا۔ ہاں اس کے لغوی معنے کی طرف توجہ دلائی اور اسکو اسبات کی وجہ قرار دیا ہے کہ کیوں الہامات میں نبی اور رسول کا لفظ خدا نے اختیار کیا اسلئے کہ لغت کے لحاظ سے اِس لفظ کا استعمال ٹھیک ہے اسلئے الہامات میں صرف محدّث کے لفظ پر اکتفا نہیں کیا۔ اس سے بڑھ کر اس حوالہ کا کچھ مطلب نکالنا اپنے خیالات کی پیروی ہے نہ مسیح موعود کے خیالات کی۔

میاں صاحب نے جو نبوت کی تعریف کی ہے وہ بوجہ جدت ہر طرح سے قابل داد ہے اور چونکہ میاں صاحب بجائے قرآن اور حدیث کیطرف توجہ کرنے کے اپنی عقل سے ایجاد کرنے بیٹھے ہیں اسلئے بہت سی باتوں میں غلط راہ پر جا پڑتے ہیں مثلاً حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں ”ایسی نبی کیلئے یہ شرط لگائی کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو بلاواسطہ نبی بنا ہو۔ ایک ایسی بات ہے جس کا ہرگز کوئی ثبوت نہیں۔ قرآن کریم میں تو یہ بھی نہیں لکھا کہ ایسا نبی کوئی نہیں گزرا۔ کہ جسے بلاواسطہ نبوت ملی ہو۔ بات تو ہم صرف اپنی عقل سے معلوم کرلے ہیں“ بہت بہتر ہوتا کہ دینی اصول کو میاں صاحب قرآن اور حدیث کے بناء پر قائم کرتے اور اپنی عقل کو دین بنانے میں پیچھے رکھتے۔ قرآن کریم میں تو لکھا ہے کہ نبی مطاع بننے کیلئے بھیجا جاتا ہے یعنے وہ متبوع ہوتا ہے تابع نہیں ہوتا۔ اسکو تو آپنے رد کردیا اور اپنی عقل سے یہ شرط لگادی کہ پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا آیندہ ہو سکتا ہے حالانکہ خدا نے تو عام قانون بنا دیا تھا۔

اِسی طرح میاں صاحب نبی کی تعریف یوں کرتے ہیں (صفحہ ۱۱)

اب اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ جس مرض کے باعث اتحاد و رضا نے از رسول ﷺ
کو ختم المرسلین کے درجہ میں داخل کیا ہے بعینہٖ جو بعد میں باعث نہ بیت اتحاد اور نفس
غیریت کے خاتم النبیین ہیں کم ہو کر اسی کا نام ہے۔ آپ رو رخ و اتحاد ہی کی مناقبت کرتا
ذکر مسیح موعود کا مذہب نہیں ہے۔ آپ کی تحریروں میں ... اختلاف ڈال کر تو
کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا کا مصداق نہ بناؤ۔

اب نمبر ۲ لیجئے

"اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالےٰ سے غیب
کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ اس کو کس نام سے پکارا جائے۔ اگر
کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب
میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنے اظہار غیب ہے +

ان میں بھی کوئی مشکل نہیں جیسا کہ میں دکھا چکا ہوں۔ یہ سچ ہے کہ لغت نے تحدیث
کے معنے یہ نہیں کئے۔ حالانکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ وہ
ایسے لوگ ہونگے۔ کہ ان سے کلام الٰہی ہو گی۔ اور اُن کے کلام اور رؤیا کا نام مبشرات قرار
دے کر ایک نوع نبوت ٹھیرایا تھا۔ گو وہ اصلی نبوت نہ سہی۔ مگر جزو نبوت تو اسے
حدیث نے بھی ٹھیرایا۔ اسلئے جب تحدیث کے معنے لغت والوں نے اظہار غیب نہیں
لکھے اور نبوت کے معنے اظہار غیب لکھے ہیں۔ اور اظہار غیب قرآن اور حدیث کے
رُو سے اس اُمت میں ہو گا۔ اور اس کو ایک جزو نبوت بھی کہا گیا ہے۔ تو پھر اگر
کوئی شخص لغوی معنی میں اس اظہار غیب کو نبوت نہ کہے تو اور کیا کہے۔ یہی بات
ہے جو حضرت مسیح موعود نے یہاں لکھی ہے۔ چنانچہ اگلی ہی سطر میں لغوی معنے
کی صراحت بھی کر دی ہے۔ جہاں فرمایا۔ "اور یہ لفظ نباء سے مشتق ہے جس کے
یہ معنے ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا"۔ اب سیدھی بات کو خواہ مخواہ
پیچ میں نہ ڈالو۔ یہاں محدث ہونے سے انکار نہیں۔ بلکہ اسباب کی وجہ
بتلائی ہے۔ کہ کیوں میرے الہامات میں نبی اور رسول کا لفظ آ گیا۔ کیونکہ حدیث
میں نبی کا لفظ آ گیا۔ وجہ یہ ہے کہ لغوی اشتقاق کے لحاظ خدا سے خبر پا کر
پیشگوئی کرنے والے کو نبی کہتے ہیں۔ انہی لغوی معنی کے رو سے اللہ تعالےٰ نے

میاں صاحب اس کے الفاظ کی اپنی تشریح کرنے کے لئے پیدا ہوں گے۔ جو اس کو بھی معلوم نہ تھے۔ ورنہ قرآن و حدیث نے تو درحقیقت اس مسئلہ پر کوئی روشنی ہی نہیں ڈالی تھی۔ اور مصنف تاج العروس اور مصنف حقیقۃ النبوۃ کا ہی یہ احسان اسلام پر ہے۔ کہ انہوں نے قرآن و حدیث کی تکمیل کر دی۔ اول الذکر نے اپنی لغت سے اور آخر الذکر نے اپنی عقل سے اب قرآن و حدیث کی بجائے تاج العروس اور حقیقت النبوۃ ہو گئیں۔ یعنی تاج العروس قرآن کی جگہ اصل کتاب ہو گئی اور حقیقۃ النبوۃ حدیث کی جگہ اس کی شرح ہو گئی اور ختم نبوت توڑ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مٹانے کی بنیاد رکھ دی گئی۔ مگر اب افسوس یہ ہے کہ اس نئے مذہب کے یہ دو بنیادی پتھر آپس میں ایک دوسرے سے رگڑتے ہیں۔ اور اندیشہ ہے کہ ان کی رگڑ سے آگ پیدا ہو کر اس نئی عمارت کو جلا دے۔ کیونکہ تاج العروس میں تو ہے۔ ان اللہ تعالی اخبرہ بتوحیدہ و اطلعہ علی غیبہ و اعلمہ انہ نبیہ۔ یعنی اللہ تعالے اس کو اپنی توحید کی خبر دے اور اس کو اپنے غیب کی اطلاع دے اور اس کو علم دے کہ وہ اس کا نبی ہے۔ اب تین باتوں کو میاں صاحب کی تین شرطوں سے ملاؤ۔ میاں صاحب نے توحید سے خبر دینے کا تو ذکر ہی نہیں کیا کیونکہ سب ان کے نزدیک ہدایت کرنا اصل غرض نبوت ہی نہیں بلکہ اصل غرض صرف پیشگوئیاں ہیں۔ تو یہاں تاج العروس بھی ترک کرنے کے قابل ہے۔ توحید الٰہی کے لئے میاں صاحب کی تعریف نبوت میں کوئی جگہ نہیں۔ نبی کو خدا توحید کا علم دے نہ دے نبی وہ توحید کا علم بندوں کو پہنچائے۔ نہ پہنچائے یہاں تو پیشگوئیوں سے تعلق ہے۔ کس کے ہاں بیٹا ہو گا۔ کون جئے گا۔ کون مرے گا۔ کونسی قوم بنے گی۔ کونسی تباہ ہو گی۔ اس لئے میاں صاحب نے اس حصہ کو جس کا تعلق ہدایت سے ہے۔ بالکل ترک کر دیا اور یہاں تاج العروس بھی قابل اعتبار نہیں تاکہ اصل غرض نبوت پر کوئی روشنی نہ پڑ جاوے۔ اب رہی تاج العروس کی دوسری بات وہ یہ ہے کہ خدا نبی کو غیب پر اطلاع دے۔ اس کے ساتھ مفردات راغب کی تعریف کو بڑھا کر یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا نبی کو ایسے غیب کی اطلاع دے۔ جو اہم امور کے متعلق ہے۔ اور بس

۱۔ کثرت سے امورِ غیبیہ پر اطلاع پائے ۔
۲۔ اسے جو خبریں غیب کی بتائی جائیں وہ خوشخبری پر مشتمل ہوں اور منکروں کی تباہیوں
اور ماننے والوں کی ترقیوں کی اطلاع ان میں ہو ۔
۳۔ خدا تعالیٰ نے اس کا نام نبی رکھا ہو ۔

پھر اس تیسری شرط کے متعلق صفحہ [illegible] کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ گو تاج العروس
پر نہیں لکھا ۔ کہ اس کا نام نبی خدا تعالیٰ نے رکھے لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں یہ بات تو
عقل چاہتی ہے ۔ اور بغیر اس کے کوئی نبی کہلا ہی نہیں سکتا [illegible] معنی تو میاں صاحب
نے یہ کئے کہ تاج العروس میں اعلمہ انہ نبی [illegible] ہے [illegible] خدا اس کا
نام نبی رکھے ۔ حالانکہ لغت میں تو صرف علم دینے کا ذکر ہے ۔ اور علم
لازماً اس طرح نہیں ہوتا کہ صریح طور پر وحی الٰہی میں اس کا ذکر ہو ۔ خدا تعالیٰ
جس طرح سے چاہے وحی خفی سے یا دوسری طرح پر سمجھا دے ۔ ہم تو دیکھتے ہیں
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی وحی میں [illegible] نہیں [illegible] حضرت تو ایک طرف
رہے ورقہ بن نوفل بھی سمجھ گیا کہ آپ کو نبوت کے منصب پر کھڑا کیا گیا ہے ۔ دوسری
مشکل یہ ہے کہ جناب میاں صاحب نے اپنے ایمان کی بنیاد [illegible] لغت کی کتاب
پر رکھی ہے ۔ یا اپنی عقل پر کیونکہ یہ لفظ کہ اعلمہ انہ نبی سوائے تاج العروس کے لغت کی
کسی کتاب میں نہیں لکھے ۔ اور بالفرض اگر تاج العروس نہ لکھی ہوتی تو جب تک میاں صاحب
دنیا میں پیدا نہ ہوتے نبوت کی اس حقیقت کا پتہ کسی مسلمان کو نہیں لگ سکتا تھا ۔
بلکہ خود میاں صاحب بھی دنیا کو ہدایت نہ کر سکتے ۔ کیونکہ ان کے ایمان کی بنیاد تاج العروس
بھی موجود نہ ہوتی ۔ اور باقی لغت کی کتابیں تو قابل اعتبار نہیں جیسے میاں صاحب اپنی کتاب
کے صفحہ ۲۰۰ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں ۔ گویا نبی کیا ہے اس کے متعلق قرآن و حدیث سے تو ہمیں کچھ
پتہ نہیں لگتا ۔ بلکہ ایک لغت کی کتاب بتاتی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی سو
برس بعد دنیا میں آئی ہے ۔ اور اتفاق سے اس میں ایک ایسا فقرہ لکھا جاتا ہے
جس کو توڑ مروڑ کر میاں صاحب اپنی عقل کا ممدون بنا سکتے ہیں ۔ اور اسے نبوت کی
حقیقت میں داخل کر سکتے ہیں ۔ اور جسے آج تک اور کسی نے نہیں لکھا ۔ اب یہ دنیا کی
خوش قسمتی سمجھو کہ تاج العروس ایک کتاب لکھی گئی ۔ اور پھر دوسری خوش قسمتی یہ کہ

روشنی ڈالنی چاہئے تھی۔ وہاں تو خدا خاموش رہا۔ اور نہ وحی متلو سے اور نہ
وحی خفی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت نبوت پر آگاہ کیا۔ اور اس لئے
میاں صاحب کو نبوت کا مسئلہ تاج العروس کی مدد سے حل کرنا پڑا بلکہ اگر
تاج العروس نہ ہوتی تو ہمارا مسئلہ نبوت کی اس عجیب و غریب پہیلی سے شاید
ناواقف ہی رہ جاتی۔ اور اسلام کی تکمیل بھی اب تک مفقود ہوتی۔ مگر یہ
کثرت ایسی پہیلی ہے کہ اسے تاج العروس حل کر سکتی ہے نہ لغت کی اور
کتاب اور حتیٰ کہ خدا کے بتائے پتہ ہی نہیں لگتا کہ کثرت کیا چیز ہے۔ بھلا
اگر کثرت کا پتہ خدا کے بتائے بغیر نہیں لگتا۔ تو خدا نے یہ سیدھی راہ کیوں
اختیار نہ کی کہ نبوت کا پتہ ہی بتا دیتا بلکہ نبوت کا پتہ بتانے کے لئے تو آپ نے
تاج العروس کے مصنف اور میاں صاحب کو حکم دیا کہ تم دونوں مل کر
اس عقدہ لاینحل کو حل کرو جس پر قرآن اور حدیث سے کوئی روشنی
نہیں پڑتی مگر کثرت پھر بھی اپنے ہاتھ میں رکھ لی۔ یعنی کثرت کا کچھ
پتہ نہیں لگنے دیتا کہ کیا ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ میاں صاحب کو صفحہ ۱۵۳
حقیقۃ النبوۃ میں یہ اعتراف کرنا پڑا کہ

"بعض صدیق ایسے کہتے ہیں جو شہید سے بڑھ کر صداقت پر اپنے آپ
کو قائم کرے اور ایسا صدق ظاہر کرے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے کا بہت
زیادہ مستحق ہو جاوے اور ایسے آدمی پر اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی باتیں
نازل کرتا ہے۔ اور یہ محدث کا آخری درجہ ہوتا ہے۔ اور یہ درجہ امت
محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے پایا ہے یہ لوگ بھی کلام
الٰہی کے پانے میں خاص حصہ رکھتے ہیں۔ لیکن اس کثرت کو نہیں پاتے
جس سے رتبہ نبوت پر پہنچ جاتے ہیں۔"

اب دیکھئے خدا کے کلام کی بارش نازل ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی کثرت کو نہیں
پا سکتے۔ یہ کثرت کیا ہے۔ گویا یہ سِر ہے کہ اس کا کچھ پتہ ہی نہیں لیکن خدا کے
کلام کی بارش نازل ہوتی ہے مگر پھر بھی کثرت مکالمہ و مخاطبہ نہیں۔ حضرت
مسیح موعود نے تو کثرت کا لفظ دو معیار یا بعض کے مقابل پر استعمال کیا اور اس لئے

تو میاں صاحب اس کے اظہار سے ڈرتے ہیں
بہر حال اس قصہ کو چھوڑ کر اصل بات کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کثرت اور اہمیت کے شرائط بے سود ہیں۔ دنیا میں کوئی نہیں جانتا کہ کثرت کسے کہتے ہیں اور اہمیت کس جانور کا نام ہے جب خدا ملہم کا نام نبی رکھ دے تو وہ نبی ہو جاتا ہے اور غالباً اس وقت اس کو یہ ضرورت نہیں کہ وہ دیکھے کہ مجھے کثرت سے الہام ہوتے ہیں یا نہیں۔ یا ان الہامات میں منکروں کی تباہی کا ذکر ہے یا نہیں جس طرح ملہم کہہ دیتا ہے کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع ملتی ہے تو وہ بات قابل اعتبار نہیں ہوتی کیونکہ خدا اس میں خاموش ہوتا ہے۔ اسی طرح جب خدا ہی کہہ دے تو پھر ملہم کو کیا ضرورت ہے کہ دیکھے کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع ملتی ہے یا نہیں۔ اہم امور ہیں یا نہیں۔ جب ان دونوں باتوں کا علم ہی خدا کو ہے تو جب خدا نے کہہ دیا نبی ہے نبی ہو گیا۔ پس تینوں شرطیں درحقیقت ایک ہو گئیں۔ اب وہ ایک بھی ہیں اور تین بھی۔ تین میں ایک اور ایک میں تین۔ یہ عقدہ نہ پہلے حل ہوا اور نہ انشاء اللہ اب حل ہوگا۔ مگر ضروری تھا کہ جس طرح خدائی کے مسئلہ میں پہلے مسیح کے بعد تین میں ایک اور ایک میں تین کا ایک عقدہ لاینحل پیدا ہوا تھا۔ اسی طرح دوسرے مسیح کے بعد نبوت کے مسئلہ میں تین میں ایک اور ایک میں تین کا عقدہ لاینحل پیدا ہوتا۔ اب اگر ہم تین شرطوں کو فی الواقع ایک مان لیں۔ جیسا کہ وہ ثابت ہوتی ہیں کہ اصل بات یہی ہے کہ خدا بندے کو نبی کہہ دے وہ نبی ہو جاتا ہے۔ تو بہت سے لوگ ہیں جو اس طرح نبی بن جائیں گے۔ میاں صاحب کے مریدوں میں بھی ہیں مثلاً میاں غلام نبی صاحب مدرس جو آجکل سرگودہ میں ہیں۔ اُن کو الہام ہوا تھا۔ یا نبی اللہ انما منکم منکم۔ اور یہ قرآنی آیت بھی نہیں ہے۔ ایسے ہی اور بھی کئی مرید میاں صاحب کے ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی ہیں جن کے الہامات میں لفظ نبی آگیا ہے۔ لیکن یہاں سوائے

کثرت کا مفہوم بنالیا مگر میاں صاحب کی کثرت ایک ایسا عقدہ لاینحل ہو گیا
کہ اس کا کچھ پتہ ہی نہیں ملتا کہ کیا چیز ہے۔ اس کثرت کی مثل عیسائیوں
کی کثرت فی الوحدت کی مثل ہے اگر ایک ہی دن دیکھئے تو جہاں بارش نازل
ہو پھر بھی کثرت نہیں ہوتی پھر اب بیچارے عاجز انسان کیا کریں۔ خدا خود
ہی بتائے کہ کثرت کیا ہوتی ہے۔ تو جا کر پتہ لگے۔ اس سے یہ شرط میاں
صاحب نے بڑھائی جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں

"اللہ تعالیٰ کے نام رکھنے کی شرط اس لئے ہے کہ اس امر کا فیصلہ کہ آیا
اخبار غیبیہ جو کسی بندہ کو اللہ تعالیٰ بتائے اس کی اہمیت اور عظمت اور
کثرت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے" صـ۲۶۵ اور یہ فیصلہ وہ اس
طرح کرتا ہے کہ اس بندہ کے الہام میں نبی کا لفظ آ جاتا ہے یعنی اس کا
نام نبی رکھ دیتا ہے۔ تو اب تین شرطیں کہ کثرت ہو اہمیت ہو خدا نام
بھی رکھے درحقیقت سکڑ کر ایک ہی بن گئیں کیونکہ نہیں نہ تو کثرت کا
پتہ ہے نہ اہمیت کا علم ہے۔ جب تک خدا نام نبی نہ رکھے اس وقت
تک کوئی بھی نہیں جانتا کہ کثرت ہوئی ہے یا نہیں اور اگر ملہم بالفرض
کہہ بھی دے کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع ملتی ہے تو اسے
جھوٹا سمجھا جائیگا۔ جب تک کہ خدا کے الہام میں لفظ نبی کا نہ آ جائے۔
چنانچہ خود جناب میاں صاحب اسی الجھن میں آئے ہوئے ہیں کہ وہ
پہلے شائع کر بیٹھے کہ خدا تعالیٰ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا
ہے۔ پھر اس کے بعد جب نبوت کی تعریف بنانی پڑی تو پھر آپ کو لکھنا
پڑا کہ قلیل مکالمہ مخاطبہ تو مجھ سے بھی ہوتا ہے بہرحال اب میاں صاحب
نے دنیا کے ہاتھ میں یہ اصول دے دیا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے
کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہے۔ مگر خدا اسے نبی نہ کہے تو اسے
جھوٹا سمجھو۔ اور امید ہے کہ میاں صاحب کے مرید ان کی اس شائع
شدہ تحریر پر کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہے۔ میاں صاحب
کو جھوٹا سمجھتے ہوں گے کیونکہ خدا نے میاں صاحب کو نبی نہیں کہا۔ یا کہا ہے

اب میں اس اظہار علی الغیب والے اعتراض کا تحقیقی جواب دیتا ہوں کیونکہ بعض دلوں میں یہ خلش پیدا ہو گی کہ گو حضرت مسیح موعود نے مجددین اور محدثین کو داخل کیا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے تو صرف لفظ رسول فرمایا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس غیب کا یہاں ذکر ہے حقیقی طور پر اس سے مراد صرف پیشگوئیاں نہیں بلکہ وہ امور ہیں جو انبیاء کی معرفت ہدایت خلق کے لئے نازل کی جاتی ہیں۔ اور یہ امر اس ساری آیت کو پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے "عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربہم" وہ غیب کا جاننے والا۔ سو وہ اپنے غیب کا اظہار کسی پر نہیں فرماتا۔ مگر رسول پر جسے پسند کرے۔ پس وہ اس کے آگے اور اس کے پیچھے پہرہ رکھتا ہے تاکہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغاموں کو پہنچا دیا۔ (الجن) اب آخری الفاظ کو پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں ان پیغاموں کا ذکر ہے جو ایک نبی خدا کی طرف سے اپنی قوم کی طرف لے کر آتا ہے۔ اور وہ جیسا کہ میں بار بار بتا چکا ہوں صرف پیشگوئیاں نہیں ہوتیں بلکہ اول اور مقصود بالذات وہ خدا کی رضا کی راہیں ہیں جن پر چل کر انسان اپنے مولا کریم کو خوش کر سکتا ہے۔ انبیاء کی پیشگوئیاں بھی ان کے لئے مؤیدات کے طور پر ہوتی ہیں اس لئے وہ بھی وحی نبوت میں شامل ہو جاتی ہیں۔ لیکن مقصود بالذات وہ پیغام ہدایت ہے جس کے پہنچانے کے لئے ایک نبی کو چنا جاتا ہے۔ اصل میں سب سے بڑی ٹھوکر لوگوں کو یہی لگتی ہے کہ وہ غیب کو صرف پیشگوئیوں پر حصر کر لیتے ہیں حالانکہ اس آیت کے پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ صرف پیشگوئیاں نہیں بلکہ ان کے اندر شریعت و ہدایت وہ سب امور ضروری جمع ہوتے ہیں اور ایک حصہ پیشگوئیوں کا بھی ہوتا ہے گویا نبی کی وحی نبوت ہوتی ہے اسی لئے اس کے لئے ملائکہ کی حفاظت کا انتظام بھی خاص کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہدایت پر انحصار خلق اللہ کی فلاح کا ہوتا ہے۔ پس غیبہ میں یہاں ہر قسم کے احکام اور ہدایات داخل ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو پہنچانا ارادہ کرتا ہے اور اس کے لئے حفاظت ملائکہ کی ضرورت ہے۔ پس حقیقی طور پر اظہار علی الغیب تو خدا کے رسولوں اور نبیوں

گھوڑے کو تبعد میں کرتا ہے۔ اور یہ قوت اور انکشافات اس لئے ان کے الہام کو دیا جاتا ہے کہ تا اس کے پاس الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور نہ دوسروں پر حجت ہو سکے۔"

اب جہاں ہر ایک امام الزمان کی الہامی پیشگوئیوں کو اظہار علی الغیب کا مرتبہ دیا گیا ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ امام الزمان سوائے نبی اور رسول کے کوئی ہوتا ہی نہیں تو اسی ضرورت الامام کے صفحہ ۲۴ کو دیکھا جاوے صاف لکھا ہے

"یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں ۔ نبی ۔ رسول ۔ محدث ۔ مجدد سب داخل ہیں۔ مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق کے لئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات ان کو دیئے گئے وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے۔"

بہرحال محدث اور مجدد کی پیشگوئیوں کو وہی اظہار علی الغیب کا مرتبہ حاصل ہے جو رسول اور نبی کی پیشگوئیوں کو ۔ پس اظہار علی الغیب سے کوئی شخص محدثیت کے مرتبہ سے نکل کر رسول نہیں بن سکتا ۔ اور میاں صاحب کا بار بار اس آیت پر زور دینا کہ یہ قرآن کریم میں نبی کی تعریف ہے ۔ بالکل بے معنی ہے ۔ اگر یہ نبی کی تعریف ہے تو مسیح موعود اس کے اندر سارے محدثوں اور مجددوں کو کیوں داخل کرتے ہیں۔

"تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کے رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعوے نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔ اس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں"

میں تو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا یہ ثبوت سمجھتا ہوں کہ جو بات ابتدا سے دعوے میں کہی وہی آخر دم تک کہی۔ شروع میں بھی یہی کہا کہ نبوت سے میری مراد محدثیت ہے۔ جو مکلم ہوتا ہے۔ مگر حقیقی نبوت نہیں۔

آخر میں بھی یہی کہا کہ کثرت امور غیبیہ کا نام میں نبوت رکھتا ہوں۔ مگر حقیقی نبوت نہیں۔

پس جس طرح پہلے دن حضرت مسیح موعود نے اپنے مخالفین کو اعلان دیا تھا کہ چاہیں تو نبی کا لفظ کاٹ کر آپ کی تحریروں میں محدث کا لفظ سمجھ لیں۔ آج ہم مسیح موعود کی جماعت

کو بھی دیا جاتا ہے۔ مگر چونکہ ایک امر میں محدثین یعنی وہ لوگ جو خاص طور پر کمالات نبوت
کو حاصل کرتے ہیں ایک قسم کے غیب کے اظہار میں جس میں صرف پیشگوئیاں یا مبشرات
ہوتی ہیں ان کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ اس سے ان کو بھی اس کے اندر داخل کر دیا
گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے محدثین و مجددین کو اس اظہار علی الغیب
کے مرتبہ میں داخل کر دیا ہے۔ کیونکہ پیشگوئیاں بھی اللہ تعالیٰ کے اس غیب کا جو وہ پورا
رسولوں پر ظاہر کرتا ہے ایک حصہ ہیں۔

مسیح موعود نے نبوت کا لفظ کیوں اختیار فرمایا

اب میں بتاتا ہوں کہ اس قدر تو کافی بحث ہو چکی ہے۔ اور یہ بات
اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ اس امت میں صرف مبشرات یعنی
پیشگوئیوں کا دروازہ کھلا ہے۔ یہ پیشگوئیاں رویات میں
ہوتی ہیں نہ حقیقی مقصود اس لئے رسولوں اور مجددوں کو یکساں اس چشمہ سے سیراب
کیا جاتا ہے۔ صرف اسی معنی میں حضرت مسیح موعود نے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو نبوت
کہا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ایسا لفظ کیوں اختیار کیا ہے سو حق یہ ہے کہ ہر ایک مجدد
اپنے وقت کی ضرورتوں کے لحاظ سے کام کرتا ہے۔ آپ کے اس زمانہ میں سب سے بڑھ
کر خدا کی صفت مکالمہ کا انکار ہوا اس لئے آپ کو اس پہلو پر خاص زور دینا پڑا۔ مسلمان
کہلانے والے بالکل اس بات کے منکر ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے ساتھ
مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ اور اس طرح پر مذہب مردہ ہو چلا تھا اگر آپ اگر اس پہلو پر زور
نہ دیتے۔ چونکہ بیماری کی اصلاح کے لئے اس خاص پہلو پر بہت زور دینے کی ضرورت
ہے۔ تا سوتے ہوئے جاگ اٹھیں اور غافل متنبہ ہو جائیں تو گو آپ کی غرض کو محدثیت
کا لفظ بھی پورا کر سکتا تھا مگر آپ نے محض اس امر کو زیادہ طور پر واضح کرنے اور لوگوں
کے سامنے لانے کے لئے لفظ نبوت کو ان ہی معنی میں اختیار کیا۔ اور جب حدیث
صحیح میں مبشرات کو ایک جزو نبوت یا ایک نوع نبوت قرار دیا گیا تھا تو یہ عین منشائے
نبوی کے بھی مطابق تھا اسلئے آپ نے لفظ نبوت کو اختیار فرمایا اور سینکڑوں دفعہ
اس کی تشریح بھی کر دی اور طرح طرح کے اصطلاحات سے اپنے اصل مقصد کو واضح
کر دیا۔ اور جہاں تک بھی امید کہ جس کو لفظ نبی ناگوار گذر رہا ہے وہ اس کی جگہ کاٹ کر
محدث کا لفظ رکھ دے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:-

سے لوگوں کے سامنے کی آپ کا اعلان وہ جبرائیل ہوں کیونکہ
سے اس اعلان میں آپ بھی ایسے ہی صادق
تھا جیسے اس وقت تھے اور یہ آپ کی
کمال صداقت کا ثبوت ہے ۔

علاوہ ازیں وُہ ایک خاص ناراضگی کا معاملہ تھا۔ اس کے برخلاف سید عابد علی شاہ صاحب بدوملہی والے کی شہادت موجود ہے۔ کہ آپ نے باوجود اس علم کے کہ وہ غیر احمدی تھیں اُن کی والدہ کا جنازہ پڑھا۔ پھر آپ کا فتویٰ یہ ہے دیکھو مجموعہ فتاویٰ حصہ اوّل صفحہ ۱۱

"یہ سوال ہُوا کہ جو آدمی اس سلسلہ میں داخل نہیں اُس کا جنازہ جائز ہے یا نہیں حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا۔ اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا اور ہمیں بُرا کہتا تھا اور بُرا سمجھتا تھا تو اُس کا جنازہ نہ پڑھو۔ اور اگر خاموش تھا اور درمیانی حالت میں تھا۔ تو اُس کا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ نماز جنازہ کا امام تم میں سے ہو۔ ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ متوفی اگر مکذب اور مکفر نہ ہو تو اُس کا جنازہ بے شک پڑھ لیا جائے کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ علام الغیوب خدا ہی کی ذات ہے۔"

یہ فتویٰ ۱۹۰۱ء کے بعد کا ہے اور اسی قسم کا ایک فتویٰ مئی ۱۹۰۸ء کا ہے۔ جو شایع ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود نے یہ کہیں نہیں کہا۔ کہ جو شخص میری وحی پر ایمان نہیں لائیگا وہ کافر اور دایرہ اسلام سے خارج ہوگا۔ نہ ہی قرآن و حدیث نے یہ کہا ہے کہ جب مسیح موعود آئے۔ تو جو شخص اسکی وحی پر ایمان نہیں لائیگا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔ بلکہ جب حضرت مسیح موعود سے آپکی زندگی کے آخری ایام میں بمقام لاہور یہ سوال کیا گیا کہ

"ہم اللہ اور اس کی کتاب قرآن شریف اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو صدق دل سے مانتے ہیں۔ اور نماز روزہ وغیرہ اعمال بھی بجا لاتے ہیں پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ آپ کو بھی مانیں۔"

"فرمایا۔ دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کی کتاب کو ماننے کا دعوےٰ کرکے اُن کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز روزہ حج زکوٰۃ تقویٰ طہارت کو بجا نہ لاوے اور اُن احکام کو جو ترکیہ نفس ترک شر اور حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں چھوڑ دے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ اور اس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آ سکتا۔ اس طرح سے جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بھی حقیقت اسلام اور غایت نبوت اور غرض رسالت سے بیخبر محض ہے۔ اور وہ اس بات کا حقدار نہیں ہے کہ اُس کو سچا مسلمان خدا اور اُس کے رسول کا سچا تابعدار اور فرمانبردار کہہ سکیں۔ کیونکہ جس طرح سے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قرآن شریف میں اوامر احکام دیئے ہیں

نبی میں نبوت کی علامت کی طرح آپ ہو بھی تو ... یہ بات کہ آپ کی اطاعت
کرنی بھی آپ کے مریدوں پر ضروری تھی سو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے تحت
ہے۔ یوں تو والدین کی، افسروں کی، حاکموں کی اطاعت ضروری کی جاتی ہے مگر تمام اطاعتیں
اس حقیقی مطاع امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ماتحت ہیں۔

پانچواں امتیاز یہ ہے کہ نبی اپنی وحی کا پیرو ہوتا ہے اس شہادت کا یہ بیان ہے اس کے لئے اس
قدر دیکھ لینا کافی ہے کہ ساٹھ آٹھ برس تک حضرت مسیح موعود نے اپنے اجتہاد سے لکھوایا
اور جب کبھی کوئی بات آپ سے دریافت کی گئی تو وحی کا انتظار نہیں کیا بلکہ یا خود اجتہاد
کر کے مسئلہ پر روشنی ڈالی یا اپنے کسی دوست کو حکم دیا کہ وہ مسئلہ بتا دے۔ پس اس معیار
کی رو سے بھی آپ نبی نہیں ہو سکتے۔

پھر آپ نے اپنی ساری وحی لوگوں کو پہنچائی بھی نہیں۔ جیسے کہ خود میاں صاحب نے
شہادت دی ہے کہ ہزاروں الہامات آپ کے ہیں جو شائع نہیں ہوئے (دیکھو حقیقۃ النبوۃ
صفحہ ۲۹۴)۔ حالانکہ نبی اگر وحی کا ایک لفظ بھی نہ پہنچائے تو وہ خدا کے حکم کا نافرمان ہے
یہ چھٹا امتیاز تھا۔ پھر ساتواں یہ ہے کہ نبی کی وحی سابقہ شریعت یا کتاب میں ترمیم و تنسیخ
کر سکتی ہے۔ امتی کی وحی نہیں کر سکتی۔ اب چونکہ قرآن میں تو ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں
ہو سکتی۔ پس اس لحاظ سے بھی آپ کی وحی وحی نبوت نہیں کہلا سکتی۔

پھر وحی نبوت تکمیل ہدایت کرتی ہے مگر ہدایت چونکہ قرآن میں کامل ہو چکی اس لئے
آپ کی وحی وحی نبوت نہیں۔

پھر وحی نبوت عبادات میں پڑھی جاتی ہے اور حضرت مسیح موعود کی وحی کو عبادات میں
پڑھنے کے لئے آج تک میاں صاحب نے بھی اپنے مریدوں کو غالباً اجازت نہیں دی

دسواں امتیاز یہ ہے کہ وحی نبوت پر ایمان لانا اصول دین میں داخل ہے اور
اس لئے اس کا منکر حقیقی کافر ہے لیکن حضرت مسیح موعود اپنی وحی نہ ماننے والوں کے
خود جنازے پڑھتے رہے ہیں۔ اور آپ کا فتویٰ بھی موجود ہے کہ غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھ
لینا جائز ہے۔ اس کے جواب میں یہ کہنا کہ حضرت صاحب نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ خود
نہیں پڑھا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ ہاں اگر یہ بھی فرض کر لیں کہ کسی کا جنازہ نہ پڑھا ہو
تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سب کا جنازہ پڑھنا ناجائز سمجھتے تھے۔

لغوی معنے میں نبوت

جیسا کہ میں اُوپر بیان کر چکا ہوں۔ چونکہ حضرت مسیح موعود نے لفظ نبوت کا اپنی کتابوں میں بمعنی محدثیت استعمال کیا۔ اس لیئے لوگوں کو ٹھوکر سے بچانے کے لیئے بار بار خاص اصطلاحات اور تشریحات کے ذریعہ سے یہ سمجھایا ہے کہ میری نبوت کس قسم کی ہے۔ چنانچہ ان اصطلاحات میں سب سے پہلی اصطلاح یہی ہے کہ لفظ نبی کا لغوی معنے کی رُو سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس بات کو میں پہلے کھول کر بتا چکا ہوں کہ ہمارے مذہب کی بُنیاد قرآن و حدیث پر ہے نہ کہ لُغت کی کتابوں پر۔ اگر کسی شخص نے نبوت کی حقیقت کو دیکھنا ہو۔ تو قرآن و حدیث پر تدبّر کرنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہاں نبی کا کیا کام بتایا گیا ہے۔ اور نبی کے لیئے کیا امتیازی نشان مقرر کیئے گئے ہیں۔ نہ یہ کہ لُغت کی کتابوں میں ان باتوں کو تلاش کیا جائے۔ اگر لغت کی ساری کتابیں نہ ہوتیں۔ تو بھی دین اسلام اور اُس کے حقائق ویسے کے ویسے ہی ہوتے لُغت کی کتابیں عربی الفاظ کے معنے کی تشریح کرتی ہیں۔ نہ یہ کہ ہم اپنے عقاید کو اُن کتابوں سے سیکھیں۔ پس حضرت مسیح موعود نے در حقیقت اس امر کے اظہار کے لیئے۔ کہ نبی سے وُہ مراد نہیں جو قرآن و حدیث نے بیان کیا ہے بلکہ صرف لفظ کے اشتقاق کی رُو سے اُس کا استعمال دُوسری جگہ پر بھی ہو سکتا ہے۔ اس لفظ کے لغوی معنے پر بار بار زور دیا ہے۔ چونکہ کل حوالجات کے دینے سے تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا۔ اس لیئے میں صرف تین حوالجات پر اکتفا کرتا ہوں جن میں سے

اسی طرح سے آخری زمانہ میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیشگوئی بھی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے اور اس کے نہ ماننے والے اور اس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔" (تحفۃ اللہ تقریر لاہور)۔

اب اس قدر صراحت کے ہوتے ہوئے جس میں اپنے اوپر ایمان نہ لانے والے کو صاف الفاظ میں کافر کہنے سے انکار کیا ہے۔ اور یہ تقریر آپ کے آخری ایام کی ہے۔ جب تک بالمقابل تصریح سے یہ الفاظ نہ دکھائے جائیں کہ جو شخص میری وحی پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔ اس وقت تک کسی شخص کو ان الفاظ پر بحث کرنے کا بھی حق نہیں۔ بہرحال اس معیار پر بھی آپ نبی ثابت نہیں ہوتے۔

گیارھواں امتیاز یہ ہے کہ وحی نبوت کتاب کہلاتی ہے۔ سو حضرت مسیح موعود نے کہیں اور کبھی بھی اپنی وحی کو کتاب نہیں لکھا ہے۔ بلکہ بار بار قرآن کریم کو خاتم الکتب کہا ہے۔ پس آپ کی وحی وحی نبوت نہیں۔

بارھواں امتیاز یہ ہے کہ وحی ولائت میں سوائے مبشرات کے کچھ نہیں ہوتا سو حضرت مسیح موعود نے بار بار یہی کہا ہے کہ مجھے سوائے مبشرات کے کچھ نہیں دیا گیا پس یہ معیار بھی آپ کی وحی کو وحی ولائت ہی ٹھیراتا ہے۔

پس ایک طرف ان سب معیاروں کو رکھو۔ دوسری طرف اس بات پر غور کرو کہ ختم نبوت کے بارے میں جو کچھ قرآن کریم اور حدیث صحیح میں آگیا ہے وہی ہر ایک مسلمان کا اصل مذہب ہونا چاہیئے۔ پس جب قرآن و حدیث نبوت کا دروازہ بند کرتے اور محدثیت کا دروازہ کھولتے ہیں۔ تو کوئی شخص مسلمان کہلا کر اس کے خلاف مذہب نہیں رکھ سکتا۔ تیسرا اس بات پر غور کرو۔ کہ حضرت مسیح موعود نے جو کام اپنا پیش کیا وہ مجددوں کا کام ہے یا اس سے کچھ بڑھ کر جب وہی کام ہے۔ گو نسبتاً بڑا ہو جو پہلے مجدد کرتے آئے اور اس کام کے کرنے کے لیئے پہلے کسی نبی کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ تو اسی کام کے کرنے کے لیئے اب نبی کس طرح آسکتا ہے۔ یہ سارے امور اصولی رنگ میں اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت وہی نبوت ہے جس کو بالفاظ دیگر محدثیت کے نام سے یاد کیا گیا ہے +

طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا تو ہر ایک محدّث ہوگا۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ اس میں صرف یہ شرط سمجھی جا سکتی ہے کہ وہ غیب مصفا ہو۔ اور کثیر تحریروں میں حضرت مسیح موعود نے صاف صاف الفاظ میں اس بات کو بیان کیا ہے۔ کہ محدّث مصفا غیب کو پاتے ہیں۔ تو پس اگر ہر شخص جو خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دے وہ فی الواقعہ نبی ہوتا ہے تو پھر ہر ایک محدّث نبی ہوا۔ حالانکہ محدّث حقیقتاً نبی نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہاں بھی لفظ نبی کا اپنے حقیقی معنے میں نہیں بلکہ صرف بمعنی محدّث استعمال کیا ہے۔ اور محدّث کا لفظ اس لئے استعمال نہیں کیا۔ جیسا کہ دوسری جگہ اسی اشتہار میں فرمایا۔ کہ تحدیث کے معنے لغت میں مکالمہ الٰہیہ کے نہیں ہیں۔ پھر ایک اور شہادت اس بات کی کہ یہاں لفظ نبی کا اپنی لغوی معنے میں در اصل بمعنی محدّث ہی ہے۔ اسی اشتہار کے یہ الفاظ ہیں کہ "نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی" اب صدیقیت کا مرتبہ محدثیت کا مرتبہ ہے۔ جیسا کہ میاں صاحب نے بھی حقیقت النبوۃ میں اس بات کا اعتراف کیا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ نبوت جس کا یہاں ذکر ہے وہ محدثیت کی کھڑکی سے ہی ملتی ہے اور فنا فی الرسول کا لفظ بھی اس پر شاہد ہے۔ کیونکہ محدثیت کے مرتبہ کا نام ہی فنا فی الرسول ہے۔ جیسا کہ اولیائے امت کی تحریریں اس پر شاہد ہیں پس غلطی کے ازالہ میں جو لغوی معنے لفظ نبی کے دیے ہیں۔ وہ صاف طور پر اسی حقیقت محدثیت کے ظاہر کرنے والے ہیں۔ اسی طرح پھر دوسری جگہ اسی اشتہار میں لفظ نبی کے لغوی معنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جہاں محدّث کے لغوی معنے سے اسکا مقابلہ کیا ہے "مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا" یہاں بھی صاف طور پر اشتقاق کی طرف توجہ دلا کر لفظ نبی کے معنے لیے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جو معنے کسی لفظ کے اس کے اشتقاق کی رُو سے لغت نے بتائے ہوں وہ ہر حال میں اس کی پوری حقیقت کو ظاہر نہیں کرتے۔ اور چونکہ نبوت ایک خاص منصب ہے اور یہ ایک خاص اصطلاح ہے۔ اس لیئے اس کی حقیقت پر روشنی تو قرآن وحدیث ہی ڈالیں گے۔ ہاں اس کا استعمال اپنی لغوی اشتقاق کی رُو سے اس معنے میں جائز ہے۔ جیسا کہ ہم بیسیوں ایسے الفاظ کا استعمال کر لیتے ہیں۔ مگر غلطی کے ازالہ کو کوئی شخص جو غور سے پڑھے گا وہ صاف معلوم کر لیگا۔ کہ نبی کا لفظ اسی معنے میں استعمال کر رہے ہیں جو

پہلا حوالہ ابتدائی زمانہ کا۔ اور دوسرا حوالہ خود غلطی کا ازالہ سے جسے تبدیلیٔ عقیدہ کا پہلا تحریری ثبوت بتایا جاتا ہے۔ اور تیسرا حوالہ حضرت مسیح موعود کی آخری تحریر سے اور آپ کی آخری تقریر بھی اسی کی موید ہے پیش کرتا ہوں کہ حضرت صاحب نے لفظ نبی صرف لغوی معنے میں نہ حقیقت نبوت کے لحاظ سے استعمال کیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے اس اشتہار کو دیکھو جو ۳ فروری ۱۸۹۲ء کو مخالفین کے اس اعتراض پر شائع کیا کہ خاتم النبیین کے بعد آپ اپنے لیئے لفظ نبی کا کیوں استعمال کرتے ہیں۔ جواباً آپ نے یہ اعلان کیا۔ "تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام و ازالۃ الاوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنے میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزئی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے انکے لغوی معنوں کی رُو سے بیان کیے گئے ہیں..... ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ تعالیٰ جلشانہٗ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدث مُراد ہے۔ جس کے معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکلّم مراد لیئے ہیں۔"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ لغوی معنے میں حقیقت نبوت بیان نہیں کی گئی کیونکہ لغوی معنے کو حضرت مسیح موعود نے یہاں حقیقی کے بالمقابل رکھا ہے۔ اور یہ بھی صاف بتا دیا ہے کہ لغوی معنے کے رُو سے یہ لفظ نبوت قائمقام محدثیت کے ہے۔

اس کے بعد میں ایک غلطی کا ازالہ کو لیتا ہوں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں تبدیلیٔ عقیدہ کا اعلان ہے۔ اس میں بھی یہی اعتراف موجود ہے۔ کہ لفظ نبی کو لغوی معنے کی رُو سے آپ نے استعمال کیا ہے۔

"اور یہ بھی یاد رہے۔ کہ نبی کے معنے لغت کی رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے۔ نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔"

کیا یہ عبارت صاف شہادت نہیں دیتی۔ کہ لفظ نبی کا استعمال لغت کے معنے کے لحاظ سے نبی کی اصل حقیقت کو ادا نہیں کرتا۔ کیونکہ یہاں فرماتے ہیں۔ کہ نبی کے معنے لغت کی رُو سے یہیں خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ اب خدا کی

کبھی قطعی انکار نہیں کیا اور جب آپکا کام ہی یہ تھا۔ کہ اس زمانہ میں جو مکالمہ کا انکار ہو رہا ہے اُس کا علاج کریں تو پھر اس لفظ کو پورے طور پر ترک کر کے درحقیقت اپنے کام سے دست بردار ہونا تھا۔ جب حدیث صحیح مکالمہ الہیہ کا دروازہ کھولتی ہے۔ جب دوسری حدیث صحیح اس کو ایک جزو نبوت قرار دیتی ہے تو پھر کیا وجہ تھی۔ کہ اہل اسلام اس اصل حقیقت کو نہ سمجھیں جو اسلام نے قائم کی ہے۔ کہ گو اپنی حقیقت کی رُو سے نبوت کا دروازہ بند ہے کیونکہ ہدایت کا لانا انبیاء کے آنے کی علت غائی ہے وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں کامل ہو چکا۔ مگر پیشگوئیوں اور مکالمات کا دروازہ جن کی ضرورت تائید دین کے لیئے ہے بند نہیں اور نہ قیامت تک بند ہوگا۔ سراج منیر میں جو ۱۸۹۷ء کی کتاب ہے۔ حضرت مسیح موعود نے وہی کچھ لکھا ہے۔ جو اخبار عام میں لکھا ہے۔

"جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ۔ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدّث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ کیا قرأت ولا محدث کی یاد نہیں رہی۔ پھر کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے۔ کہ مرسل ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ اے نادانوں بھلا بتلاؤ۔ کہ جو بھیجا گیا ہے اُس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اسجگہ حقیقی معنے مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وُہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اُس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے۔ جو اُس نے ایسے الفاظ استعمال کیئے۔"

میں نے یہ حوالہ اور غرض سے دیا ہے۔ مگر جو لوگ اس بات کے ثبوت متلاشی ہیں کہ ۱۹۰۱ء کے بعد مسیح موعود نے کہا ہے کہ خدا کی اصطلاح نبوت یہ ہے۔ ان کو ایک خدا کی اصطلاح یہاں بھی ملجائے گی۔ یہاں یہ بھی غرض یہ ہے۔ کہ اگر اخبار عام والے خط میں رسول اور نبی کہلانے سے انکار نہیں کیا۔ تو سراج منیر میں بھی تو انکار نہیں کیا۔ اور ادر پہلی تحریروں کا یہی حال ہے۔ اب اخبار عام والے خط کو لو۔ کہ کس صفائی کے ساتھ اس میں بیان کیا ہے کہ میں صرف نبی کے لغوی معنے کے لحاظ سے نبی کہلاتا ہوں۔

"سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں۔ کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی

مفہوم محدثیت کو ادا کرتا ہے۔ مثلاً علاوہ اس کے جو اوپر توجہ دلا چکا ہوں۔ یہ الفاظ کہ "ان معنوں سے کہ میں اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اسکے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پاتا ہوں۔ رسول اور نبی ہوں" اور یہ ظاہر ہے کہ کسی نبی متبوع کے فیض سے مستفیض ہو کر علم غیب پایا ۱۰ الہ الغی پانا یہی وہ چیز ہے جس کو محدثیت کہا جاتا ہے۔ اور نبوت کی حقیقت اور محدثیت کی حقیقت میں بڑا موٹا فرق یہی ہے۔ کہ محدث کسی نبی متبوع کے فیض سے مکالمہ پاتا ہے۔ اور نبی کو خدا اپنے لئے خود چن لیتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مکالمہ موہبت ہے۔ مگر اس موہبت کے لئے محدثیت میں یہ شرط ہے کہ اکتساب اور اتباع پہلے موجود ہو۔

اب میں حضرت مسیح موعود کے آخری ایام کی تحریر کو لیتا ہوں۔ یہ ایک خط ہے جو حضرت مسیح موعود نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام کے ایڈیٹر کے نام لکھا اور ۲۶ مئی کے اخبار عام میں شائع ہوا۔ اس کے لکھنے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ آپ کی اس تقریر سے جو ۱۷ مئی کو جلسہ دعوت میں ہوئی تھی۔ عام طور پر یہ خبر مشہور ہوئی۔ کہ آپ اپنی نبوت سے قطعاً انکار کرتے ہیں حالانکہ اس تقریر میں آپ نے وہی بات کہی تھی جو شروع دعویٰ سے کہتے رہے۔ کہ میرا نام خدا نے نبی صرف اس لحاظ سے رکھا ہے۔ کہ وہ میرے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے یہ نبوت ہے۔ "مگر حقیقی نبوت نہیں" مطلب تو آپ کا صاف تھا۔ کہ اس کے اندر حقیقت نبوت کو نہیں پائی جاتی۔ مگر چونکہ یہ بھی ایک حصہ اسی نبوت کا ہے اس لئے خدا تعالٰے نے الہامات میں نبی نام رکھا۔ آخر اس بات سے تو آپ انکار نہیں کرسکتے تھے۔ نہ کبھی مدت العمر کیا۔ کہ خدا نے الہامات میں مجھے نبی کہا ہے اس کی تشریح بھی بار بار کی ہے۔ اور جس طرح پہلے کہتے رہے کہ خدا کا نبی کہنا ایک مجاز اور استعارہ ہے۔ لغت کے لحاظ سے ہی اسی طرح اب بھی کہا۔ مگر سطحی نظریں جس طرح اسوقت دھوکا کھاتی تھیں۔ اور اس لئے کھاتی تھیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کے ساتھ انہیں حد سے زیادہ بغض پیدا ہوگیا تھا۔ اسی طرح سطحی نظریں اب بھی دھوکا کھاتی ہیں۔ اور اس لئے کھاتی ہیں کہ انہیں حد سے زیادہ محبت آپ کے ساتھ ہے۔ گو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کو بجائے ایک عظیم الشان انسان کے ایک نہایت گرے ہوئے اخلاق اور عادات کا انسان بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ جو کچھ اخبار عام میں لکھا ہے اسی قسم کی تشریحات پہلے بھی کرتے رہے ہیں

کے معنے ہیں۔ کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیش گوئی کرنے والا۔ وہ بغیر کثرت کے یہ معنے متحقق نہیں ہوسکتے۔ جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مال دار نہیں کہلا سکتا ۔ .... پس اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے"

اب یہاں حصر کردیا ہے۔ کہ صرف لغت کے معنی کے لحاظ سے نبی کا نام مجھ پر آسکتا ہے۔ یہ نہیں کہا۔ کہ نفسِ نبوت مجھ میں اسی طرح پائی جاتی ہے جس طرح انبیاء علیہم السلام میں پائی جاتی تھی۔ اور پھر ساتھ ہی یہ بتا دیا ہے۔ کہ اس زمانہ میں یہ کثرت امورِ غیبیہ مجھے دی گئی ہے۔ جس سے صاف مترشح ہوتا ہے۔ کہ پہلے زمانوں میں دوسرے لوگ بھی اسے پاتے تھے۔ اور اسی کی مزید تائید اس سے ہوتی ہے۔ کہ آگے فرماتے ہیں۔ کہ یہ نام محض عام لوگوں سے امتیاز کے لیئے خدا نے رکھدیا ہے۔ کیونکہ قلیل مقدار میں خوابیں اور الہام عام لوگوں کو بھی ہوجاتے ہیں۔

"اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں۔ بعض کو الہام بھی ہوتا ہے...... اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں۔ تو اس صورت میں عقلِ سلیم خود چاہتی ہے۔ کہ جس کی وحی اور علمِ غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے بلکہ اُس کو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے۔ تاکہ اُس میں اور اُس کے غیر میں امتیاز ہو۔ اس لیئے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لیئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا۔ اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے۔ تاکہ ان میں اور مجھ میں فرق ہو جائے"

اب یہاں معمولی انسانوں سے امتیاز کے لیئے نبی کا لفظ اختیار فرمایا ہے۔ جن کی خوابیں اور الہام باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور نفسانی خیالات سے آلودہ ہوں۔ کیا کوئی مسلمان کہلا کر یہ کہنے کی جُراءت کرسکتا ہے کہ مجدّدین اور محدّثین کی خوابیں اور الہام بھی باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدّر اور نفسانی خیالات سے آلودہ ہوتی ہے۔ پس ہرگز مجددین کے ساتھ امتیاز قایم نہیں کرتے۔ بلکہ عام لوگوں کے ساتھ۔ مجددین کے لیئے جو کثرت آپ نے بار بار تسلیم کی ہے۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اور بعد بھی

اب اگر بعد کی تحریروں کو دیکھا جائے تو اس مفہوم سے ایک ذرہ بھر اِدھر اُدھر نہیں ہٹتے مثلاً ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۸۱ پر آپ ایک سوال کو درج کرتے اس کا جواب دیتے ہیں۔ یہ سوال و جواب میں پہلے نقل کر چکا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ کیا قرآن و حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدث کو بھی نبی کہا گیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں۔ اور پھر فرماتے ہیں:۔

"اور اگر آپ پورے طور پر حدیثوں پر غور کرتے تو یہ اعتراض آپ کے دل میں ہرگز پیدا نہ ہوتا ..... اگر آنے والے عیسےٰ کی نسبت حدیثوں میں صرف نبی کا لفظ استعمال پاتا اور اُمتی اس کا نام نہ رکھا جاتا تو دھوکا لگ سکتا تھا۔ مگر اب تو صحیح بخاری میں آنے والے عیسیٰ کی نسبت صاف کہا ہے کہ امامکم منکم۔ یعنے اے امتیو آنیوالا عیسیٰ بھی صرف ایک امتی ہے نہ اور کچھ" تو گویا محدث کے سوال پر اب یہ جواب دیا ہے کہ آنیوالے عیسےٰ کو صرف نبی نہیں کہا گیا۔ بلکہ اُمتی بھی کہا گیا ہے جس سے یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ وہ اُمتی ہے اور نبی بھی اسلئے وہ محدث ہی ہے نہ اور کچھ۔ اسیطرح اسی سلسلۂ جواب میں آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"جس حالت میں یہ ثابت ہو گیا کہ آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ پھر اگر خدا تعالےٰ نے اس کا نام نبی رکھ دیا تو کیا حرج ہوا۔ ایسے لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ اسی کا نام اُمتی بھی تو رکھا گیا ہے۔ اور امتیوں کے تمام صفات اس میں رکھے گئے ہیں"۔

اب یہاں صاف طور پر مانا ہے کہ امتیوں کے تمام صفات اسمیں رکھے گئے ہیں۔ اسلئے وہ کامل اُمتی ہوا اور جیسا کہ ازالہ اوہام سے ثابت ہے جو کامل اُمتی ہو وہ کامل نبی نہیں ہو سکتا پس یہ محدث ہی ہوا نہ اور کچھ۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس طرح یہاں امتیوں کے تمام صفات کا اپنے اندر رکھا جانا مانا ہے۔ کہیں اور کبھی بھی نہیں کہا کہ نبیوں کے تمام صفات میرے اندر رکھے گئے ہیں۔ بلکہ لفظ نبی کا اطلاق ہمیشہ اور بار بار کیا ہے ایک معنی سے ہی کہا ہے اور تمام صفات نبوت کے اپنے اندر پائے جانے کا کبھی دعوےٰ نہیں کیا۔

مسیح موعود مدعی نبوت نہیں اس جگہ یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود نے صرف نبی ہے سے کھلا کھلا صریح انکار کیا ہے کیونکہ صرف نبی ہوگا وہ کامل نبی ہوگا بلکہ جب اپنے آپ کو نبی کہا ہے تو اسی

اور یہ ضروری ہے کہ نبی متبع نہ ہو مستقل متبوع ہو۔ تو اسلئے جب مفہوم متباین ہو تو بظاہر یہ مشکل معلوم ہوتا ہے کہ اُمتی اور نبی دونوں لفظ ایک جگہ جمع ہوں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:۔

"صاحب نبوّت تامہ ہرگز اُمتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور اُمتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلّی ممتنع ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ لیعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے اُمتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ اُمتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلّی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا اس سے معاملہ کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور اُمم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ اگرچہ کامل طور پر اُمتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔" صفحہ ۵۶۹ ؂

اب اس جگہ درحقیقت اُمتی نبی کی اصطلاح کا ایک قطعی فیصلہ کر دیا ہے۔ کامل نبی اور کامل اُمتی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ کامل نبی وہی ہے جو بغیر کسی کے اتباع کے نبی بنایا گیا ہو اور کامل اُمتی وہ ہے جو ایک لمحہ کے لئے بھی نبی متبوع کی پیروی کی وجہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا۔ پس اوّل تو یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اُمتی نبی میں دو صورتیں جمع ہو سکتی ہیں۔ یعنی یہ کہ کامل اُمتی اور ناقص نبی ہو یا یہ کہ ناقص اُمتی اور کامل نبی ہو۔ مفہوم متباین ہونے کی وجہ سے جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمایا ہے دونوں کامل مفہوم ایک شخص میں جمع نہیں ہو سکتے۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ ناقص اُمتی تو کامل مومن بھی نہیں ہو سکتا اس نے کامل نبی کیا بننا ہے پس اُمتی نبی کے معنے صرف یہ ہوئے کہ وہ کامل اُمتی اور ناقص نبی ہے۔ پس یہ اصطلاح مسیح موعود کی نبوّت کے لئے فیصلہ کُن ہے۔ دوسری بات جو یہاں معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ محدّث ہی درحقیقت اُمتی نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس مقام برزخ پر وہی کھڑا ہے کہ اُمتی بھی ہو اور ایک وجہ سے نبی بھی۔ پس جہاں اُمتی نبی کی اصطلاح بولی جائیگی وہاں مراد محدث ہوگا۔ نہ کچھ اَور۔ کیونکہ سوائے محدث کے جسے برزخ کہا ہے یہ دونوں لفظ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ؂

کی باتیں اُس پر ظاہر کریگا۔ اسلئے باوجود اُمتی ہونے کے وہ نبی بھی کہلائیگا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس اُمت پر قیامت تک دروازہ مکالمہ مخاطبہ اور وحی الٰہی کا بند ہے تو پھر اس صورت میں کوئی اُمتی نبی کیونکر کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ خدا اس سے ہمکلام ہو تو اس کا جواب ہے۔ کہ اس اُمت پر یہ دروازہ ہرگز بند نہیں ہے" +

اب یہ دونوں حوالے صفائی سے ثابت کرتے ہیں کہ اُمتی نبی سے مُراد صرف اس قدر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے مکالمۂ الٰہیہ پائے۔ اور یہی محدثیت ہے۔ اور اسی کا دعویٰ حضرت مسیح موعود کا ہے نہ کہ نبوت محض کا۔ اسلئے آپ کو عام الفاظ میں مُدعیٔ نبوت کہنا اسلام کے طریق کے خلاف ہے +

حقیقی اور مجازی نبی

یہ دوسری اصطلاح ہے جو حضرت مسیح موعود نے ابتدائے دعوے سے لے کر آخر تک اپنے کلام میں استعمال کی ہے۔ اور گو یہ اس قدر صاف اور سیدھی بات تھی۔ مگر اس کو بھی ایک عقدہ لاینحل بنا دیا گیا ہے۔ آپ کی تحریروں میں شروع سے لے کر آخر تک حقیقی نبی ہونے سے انکار ہے اور مجازی نبی ہونے کا اقرار ہے۔ اگر صرف حقیقی سے انکار ہوتا اور مجازی نبی ہونے کا اقرار نہ ہوتا تو شاید میاں صاحب کی جولانی طبع کے لئے یہ گنجائش ہوتی کہ وہ حقیقی نبوت سے خاص صاحب شریعت نبی ہونا مراد لیں مگر مجازی نبوت کے بار بار کے اعلان کی وجہ سے میاں صاحب کی یہ کوشش سب سے بیہودہ ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ میاں صاحب مُریدین کو یہ کہہ دیتے کہ کفارہ کے عقیدہ کی طرح اسبات پر ایمان لے آؤ کہ مجازی نبی بھی حقیقی ہی ہوا کرتا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ مضحکہ خیز کوشش کرتے جو انہوں نے مجاز کی تشریح میں کی ہے۔ اور چند کتابوں سے جو اپنے دیگر ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ ہم کو ان کتابوں کا بھی علم ہے۔ یہ حقیقی اور مجازی کی اصطلاح بھی ایسی ہے۔ کہ حضرت صاحب نے اس کو استعمال کرنے سے پہلے اس کے معنے بتا دیئے ہیں۔ اور جو شخص آپ کی تشریح کو قبول نہیں کرتا اس کا اختیار ہے جو چاہے کرے۔ لا اکراہ فی الدین۔ مگر مسیح موعود کی پیروی کا دعوے کر کے مسیح موعود کے پیش کردہ

جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے۔ اسکو اگر ایک مجازی نبوّت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قوتیہ نبوت کا ٹھہرایا جائے۔ تو کیا اس سے نبوّت کا دعوے لازم آگیا۔

اب یہاں یہ بھی بتا دیا کہ مجازی نبوّت سے مُراد محدثیت ہے نہ کچھ اور حقیقی نبوّت کے انکار سے مُراد محدثیت ہے۔ مجازی نبوّت کے اقرار سے مُراد محدثیت ہے ذاہن تدھبوُن

اس کے بالمقابل یہ پیش کیا جاتا ہے کہ آپ نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں حقیقی نبوت کے معنے کچھ اور کئے ہیں۔ وہ عبارت یہ ہے:۔

"اس کا جواب یہ ہے کہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہو"۔

جو عقلمند یہ حوالہ پیش کرتے ہیں وہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر یہ حقیقی نبی کی تشریح ہے تو پھر تو ہر ایک شخص جو خدا سے بذریعہ وحی خبر پائے اور شرف مکالمہ سے مشرف ہو نبی بن گیا اور نبی بھی حقیقی نبی۔ پھر محدثوں کے متعلق جب تم کو یہ اقرار ہے کہ وہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پاتے ہیں۔ تو ان سب کو حقیقی نبی کہو۔ افسوس ہے کہ لکھے پڑھے لوگوں کی یہ حالت ہو رہی ہے۔ کہ جو کچھ ہاتھ میں آتا ہے وہ اپنے مخالف پر اُٹھا پھینکتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ دعوے کیا ہے اور اسکی اصل دلیل کیا۔ اگر یہ حقیقی نبی ہے تو پھر تو اسلام میں ہزاروں حقیقی نبی گذر چکے۔ اور جناب میاں صاحب کے اقرار کے بموجب بھی گذر چکے جو آپ اس کے معترف ہیں کہ اس اُمت میں ہزاروں لوگ شرف مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہو چکے ہیں حضرت مسیح موعود نے یہاں جب کہا کہ حقیقی نبی وہ ہے جو ایسا ہو وہ تو فرماتے ہیں۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ اور حقیقی سے مراد آپ کے وہ معنے ہیں جو اصل اشتقاق لفظ کی رُو سے اُسے دئے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ وہی معنے یہاں بیان کئے ہیں۔ جن کو دوسری جگہ لغوی معنے کہا ہے۔ یا اشتقاق لفظ کی رُو سے معنے قرار دیا ہے۔ نادان اتنا بھی نہیں سوچتے کہ نبوّت کی حقیقت کو قرآن و حدیث بتا سکتے ہیں لغت نہیں بتا سکتی۔ اگر لغت کی کوئی کتاب دُنیا میں نہ بھی ہوتی۔ تو ہم حقیقت نبوت سے ایسے ہی واقف ہوتے جیسے آج

معنوں کو قبول کرنے سے انکار کرنا اور خود نئے نئے معنے تراشنا جن پر ہر ایک عقلمند ہنسیگا پیروی کے دعوے کو باطل کرتا ہے حقیقی نبی ہونے سے انکار کے صاف معنے یہ ہیں کہ آپ میں وہ حقیقت نہیں پائی جاتی جو لفظ نبی کا اصل مفہوم شریعت کے نزدیک ہے۔ وہ حقیقت کیا ہے۔ میں شروع کتاب میں مفصل بیان کر چکا ہوں۔ اگر یہ درست نہیں تو میاں صاحب کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود کی کسی کتاب سے یہ نکال کر دکھا دیں۔ کہ حقیقت نبوت کی ہے وہ مجھ میں کامل طور پر پائی جاتی ہے۔ ورنہ جب حضرت مسیح موعود حقیقی ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ تو یہ ماننا پڑیگا۔ کہ حقیقت نبوت کی اپنے اندر کامل طور پر پائے جانے سے انکار کرتے ہیں۔ سوا اس کے اس لفظ کے کچھ اور معنے ہو ہی نہیں سکتے۔ اور حضرت صاحب نے خود اس کو واضح کر دیا ہے۔ جہاں ۳ فروری ۱۸۹۲ء کے اشتہار میں جس کی عبارت پہلے نقل ہو چکی ہے صاف طور پر لکھا ہے:۔

"اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے
بلکہ صرف محدثیت مراد ہے"

اب اس کے بعد کسی شخص کے دل میں جو طلب حق کی نیت سے اصل بات تک پہنچنے کا خواہشمند ہے شبہ نہیں رہ سکتا۔ حقیقی نبوت نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ محدثیت والی نبوت ہے۔ اور یہ فیصلہ کن تشریح ہی لفظ کی ہے +

اسی پر بس نہیں بلکہ جس طرح حقیقی نبوت سے انکار کی تشریح صاف فرما دی کہ اس سے مراد محدثیت ہے۔ اسی طرح مجازی نبوت کی تشریح بھی فرما دی ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں بعض کوتہ اندیش دشمنوں کے (جن کے نقش قدم پر آج کوتہ اندیش دوست چل رہے ہیں) اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ دعوے نبوت کا کرتے ہیں اور لکھا ہے صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲ +

"نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالے کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رویا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ ساتھ رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے

کسی طرح باہر نکال لیں۔ مگر ہم اس کو بھی چھوڑتے ہیں۔ مسیح موعود سے بھی غلطی ہو گئی۔ جس کو میاں صاحب نے درست کر دیا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ بات تو خود خدا تک پہنچتی ہے۔ دیکھو سراج منیر صفحہ ۳

"بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ جسے سمجھنا ہو سمجھ لے"

اگر چلو یہ خدا کا علم بھی منسوخ سہی۔ حقیقت الوحی میں الاستفتاء کے صفحہ ۶۵ پر فرماتے ہیں وسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ ترجمہ۔ اور میرا نام نبی اللہ کی طرف سے مجاز کے طور پر رکھا گیا نہ حقیقت کے طور پر۔ اب میاں صاحب لکھتے ہیں کہ آپ نادان عوام کی اصلاح کے رو سے مجازی نبی تھے حضرت صاحب فرماتے ہیں خدا نے میرا نام مجازی طور پر بھی رکھا ہے۔ اور حقیقت الوحی منسوخ نہیں ہو سکتی پھر یہ کس قدر جھوٹ ہے کہ حضرت مسیح موعود حقیقی نبی سے مراد صاحب شریعت نبی لیتے تھے۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر حضرت مسیح کو سراج منیر میں کس طرح حقیقی نبی لکھ دیا۔ جہاں اس کے دوبارہ آنے کے متعلق لکھتے ہیں "اور پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا" (صفحہ ۴۴) اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ حقیقی نبی سے مراد صاحب شریعت نہ لیتے تھے۔ بلکہ جو اس کے معنے ہو سکتے ہیں وہی لیتے تھے۔ یعنی ایسا نبی جس میں وہ حقیقت نبوت پائی جائے۔ جسے شریعت حقیقت نبوت قرار دیا ہے۔ پھر بار بار حضرت مسیح موعود نے یہ بھی تو لکھا ہے کہ میرا نام نبی رکھنا مجاز اور استعارہ ہے۔ مجاز کی تشریح تو کر دی۔ استعارہ پر بھی کچھ روشنی ڈالی ہوتی۔ اور یہ لفظ نہ صرف اربعین میں ہے جو منسوخ شدہ فہرست میں داخل ہو سکتی ہے۔ بلکہ نزول المسیح حاشیہ صفحہ ۵ پر یہی لفظ ہیں "کہ استعارہ کے طور پر رسول اور نبی کہا گیا" افسوس ہے کہ ایک اتنی کھلی بات کا انکار میاں صاحب نے کر کے

ہیں لیکن اگر قرآن آیا ہوتا تو کروڑ لغت کی کتاب نبوت کی حقیقت ہم کو دکھا سکتی

میاں صاحب کے حقیقت و مجاز کی تشریح

اب حقیقی نبی ہونے کا انکار اور مجازی نبی ہونے کا اقرار مسلسل ساری تحریر میں چلتا ہے۔ ابتدائی زمانہ درمیانی زمانہ آخری زمانہ۔ اگر میں سب کتابوں سے حوالے جمع کروں تو یہ مضمون بہت طویل ہو جاتا ہے۔ ضمیمہ میں ناظرین دیکھ چکے ہیں۔ میاں صاحب کی ساری کوشش کا نتیجہ اور حقیقت و مجاز کی ساری بحث کا نتیجہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ اول یہ کہ حضرت مسیح موعود حقیقی نبی سے مراد صاحب شریعت نبی لیتے تھے۔ دوسرے یہ کہ مجازی طور پر نبی ہونے سے آپ کا یہ منشاء تھا کہ عوام الناس کی مقرر کردہ اصطلاح کی رو سے ہیں مجازی نبی ہیں۔ اب ہم باقی باتوں کو چھوڑ کر اسی کو حضرت مسیح موعود کی کتابوں پر پیش کرتے ہیں۔ میاں صاحب کے الفاظ حسب ذیل ہیں صفحہ ۱۹۷

"عوام اپنی نادانی سے نبی کی جو حقیقت بناتے ہیں۔ اس کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود پر نبی کا لفظ مجازاً استعمال ہوتا ہے۔ مگر اس کے معنے صرف یہ ہیں کہ آپ عوام کی اصطلاح کے رو سے نبی نہ تھے یعنی شریعت جدیدہ نہ لائے تھے۔ اور یہ معنے نہ ہوں گے کہ آپ شریعت کے معنوں سے بھی مجازی نبی تھے۔"

اب مشکل یہ ہے کہ عوام نے اپنی نادانی سے جو حقیقت نبی کی بنائی وہی حقیقت بنانے میں مسیح موعود بھی شامل ہو گئے۔ یہ افسوس تو میاں صاحب پر کیا ہے کہ انہوں نے اکابر امت کا نام عوام رکھا۔ مگر کاش مسیح موعود کو ہی بچا لیا ہوتا۔ ایک طرف تو نبی کی اس تعریف کو کہ وہ شریعت لائے عوام کی نادانی کا نتیجہ بتاتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنی کتاب کے پہلے صفحہ پر یہ تحریر فرماتے ہیں:-

"اور چونکہ حضرت مسیح موعود نے حقیقی نبوت کے معنے ہی یہ لئے ہیں کہ جس کا پانے والا نئی شریعت لائے"

کیوں میاں صاحب! جو عوام اپنی نادانی سے معنے کرتے تھے وہی مسیح موعود نے کر لئے۔ کیا آپ کے پاس کوئی ذریعہ ہے جو عوام کے نادانی کے اس وسیع دائرہ سے مسیح موعود کو

کہتے ہیں۔ اور خود میاں صاحب نے گو حقیقۃ النبوۃ میں لفظ کامل نبی کا استعمال نہ کیا
مگر جب وہ صریحاً جزئی نبوت کا بار بار انکار کرتے ہیں تو اس کا مطلب سوائے اسکے کیا ہے
کہ وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کو نبوت کاملہ قرار دیتے ہیں۔ اور انہی کے نقش قدم پر چلکر حضرت
میاں بشیر احمد صاحب نے صاف صاف لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود کامل نبی تھے ان لوگوں
کو اتنا بھی خدا کا خوف نہیں کہ جب مسیح موعود صرف نبی کہنے کو بھی نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی
ہتک فرماتے ہیں۔ حالانکہ اس میں صرف کے لفظ میں کامل کی طرف محض اشارہ ہے مگر انہوں نے
مسیح موعود کی وصیت کو پس پشت پھینک کر کھلا کھلا اعلان کر دیا کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت
کاملہ ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی کوئی پرواہ نہ کی۔ کاش اتنا ہی غور
کرتے کہ حضرت مسیح موعود نے ساری عمر میں ایک دفعہ بھی اپنے آپ کو کامل نبی نہیں کہا۔ اگر ایک
دفعہ بھی یہ لفظ استعمال کیا ہوتا تو کسی کو حق ہو سکتا تھا۔ مگر جب وہ اس لفظ کو آنحضرت
صلعم کی ہتک بتاتے ہیں اور خود اس لفظ کے استعمال کرنے سے ساری عمر پرہیز کرتے
ہیں تو جو لوگ اب علانیہ آپ کو کامل نبی کہتے یا آپ کی جزئی نبوت کا انکار کرتے ہیں
وہ سمجھ لیں کہ ان کا قدم مسیح موعود کے قدم پر نہیں +

بڑا تعجب ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ جزوی نبی کا لفظ متروک ہو گیا تھا۔ حالانکہ سلسلہ کی
تحریروں میں برابر یہ لفظ لکھا جاتا رہا۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب نے جو رسالہ بہ
تعلق مباحثہ رامپور جو ۱۹۰۹ء میں ہوا لکھی۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود کی نبوت کو اس
عنوان کے نیچے رکھکر ثابت کیا "بحث نبوت جزوی تابع نبوت کلی" اور اس کتاب کے
صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے کہ "بذریعہ اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تائید دین اسلام
عند الضرورت نبی جزوی تابع نبوت کلیہ کے آ سکتا ہے۔ اور صفحہ ۳۷ پر ہے "ایسا نبی
بجز ایسے شخص کے جو اللہ تعالے کی طرف سے مبعوث اور مامور ہو کر آیا ہو اور اسکو جو بیانات
آسمانی دیے گئے ہوں جنکو دوسرے لفظوں میں نبی جزوی کہتے ہیں۔ یعنی جنکو کثرت
الہامات اور مکالمات ہوئے ہوں اور کوئی نہیں ہو سکتا" اس میں صاف طور پر اعتراف ہے
کہ کثرت الہامات اور مکالمات کا نام نبوت جزوی ہے نہ نبوت کاملہ اسیطرح خود رسالہ تشحیذ
الاذہان میں جسکے ایڈیٹر میاں محمود احمد صاحب تھے۔ ماہ اکتوبر ۱۳ء میں مولوی صاحب موصوف
کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ "بعثت والی نبوت جزوی نبوت ہے"

ناحق قوم کو غلطی میں ڈالا ہے ؀

گو کہا جاتا ہے کہ یہ اصطلاح سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد متروک ہو گئی مگر اس میں بھی غور سے کام نہیں لیا گیا۔ توضیح مرام میں حضرت مسیح موعود نے مبشرات کو ایک جزو نبوت قرار دے کر جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے مبشرات پانے والوں کو جو محدثین ہیں جزوی نبی کہا ہے اور ان کے بالمقابل انبیاء حقیقی کی نبوت کو نبوت کاملہ تامہ کے نام سے پکارا ہے۔ گو یہ درحقیقت اپنے مطلب کو بیان کرنے کے لئے ایک لفظ اختیار کیا ہے۔ اگر اسی مطلب کو دوسرے پیرایہ میں بیان کر دیا جائے تو یہی کہا جائیگا کہ ایک اصطلاح کو ترک کر دیا ہے۔ لفظ جزئی نبی تو توضیح مرام کے بعد کہیں بھی نہیں لکھا۔ سنہ ۱۹۰۱ء پر کیا انحصار ہے۔ لیکن اس کا مفہوم تو پہلے اور پیچھے یکساں پایا جاتا ہے۔ خود ازالہ اوہام میں محدثیت کو ایک شعبہ نبوت تو بیان قرار دیا ہے مگر جزئی نبی کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جزئی نبی کی اصطلاح کو غلط قرار دیا ہے۔ بلکہ صرف اس کو اور پیرایہ میں بیان کر دیا ہے اور جب اس کے مقابل کی اصطلاح یعنی نبوت کاملہ تامہ کی اصطلاح آخر تک موجود پائی جاتی ہے تو دوسری اصطلاح کا مفہوم تو موجود ہے اس کو متروک نہیں کہا جا سکتا۔ مثلاً الوصیت میں ہے (صفحہ ۱۲)

"مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے" اب غور کرو کہ اگر صرف نبی کہلانے سے نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک ہے تو اسکا مطلب سوائے اسکے کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ کامل پیرو کی نبوت کاملہ "تامہ نہیں بلکہ جزئی ہے۔ کیونکہ اگر کاملہ تامہ نہیں تو جزئی ہی ہوگی۔ اور یہی اشارہ لفظ صرف میں ہے۔ کیونکہ جو شخص صرف نبی کہلائیگا اسکی نبوت تو نبوت کاملہ ہو گی۔ بہرحال یقیناً اور صریح انکار اس بات کا موجود ہے کہ کسی امتی کی نبوت کاملہ تامہ ہو۔ ورنہ پہلے متبوع نبی کی تامہ کاملہ نبوت کی کھلی کھلی ہتک ہے ؀

حیرت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے اس انکار کے ہوتے ہوئے جو سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کا ہے کہ آپکی نبوت کو تامہ کاملہ کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ہتک ہے میاں صاحب نے اپنے متبعین کو یہ جرأت دلائی ہے کہ وہ علانیہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کو نبوت کاملہ

کو واضح کر دیا ہے یہ ظلی نبوت یہ بروزی نبوت یہ فنا فی الرسول والی نبوت درحقیقت جزوی نبوت ہے

"اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوۃ محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جسکو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے" صفحہ ۵۷۹

گویا فنا فی الرسول کا مقام درحقیقت یہی ہے کہ متبع ایک جز ہوتا ہے اور متبوع کل اور وہ جزو اس کل میں داخل ہو جاتا ہے جزو کل میں داخل ہو سکتا ہے مگر کل کل میں داخل نہیں ہو سکتا اسلئے جو نبوت بذریعہ اتباع اور فنا فی الرسول حاصل ہوگی وہ بھی ایک جزوی نبوت ہوگی نہ کہ کامل نبی کی تا شہیں وہ ہے جو مواہب الرحمن میں لکھا ہے +

"و ہر کہ دعوے نبوت کند و ایں اعتقاد ندارد کہ او از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم است و ہر چہ یافت از فیضان او یافت و او یک ثمرہ ایست از باغ او و یک قطرہ از بارش او و سایہ ایست از روشنی او پس او ملعون است و لعنت خدا بر او و بر انصار او و بر اتباع او و بر اعوان او برا ئے ما بجز حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم ہیچ پیغمبرے زیر آسمان نیست"

ترجمہ۔ اور جو شخص دعوے نبوت کرتا ہے اور یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے اور جو کچھ پایا اسی کے فیضان سے پایا اور وہ ایک پھل ہے اسکے باغ سے اور ایک قطرہ ہے اسکی بارش سے اور ایک سایہ اس کی روشنی سے سو وہ لعنتی ہے اور خدا کی لعنت اس پر اور اس کے انصار پر اور اس کے پیروؤں پر اور اس کے مددگاروں پر ہمارے لئے بجز محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کوئی پیغمبر آسمان کے نیچے نہیں۔ صفحہ ۶۹

اب یہاں جس نبوت کو ایک قطرہ بارش کا اور ایک پھل باغ کا کہا ہے وہ وہی نبوت فنا فی الرسول کی ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے صفحہ ۶۷ پر صاف لکھا ہے "بلکہ او احمدیت کو در آئینہ دیگر تجلی کردہ" بلکہ وہ احمدیت ہے جو دوسرے آئینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ پس ایک طرف اسکو وہی احمد اور وہی نبی بھی کہا ہے۔ دوسری طرف اسکو ایک جز بھی قرار دیا ہے ایک مجازیت اور دوسرا حقیقت اور اس قسم کا مجاز اولیا کے کلام میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ جو شخص دیکھنا چاہے مکتوبات مجدد الف ثانی یا فتوح الغیب کو دیکھے

اور حضرت مسیح موعود کا دعوےٰ جزوی نبوت کا ہی تھا "

" بلکہ مبشرات کی پیشگوئیاں واسطے تائید اسلام کے نبوت کے ہی ذریعہ سے دی جائینگی اور یہی نبوت غیر تشریعی ہے یا نبوت جزوی دوسرے لفظوں میں یہ قرآن مجید کے متعدد آیات اس نبوت جزوی مبشرات کو قطعی طور پر ثابت کر رہی ہیں " اور اسکے حاشیہ میں لکھا ہے " ان تینوں حدیثوں سے حضرت اقدس کا دعوےٰ نبوت جزوی ثابت ہو جاتا "

تعجب ہے کہ نبوت جزوی کا سبق اتنا رٹ کر اب ایسا فراموش کیا جاتا ہے کہ نبوت کاملہ کے اعلان پر کوئی زبان نہیں ہلتی نہ کوئی قلم اٹھتی ہے "

اور مولوی سرور شاہ صاحب نے حیاتِ تیں ۱۷ فروری ۱۹۱۴ء کے پرچہ میں " معاطبیہ مجدد کا استعمال " کے عنوان سے اپنے مضمون میں یہ لفظ لکھے ہیں " جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کیا ہے اور غیب کی خبروں سے مطلع کر رہا ہے وہ نبی ہے۔ اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے نبی گذرے ہیں "

اب کیا یہ نبوت جسکو تمام مجددین نے پایا کیسے وہم و گمان میں نبوت کاملہ تھی؟ اسیطرح یہ تیار ہو گئے نہ اس کو اٹھا کر دیکھا جا سکتا کہیں لکھا ہوا پاتے ہیں " نبی " بہ مبشرات جزو نبوت تا مسمی گئے تو صاحب مبشرات صاحب نبوت جزوی " غیرہ۔۔۔ علیدہ نمبر ۹ کہیں ہے " نہ کوئی ایسا نبی آ سکتا ہے جو صاحب شریعت جدیدہ یا صاحب نبوت تامہ ہو " کہیں ہے " کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول آ سکتے ہیں مگر وہ شریعت محمدیہ کے تابع اور امت محمدیہ میں داخل یعنی جزوی نبی ہونگے "

یہ دو اصطلاحات ہیں جنکے متشابہات میں سے ہونیکی وجہ سے میاں صاحب نے بہت فایدہ اٹھایا ہے۔ یوں بھی کہدیا جاتا ہے کہ ہم مرزا صاحب کی نبوت کو ظلی اور بروزی مانتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی کہدیا جاتا ہے کہ وہ نبوت بلحاظ نفس نبوت بعینہ ایسی ہے جیسی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت گویا اصل دراصل ایک ہو گئے۔ ظلی یا بروزی نبوت کیا ہے پہلے سیدھے سادے الفاظ میں اسکو سمجھ لینا چاہئے۔ ظلی یا بروزی نبوت سادے الفاظ میں وہ نبوت ہے جو اتباع سے حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ وہی نبوت ہے جسکو محدثیت کہا جاتا ہے۔ اسی پر فنا فی الرسول کا لفظ بولا جاتا ہے اسیکو ظلی اور بروزی نبوت کہا جاتا ہے۔ اور وہ حقیقت۔۔۔ حضرت مسیح موعود نے ازالہ اوہام میں اسی بات

ظلی اور بروزی نبوت

کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کرے کہ خدا تعالیٰ کی تصویر اس میں کھینچی جائے اسی کی
طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے انی جاعل فی الارض
خلیفہ یعنی میں اب زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ تصویر اپنے اصل کی
صورت کی خلیفہ ہوتی ہے یعنی جانشین۔"

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ مومن کامل اللہ تعالیٰ کا ظل بھی ہوتا ہے۔ اور اس کی صفات
کو آئینہ کی طرح اپنے اندر لے لیتا ہے۔ مگر یوں نہیں کہیں گے کہ وہ واقعی خدا بن جاتا
ہے۔ یہی حال اس ظل اور بروز کا ہے جو انبیاء کا ہوتا ہے۔ انبیاء کے صفات اور کمالات
کو بیشک ایک انکا متبع اپنے اندر لے لیتا ہے۔ مگر ظلی بروز ہونے سے یہ مراد نہیں ہوتی
کہ وہ نبی ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی آخری حوالہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ظل بمعنے خلیفہ یا جانشین
بھی ہوتا ہے۔ جماعت حق یہی ہے کہ انبیاء کے ظل انکے روحانی خلفاء ہوتے ہیں۔ اور
مجدد صفحہ ۳۴۶ پر لکھا ہے۔

"اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ استعارہ کے رنگ میں گویا اسکا بیٹا
ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے"

یہاں سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے جو اوپر لکھی گئی وہاں ظل کو بطور جانشین فرمایا ہے
اور یہاں ظل یا عکس کو بیٹا قرار دیا ہے۔ سو اس میں کیا شک ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے کامل متبعین کو آنجناب سے فرزندی کی نسبت ہے۔ اور اسی لئے وہ آپ کے
خلفاء بھی ہیں۔ ایسا ہی ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۳ پر ہے۔

"اور جیسا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ آئینہ جو ایک سامنے کھڑے ہونے والے منہ کے تمام
نقوش اپنے اندر لیکر اس منہ کا خلیفہ ہو جاتا ہے اسی طرح ایک مومن بھی ظلی طور پر اخلاق
اور صفات الٰہیہ کو اپنے اندر لیکر خلافت کا درجہ اپنے اندر حاصل کرتا ہے اور ظلی طور پر
اسی صورت کا مظہر ہو جاتا ہے اور جیسا کہ خدا غیب الغیب ہے اپنی ذات میں وراء الوراء
ہے ایسا ہی یہ مومن کامل اپنی ذات میں غیب الغیب اور وراء الوراء ہوتا ہے۔"

اب کیا ان الفاظ کو حقیقت پر محمول کر کے ایک مومن کامل کو سچ مچ غیب الغیب اور
خدا کہہ سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر ظل اور عکس کے یہاں لیتے ہو ں وہی نبی کے ظل اور
اور احمد کے بروز کی صورت میں لو۔ اور ناحق مجازی کلمات کو حقیقت کا جامہ پہنا کر

مسیح موعود جیسا کہ ہم دکھا چکے ہیں مجددوں میں سے ایک مجدد اور محدثیت والی نبوۃ کے پانے والے ہیں۔ لیکن صرف اسی قدر سے آپ کا پورا مرتبہ معلوم نہیں ہوتا۔ بیشک اس اُمت میں مجددین کے آنے کا وعدہ ہے۔ اور قرآن کریم میں یہ وعدہ بدیں الفاظ ہے۔ کہ اس امت کے اندر خلفاء پیدا ہوتے رہیں گے۔ جس طرح سلسلہ بنی اسرائیل میں خلفاء پیدا ہوتے رہے۔ اب مسیح موعود کو پہلی خصوصیت تو یہ حاصل ہے کہ جس طرح سلسلہ موسوی کے آخر پر ایک عظیم الشان خلیفہ آیا جو اس سلسلہ کا خاتم الانبیاء تھا۔ اس لحاظ سے کہ اس کے بعد کوئی نبی اس سلسلہ میں پیدا نہ ہونا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی قریبًا اسی عرصے کے بعد ایک عظیم الشان خلیفہ کے پیدا ہونے کی ضرورت تھی جو خاتم الخلفاء ہو۔ اور اسی طرح پر سلسلہ اسلامی کی سلسلہ موسویہ سے مشابہت تکمیل کو پہنچے۔ مگر چونکہ اسلامی سلسلہ کو خدا نے قیامت تک زندہ رکھنا ہے اور اسکی زندگی کے سامانوں میں سے ایک یہ بھی مقدر فرمایا کہ مجددین پیدا ہوتے رہیں گے۔ اس لیئے سلسلہ محمدیہ کا خاتم الخلفاء ان معنوں سے نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کے بعد کوئی خلیفہ نہ آئے۔ بلکہ ضروری ہوا۔ کہ وہ بلحاظ اپنی عظمت کے خاتم الخلفاء کہلائے۔ اگر سلسلہ محمدیہ بھی سلسلہ موسویہ کی طرح مسیح کے ساتھ ختم ہونے والا ہوتا۔ تو اس سلسلہ کے مسیح کو وہ عظمت حاصل نہ ہوتی۔ وہ محض ان کا آخری خلیفہ ہوتا۔ مگر جس صورت میں خلفائے محمدی کا سلسلہ ہمیشہ کے لیئے چلنے والا ہے۔ اس لیئے اس سلسلہ کا خاتم الخلفاء بھی ایک خاص معنے میں خاتم الخلفاء ہوا۔

ایک ضال قوم کے قدم بہ قدم چلو۔

اب دیکھو کہ ظلی نبوت کے معنے حضرت مسیح موعود نے خود کیا کئے ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ "ظلی نبوت جس کے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔" کیا ظلی نبوت کے معنے کیسی صفائی سے بیان کر دئے ہیں۔ یعنی محض فیض محمدی سے وحی پانا ہی ظلی نبوت ہے۔ اور یہ دروازہ امت محمدیہ میں کھلا رہا ہے۔ اور آئندہ کھلا رہیگا کیونکہ اسکے بغیر تکمیل نفس نہیں۔ گویا محدثیت ہی ظلی نبوت ہے۔ پھر بروز کیلئے حقیقی نبی ہونا ضروری نہیں جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود ایام الصلح میں صفحہ ۱۶۳ پر فرماتے ہیں "اس امت کی اس قدر ترقی ہے کہ غیر نبی بروز کے طور پر تا بمقام نبی کا ہو جاتا ہے یہی تو ہے حدیث ہے "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ..... اور ایک حدیث میں ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں" یہ سب در حقیقت محدثیت کی ہی شاخیں ہیں۔

مستقل نبی

یہ لفظ درحقیقت امتی کے ہی مقابل پر ہے۔ امتی تو وہ ہے جو بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ایک مقام کو حاصل کرتا ہے اور مستقل نبی سے مراد درحقیقت نبی ہے جو بغیر اتباع اور پیروی کسی رسول کے اپنے کمالات رکھتا ہے۔ پس مستقل نبوت کا انکار بھی تمام اسی بات کے لئے ہے کہ آپ امتی ہیں یا بالفاظ دیگر آپکی نبوت محدثیت والی نبوت ہے جو اتباع سے ملتی ہے۔ اور جو حقیقی نبوت نہیں بلکہ نبوت کی بعض صفات میں شریک ہوتی ہے۔ جیسا کہ چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۹ سے ظاہر ہے۔ "اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت کہلانے کا محتاج ہو بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہیں کے فیض اور انہی کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی" مگر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو چیز بباعث اتباع ملتی ہے جس کو غیر مستقل نبوت کہا جائیگا وہ بشرائط [illegible] نبی کے حقیقی مفہوم میں داخل ہے کہ وہ اپنے کمالات بغیر پیروی کسی نبی متبوع کے رکھتا ہو۔

اگر غور سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جس قدر اصطلاحات اپنی نبوت کے متعلق بیان کی ہیں ان تمام کا ماحصل یہ ہے کہ اس نبوت کا جس کا آپ دعوے کرتے ہیں بعض صفات میں نبوت حقیقی کے ساتھ اشتراک ہے۔ اور یہی محدثیت ہے۔

ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو۔ تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔ تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحا جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا۔ تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیش گوئی پوری ہو جائے "

اب سب سے پہلے میرا یہ سوال ہے۔ کہ کسی عبارت کے معنے کرنے میں کوئی اصول بھی مد نظر رکھا جائے گا یا نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہاں کوئی نیا اصول اس عبارت میں قائم نہیں کیا گیا۔ بلکہ ایک امر کا صرف اپنی ذات کے متعلق ذکر کیا ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ ایک امر کے ذکر کو اگر کسی قانون کے وہ مخالف ہو تو اس قانون کے ماتحت کر کے اسکی تاویل کی جائے گی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک قانون کو جو محکمات میں داخل ہے ایک امر کی خاطر توڑا جائے۔ مثلاً قرآن کریم نے ایک قانون باندھا ہے۔ کہ سوائے خدا کے کوئی خلق نہیں کر سکتا۔ لیکن قرآن میں ہی حضرت مسیح کے متعلق دو دفعہ ذکر ہے انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ میں خلق کرتا ہوں۔ تمہارے لیئے مٹی سے پرندے کی صورت کے مثل پھر اس میں نفخ کرتا ہوں۔ پس وہ

پھر دوسری خصوصیت یہ ہے۔ کہ مسیح موعود کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کھلی کھلی پیش گوئیاں بیان فرمائیں۔ اور وہ پیش گوئیاں معمولی کتابوں میں نہیں۔ بلکہ حدیث کی صحیح کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور بخاری میں بھی اس مسیح کے آنے کی پیش گوئی ہے۔ اور بعض پیش گوئیوں میں اسے عیسےٰ ابن مریم کہا گیا ہے۔ جو موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ کا نام تھا۔ اور صحیح مسلم میں ایک حدیث ایسی بھی ہے جس میں اس عیسےٰ بن مریم کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ ان پیشگوئیوں نے آپ کے دعوے کو دوسرے مجددین کے دعوے سے ایک ممتاز رنگ دے دیا ہے کیونکہ یہ پیش گوئی صرف اسی قدر نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ پھر ان نشانات کا بھی ذکر ہے۔ جو اس کے ظہور کے لیئے بطور دلیل ہونگے۔ جہاں تک اور کسی مجدد کے لیئے اس قسم کے کوئی نشانات نہیں بتائے گئے۔ پھر اس کے ساتھ تیسری بات۔ ہے کہ مسیح موعود کے کام کو بھی ایک ممتاز رنگ دیا گیا۔ ہے کیونکہ اس کے آنے کے وقت اسلام پر بیرونی اور اندرونی انتہائی مصائب کا وقت ہے۔ اس لیئے اس کے کام کو بھی حال عظمت کا رنگ دیا گیا ہے۔ غرض احادیث نے آپ کی آمد۔ آپ کے نشانات آپکے کام کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ اور یہ تمام امور حضرت مسیح موعود کی خصوصیات میں سے ہیں۔

تیسری خصوصیت ہے جس نے بعض لوگوں کو یہاں تک غلطی میں ڈالا۔ کہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کو مجددین کے زمرہ سے نکال کر انبیاء میں داخل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس بارہ میں بالخصوص حقیقت الوحی کا صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۱ پیش کیا جاتا ہے جسکی عبارت میں پہلے نقل کرتا ہوں۔

"اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو عیسےٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ یعنی اس کثرت سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہونگے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہوسکتے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا۔ جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا

یوں غلط ہوئی۔ کہ خصوصیت جاتی رہی۔ اگر سلسلہ نبوت جاری نہیں کرتے تو پھر ایک بھی نہیں ہو سکتا۔ اور اس ایک کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کی تاویل کرنی پڑے گی۔ بلکہ اگر ضرورت ہو تو صرف عن الظاہر کرنا پڑے گا۔ جس طرح اوپر کی تین مثالوں میں کیا گیا۔ یہ پہلا جواب ہے۔ میاں صاحب نے اس کا جواب ایسے الفاظ میں دیا ہے کہ اصل حقیقت پر پردہ ڈالے رکھنے کی کوشش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں پہلے تو کوئی نبی نہیں ہوا۔ آئندہ شاید کوئی نبی ہو جائے۔ اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ مگر یہ گول مول جواب محض ٹالنے کے لیئے ہے۔ حضرت مسیح موعود تو اس عبارت میں صاف لکھتے ہیں۔ اور "احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا"۔ اب اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہو جائے تو بات تو وہی ہوئی جیسا پہلا نبی آنے سے یعنی ایسا شخص ایک نہ رہا۔ اور جب ایک نہ رہا تو اس عبارت کی ساری غرض مفقود ہو گئی۔ پس اگر دوسرا نبی لاؤ تو حضرت صاحب کی عبارت غلط ٹھیرتی ہے۔ اور اگر کوئی نبی اور نہیں آسکتا۔ اور اصولاً دروازہ نبوت مسدود ہے تو پھر ایک کے قدم رکھنے کے لیئے بھی جگہ نہیں۔ بعض لوگ جو اپنے آپ کو دوسروں سے بڑھ کر مومن بتاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں کیا قرآن نے کہدیا کوئی نبی آنحضرت کے بعد نہیں آئے گا۔ ہم نے مان لیا۔ نبی کریم نے کہدیا ایک نبی آئے گا۔ ہم نے مان لیا۔ یہ احمقانہ جواب ایک تثلیث کے قائل کے مونھ میں سج سکتا ہے۔ مگر مسلمان کو خدا نے عقل سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ اس کو چاہیئے دونوں باتوں میں تطبیق کرے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے کم از کم ان الفاظ سے تو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ آپ نے اسی حقیقۃ الوحی میں اس تحریر کے بعد یہ لکھا ہے کہ میرا نام اللہ کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا نہ حقیقی طور پر (الاستفتاء صفحہ) پس جب باوجود نبی نام رکھنے کے اس نام کا رکھا جانا مجازی قرار دیا۔ تو بہر حال یہ ماننا پڑا کہ خصوصیت خواہ کچھ بھی ہو بہر حال آپ کا نام نبی مجازی طور پر رکھا گیا ہے۔ اور مجاز کا مفہوم ایسی چیز نہیں جس کے متعلق بہت بحث کی ضرورت ہو۔ اگر مجاز کو مجاز نہیں مانتے اور اس کو تاویلات رکیکہ سے حقیقت بنانا چاہتے ہو تو پھر اور بھی بہت سے مجاز ہیں۔ ان کو بھی حقیقت ماننا پڑے گا۔ مثلاً مسیح نے اپنے آپ کو ابن اللہ کہا۔ یہودیوں نے اس پر اعتراض کیا۔ کہ ہم تجھے اس کلمہ کفر کی وجہ سے سنگسار کریں گے۔ جواب میں مسیح نے یہ کہا کہ تمہارے

اللہ کے اذن سے طیر ہو جاتا ہے۔ اب اگر ظاہر الفاظ پر جاویں تو ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت مسیح پرندوں کو پیدا کیا کرتے تھے۔ اور یہ امر خلاف اس قانون کے ہو گیا جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ خدا کے سوا کوئی خلق نہیں کر سکتا۔ اس لئے چونکہ قانون تو توڑا نہیں جا سکتا اس لئے ہم مجبور ہونگے۔ کہ مسیح کی خصوصیت جو پرند پیدا کرنے کے متعلق ہے اور قانون کے خلاف پڑتی ہے۔ اس کی تاویل کرکے صرف حسن الظاہر کریں۔ اسی طرح قرآن کریم نے ایک قانون بیان فرمایا۔ کہ مردے واپس نہیں آیا کرتے۔ مگر مسیح کے متعلق یہ ذکر کیا کہ وہ مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ یا ایک شخص کا واقعہ لکھا۔ کہ سو سال مر کر وہ زندہ ہو گیا۔ تو اب کیا کریں گے۔ آیا ان واقعات کی خاطر قانون کو توڑ دیں یا قانون کی خاطر واقعات کی تاویل کریں۔ پھر مثلاً ایک قانون مسلّمہ ہے کہ خدا خالق ہے اور انسان مخلوق۔ نہ خدا انسان بن سکتا ہے۔ نہ انسان خدا۔ لیکن کسی نبی کی پیشگوئی میں ذکر آ گیا۔ کہ خدا خود ظاہر ہوگا۔ تو کیا پیشگوئی کی تاویل کرکے قانون کے ماتحت کریں گے یا قانون کو توڑ دیں گے۔ یا ان تینوں صورتوں میں ان امور کو مستثنیات میں داخل کریں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ قوم جس نے علم کلام کے ماتحت پرورش پائی ہے۔ اور جس کو طرز تحقیق کی راہ پر چلنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ان تینوں صورتوں میں قانون کو توڑنا پسند نہیں کرے گی۔ بلکہ ان امور یا مخصوصات کی تاویل کرے گی۔ بس یہی راہ حق ہے۔

اب منقولہ بالا عبارت میں ایک شخص کے نبی ہونے کا ذکر ہے۔ سوال تو سیدھا ہے کیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اس قسم کا سلسلہ نبوت جاری ہے یا نہیں جس قسم کی نبوت کا دعوے یہاں معلوم ہوتا ہے۔ دو ہی صورتیں ہیں۔ تیسری کوئی صورت نہیں اگر سلسلہ جاری ہے تو معلوم ہوا۔ کہ اور بھی نبی اس قسم کے اس اُمت میں ہونگے لیکن اگر اور نبی ہو گئے۔ تو پھر یہ کلام غلط ہو جاتا ہے۔ کہ "نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا" یا یہ اگر کوئی اور بھی نبی کا نام پالے تو "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا" اس لئے اور کسی کو نبی بنانے سے تو خود وہ عبارت غلط ٹھیرتی ہے۔ جس کے معنے کرتے ہیں۔ پس دوسری صورت یہ ہے کہ آنحضرت کے بعد اس قسم کی نبوت کا سلسلہ جاری نہیں۔ پس اگر جاری نہیں تو ایک بھی نبی نہیں ہو سکتا۔ خوب غور کرو اور سوچ لو اس سے چارہ نہیں۔ اگر سلسلۂ نبوت کو آنحضرت کے بعد جاری کرتے ہو تو عبارت

حاصل ہے کہ اور کسی مجدد کا نام حدیث میں نبی اللہ نہیں آیا۔ آپ کا آیا ہے۔ مگر اس کے یہ
معنے نہیں کہ آپ واقعی نبی اللہ بھی ہیں۔ کیونکہ پیش گوئی میں ایک لفظ کے آجانے سے یہ مطلب
لازم نہیں ہوتا کہ اس کی تاویل کوئی نہیں کی جائے گی۔ اس طرح پہ تو ساری پیش گوئیوں
پہ پانی پھر جائے گا۔ مثلاً حضرت مسیح موعود نے ہی لکھا ہے کہ نبیوں کی پیش گوئیوں میں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد کو خدا کی آمد اور آپ کے ظہور کو خدا کا ظہور قرار دیا ہے۔ اور ایسی
پیشگوئی اور کسی نبی کے متعلق نہیں تھی یوں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی یہ خصوصیت ہے مگر اس کے
یہ معنے نہیں کہ آپ سچ مچ خدا ہیں۔ ہاں یہ بھی ضرور ہے کہ آخر آپ کو خدا جو پیشگوئیوں میں
کہا گیا۔ تو اس کی کوئی وجہ ہوگی۔ اور وہ وجہ یہ ہے کہ انبیاء کے مقابلہ میں آپ کی شوکت
آپ کا جلال۔ آپ کے کارنامے آپ کی کامیابیاں اس قدر بڑھ کر تھیں۔ کہ گویا ان دوسرے
نبیوں کی نسبت سے آپ کا مرتبہ خدائی کے رنگ میں نظر آتا تھا۔ انبیاء کو کتنی بلند پایہ سے
انبیاء کے مقابلہ میں آپ کی ایسی عظمت دکھائی گئی کہ نبیوں کے کاموں کو اس سے کوئی
نسبت ہی نہ تھی۔ حالانکہ کام تو وہی نبیوں والا تھا۔ مگر محض اس کام کی شوکت اور عظمت سے
پیشگوئیوں میں آپ کے لیے خدا کا لفظ رکھوا دیا۔ گو آپ خدا نہ تھے۔ بلکہ نبی ہی تھے۔ بعینہٖ یہی صورت
مسیح موعود کی پیش گوئی کی ہے۔ مجددوں کے لئے ایک ہی عام پیش گوئی تھی۔ مگر آپ کے لیے
خصوصیت سے پیش گوئیاں تھیں۔ آپ کی آمد کے نشان بھی دیئے گئے۔ آپ کے کام کی عظمت
بھی بتائی گئی۔ تو چونکہ دوسرے مجددوں کے مقابل میں آپ کے نشان اور پیش گوئیاں بہت
زیادہ دکھائی گئیں۔ جن کی ضرورت اس زمانہ میں انکار مکالمہ الٰہیہ کی بیماری کے علاج کیلئے
بھی فی الواقعہ تھی۔ اس لیے آپ کی ان خاص پیش گوئیوں میں آپ کا نام نبی اللہ بھی رکھ دیا
گیا۔ حالانکہ کام آپ کا سارا مجددوں والا تھا۔ مگر محض آپ کے کام کی عظمت اور آپ کی پیشگوئیوں
کی شوکت کے اظہار کے لئے آپ کو پیش گوئی میں ایک خاص نام دے دیا گیا۔ جس طرح آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص نام دے دیا گیا۔ اس نام دینے کے ماتحت ایک حقیقت بھی
مضمر تھی۔ گو حقیقی طور پر نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا تھے۔ نہ مسیح موعود نبی۔ مگر وہاں نبیوں
کے کام کے مقابلہ میں خدائی کی شان جلوہ نما ہوئی۔ یہاں مجددوں کے کام کے مقابل میں نبوت
کی شان جلوہ نما ہوئی۔ حقیقت تو صرف اس قدر تھی۔ جس کو کوتہ فہمی سے کچھ کا کچھ بنا لیا گیا۔
اور حضرت مسیح کے چار دفعہ اس پیش گوئی کا ذکر کرنے سے صرف اس پیش گوئی والی خصوصیت

پڑے تو خدا بھی کہلاتے۔ پھر اگر بیٹے تھے آپ کو بیٹا کہا تو کیا ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ ان کی مراد یہ
تھی۔ کہ جس طرح وہ مجازی معنے میں خدا تھے ویسا ہی ابن اللہ ہوں۔ مگر مسیح کے بعد ایک
قوم اٹھی جنھوں نے مسیح کو حقیقی معنے میں ابن اللہ ٹھہرایا اور مسیح کی اس تاویل کی بھی
کوئی پرواہ نہ کی۔ غرض وہاں تو مجازی معنا کہا تھا۔ مگر یہاں دوسرے مسیح نے صراحت سے اپنا
نام نبی رکھا جانے کو مجاز کہا۔ مگر ایک قوم اٹھی ہے۔ اور وہ مجاز کو حقیقت بنا کر آپ کو
واقعی نبی ٹھہراتی ہے۔ اب وہ غور کریں کہ آیا وہ بھی غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں یا نہیں
جس کے مرتکب ابن اللہ حقیقی طور پر بنانے والے ہوئے۔ حضرت مسیح موعود اپنے آپ
کو کھلے طور پر مجازی معنے میں نبی کہنے کے باوجود واقعی نبی بن سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں
کہ پہلے مسیح کو واقعی وہ لوگ ابن اللہ نہ مان لیں۔ بات تو ایک ہی ہے۔ بلکہ حضرت مسیح
نے تو ایسی صراحت سے مجازی طور پر ابن اللہ ہونا بھی نہیں کہا۔ جس صراحت سے مسیح
موعود نے اپنا مجازی نبی ہونا قبول کیا ہے۔ پس بات تو صاف ہے۔ کہ جس خصوصیت کا ذکر
عبارت منقولہ بالا میں ہے۔ وہ بہر حال اس بعد کے بیان کو غلط نہیں ٹھہرا سکتی۔ کہ میرا نام
مجازی طور پر نبی رکھا گیا۔ اگر منسوخ ہی ہوگی تو پہلی عبارت پچھلی سے منسوخ ہوگی۔

حقیقی جواب یہ ہے کہ اس عبارت میں ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں تین دفعہ نہیں بلکہ
چار دفعہ اس امر کا ذکر کیا ہے جو اس غرض ہے۔ اوّل تو عبارت ہی اسی طرح پر شروع
ہوتی ہے "احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی
امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسےٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے
موسوم کیا جائے گا" پھر دوبارہ اپنی خصوصیت کا ذکر کرکے لکھا۔ "اور ضرور تھا کہ ایسا
ہوتا۔ تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی" پھر تیسری مرتبہ
فرمایا۔ کہ اگر دوسروں کو بھی یہ نام مل جاتا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک
رخنہ واقع ہو جاتا" اور یہاں آخر چوتھی مرتبہ پھر اسی بات کا ذکر کرکے فرمایا۔ "جیسا کہ احادیث
صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے" اب اپنے
اصلی مطلب کو حضرت مسیح موعود نے چار دفعہ ظاہر کر دیا ہے۔ اور یہ بات وہی ہے جس کو میں
شروع میں بیان کر چکا ہوں۔ کہ مسیح موعود کے آنے کا خصوصیت سے ذکر ہے اور ایک
حدیث میں اس کو نبی اللہ کرکے بھی پکارا ہے۔ پس بات صرف یہ ہے کہ یہ خصوصیت آپکو

مثلاً مجددین دین میں کمی بیشی کرتے تھے محض تائید اور تجدید کرتے تھے۔ کیا مسیح موعود نے کوئی دین میں کمی بیشی کی۔ مجددین کو معرفت لطائف قرآن بتائے جاتے تھے۔ کیا مسیح موعود کو اس سے بڑھ کر کچھ اور دیا گیا۔ مجددین کی وحی مبشرات پر مشتمل ہوتی تھی۔ کیا مسیح موعود کی وحی میں کچھ اور امور ایسے آگئے جو مجددین کی وحی میں آنے جائز نہ تھے۔ مجددین کے لئے ضروری تھا کہ اپنی وحی کو قرآن پر عرض کرتے کیا مسیح موعود کو ضروری نہ تھا کہ اپنی وحی کو قرآن پر عرض کرتے۔ غرض ظاہری علامت بتانی چاہیئے کہ مسیح موعود مجدد نہ تھے نبی تھے یا مجددوں کی طرح وہ ایک ایک نقطہ میں قرآن کریم کے تابع تھے قرآن کریم سے ایک حرف کو منسوخ نہ کر سکتے تھے۔ جو کچھ پایا مجددوں کی طرح کمال اتباع اور فنافی الرسول سے پایا۔ اگر آپ کے لئے بجائے مجددیت کے نبوت تجویز کی جاتی ہے تو کام میں بھی کوئی فرق دکھانا چاہیئے۔ کم از کم اتنا ہی ہو کہ کسی مجدد کی وحی نماز میں نہیں پڑھی گئی۔ آپ کی وحی نماز میں پڑھی جائے۔ یا یوں ہی ہو کہ جس طرح بنی اسرائیل کے سلسلہ میں نبیوں کی کتابیں حضرت موسیٰ کی کتاب کے ساتھ جمع ہوتی گئیں۔ مگر مجددوں کی وحی کو یہ پایہ حاصل نہیں کہ وہ بھی قرآن کریم کے ساتھ لگا دی جائے تو مسیح موعود کو جو نبی بنایا جاتا ہے۔ کیا آپ کی وحی کو قرآن کے ساتھ شامل ہونے کا پایہ مل سکتا ہے۔ غرض یا تو کوئی کسی قسم کا ظاہری فرق دکھایا جائے ورنہ جب کام وہی ہیں تو خواہ مخواہ ایک فرضی طور پر دل خوش کرنے کے لئے ختم نبوت کو توڑنے کا اور ایک اصول میں ایک استثناء داخل کرنے کا کیا فائدہ ہے جس سے خواہ مخواہ اسلام میں فتنہ پڑتا ہے۔ ہاں ایک بات باقی رہ جاتی ہے کہ مسلمان ان کے بغیر کافر نہیں بنتے۔ سو یہ رونے کا مقام ہے کہ اہل قبلہ کلمہ گووں کی تکفیر میں اس قدر جوش دکھایا جاتا ہے کہ اسلام کا کچھ رہے نہ رہے مسیح موعود کو کچھ زائد ہو۔ سب مسلمان کسی طرح کافر بن جائیں +

ایک اور بات جو پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ اس امت میں ہزاروں اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ سو امتی اور نبی تو میں بتا چکا ہوں کہ محدثیت کے مفہوم کو ہی ادا کرتا ہے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ اور خود جہاں یہ نوٹ ہے وہاں اوپر کی عبارت کا سلسلہ صاف بتاتا ہے کہ ظلی نبوت کی ایک ہی قسم جو اس امت میں ملتی ہے یعنی ہی اولیاء کو ملی اور اسی میں مسیح موعود کو اس میں بھی اشارہ حدیث کی پیشگوئی کی طرف ہے۔ کیونکہ ہزاروں اولیاء میں ایک کا خصوصیت سے ذکر احادیث میں ہے۔ پس حضرت مسیح موعود نے بھی خصوصیت سے اس کا ذکر کر دیا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ اس ایک کی نبوت کوئی الگ قسم ہے۔ نبوت وہ سب کی وہی ظلی نبوت ہے جس کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ خصوصیت وہی ہے جو شروع میں بیان کر چکا ہوں +

کی طرف ہی توجہ دلانا مقصود ہے نہ کچھ اور آپ کے یہ لفظ " تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا
ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیش گوئی پوری ہو جائے " ہرگز صحیح نہیں ٹھہرتے جب تک
کہ وہ تاویل الفاظ کی اختیار کی جائے جس کا ذکر میں نے کیا ہے۔ اور اس تاویل کی رو سے حضرت
مسیح موعود کے وہ الفاظ بھی درست رہتے ہیں۔ جو آپ نے فرمایا کہ " جس قدر مجھ سے پہلے
اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت
کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا " اس کا یہ
مطلب نہیں کہ ان کو کثرت سے مکالمہ مخاطبہ نہ ہوتا تھا یا کثرت سے ان کے نشانات ظاہر
نہیں ہوئے۔ کیونکہ یہ تو وہ امور ہیں جن کا بیسیوں دفعہ اس کتاب حقیقۃ الوحی میں اقرار
ہے۔ پھر اس کا انکار کیونکر کر سکتے تھے۔ مطلب صرف یہ ہے کہ ان کے مقابل میں آپکو یہ حصہ
اس قدر کثیر ملا۔ کہ گویا آپ کی پیشگوئیوں میں نبوت کی شان جلوہ گر ہوئی اور اس لیے حدیث
میں یعنی پیشگوئی میں نبی کا نام پانے کے لیے آپ ہی مخصوص کیے گئے ورنہ اگر اس کے یہ معنے
لیے جائیں کہ اور کسی کے الہام میں اس کا نام نبی نہیں رکھا گیا۔ تو اول تو جب آج کل بھی ہم
دیکھتے ہیں کہ بیسیوں آدمیوں کے الہامات میں ان کا نام نبی رکھا جاتا ہے۔ گو وہ مامور بھی نہیں
ہوتے تو پھر مجددین کے متعلق ہم کیوں ایسا قیاس کریں اور اگر یہ خصوصیت بھی ہوتی۔ تو
اس کو حدیث میں نبی نام پانے سے کیا تعلق۔ اور بار بار حدیث کی خصوصیت کا کیوں ذکر
کیا۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ خصوصیت صرف یہی ہے کہ حدیث میں آپ کا نام نبی اللہ رکھا گیا
نہ یہ کہ فی الواقع آپ کو کوئی الگ قسم کی نبوت دی گئی۔ جس سے نہ صرف آپ کی اپنی ساری
تحریریں ہی غلط ٹھیرتی ہیں اور سارے قائم کردہ اصول پاش پاش ہوتے ہیں اور ساری
تحریریں بے اعتبار ٹھیرتی ہیں بلکہ خود اسلام کا تار و پود سب بگڑ جاتا ہے۔ بلکہ ایسا عقیدہ
دین اسلام کی بیخ پر ایک تبر ہے جس سے توبہ کرنی چاہیے۔ اول تو ان الفاظ کے کوئی دوسرے
معنے ہو ہی نہیں سکتے لیکن اگر ہو بھی سکیں تو معنے وہ اختیار کرنے چاہئیں جن سے مقرر کردہ
اصول قائم رہیں۔ اب اس سوال کے ایک اور پہلو پر بھی غور کرو۔ کہ اگر مجددین سے کوئی
الگ قسم کی نبوت حضرت مسیح موعود کو ملی تو آیا اس کا کوئی ظاہری نشان بھی نظر آتا ہے
یعنی اس سے آپ کے منصب میں کوئی نئی بات پیدا ہو گئی۔ یا آپ کو کوئی ایسے
حقوق پیدا ہو گئے جو مجددین کو حاصل .... نہیں تھے

کیا کسی کو مار کر آپ کے سامنے زندہ کیا۔ پھر اس کے بعد مسیح ابن مریم آتا ہے کیا مسیح ابن مریم کو جو اس لفظ کا ظاہری مفہوم ہے اس لحاظ سے آپ نے دیکھ لیا۔ دمشق میں اُترتے ہوئے منارہ کے اُوپر زرد چادروں میں دو فرشتے ساتھ ان کے کندھوں پر ہاتھ۔ کافر اس کے دم سے مرتے اور اس کا دم اس حد تک پہنچتا۔ جہاں تک اُس کی نظر پہنچتی۔ پھر دجال کو باب لد کے قریب مارتا۔ پھر اس کے بعد یاجوج ماجوج نکلتے۔ پھر عیسے اپنے ساتھیوں کو لے کر طور پر چلا جاتا۔ پھر یاجوج ماجوج کے تیر آسمان پر چلتے۔ یہ اور اس قسم کی بیسیوں باتیں جن کا ذکر اس حدیث میں ہے اگر ایک بھی ظاہری معنے میں پوری ہوئی دکھا دو تو تمھیں حق پہنچتا ہے۔ کہ نبی اللہ کے لفظ کو بھی ظاہر پر حمل کرو۔ ورنہ جہاں باقی اس قدر استعارات کو قبول کرتے آپ کی طبیعت نہیں گھبرائی۔ ایک نبی اللہ کا لفظ جسکی تشریح خود مسیح موعود نے کر دی کہ وہ بھی مجازی ہے۔ اور اس سے محدث مراد ہے کیوں خواہ مخواہ اس کی وجہ سے لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو۔

پھر میں کہتا ہوں کہ کیا پیش گوئی میں ایک لفظ کے آجانے سے وہ سچ مچ وہی بنجایا کرتا ہے۔ تو جانیے اسی بنا پر عیسائی حضرت مسیح کو خدا بناتے ہیں۔ کہ پیش گوئیوں میں کہا گیا ہے۔ وہ قادر مطلق الٰہ اور ابدیت کا خداوند ہے۔ پہلے پچھلی پیش گوئیوں کے الفاظ کو ظاہر پر حمل کرکے پھر نئی پیشگوئیوں تک پہنچنے کی گنجائش ہو تو ان کو اس بنا پر زیر بحث لائیے۔ پھر کیا آنحضرت صلعم کو پیش گوئیوں میں خدا نہیں کہا گیا۔ کیوں خدا نہیں مان لیتے۔

تیسری شہادت پرانے انبیاء کی شہادت بتائی جاتی ہے۔ کوئی زرتشت کی شہادت ہے کوئی دانیال کی ہے۔ مگر میاں صاحب اس کی تشریح کرنے سے پہلے مرزا صاحب کو آپ میکائیل مان لیں۔ کیونکہ وہ بھی تو پیش گوئی میں ہی آپ کا نام رکھا گیا ہے۔ جب اس قدر آپ کو پیش گوئیوں کے الفاظ کو ظاہر پر حمل کرنے کی مجبوری ہے۔ تو سب پیش گوئیوں کے سارے الفاظ ظاہر طور پر پورے کرنے چاہئیں۔ اور سب سے پہلے تو عیسے ابن مریم ثابت کرنا ضروری ہے۔

چوتھی دلیل حضرت صاحب کے الہامات میں آپ کا نام نبی اور رسول رکھا جاتا ہے جن کی شروع سے لے کر آخر تک حضرت صاحب یہ تاویل کرتے ہیں کہ سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ اللہ نے مجازی طور پر میرا نام نبی

(۱۰)
باب دہم

کیا حضرت مسیح موعود نے عقیدہ نبوت میں تبدیلی کی

اس کے متعلق بھی میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔ بالخصوص غلطی کے ازالہ کے متعلق اس کتاب میں بھی ذکر آچکا ہے۔ اور تمہید میں تو خوب تفصیل کے ساتھ اس پر بحث ہے۔ تبدیلی کے لئے کوئی اعلان ہونا چاہیئے۔ وہ ہم مانگتے ہیں۔ اس کا پتہ نہیں بتایا جاتا۔ بلکہ گول مول بات کہہ کے یوں کہا جاتا ہے کہ ۱۹۰۰ء میں ہی تبدیلی شروع ہو گئی تھی۔ مگر پورا فیصلہ نومبر ۱۹۰۱ء میں ہوا۔ عجیب تماشہ ہے۔ وہ کونسا مسئلہ تھا۔ جو دو سال زیر غور رہا۔ اور اسپر مشورے ہوتے رہے کم از کم میں تو خود بھی ۱۹۰۰ء و ۱۹۰۱ء میں وہیں تھا۔ میں نے تو کبھی نہ دیکھا نہ سُنا کہ دو سال مرزا صاحب اس بات کو سوچ رہے ہیں کہ نبوت کا وہ عقیدہ درست ہے جو شایع کر چکے ہیں یا کوئی اور بنا کر پیش کریں۔ میاں صاحب کے مریدوں میں سے کوئی قسم کھا کر کہدے کہ ہاں ۱۹۰۰ء و ۱۹۰۱ء میں ایسے مشورے ہوا کرتے تھے۔ تبدیلی تو صرف اس قدر ہوئی تھی۔ کہ ہم درحقیقت مجدد نہیں تھے نبی تھے۔ اس میں دو سال کس بات کو سوچنے لگ گئے۔ آپ کو یہ خیال ہوگا۔ کہ جس طرح آپ نے تدریجاً جماعت کو نبوت کے مسئلہ میں پھنسا کر تباہ کیا ہے۔ یہی چالیں مرزا صاحب بھی کرتے ہونگے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ دیکھو بارہ یا چودہ سال تک جو شخص ایک خاص عقیدہ قائم کرکے اُس کی تعلیم دے اُس پر اپنی جماعت کی بنیاد رکھے۔ ایک جماعت بنانے پیشوا کہلائے۔ خدا سے الہام پانے کا دعوےٰ کرے۔ قرآن اور حدیث کے دلائل سے ہزاروں صفحے بھر دے۔ اس کے اس عقیدہ کی تبدیلی کا اعلان بھی کھلم کھلا ہونا چاہیئے۔ مگر کیا کوئی شخص حلف اُٹھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ مجھے یاد ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء میں میں نے سمجھ لیا تھا۔ کہ اب مرزا صاحب

عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اس رسالہ میں بھی لکھی ہیں۔ ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح
ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔ پس میں خدا تعالیٰ کی تیئیس برس کی
متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں"۔

اختصار اور سہولت کے لئے میں اس بحث کو چند سوالوں پر تقسیم کرتا ہوں:-

اول۔ کیا اس سوال و جواب میں عقیدہ نبوت کی تبدیلی کا کوئی ذکر ہے؟

دوم۔ جس تبدیلی کا اس میں ذکر ہے۔ اس کے دو زمانے کون سے ہیں؟

سوم۔ کیا حضرت مسیح موعود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کلی فضیلت کا دعویٰ کیا ہے اور کب؟

سوال اول کا جواب یہ ہے کہ سائل کا سوال محض فضیلت کے متعلق ہے۔ نہ نبوت کے متعلق اس نے یہ دریافت نہیں کیا۔ کہ آپ پہلے اپنی نبوت سے انکار کرتے تھے۔ اب اس کا اقرار کرتے ہیں۔ نہ صرف اس سائل کے سوال میں ایسی بات نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود پر جس قدر اعتراض ہوئے ہیں تعجب یہ ہے کہ ان میں یہ اعتراض کبھی نہیں ہوا کہ آپ پہلے اپنی نبوت کا انکار کرتے تھے اب اقرار کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال جو آج میاں صاحب کے دل میں پیدا ہوا ہے وہ نہ کبھی مسیح موعود کے پیروؤں کے دل میں پیدا ہوا نہ مخالفوں کے دل میں۔ نہ کبھی کسی دوست نے یہ سمجھا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ در بارہ نبوت تبدیل کر لیا ہے نہ کبھی کسی دشمن کو اعتراض سوجھا کہ ۱۹۰۱ء سے عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا گیا تھا

اس سے پہلے ایک حافظ محمد یوسف امرتسری نے ایک غلطی کا ازالہ نکلنے پر یہ اعتراض کیا تھا۔ کہ اس میں آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کیونکہ یہ شخص پہلے حسن ظن رکھنے والوں میں تھا مگر اسکو اسی وقت مولوی سید محمد احسن صاحب نے حواشی الحکم میں شائع بھی کر دیا جس میں یہ قطعی طور پر ثابت کیا گیا ہے کہ ایک غلطی کے ازالہ میں کوئی نیا دعویٰ نہیں۔ بلکہ اٹھارہ برس سے جس جگہ نبوت کا انکار دکھایا گیا ہے۔ اور جزئی نبوت کا وہی پہلا دعویٰ موجود ہونا دکھایا گیا ہے۔ مگر جو مخالف تھے وہ شروع سے ہی حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت کا سمجھتے تھے جیسے کہ آپ کی کثیر التعداد تحریروں سے ظاہر ہے جس میں بار بار یہ فرمایا ہے۔ کہ میری طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا مجھ پر افترا ہے۔ غرض اول تو یہ اعتراض ہی کبھی نہیں ہوا۔ اور اگر کسی ایک آدھ آدمی نے کیا بھی ہو تو حضرت مسیح موعود نے اسکو اس قدر وقعت بھی نہیں دی۔ کہ اس کا جواب اپنی کسی کتاب میں دیا ہو۔ پس تبدیلی عقیدہ

کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو مجددوں میں شامل کرنے میں غلطی کی۔ میں درحقیقت نبی ہوں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ سوائے دعوٰے مسیح موعود کے کوئی انقلاب عظیم آپ کی زندگی میں اس عرصہ میں آیا تھا۔ پھر جو مخالفوں کو قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتے تھے۔ اور انکو افتراء کا الزام دیتے تھے۔ اب وہ قسمیں کھانے میں اور الزام دینے میں خود نعوذ باللہ من ذالک جھوٹے ثابت ہوئے یا نہیں۔ جانتے ہو کسی مومن پر افتراء کا جھوٹا الزام لگانے والا کیسا ہوتا ہے۔ جھوٹی قسمیں کھانے والا کیسا ہوتا ہے۔ افسوس کہ آپ ہم کو غیروں کے ساتھ ملنے کا الزام دیتے ہیں۔ مگر آپ خود تو مرزا صاحب کے مکفرین کے ساتھ جا ملے کہ جو وہ کہتے تھے وہی کا انکار مرزا صاحب کرتے تھے وہ اب آپ کرنے لگے۔

یہاں میری غرض صرف اس حوالہ حقیقۃ الوحی کو دیکھنا ہے۔ جس پر تبدیلیٔ عقیدہ کی ہوائی عمارت کی بنیاد ہے۔ یہ عبارت حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۹ سے ۱۵۰ تک ہے۔ اس ساری کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں اس خاص حصہ کو نقل کرتا ہوں یہاں ایک سوال ہے کہ تریاق القلوب میں آپ نے اپنے آپ کو مسیح پر جزئی فضیلت دی ہے۔ مگر بعد میں دافع البلاء میں (دیکھو تک۔ یہ ہو کا مضمون دافع البلاء سے ہی نقل کیا ہے) آپ نے لکھا ہے کہ میں "اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہوں" ان دونوں باتوں میں تناقض ہے۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعود نے دیا ہے۔

"یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھیراؤں۔ ... یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ ..... اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور جیسا کہ میں نے نمونہ کے طور پر بعض

اگر عقیدۂ نبوت میں تبدیلی کی تو یہ ایک واقعہ ہے اور اس واقعہ کی شہادت ان چار صورتوں سے ہی ہو سکتی ہے۔ میری یا کسی کی سمجھ بھی کوئی چیز نہیں۔ واقعات کی شہادت دو۔ کہ کس کے سامنے حضرت مسیح موعود نے ایسا لکھایا کہا۔ تمہارے پاس آپ کی تحریروں کے کتنے ہزار صفحات ہیں۔ تمہارے پاس اخباروں میں ڈائریاں ہیں۔ تمہارے پاس مسودے ہیں۔ تمہارے مریدین اس جلسہ میں جمع بیٹھے ہیں۔ کسی سے حلف اٹھوا دو۔ تمہارے پاس حضرت مسیح موعود کے خطوط کے ذخیرے ہیں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار۔ مسیح موعود پر افترا کا بارگراں اپنی گردن پر مت لو۔ کچھ خدا کا خوف کرو۔

اصل سوال تو بس طے ہو جاتا ہے۔ مگر باقی دو سوالوں پر بھی تھوڑی سی روشنی ڈالنا مفید ہوگا۔ جس تبدیلی کا یہاں ذکر ہے اس کے دو زمانے کون سے ہیں۔ سائل کا سوال خود غلط ہے۔ تریاق القلوب اس کے پاس اکتوبر ۱۹۰۲ء میں پہنچتی ہے۔ ریویو جون ۱۹۰۲ء میں تریاق القلوب کے اوپر جو تاریخ لکھی ہے۔ وہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء ہے۔ پس اس کا یہ کہنا کہ پہلے تریاق القلوب میں یوں لکھا۔ پھر ریویو میں یوں لکھا۔ واقعات سے جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ مگر مسیح موعود کا یہ کام نہ تھا کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر صفحات کے صفحات سیاہ کرنے بیٹھتے میاں صاحب نے تو بہانات مریدین سے حقیقۃ النبوۃ کے بیسیوں سیاہ کر دیئے۔ مگر حضرت صاحب نے اسبات کی پروا بھی نہیں کی۔ اور یہ کہنا کہ اس معترض کو یہ علم ہوگا کہ تریاق القلوب پہلے لکھ کر رکھی ہوئی تھی۔ اور بھی جہالت ہے۔ خود میاں صاحب کو تو علم نہ ہوا اور القول الفصل میں صاف لکھ دیا کہ تریاق القلوب ۱۹۰۲ء کی کتاب ہے اور پہلے تبدیلی عقیدہ کی حد فاصل بھی ۱۹۰۲ء کو قرار دیا۔ چنانچہ ابھی اسکی صحیح تاریخ قرار دیکر وہاں پر [illegible] کا فتویٰ ۱۹۰۲ء سے صادر ہو جاتا ہے۔ بعد میں مریدوں کی شہادتوں نے ۱۹۰۱ء کرا دیا چنانچہ القول الفصل کے صفحہ ۲۴ پر صاف لکھا ہے "پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا جائز نہیں" اور پھر حقیقۃ النبوۃ میں یہ جھوٹ بولا کہ مجھے اس وقت بھی علم تھا۔ مگر اس ڈر سے کہ بحث نہ چھڑ جائے یوں لکھ دیا۔ گویا آپ بحث چھڑنے کے ڈر سے بھی جھوٹ لکھ دیا کرتے ہیں۔ بات کیا تھی۔ وہاں ایک سطر کا نوٹ دے دیتے۔ مگر اپنی غلطی کے اعتراف کی بجائے ایک جھوٹ بول کر اپنے آپ کو غلطی سے پاک کیا جاتا ہے۔ جس سے میاں صاحب کی قلبی کیفیت کا نتیجہ نکلتا ہے۔ غرض دو زمانوں کی تقسیم کے لحاظ سے سائل کا سوال ہی غلط تھا اس لئے حضرت مسیح موعود نے

نبوت کا ذکر نہیں ہے نہ کہیں اور حضرت صاحب کی تحریروں میں ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ ۱۹۰۱ء کے بعد بھی یہ لفظ ہی تو ہیں کہ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ تو اس سے یہ کہاں نتیجہ نکلتا ہے کہ عقیدہ نبوت میں آپ نے تبدیلی بھی کی۔ ان الفاظ سے کوئی عقلمند یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ پہلے میرا عقیدہ درباره نبوت کچھ اور تھا بعد میں کچھ اور ہو گیا۔ تو یہ کس قدر ظلم ہے کہ تبدیلی عقیدہ نبوت کا سوال۔ نہ تو آپ میں ایک حرف بھی تصریح سے لکھا ہے کہ میں نے عقیدہ نبوت میں کبھی تبدیلی کر لی تھی۔ اور کہیں آپ کی کتابوں میں تبدیلی عقیدہ نبوت کا ذکر نہ کوئی اعلان کبھی تبدیلی عقیدہ نبوت کا آپ کی طرف سے شائع ہوا نہ آپ کی ڈائری میں تبدیلی عقیدہ نبوت کا کوئی ذکر ہے نہ آپ کی جماعت میں سے کوئی قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ فلاں وقت حضرت صاحب نے میرے سامنے یہ ذکر کیا تھا کہ میں نے عقیدہ نبوت میں تبدیلی کر لی ہے۔ مگر باوجود اس کے ایک شخص جس کی عمر اس مزعومہ تبدیلی کے وقت شاید بارہ یا تیرہ سال کی ہوگی اٹھتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے نومبر ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا تھا۔ اور اس ایک کو از چاروں طرف سے آوازیں اٹھتی ہیں کہ مسیح موعود نے اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا تھا۔ آؤ خدا کا خوف کرو تقلید کی پٹی آنکھوں سے اتارو اپنی عقل سے کام لو دیکھو۔ یہ میرے مطالبات ہیں تبدیلی عقیدہ نبوت کا نام لینے سے پہلے ان میں سے کسی ایک مطالبہ کو ہی پورا کر دو۔

۱۔ حضرت مسیح موعود نے کوئی اعلان کیا ہو۔ کہ آج میں اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کرتا ہوں۔ اور پہلی کتابوں کو منسوخ کرتا ہوں۔

۲۔ آپ نے کسی اپنی تحریر میں یہ لکھا ہو کہ میں نے اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا تھا

۳۔ آپ کی کسی ڈائری میں یہ مذکور ہو کہ آپ نے فرمایا میں نے عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا ہے۔

۴۔ کوئی دوست یا دشمن قسم کھا کر کہہ دے کہ مرزا صاحب نے فلاں وقت میرے سامنے یہ الفاظ کہے کہ میں نے اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا ہے۔ اور اپنی پہلی کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

۵۔ کسی دوست کو یا دشمن کو کوئی خط لکھا ہو کہ جس میں یہ ذکر ہو کہ میں نے اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا ہے۔

جو مضمون اس شعر میں ادا کیا ہے یہی دوسرے الفاظ میں حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۰
پر فضیلت کی وجہ میں بیان کیا ہے:۔

"آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے... پس
خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں"۔

پس عالم تو صاف ہے پھر اور آگے چلو سراج منیر میں صاف لکھا ہے۔

"اور یہ سچ ہے کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا"۔ صفحہ ۴۔

کیا یہ بعینہ وہی لفظ نہیں جو حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۰ پر لکھے ہیں:۔

"اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے"۔

پھر اسی طرح تریاق میں یہ بھی موجود ہے صفحہ ۴

"اس کو کیا کہو گے جو کہا۔ ھو افضل من بعض الانبیاء"۔

اب فرمائیے۔ یہاں تو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے انبیاء پر فضیلت کے مدعی ہیں۔ آہ افسوس
آتا ہے کہ کس قسم کا علم ہے کہ مسیح موعود کچھ لکھتے ہیں اس پر تو کوئی کان نہیں دھرتا
اور ایک آواز جو غیر مامور کے منہ سے نکل گئی۔ سب نے اسی پر اپنی آواز کو
درست کر لیا۔

اب میں چند الفاظ میں دوسرے سوال کو ختم کرتا ہوں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو
کہ حضرت مسیح موعود نے فضیلت کا دعویٰ تو ضرور کیا ہے۔ مگر فضیلت کلی کا دعویٰ ہرگز
نہیں کیا۔ کسی تحریر میں کسی تقریر میں فضیلت کلی کا لفظ نہیں دکھایا جا سکتا۔ اور کرتے بھی
کس طرح کیا مسیح ابن مریم صاحب کتاب رسول نہ تھے۔ کیا یہ فضیلت نہیں۔ کیا عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے کتاب اپنے
ہاتھ سے بغیر اتباع کسی انسان کے عطا کرنا کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں تمام شان
میں بڑھ کر ہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ فضیلت کلی ہے۔ کیونکہ اگر یہ معنے ہوتے تو اپریل ۱۹۰۲ء
میں تو اتمام الحجہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کو جزوی فضیلت کلی ہے۔ اور مئی ۱۹۰۲ء میں اپنی
قلم سے ریویو میں لکھتے ہیں کہ۔

"ایسا ہی مثیل مسیح بھی بہت سی باتوں میں عیسیٰ سے بڑھ کر ہے۔ اور یہ جزئی فضیلت
ہے۔ جس کو خدا چاہتا ہے دیتا ہے" (ریویو مئی ۱۹۰۲ء)

اب اگر تمام شان سے مراد فضیلت کلی تھی تو اگلے مہینے پھر کس طرح جزئی فضیلت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ضمیمۃ النبوۃ فی الاسلام

حوالجات کتب حضرت مسیح موعود متعلق مسئلہ نبوت

براہین احمدیہ۔ حاشیہ نمبر ا صفحہ ۲۵۴

مسلم اور غیر مسلم کے خوابوں میں فرق

اور اس جگہ یاد رہے کہ اگرچہ کبھی کبھی ایسے لوگ بھی کہ جو مذہب اسلام سے خارج ہیں۔ کوئی کوئی سچی خواب دیکھ لیتے ہیں۔ مگر ان میں اور مسلمانوں کے خوابوں میں کہ جو خدا کے رسول مقبول کا کامل اتباع اختیار کرتے ہیں کئی طور سے صریح فرق ہے۔ منجملہ ان فرقوں کے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کو سچی خوابیں کثرت سے آتی ہیں۔ جیسا ان کی نسبت خدا تعالےٰ نے آپ وعدہ دے رکھا ہے۔ اور فرمایا ہے لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا لیکن کفار اور منکرین اسلام کو اس کثرت سے سچی خوابیں ہرگز نصیب نہیں ہوتیں بلکہ ان کا ہزارم حصہ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس کا ثبوت ہماری ان ہزارہا سچی خوابوں کے ثبوت سے ہو سکتا ہے جن کو ہم نے قبل از وقوع صدہا مسلمانوں اور ہندوؤں کو بتلا دیا ہے۔ اور جس کے مقابلہ سے غیر قوموں کا عاجز ہونا ہم ابتدا سے دعوےٰ کر رہے ہیں۔

کثرت

اہم امور

اور ایک یہ فرق ہے کہ مسلمان کی خواب اکثر اوقات نہایت عالیشان اور مہمات عظیمہ کی بشارت اور خوشخبری پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور کافر کی خواب اکثر اوقات امور خسیسہ میں اور ریچ اور

ہوگئی۔ اسیطرح سنہ ۱۹۰۱ء کی ڈائریوں میں جزئی فضیلت کا اعتراف پایا جاتا ہے لیکن تریاق القلوب کا یہ سبب منسوخ نہیں۔ بلکہ وہی حق ہے۔ وہاں بھی اپنے آپ کو اکمل قرار دے کر پھر تشریح کی ہے۔ کہ با این ہمہ یہ فضیلت جزئی ہے۔ تمام شان سے کیا مطلب ہے؟ اس کی تشریح بھی خود حقیقۃ الوحی کرتی ہے صفحہ ۱۵۳۔

"آنے والا مسیح جو آخری زمانہ میں آئیگا اپنے جلال اور تمام شانوں کے لحاظ سے پہلے مسیح یا پہلی آمد سے افضل ہے ..... آخری زمانہ کے مسیح موعود کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے" ۔

یہی حق ہے جو چاہے قبول کرے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

صحابہ کرام کے الہامات کیوں قلمبند نہیں ہوئے

نے اس قسم کے الہامات پائے ہوں مگر مصلحت وقت سے عام طور پر ان کو شائع نہیں کیا۔
اور خدا تعالیٰ کو ہر ایک نئے زمانہ میں نئے نئے مصالح ہیں پس نبوت کے عہد میں مصلحت ربانی
کا یہی تقاضا تھا کہ جو غیر نبی ہے اس کے الہامات نبی کی وحی کی طرح قلمبند نہ ہوں تا غیر نبی کا نبی
کے کلام سے تداخل واقع نہ ہو جائے لیکن اس زمانہ کے بعد جس قدر اولیاء اور صاحب کمالات
باطنیہ گذرے ہیں ان سب کے الہامات مشہور و متعارف ہیں کہ جو ہر ایک عہد میں قلمبند ہوتے
چلے آئے ہیں۔ اس کی تصدیق کے لئے **شیخ عبد القادر** جیلانی اور مجدد الف ثانی کے مکتوبات

اولیاء اللہ کے الہامات کی کثرت

اور دوسرے اولیاء اللہ کی کتابیں دیکھنی چاہئیں کہ کس کثرت سے ان کے الہامات پائے جاتے
ہیں۔ بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں جو مکتوب پنجاہ و یکم ہے اس میں صاف
لکھتے ہیں کہ غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور ایسا شخص
محدث کے نام سے موسوم ہے اور انبیاء کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب واقعہ ہوتا ہے۔ ایسا

غیر نبی کو مکالمات مخاطبات الٰہیہ ہوتا ہے

ہی شیخ عبد القادر جیلانی صاحب نے فتوح الغیب کے کئی مقامات میں اس کی تصریح کی ہے
اور اگر اولیاء اللہ کے ملفوظات اور مکتوبات کا تجسس کیا جائے تو اس قسم کے بیانات ان کے
کلمات میں بہت سے پائے جائیں گے اور امت محمدیہ میں محدثیت کا منصب اس قدر بکثرت ثابت
ہوتا ہے جس سے انکار کرنا آثار سے غافل اور بے خبر کا کام ہے۔ اس امت میں آج تک ہزارہا اولیاء

اولیاء اللہ کے خوارق بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں

اللہ صاحب کمال گذرے ہیں جن کی خوارق اور کرامات بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ثابت اور
متحقق ہو چکی ہیں اور جو شخص تحقیق کرے گا اس کو معلوم ہوگا کہ حضرت احدیت نے جیسا کہ اس
امت کا خیر الامم نام رکھا ہے ایسا ہی اس امت کے اکابر کو سب سے زیادہ کمالات بھی بخشے
ہیں جو کسی طرح چھپ نہیں سکتے اور ان سے انکار کرنا ایک سخت درجہ کی حق پوشی ہے۔ اور
پھر تمہارا یہ بھی کہنا کہ صحابہ کرام سے ایسے الہامات ثابت نہیں ہوتے بالکل بیجا
اور غلط ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الہامات اور خوارق

صحابہ کرام کے الہامات و خوارق بکثرت ثابت ہیں

بکثرت ثابت ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ساریہ کے لشکر کی خطرناک حالت سے باعلام
الٰہی مطلع ہو جانا جیسا کہ بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ اگر الہام نہیں تھا تو اور کیا تھا۔ اور
پھر ان کی یہ آواز کہ یا ساریۃ الجبل الجبل مدینہ میں بیٹھے ہوئے منہ سے نکلنا اور وہی آواز قدرت
غیبی سے ساریہ اور اس کے لشکر کو دور دراز مسافت سے سنائی دینا اگر خارق عادت نہیں
تھی تو اور کیا چیز تھی۔ اسی طرح جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بعض الہامات و کشوف

دلوں پر اترتے ہیں۔ اور معارف اور نکات ان کے موںہہ سے نکلتے ہیں۔ ایک قوی توکل ان کو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے۔ اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اگر ان کے وجودوں کو ہاون مصایب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دیکر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حب الٰہی کے اور کچھ نہیں دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دور تر و بلند تر ہیں خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں .. .. جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ ان کو جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے۔

سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۷

نبیوں کے طریق کا اصل اعظم یہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مترتب اور بارآور ہوگا کہ جب غیب کی باتوں کو غیب ہی کی صورت میں قبول کیا جائے۔

سرمہ چشم آریہ۔ صفحہ ۱۳۱۔

کشف اور الہام حق الیقین کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے ہے۔

انسان میں کشف اور الہام کے پانے کی بھی ایک قوت مخفی ہے۔ جب عقل انسانی اپنی حد مقرر تک چل کر آگے قدم رکھنے سے رہ جاتی ہے تو اس جگہ خدا تعالیٰ اپنے صادق اور وفادار بندوں کو کمال عرفان اور یقین تک پہنچانے کی غرض سے الہام اور کشف سے دستگیری فرماتا ہے۔ اور جو منزلیں بذریعہ عقل طے کرنے سے رہ گئی تھیں اب وہ بذریعہ کشف اور الہام طے ہو جاتی ہیں۔ اور سالکین مرتبہ عین الیقین بلکہ حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں۔

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۹۴۔

انسان کی قوتیں الٰہی قوتوں کا ظل ہیں۔

حقیقت میں انسان کو جس قدر قوتیں دی گئی ہیں وہ سب الٰہی قوتوں کے اظلال و آثار ہیں جیسے بیٹے کی صورت میں کچھ کچھ باپ کے نقوش آجاتے ہیں ایسا ہی ہماری روحوں میں اپنے رب کے نقوش اور اس کی صفات کے آثار آگئے ہیں۔

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۴۳

اصفیٰ و اعلیٰ مکالمہ الٰہیہ

برکات مکاشفات و مکالمہ و مخاطبہ الٰہی وغیرہ خوارق صراط مستقیم پر چلنے سے بے شک خدا تعالیٰ کی طرف سے فرمانبردار روحوں کو اصفیٰ و اجلیٰ طور پر عطا کی جاتی ہیں۔

مشہور و معروف ہیں۔ ماسوا اس کے میں پوچھتا ہوں کہ کیا خدا تعالیٰ کا قرآن شریف میں اس بارہ میں شہادت دینا تسلی بخش امر نہیں ہے۔ کیا اس نے صحابہ کرام کے حق میں نہیں فرمایا۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس پھر جس حالت میں خدا تعالیٰ نے نبی کریم کے اصحاب کو امم سابقہ سے جمیع کمالات میں بہتر و بزرگ ٹھیراتا ہے۔ اور دوسری طرف بطور مشتے نمونہ از خروارے پہلی امتوں کے کاملین کا حال بیان کر کے کہتا ہے کہ ام صدیقہ والدہ عیسیٰ اور ایسا ہی والدہ حضرت موسیٰ اور نیز حضرت مسیح کے حواری اور نیز خضر جن میں سے کوئی بھی نبی نہ تھا یہ سب ملہم من اللہ تھے اور بذریعہ وحی اعلام سر غیب پر مطلع کئے جاتے تھے۔ تو اب سوچنا چاہئے کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امت محمدیہ کے کامل متبعین ان لوگوں کی نسبت بطریق اولیٰ ملہم و محدث ہونے چاہئیں۔ کیونکہ وہ حسب تصریح قرآن شریف خیر الامم ہیں۔ آپ لوگ کیوں قرآن شریف میں غور نہیں کرتے۔ اور کیوں سوچنے کے وقت غلطی کھا جاتے ہیں۔ کیا آپ صاحبوں کو صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس امت کے لئے بشارت دے چکے ہیں کہ اس امت میں بھی پہلی امتوں کی طرح محدث پیدا ہوں گے۔ اور محدث بفتح دال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتے ہیں ۔

محدث سے الہام و مخاطبہ ہوتا ہے

براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۳۵۲

وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے کسی عامل کا عمل نہیں۔ اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے جس سے ہمارے مخالف برہمو وغیرہ بے خبر ہیں ۔

پھر بعد اس کے سمجھنا چاہئے کہ کسی فرد انسان کا کلام الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض ہو جانا اور اس کی برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزل مقصود تک پہنچنا۔ اور اپنی سعی اور کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے ۔

وحی کا نازل ہونا صفت رحمانیت کا تقاضا ہے

سرمہ چشم آریہ۔ حاشیہ صفحہ ۲۲

وہ نبی معصوم اپنی قوت قدسیہ میں نہایت ہی قوی الاثر تھا۔ ایسا کہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا

آنحضرت کی قوت قدسیہ کی کوئی نظیر نہیں

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳ حاشیہ

لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں۔ اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے

قرآن شریف کی اتباع کی برکات سے لاکھوں مقدس بنے ہیں

فسادوں پر نظر ڈال کر چپ رہتا اور اپنے اس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں مؤکد
طور پر بیان کر چکا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اس پاک رسول کی یہ
صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا
تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اس کے دین کی تجدید کرے گا ◆

فتح اسلام صفحہ ۶

میں اس کو بار بار بیان کروں گا۔ اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں
جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا۔ تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے
میں اس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مرد خدا کے بھیجا گیا تھا جس
کی روح ہیرو ڈیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی
سو جب دوسرا کلیم اللہ جو درحقیقت سب سے پہلا اور سید الانبیاء ہے دوسرے فرعونوں
کی سرکوبی کیلئے آیا جس کے حق میں ہے انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا
الٰی فرعون رسولا تو اس کو بھی جو اپنی کاروائیوں میں کلیم اول کا مثیل مگر رتبہ میں
اس سے بزرگ تر تھا ایک مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پا کر اسی
مدت کے قریب قریب جو کلیم اول کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی۔ یعنی
چودھویں صدی میں آسمان سے اترا اور وہ اترنا روحانی طور پر تھا۔ جیسا کہ مکمل لوگوں
کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے اور سب باتوں میں اسی زمانہ
کے ہمشکل زمانہ میں اترا جو مسیح ابن مریم کے اترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے
لئے نشان ہو ◆

اصلاح خلق کے لئے بھیجے ہوئے

قوت اور طبع خاصیت مسیح ابن مریم کی پائی

فتح اسلام حاشیہ صفحہ نمبر ۶

جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش
نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور روحانی طور پر
آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے۔
جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں ◆

مجدد نائب رسول اور خلیفہ ہوتے ہیں نبیوں اور رسولوں کی تمام نعمتوں کے وارث

فتح اسلام صفحہ ۸ حاشیہ

پس خدا تعالیٰ نے ان کے لئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت

کے دور کو قریب الاختتام کرنے والا اور انسانی حواس کے الوداع کی خبر دینے والا گذر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمانے لگتی ہے۔ تب آسمانی کارروائی سے ایک یا کئی مصلحتوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے۔ جو صدی کے سر پر ظاہر ہونے کیلئے اندر ہی اندر تیار ہوتے رہتے ہیں۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہٗ اشارہ فرماتا ہے کہ لیلۃ القدر خیر من الف شہر یعنی اس لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنے والا اس اسّی برس کے بڈھے سے اچھا ہے ..... جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا اس لئے کہ اس لیلۃ القدر میں خدا تعالیٰ کے فرشتے اور روح القدس اس مصلح کے ساتھ رب جلیل کے اذن سے آسمان سے اُترتے ہیں نہ عبث طور پر بلکہ اس لئے کہ تا مستعد دلوں پر نازل ہوں +

فتح اسلام صفحہ ۲۸-۲۹

اس زمانہ کا حصن حصین
میں ہوں۔

اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! ... مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا۔ اور نیکی کو اختیار کرتا ہے۔ اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے۔ اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے۔ اور میں اس میں ہوں .. .. میں نوردین کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش ... نہیں مجھ سے بھی ادا ہو سکیں +

توضیح مرام طبع بار دوم صفحہ ۷

مجاز کو حقیقت
بنانا ایسا ہے
جیسے خوبصورت معشوق
کو دیو کی شکل میں
دکھانا۔

مجازی کلمات کو حقیقت پر اُتارنا گویا ایک خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل میں خاکہ کھینچنا ہے۔ بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کے کلام نے بھی جو ابلغ الکلام ہے جس قدر استعاروں کو استعمال کیا ہے۔ اور کسی کے کلام میں یہ طرز لطیف نہیں ہے +

توضیح مرام صفحہ ۸۰

مسیح ثانی کسی اہم
نبوت کا دعویٰ
نہیں کریگا۔

جناب ختم المرسلین نے مسیح اول اور مسیح ثانی میں مابہ الامتیاز قایم کرنے کے لئے صرف یہی ہیں

کاملہ سے بھیجا یا مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے۔ چاہو تو قبول کرو جس کسی کے کان سننے کے ہوں سنے یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔

فتح اسلام صفحہ ۵ حاشیہ

الہامی بیان شاعرانہ — جو ابراہیم کا دل رکھے وہ ابراہیم ہوتا ہے

خدا تعالیٰ نے ہمیشہ استعاروں سے کام لیا ہے۔ اور طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیا ہے جو ابراہیم کے دل کے موافق دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ابراہیم ہے۔ اور جو عمر فاروق کا دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک عمر فاروق ہے کیا تم حدیث نہیں پڑھتے کہ اگر اس امت میں بھی محدث ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے تو وہ عمر ہے اب کیا اس حدیث کے یہ معنے ہیں کہ محدثیت حضرت عمر پر ختم ہو گئی ہرگز نہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمر کی روحانی حالت کے موافق ہو گی وہی ضرورت کے وقت پر محدث ہو گا چنانچہ اس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اس بارے میں الہام ہوا تھا۔ فیک مادۃ فاروقیۃ سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بالتمام مندرج ہے حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے۔

فتح اسلام صفحہ ۱۷ و ۱۸

صحابہ آنحضرت کی عکسی تصویریں تھیں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھے۔

فتح اسلام صفحہ ۲۶-۲۷

ہر ایک زمانہ کی تاریکی پھیلنے کے وقت میں جو نبی اور رسول اور مصلح آتے رہے ہیں کیا اس وقت پہلی کتابیں نہیں تھیں۔ سو سمجھو یہ تو ضروری ہے کہ تاریکی پھیلنے کے وقت روشنی آسمان سے اترے۔ ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر ہی میں اترتا ہے۔

فتح اسلام صفحہ ۲۷

نبی یا اس کے قائمقام

نبی کی وفات یا اس کے روحانی قائمقام کی وفات کے بعد جب ہزار مہینہ جو بشری عمر

محدث والمحدث نبی باعتبار حصول
نوع من انواع النبوۃ وقد قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق
من النبوۃ الا المبشرات ای لم یبق
من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی
المبشرات من اقسام الرویا الصادقۃ
والمکاشفات الصحیحۃ والوحی الذی ینزل
علی خواص الاولیاء والنور الذی یتجلی
علی قلوب قوم موجع فانظر ایھا الناقد
البصیر الفہیم من ھذا اسد باب النبوۃ
علی وجہ کلی بل الحدیث یدل علی
ان النبوۃ التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ
قد انقطعت ولکن النبوۃ التی لیس فیھا
الا المبشرات فھی باقیۃ الی یوم
القیامۃ لا انقطاع لھا ابداً وقد علمت
وقرأت فی کتب الحدیث ان الرویا
الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین
جزءً من النبوۃ ای من النبوۃ التامۃ
فلما کان للرویا نصیبا من ھذہ المرتبۃ
فکیف الکلام الذی یوحی من اللہ تعالیٰ
الی قلوب المحدثین فاعلم ایدک اللہ
ان حاصل کلامنا ان ابواب النبوۃ
الجزئیۃ مفتوحۃ ابداً ولیس فی ھذا
النوع الا المبشرات والمنذرات من
الامور المغیبۃ او اللطائف القرآنیۃ

ہدایت دے کہ نبی محدث ہے اور محدث نبی ہے
اس اعتبار سے کہ انواع نبوت میں سے ایک نوع
اسے حاصل ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ نہیں باقی رہیں نبوت سے مگر مبشرات
یعنی نبوت کے انواع میں سے صرف ایک
نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ مبشرات ہیں از قسم
رویا صادقہ اور صحیح مکاشفات اور وحی جو خواص
اولیاء پر اترتی ہے اور نور جو ایک دردمند
قوم کے دل پر اترتا ہے۔ پس دیکھ سے
اس سے اے تنقید کرنے والے بصیرت
سے کام لینے والے فہیم کہ کیا باب نبوت کلی
وجہ پر بند کیا گیا ہے۔ بلکہ حدیث دلالت
کرتی ہے اس بات پر کہ نبوت تامہ جو وحی
شریعت کی حامل ہوتی تھی وہ منقطع ہو چکی ہے
لیکن وہ نبوت جس میں سوائے مبشرات کے
کچھ نہیں وہ قیامت کے دن تک باقی ہے وہ
کبھی بھی منقطع نہیں ہوگی۔ اور تو نے جانا ہے
اور حدیث کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ رویائے
صالحہ ایک جزو ہے نبوت کے چھیالیس اجزا
میں سے یعنی نبوت تامہ کے اجزاء میں سے پس
جب رویا کو بھی اس مرتبہ سے کچھ حظ حاصل
ہے۔ پس کس طرح ہوگا وہ کلام جو وحی کیا جاتا
ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے محدثوں کے دل
پر سو جان لے اللہ تعالیٰ تجھے مدد دے کہ
ہماری کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ نبوت جزوی کے

ہر محدث ایک قسم نبوت حاصل ہے اور وہ نبوت مبشرات والی ہے۔

مبشرات کی قسم وہ ہے جو خواص اولیا پر اترتا ہے۔

جو کلام محدثین کے دل پر نازل ہوتا ہے وہی مبشرات ہے

فرمایا کہ مسیح ثانی ایک مرد مسلمان ہوگا۔ اور شریعت قرآنی کے موافق عمل کریگا۔ اور مسلمانوں کی طرح صوم و صلوٰۃ وغیرہ احکام فرقانی کا پابند ہوگا۔ اور مسلمانوں میں پیدا ہوگا۔ اور ان کا امام ہوگا اور کوئی جداگانہ دین نہ لائے گا۔ اور کسی جداگانہ نبوت کا دعوے نہیں کریگا۔

توضیح مرام صفحہ ۹ و ۱۰

اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہئے کیونکہ مسیح نبی تھا۔ تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا۔ میں مسلمان ہوں۔ اور مسلمانوں کا امام ہوں۔ ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھیرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے۔ اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے تو میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کرچکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کی اقتدا سے ملتی ہے جو مجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے۔ یعنے ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

فاعلم ارشدک اللہ تعالےٰ۔ ان النبی | ترجمہ۔ پس جان لے اللہ تعالےٰ تجھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی ہے اسی پتہ و نشان پر خبر دی ہے اور اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور جیسا مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ ایسا ہی یہ وہ مقام عالی الشان مقام ہے کہ گذشتہ نبیوں نے استعارہ کے طور پر صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدا تعالےٰ کا ظہور قرار دیدیا ہے۔ اور اس کا آنا خدا تعالےٰ کا آنا ٹھیرایا ہے جیسا کہ حضرت مسیح نے بھی ایک مثال کو پیش کر کے فرمایا ہے .... یعنے خدا تعالےٰ خود ظہور فرمائیگا تا باغبانوں کو قتل کر کے باغ کو ایسے لوگوں کو دیدے کہ اپنے وقت پر پھل دیدیا کریں۔ اس جگہ خدا تعالےٰ کے آنے سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہے جو قرب اور محبت کا تیسرا درجہ اپنے لئے حاصل رکھتے ہیں ❖

آنحضرت ظہور خدا کا ظہور

توضیح مرام صفحہ ۱۴

اور یہ سب روحانی مراتب ہیں جو استعارہ کے طور پر مناسب حال الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ نہیں کہ حقیقی ابنیت اس جگہ مراد ہے یا حقیقی الوہیت مراد لی گئی ہے

مگر حقیقتاً نہیں۔

حاشیہ توضیح مرام صفحہ ۱۳ و ۱۴

ہمارے سید و مولے جناب مقدس خاتم الانبیاء کی نسبت نہ صرف حضرت مسیح نے ہی بیان نہیں کیا کہ آنجناب کا دنیا میں تشریف لانا درحقیقت خدا تعالےٰ کا ظہور فرمانا ہے بلکہ اسی طرز کا کلام دوسرے نبیوں نے بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اپنی اپنی پیشگوئیوں میں بیان کیا ہے۔ اور استعارہ کے طور پر آنجناب کے ظہور کو خدا تعالےٰ کا ظہور قرار دیا ہے۔ بلکہ بوجہ خدائی کے مظہر اتم ہونے کے آنجناب کو خدا کر کے پکارا ہے۔ چنانچہ حضرت داؤد کے زبور میں لکھا ہے۔ تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے لبوں میں نعمت بٹائی گئی۔ اس لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (یعنے تو خاتم الانبیاء ٹھیرا) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمایل کر کے اپنی ران پر لٹکا امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کہ تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائیگا بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔ لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابد الآباد ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی

دوسرے نبیوں نے آنحضرت کو خدا قرار دیا۔

آپ خدا مظہر اتم ہیں

پیشگوئی آپ کو خدا کہا گیا۔

والعلوم اللدنیۃ واسرار النبوۃ

الحق تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع

کمالات الوحی فقد امنا بانقطاعہا

من یوم نزل فیہ وما کان محمد

ابا احد من رجالکم ولکن رسول

اللہ وخاتم النبیین ۔

دروازہ ہمیشہ کیلئے کھلے ہیں اور اس نوع میں کچھ

نہیں سوائے بشارت کے اور منذرات کے

جو غیبی سو ہیں شب ہوں یا قرآنی لطائف کے

اور لدنی علوم کے اور وہ نبوت جو تامہ کاملہ ہے

جو اپنے اندر رکھتی ہے سارے کمالات وحی

کو سو ہم اس کے منقطع ہونے پر ایمان لا چکے ہیں

دن سے جب یہ اترا اور نہیں ہیں محمد باپ تمہارے

مردوں میں سے کسی کے لیکن وہ اللہ کے رسول

اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں ۔

توضیح مرام صفحہ ۱۲ - ۱۳

اس کو روح امین کے نام سے بولتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر ایک تاریکی سے امن بخش ہے۔ اور ہر ایک غبار سے خالی ہے۔ اور اس کا نام شدید القوی بھی ہے۔ کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں اور اس کا نام ذو الافق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے۔ اور اس کو رای ما رای کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات سے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے۔ اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سی خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے۔ جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلے اللہ علیہ وسلم جسکے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا ہے۔ یعنے کمالات تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کی رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ وارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا۔ اور اعلیٰ وارفع مقام محبت کا ملا یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدت تامہ ہے۔ پہلے نبیوں نے جو

آنحضرت کا مقام عالی قیاس اور وہم سے باہر ہے اور اس تک کوئی نہیں پا سکتا

میں اور مسیح اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے

ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۳

اور مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ انت اشد مناسبۃ بعیسی ابن مریم واشبہ الناس بہ خلقا وخلقا وزمانا۔

ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸

کوئی مرتبہ شرف وکمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔ اور ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں بطور ظل کے واقع ہیں۔ اور ان میں بعض ایسے جزئی فضائل ہیں جو اب ہمیں کسی طرح سے حاصل نہیں ہو سکتے۔

ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۹

الہام ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔

ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۳

وہ شخص جس نے کشتی کو توڑا اور ایک معصوم بچہ کو قتل کیا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ صرف ایک ملہم ہی تھا نبی نہیں تھا۔

ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۴

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے۔ اب ہمارے علماء کو جو بظاہر اتباع حدیث کا دم بھرتے ہیں۔ انصاف سے بتلاویں کہ کس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالےٰ سے الہام پا کر مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے۔ مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدد خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے گا۔ یعنے علوم لدنیہ وآیات سماویہ کے ساتھ۔ اب بتلاویں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر وہ کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونیکا ایسا دعوےٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔ کوئی الہامی دعاوی کیساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا جیسا کہ یہ عاجز کھڑا ہوا۔

کی ہے اسی لئے خدا نے جو تمہارا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ
تجھے معطر کیا ہے۔ دیکھو زبور ۴۵ ..... پھر یسعیاہ نبی کی کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے۔ دیکھو
یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۲ ..... تیسرا مرتبہ کہ جو بزرگ ترین مراتب ہے۔ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کیا ہے۔ یہ میری طرف سے ایک اجتہادی خیال نہیں بلکہ
الہامی طور پر خدا تعالیٰ نے یہ مجھ پر کھول دیا ہے ◆

توضیح مرام صفحہ ۳۲

جبرئیلی تاثیرات کا اختلاف صرف کمیت کے ہی متعلق نہیں بلکہ کیفیت کے بھی متعلق ہے
یعنی صفائی قلب جو شرط انعکاس ہے تمام افراد مخلصین میں ایک ہی مرتبہ کی نہیں ہوتی
جیسے تم دیکھتے ہو کہ سارے آئینے ایک ہی درجہ کی صفائی ہرگز نہیں رکھتے۔ بعض ایسے
ایسے اعلیٰ درجہ کے آبدار اور مجلّٰے ہوتے ہیں کہ پورے طور پر جیسا کہ چاہئے دیکھنے
والے کی شکل اُن میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور بعض ایسے کثیف اور مکدر اور پرغبار
اور دودآمیز جیسے ہوتے ہیں کہ صاف طور پر ان میں شکل نظر نہیں آتی ◆

توضیح مرام صفحہ ۳۶

یاد رہے کہ یہ قوت جو روح القدس سے موسوم ہے ہر ایک دل میں یکساں برابر پیدا
نہیں ہوتی۔ بلکہ جیسے کہ انسان کی محبت کامل یا ناقص طور پر ہوتی ہے۔ اسی اندازہ
کے موافق یہ جبرئیلی نور اس پر اثر ڈالتا ہے ◆

ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۹۵

ابتداء سے یہی مقرر ہے کہ مسیح اپنے وقت کا مجدد ہو گا

ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۱۰۰

یعنی اس قوی ایمان سے جو نبی کے اتباع سے اس نے حاصل کیا ہے۔ صدیق اور
فاروق اور جنید کی طرح اسلامی برکتوں اور استقامتوں کو دکھلا کر مومنوں کے امن میں
آجانے کا موجب ہو گا

ازالہ اوہام صفحہ ۱۰۷

اور جس زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی نائب دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو
یہ تحریکیں ایک بڑی تیزی سے اپنا کام کرتی ہیں ◆

میں ہی محمد ہوں صلے اللہ علیہ وسلم وعلٰے اخوانہ اجمعین۔

ازالہ اوہام صفحہ ۲۶۰

اولیاء اللہ تمام انبیاء کے مثیل بلکہ انہیں کی صورت کے ہوجاتے ہیں

ایسا ہی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کتاب فتوح الغیب میں اس بات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ انسان بحالت ترک نفس واطلاق وفنا فی اللہ تمام انبیاء کا مثیل بلکہ انہیں کی صورت کا ہو جاتا ہے +

ازالہ اوہام صفحہ ۲۹۱ و ۲۹۲

ابن مریم جو آنے والا ہے کوئی نبی نہیں ہو گا بلکہ فقط امتی لوگوں میں سے ایک شخص ہو گا +

ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۶ سے ۳۱۸

قرآن کریم خاتم الکتب ہے

اب اس حالت میں ایسی کتاب جو خاتم الکتب ہونے کا دعوے کرتی ہے۔ اگر زمانہ کے ہر ایک رنگ کے ساتھ مناسب حال اس کا تدارک نہ کرے تو وہ ہرگز خاتم الکتب نہیں ٹھیر سکتی اور اگر اس کتاب میں مخفی طور پر وہ سب سامان موجود ہے۔ جو ہر ایک حالت زمانہ کے لئے درکار ہے تو اس صورت میں ہمیں ماننا پڑے گا کہ قرآن شریف بلا ریب غیر محدود معارف پر مشتمل ہے اور ہر ایک زمانہ کی ضروریات لاحقہ کا کامل طور پر متکفل ہے

کامل ملہمین پر آیات قرآنی نزول کا سلسلہ

اب یہ بھی یاد رہے کہ عادت اللہ ہر ایک کامل ملہم کے ساتھ یہی رہی ہے۔ کہ عجائبات مخفیہ قرآن اس پر ظاہر ہوتے رہے ہیں بلکہ بسا اوقات ایک ملہم کے دل پر قرآن شریف کی آیت الہام کے طور پر القا ہوتی ہے۔ اور اصل معنی سے پھیر کر کوئی اور مقصود اس سے ہوتا ہے +

ازالہ اوہام صفحہ ۳۴۹

مجازی نبی ہے اور محدث ہے۔

اور مسیح گذشتہ کی نسبت قطعی طور پر کہا ہے کہ وہ نبی تھا۔ لیکن آنے والے مسیح کو امتی کر کے پکارا ہے۔ جیسا کہ حدیث امامکم منکم سے ظاہر ہے۔ اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارتاً مثیل ہونے کی آیتی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق آنیوالا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے +

ازالہ اوہام صفحہ ۴۱۶

اگر ظلی طور پر وہ بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے مثیل مسیح کا نام پاوے۔ اور موعود میں بھی داخل ہو تو کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ گو مسیح موعود ایک ہی ہے۔ مگر اس ایک میں ہو کر سب موعود ہی ہیں

نہیں ہوگا۔ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی۔جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے۔اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے۔سو یہ بات کہ اس کو اُمتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴

کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے آسکتا کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرائیل ہے اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئے۔کیونکہ حسب تقریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقاید دین جبرائیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دراں ابن مریم خدائی سہ بود زموت دلولش رہائی نبود
رہا کرد خود را ز شرک و دوئی تو ہم کن چنیں ابن مریم توئی

ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۹

قرآن شریف اپنے زبردست ثبوتوں کے ساتھ ہمارے دعوے کا مصدق اور ہمارے مخالفین کے اوہام باطلہ کی بیخ کنی کر رہا ہے۔اور وہ گذشتہ نبیوں کے واپس دنیا میں آنے کا دروازہ بند کرتا ہے۔اور بنی اسرائیل کے مثیلوں کے آنے کا دروازہ کھولتا ہے۔اس نے یہ دعا تعلیم فرمائی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔اس دعا کا ماحصل کیا ہے یہی تو ہے کہ ہمیں اسے ہمارے خدا نبیوں اور رسولوں کا مثیل بنا۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۴۴

اور یہ بات ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد مسیح ابن مریم رسول کا آنا فساد عظیم کا موجب ہے۔اس سے یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ وحی نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہو جائیگا

تھا۔ اور یہ ضرور نہیں کہ آنے والے کا نام درحقیقت عیسےٰ بن مریم ہی ہو۔ بلکہ احادیث
کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک قطعی طور پر اس کا نام عیسےٰ بن مریم ہے جیسے یہودیوں
کا نام خدا تعالےٰ نے بندر اور سور رکھا اور فرمایا وجعلنا منھم القردۃ والخنازیر
ایسا ہی اس نے اس امت کے مفسد طبع لوگوں کو یہودی ٹھیرا کر اس عاجز کا نام مسیح ابن مریم
رکھ دیا۔ اور اپنے الہام میں فرمایا جعلناک المسیح ابن مریم۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵ تا ۵۷۹

اس جگہ ہم سے شبہات پیش آتے ہیں کہ جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے
وقت کامل طور پر امتی ہوگا تو پھر باوجود امتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا
کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متباین ہے اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے
نور حاصل کرتا ہے۔ اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی
کہتے ہیں۔ وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول
ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جز کل میں داخل ہوتی
ہے۔ لیکن مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی جس کے ساتھ جبرئیل کا بھی نازل ہونا
ایک لازمی امر ٹھہرا گیا ہے کسی طرح امتی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس پر اس وحی کا اتباع فرض ہوگا
جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوگی۔

امتی اور رسول ہونے کا مفہوم متباین ہے

ایسا نبی ہو سکتا ہے جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرے کیونکہ وہ محمد کے وجود میں داخل ہے یہی محدث ہے

ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷

اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائیگا کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی
مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی اور کبھی حضرت جبرئیل ان پر نازل نہیں ہوں گے بلکہ
وہ بکلی مسلوب النبوت ہو کر امتیوں کی طرح بن جائیں گے تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے
لائق ہے ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک
ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں۔ یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے
کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی۔ اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی تو پھر
تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ صادق
الوعد ہے۔ اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو حدیثوں میں بتصریح

حضرت جبرئیل کا ایک فقرہ وحی کا لانا بھی منافی ختم نبوت ہے

اور یا یہ قبول کرنا پڑیگا کہ خدا تعالیٰ نے مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کر کے اور محض ایک امتی بنا کر بھیجیگا۔ اور یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹

صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اسکا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔ اور محدث کیلئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے۔

ازالہ اوہام صفحہ ۶۷۵ و ۶۷۶

محمد بن عبداللہ کے آنے سے مقصود یہ ہے کہ جب دنیا [illegible] اپنی درستی کے لئے سیاست کی محتاج ہوگی۔ تو اس وقت کوئی شخص مثیل محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو کر ظاہر ہوگا۔ اور یہ ضرور نہیں کہ درحقیقت اس کا نام محمد بن عبداللہ ہو۔ بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مثیل بن کر آئیگا۔ اسی طرح عیسےٰ بن مریم کے آنے سے مقصود یہ ہے کہ جب عقل کی بداستعمالی سے دنیا کے لوگ یہودیوں کے رنگ پر ہو جائیں گے اور روحانیت اور حقیقت کو چھوڑ دینگے۔ اور خدا پرستی اور حب الٰہی دلوں سے اٹھ جائیگی تو اس وقت وہ لوگ اپنی روحانی اصلاح کے لئے ایک ایسے مصلح کے محتاج ہونگے جو روح اور حقیقت اور حقیقی نیکی کی طرف ان کو توجہ دلاوے۔ اور جنگ اور لڑائیوں سے کچھ واسطہ نہ رکھے اور یہ منصب مسیح ابن مریم کے لئے مسلم ہے کیونکہ وہ خاص ایسے کام کے لئے آیا

نازل ہو جائے گا جو رسول اللہ تھا۔ اور اس طرف خیال نہیں کیا کہ اُس کا آنا گویا دین اسلام کا دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ یہ تو اجماعی عقیدہ ہو چکا۔ اور مسلم میں اس بارہ میں حدیث بھی ہے کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئیگا۔ اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی امتی شخص مراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی کیونکہ محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے براہ راست نہیں بلکہ اپنے نبی کے طفیل سے علم پاتا ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۹ میں ایک الہام اس عاجز کا درج ہے

محدث ایسا نبی جو براہ راست نبوت حاصل نہیں کرتا

ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴

اکیسویں آیت یہ ہے کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے۔ کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں آ نہیں سکتا کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے۔ اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے +

وحی نبوت تا قیامت منقطع ہے

رسول کی حقیقت اور ماہیت میں داخل ہے کہ بذریعہ جبرئیل دینی علوم حاصل کرے

ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۹

اب خیال کرنا چاہئے کہ جس حالت میں قرآن کریم کے رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے اور پہلی کتابیں توریت و انجیل اس دخل کی مصدق ہیں اور اسی بنا پر الہام ولایت یا الہام عامہ مومنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کے حجت بھی نہیں۔ تو پھر ناظرین کے لئے غور کا مقام ہے کہ کیونکر اور کن علامات بینہ سے میاں عبدالحق صاحب اور میاں محی الدین صاحب نے اپنے الہامات کو رحمانی الہامات سمجھ لیا ہے +

الہام ولایت کا قرآن سے مطابق ہونا ضروری ہے

ازالہ اوہام صفحہ ۶۴۷

اگر یہ کہا جائے کہ مثیل موسے یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو موسے سے افضل ہیں تو پھر مثیل مسیح کیوں ایک امتی آیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مثیل موسے کی شان

نبی کا آنا خاتم الانبیاء کی شان میں رخنہ ڈالنا ہے

جبرئیل بعد وفات آنحضرت وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا

بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔ اگر ہم فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ مسیح ابن مریم زندہ ہو کر پھر دنیا میں آئے گا تو ہمیں کسی طرح اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ وہ رسول ہے اور بحیثیت رسالت آئیگا اور جبرئیل کے نزول اور کلام الہٰی کے اترنے کا پھر سلسلہ شروع ہو جائیگا جیسا یہ ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور اس کے ساتھ روشنی نہ ہو اسیطرح ممکن نہیں کہ دنیا میں ایک رسول اصلاح خلق اللہ کے لئے آوے۔ اور اس کے ساتھ وحی الہٰی اور جبرئیل نہ ہو۔ علاوہ اس کے ہر ایک عاقل معلوم کرسکتا ہے کہ اگر سلسلہ نزول جبرئیل اور کلام الہٰی کے اترنے کا حضرت مسیح کے نزول کے وقت بکلی منقطع ہوگا تو پھر وہ قرآن شریف کو جو عربی زبان میں ہے کیونکر پڑھ سکیں گے۔ کیا نزول فرما کر دو چار سال تک مکتب میں بیٹھیں گے۔ اور کسی ملا سے قرآن شریف پڑھ لیں گے اگر فرض کرلیں کہ وہ ایسا ہی کریں گے تو پھر وہ بغیر وحی نبوت کے تفصیلات مسائل دینیہ مثلاً نماز ظہر کی سنت جو اتنی رکعت ہیں اور نماز مغرب کی سنت جو اتنی رکعات ہیں۔ اور یہ کہ زکوٰۃ کن لوگوں پر فرض ہے۔ اور نصاب کیا ہے کیونکر قرآن شریف سے استنباط کرسکیں گے۔ اور یہ تو ظاہر ہو چکا کہ وہ حدیثوں کی طرف رجوع بھی نہیں کریں گے۔ اور اگر وحی نبوت سے ان کو یہ تمام دیا جائیگا۔ تو بلاشبہ جس کلام کے ذریعہ سے یہ تمام تفصیلات ان کو معلوم ہونگی وہ بوجہ وحی رسالت ہونے کے کتاب اللہ کہلائے گی۔

رسول کیلئے جبرئیل کا آنا لازمی ہے۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۳

اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرئیل کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے۔ ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو۔ وہ محال ہوتا ہے فتدبر۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۶

وہ وعدہ کرچکا ہے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائیگا اور حدیثوں کے پڑھنے والوں نے یقیناً یہ بڑی بھاری غلطی کھائی ہے کہ صرف عیسٰی یا ابن مریم کے لفظ کو دیکھ کر اس بات کو یقین کرلیا ہے کہ مسیح وہی ابن مریم آسمان سے

کثرت سے مکالمہ مخاطبہ والے کو محدث کہتے ہیں۔

افراد جو خدا تعالےٰ کے ہمکلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے ہیں۔ کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ بعض ایسے مکمل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں۔ اور جو شخص کثرت سے مشرف ہمکلامی کا پاتا ہے اس کو محدث بولتے ہیں۔ اور یہ مکالمہ الٰہی از قسم الہام نہیں۔ بلکہ غیر الہام ہے۔ اور یہ القاء فی الروع بھی نہیں ہے۔ اور نہ اس قسم کا کلام ہے جو فرشتہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کلام سے وہ شخص مخاطب کیا جاتا ہے۔ جو انسان کامل ہو۔ اور خدا تعالےٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے ٭

نشان آسمانی صفحہ ۱۰

مہدی کو آنحضرت نے مجدد قرار دیا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ یہی زمانہ قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں اور چودھویں صدی کا اس کو مجدد قرار دیا ہے ... ... یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر ملک ہند میں ایک عظیم الشان مجدد پیدا ہونے والا ہے ٭

نشان آسمانی صفحہ ۱۶

مجدد دین کو نیا کرنے کیلئے آتے رہیں گے

خدا تعالےٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہیگا جو اس کے دین کو نیا کریگا۔ لیکن چودھویں صدی کے لئے یعنے اس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ اس قدر اشارات نبویہ پائے جاتے ہیں جو ان سے کوئی طالب منکر نہیں ہو سکتا۔ ہاں اس کیساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ جب وہ ظہور کرے گا تو علماء اُس کے کفر کا فتوے دینگے ٭

نشان آسمانی صفحہ ۲۸

اس امت کیلئے سوائے آنحضرت کے کوئی نبی نیا یا پرانا نہیں آئے گا ٭

نہ مجھے دعوے نبوت و خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملایک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قایل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد اس اُمت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا۔ نیا ہو یا پرانا ہو۔ اور قرآن کریم کا ایک شعشہ بالنقطہ منسوخ نہیں ہوگا ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں ٭

محدث میں نبوت تامہ کے صفات ظلی طور پر

نشان آسمانی صفحہ ۳۴

دعویٰ مجدد اور مثیل مسیح ہونے پر علماء بگڑ گئے

اس عاجز کے دعوے مجدد اور مثیل مسیح ہونے اور دعوے ہمکلام الٰہی ہونے پر اب بعض

ابوحنیفہ رح کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآن میں ید طولےٰ تھا۔ خدا تعالےٰ حضرت مجدد الف ثانی پر رحمت کرے۔ انہوں نے مکتوب ۵۵ میں فرمایا ہے کہ امام اعظم صاحب کی آنے والے مسیح کے ساتھ استخراج مسایل قرآن میں ایک روحانی مناسبت ہے

الحق لہ بیانہ صفحہ ۱۰۶

ہر رسول نبی اور محدث کو وحی متلو کے ساتھ تین چیزیں ملتی ہیں مکاشفہ رؤیا وحی خفی

وحی متلو کا خاصہ ہے جو اس کے ساتھ تین چیزیں ضرور ہوتی ہیں۔ خواہ وہ وحی رسول کی ہو یا نبی کی یا محدث کی۔ اول مکاشفات صحیحہ جو اخبارات اور بیانات وحی کو کشفی طور پر ظاہر کرتے ہیں گویا خبر کو معاینہ کر دیتے ہیں ..... دوئم وحی متلو کے ساتھ رویاء صالحہ دی جاتی ہے جو نبی اور رسول اور محدث کے لئے ایک قسم کی وحی میں ہی داخل ہوتی ہے اور باوجود کشف کے رویا کی اس لئے ضرورت ہوتی ہے کہ تا علم استعارات کا جو رویا پر غالب ہے۔ وحی یاب پر کھل جائے اور علوم تعبیر میں مہارت پیدا ہو +

سویم وحی متلو کے ساتھ ایک خفی وحی عنایت ہوتی ہے جو تفہیمات الٰہیہ سے نامزد ہو سکتی ہے۔ یہی وحی ہے جس کو وحی غیر متلو کہتے ہیں۔ اور متصوفہ اس کا نام وحی خفی اور وحی دل بھی رکھتے ہیں۔ اس وحی سے یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ بعض مجملات اور اشارات وحی متلو کے منزل علیہ پر ظاہر ہوں سو یہ تینوں چیزیں ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اوتیت الکتاب کے ساتھ مثلہ کا مصداق ہیں۔ اور ہر ایک رسول اور نبی اور محدث کو اس کی وحی کے ساتھ یہ تینوں چیزیں حسب مراتب اپنی اپنی حالت قرب کے دیجاتی ہیں +

تحفہ بغداد صفحہ ۷

نبی ختم ہو چکے وحی نبوت منقطع

وقد ختم اللہ برسولنا النبیین۔ و	اور اللہ تعالےٰ نے نبیوں کو ہمارے رسول کے
قد انقطاع وحی النبوۃ فکیف یجئی	ساتھ ختم کر دیا اور وحی نبوت منقطع ہو گئی پھر مسیح کس طرح
المسیح ولا نبی بعد رسولنا ایجئی	آسکتا ہے اور ہمارے رسول کے بعد تو کوئی نبی آتا ہی نہیں
معطلا من النبوۃ کالمعزولین۔	کیا وہ نبوت سے معزول شدوں کی طرح نبوت سے علیحدہ ہو کر آئیگا

تحفہ بغداد صفحہ ۱۳

اولیاء سے کلام

یا اخی انت تعلم ان کتب القوم	اے بھائی تو جانتا ہے کہ اس قوم کی کتابیں
مملوۃ من ذکر مکالمات اللہ باولیاء	اس ذکر سے بھری ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء
ومخاطبات حضرۃ الحق لعباد ہ المقربین	کیساتھ مکالمات کرتا ہے اور حضرت حق کیلئے

تعالیٰ نے گیارھواں برس جاتا ہے ٭

نشان آسمانی صفحہ ۳۰

مسیح موعود پر بیان کیفیت مجدد الوقت

حضرت صاحب نے اپنے دعوے کے متعلق شک کرنے والوں کو دعا کرنے کے وقت یوں دعا کرنے کو فرمایا ہے کہ اس شخص کا تیرے نزدیک جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونیکا دعوے کرتا ہے کیا حال ہے کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہے یا مردود۔ اپنے فضل سے یہ حال رؤیا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما۔ اگر مردود ہے تو اس کے قبول کرنے سے ہم گمراہ نہ ہوں۔ اور اگر مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا کہ ہر ایک قوت تجھ کو ہی ہے۔ آمین۔

محدث کا الہام قطعی ہوتا ہے

الحق مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۲۰

محدث کا الہام دخل شیطانی سے محفوظ کیا جاتا ہے۔

الحق صفحہ ۹۰

تخراج مسایل ابی یہ سے ابی ولایت تامہ ہے

یہ بھی میرا اعتقاد ہے کہ قرآن کریم جمیع تمام مسایل دینیہ کا استخراج و استنباط کرنا اور اس کی مجملات کی تفاصیل صحیحہ پر حسب منشاء الٰہی قادر ہونا ہر ایک مجتہد اور مولوی کا کام نہیں۔ بلکہ یہ خاص طور پر ان کا کام ہے جو وحی الٰہی سے بطور نبوت یا بطور ولایت عظمیٰ مدد دیئے گئے ہوں ...... اور جو لوگ وحی ولایت عظمیٰ کی روشنی سے منور ہیں اور لا یمسہ الا المطہرون کے گروہ میں داخل ہیں آنحضرت بلاشبہ عادت الٰہیہ یہی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً دقایق مخفیہ قرآن کے ان پر کھولتا رہتا ہے ٭

الحق لدھیانہ صفحہ ۹۱

حدیث صحیح وحی غیر متلو ہے

جو چیز قرآن سے باہر یا اس کے مخالف ہے وہ مردود ہے اور احادیث صحیحہ قرآن سے باہر نہیں کیونکہ وحی غیر متلو کی مدد سے وہ تمام مسایل قرآن سے تخریج اور مستنبط کئے گئے ہیں ہاں یہ سچ ہے کہ وہ استخراج اور استنباط بجز رسول اللہ یا ایسی شخص کے جو ظلی طور پر ان کمالات تک پہنچ گیا ہو ہر یک کا کام نہیں ٭

الحق لدھیانہ صفحہ ۹۹

استخراج مسایل میں امام ابو حنیفہ کی اجتہادی غلطی اور مناسبت ذاتی

آپ کو امام صاحب کی شان معلوم نہیں وہ ایک بحر اعظم تھا۔ اور دوسرے سب اس کی شاخیں ہیں۔ اس کا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے۔ امام بزرگ حضرت

المرسلين وجعلها خير الامم وختم بها الامم كلها وقال ثلة من الآخرين يعني فيها كثير من المكملات و المكملين

اور اس امت کے مردوں کو اس میں سے کچھ حصہ دیا اور وہ خیر المرسلین کی امت ہے اور اسکا نام اسے خیر الامم رکھا اور اسکے ساتھ سب امتوں کو ختم کیا۔ اور فرمایا ایک گروہ آخرین میں سے یعنی انہیں میں سے تکمیل کو پہنچے ہوئے مرد اور تکمیل کو پہنچی ہوئی عورتیں ہونگی

تحفہ بغداد صفحہ ۱۷

وقد كفر مثلي كثير من الاولياء والاقطاب والائمة فبعضهم صلبوا وقتلوا وبعضهم اخرجوا من اوطانهم وديارهم واوذوا حتى جاءهم نصر الله فما اضيعوا وما خيبوا وزادهم الله بركة وعزة وجعل كثيرا من افئدة تهوي اليهم بلغ آثار بركاتهم الى قرن الآخرين وكذلك بشرني ربي وقال انی ساوتيك بركة۔

اور میری طرح بہت سے اولیا اور قطبوں اور اماموں کو کافر کہا گیا۔ پھر بعض ان میں سے صلیب پر چڑھائے گئے اور قتل کئے گئے اور بعض ان میں سے اپنے وطنوں اور گھروں سے نکالے گئے اور ان کو دکھ دیئے گئے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کی مدد انکو پہنچی۔ سو وہ ضائع نہ کئے گئے اور ناکام نہ رکھے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکی عزت اور برکت کو بڑھایا اور بہت دلوں کو ان کی طرف مائل کر دیا اور انکی برکتوں کے نشان بعد کی نسلوں تک پہنچے۔ اور اسیطرح میرے رب نے مجھے بشارت دی اور فرمایا میں تجھے برکت دونگا۔

مجھ سے پہ
اولیا کو جس
طرح دکھ
گیا اور جس
طرح انکو
ملی

تحفہ بغداد صفحہ ۱۷۔ حاشیہ

من كان يؤمن بالله وآياته فقد وجب عليه ان يؤمن بان الله يوحي الى من يشاء من عباده رسولا كان او غير رسول ويكلم من يشاء نبيا كان او من المحدثين الا ترى ان الله تعالى قد

جو شخص اللہ پر اور اس کی آیات پر ایمان لاتا ہے اسپر واجب ہے کہ اس بات پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسپر چاہے وحی بھیجے خواہ وہ رسول ہو یا غیر رسول اور جس سے چاہے کلام کرے خواہ وہ نبی ہو یا محدثوں میں سے ہو کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے

غیر رسول
اور محدث
پر وحی نازل
ہوتی ہے۔

وھو الکریم الذی یلقی الروح
علی من یشاء من عبادہ ویزید من
یشاء فی الایمان والیقین اما قرأت
فی فتوح الغیب الذی لسیدی
الشیخ عبد القادر جیلانی کیف
ذکر حقیقۃ المکالمات وقال ان اللہ
تعالیٰ یکلم اولیائہ بکلام بلیغ لذیذ
وینبئہم من اسرار ویخبرھم من
اخبار ویعطیہم علم الانبیاء ونور الانبیاء
وبصیرۃ الانبیاء ومعجزات الانبیاء
ولکن وراثۃ لا اصالۃ ویجعلھم
متصرفین فی الارض والسموات
وفی جمیع ملکوت اللہ فانظر الی
مراتبھم ولا تتعجب فان اللہ
فیاض یعطی عبادہ مایشاء ولیس
بضنین۔ واللہ قص علینا قصص
الملہمین فی کتابہ العزیز وانبأنا
انہ کلم ام موسیٰ علیہ السلام وکلم
ذالقرنین وکلم الحواریین۔ وما کان
احد منہم نبیًّا ولا رسولًا ولکن
کانوا من عبادہ المحبوبین۔ الیس
من اعجب العجائب ان یکلم اللہ نساء
بنی اسرائیل ویعطی لھن عزۃ مکالماتہ
وشرف مخاطباتہ وما یعطی الرجال
ھذہ الامۃ منہا وھی امۃ خیر

اپنے مقرب بندوں کے ساتھ مخاطبات میں
اور وہ کریم ہے جو اپنے بندوں میں سے جس پر
چاہتا ہے کلام نازل کرتا ہے۔ اور جس کو چاہتا
ہے ایمان اور یقین میں بڑھاتا ہے کیا تو نے
فتوح الغیب میں نہیں پڑھا جو سیدی شیخ عبدالقادر
جیلانیؒ کی تصنیف ہے کس طرح انہوں نے مکالمات
کی حقیقت کا ذکر فرمایا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ
اپنے اولیاء کے ساتھ لذیذ اور بلیغ کلام کے ساتھ
کلام کرتا ہے اور بعض اسرار پر انہیں اطلاع دیتا ہے
اور بعض خبروں سے انہیں واقف کرتا ہے۔ اور ان
کو نبیوں کا علم اور نبیوں کا نور اور نبیوں کی بصیرت
اور نبیوں کے معجزات عطا فرماتا ہے۔ مگر وراثت
کے طور پر نہ اصل کے طور پر۔ اور ان کو زمین اور آسمان اور
سارے ملکوت اللہ میں متصرف کرتا ہے۔ سو ان کے مراتب
میں غور کر اور تعجب نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ فیاض
ہے جو کچھ چاہتا ہے اپنے بندوں کو دیتا ہے
اور وہ بخیل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے ملہموں
کا ذکر اس کتاب عزیز میں ہم پر بیان فرمایا ہے
اور ہم کو خبر دی ہے کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی ماں سے کلام کیا اور ذوالقرنین سے کلام کیا
اور حواریوں سے کلام کیا۔ اور ان میں سے کوئی
نبی نہ تھا نہ رسول لیکن اس کے محبوب بندوں میں
سے تھے۔ کیا یہ بہت ہی عجیب بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ
بنی اسرائیل کی عورتوں سے کلام کرے اور ان کو
مکالمات کی عزت اور اپنے مخاطبات کا شرف عطا کرے

...یا کو اسرار
...ب معجزات
...رم و تصرف
...یا سب کچھ
...یا جاتا ہے
...وراثت نہ
...اتا

وقال المجدد الامام السرھندی الشیخ احمد رضی اللہ عنہ فی مکتوب یکتب فیہ بعض الوصایا الٰی مریدہ محمد صدیق اعلم ایھا الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا وذالک الافراد من الانبیاء وقد یکون ذالک لبعض المکمل من متابعیھم واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم یسمی محدثا وھذا غیر الالہام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام الذی مع الملک انما یخاطب بھذا الکلام الانسان الکامل واللہ یختص برحمتہ من یشاء۔

اور امام مجدد سرہندی شیخ احمد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مکتوب میں جس میں بعض نصیحتیں اپنے مرید محمد صدیق کی طرف لکھی ہیں۔ فرمایا۔ جان لے اے صدیق کہ اللہ تعالیٰ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی بہت قرب سے ہوتا ہے۔ اور یہ افراد انبیاء میں سے ہوتے ہیں۔ اور بعض وقت ان کے پیروؤں میں سے مکملوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جب اس قسم کا کلام ان میں سے ایک کیساتھ کثرت سے ہو تو اسکا نام محدث رکھا جاتا ہے اور یہ سوائے الہام کے اور سوائے ال[illegible] القاء کے اور سوائے اس کلام کے ہوتا ہے جو فرشتہ کے ساتھ ہو اور اس کلام سے انسان کامل مخاطب کیا جاتا اور اللہ جسے چاہتا اپنی رحمت کیساتھ خاص کر لیتا

محدث کثرت ہوتا ہے

تحفہ بغداد صفحہ ۲۷

والاحادیث کلھا قد اتفقت علی ان المسیح الموعود من ھذہ الامۃ فان النبوۃ قد ختمت وان رسول خاتم النبیین

اور سب حدیثیں اس بات پر متفق ہیں کہ مسیح موعود اس امت میں سے ہوگا کیونکہ نبوت ختم کر دی گئی۔ اور ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں ٭

نبوت ختم ہوگئی

تحفہ بغداد صفحہ ۲۸

ومع ذالک اذا کان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء فلا شک انہ من آمن بنزول المسیح الذی ھو نبی من بنی اسرائیل فقد کفر بخاتم النبیین فیا حسرۃ

ترجمہ [illegible] سا [illegible] یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں تو کوئی شک نہیں کہ جو شخص اس مسیح کے نزول پر ایمان لاتا ہے جو بنی اسرائیل کا ایک نبی ہے وہ خاتم النبیین کا کافر ہے پس افسوس

خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کے [illegible] ایمان لانا ختم [illegible] کا کفر ہے

اخبر فی کتابہ انہ کلم ام موسٰی وقال لا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین وکذالک اوحی الی الحواریین وکلم ذا القرنین و اخبرنا بہ فی کتابہ ثم بشر لنا وقال ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین وفی ھذہ الآیات اشار الی ان ھذہ الامۃ یکلم کما کلمت الامم من قبل۔

کما قال سیدی وحبیبی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فی کتابہ الفتوح تعلیما للسالکین ...... فارجع الی کتابہ فتوح الغیب

کہ اس نے موسٰے کی ماں سے کلام کیا اور فرمایا خوف کر اور نہ حزن کر ہم اسے تیری طرف لوٹا دیں گے اور اسے مرسلوں میں سے بنائیں گے اور اسی طرح حواریوں کی طرف وحی کی اور ذوالقرنین سے کلام کیا اور اس کی خبر ہمیں اپنی کتاب میں دی پھر ہم کو بشارت دی اور فرمایا ایک گروہ پہلوں میں سے اور ایک گروہ آخرین میں سے اور ان آیتوں میں اشارہ کیا کہ اس امت سے کلام کی جائیگی جسطرح پہلی امتوں سے کلام کی گئی ...... جیسا فرمایا سیدی وحبیبی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب فتوح میں سالکوں کو تعلیم دیتے ہوئے ...... سو اس کی کتاب فتوح الغیب کو دیکھ۔

تحفۂ بغداد حاشیہ صفحہ ۲۰ و ۲۱

وقد ظہر من کلام الامام الموصوف ان الوحی کما ینزل علی الانبیاء کذالک ینزل علی الاولیاء ولا فرق فی نزول الوحی بین ان یکون نبی او ولی ...... ولکل حظ من مکالمات اللہ تعالٰی ومخاطباتہ علی حسب المدارج نعم لوحی الانبیاء شان اتم واکمل واقوی اقسام الوحی وحی رسولنا خاتم النبیین۔

ترجمہ۔ اور امام موصوف کے کلام سے یہ ظاہر ہے کہ وحی جسطرح نبیوں پر اترتی ہے اسی طرح ولیوں پر اترتی ہے۔ اور وحی کے اترنے میں ولی کی طرف ہو یا نبی کی طرف کوئی فرق نہیں ...... اور ہر ایک الٰہی مکالمات اور مخاطبات سے حسب مدارج حصہ ملتا ہے ہاں انبیاء کی وحی کی شان اتم اور اکمل ہوتی ہے۔ اور وحی کی سب قسموں سے قوی تر وحی ہمارے رسول خاتم النبیین کی وحی ہے۔

[illegible]

وإذا رأيت رجلا تبتّل إلى الله وما بقي له شيء يشغله عن ربه فلا تتكلم فيه ولا تجترء على سبّه أتحارب بالله يا مسكين أو تقتل نفسك كالمجانين واعلم أن أولياء الرحمن يُطردون ويُلعنون ويُكفّرون في أوائل الزمان ويقال فيهم كل كلمة شر۔

خوف نہیں اور جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ اُسنے اللہ کی طرف انقطاع کیا اور کوئی چیز باقی نہ رہی جو اُسے اپنے رب سے دور کرتی اسلئے تو اسکے بارہ میں کلام نہ کر اور نہ اس کو گالی دینے کی جرات کر۔ اے مسکین کیا تو خدا سے جنگ کرتا ہے یا مجنونوں کی طرح اپنی جان کو قتل کرتا ہے۔ اور جان لے کہ پہلے پہلے رحمٰن کے اولیاء کو دھتکارا جاتا ہے۔ اور لعنت کیجاتی ہے اور تکفیر کیجاتی ہے اور ہر ایک بری بات اسکے حق میں کہی جاتی ہے

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۷

قد كنت أُقمت من الله لأجدد الدين بإذنه

ترجمہ: میں اللہ تعالےٰ کیطرف سے کھڑا کیا گیا ہوں کہ اسکے اذن سے دین کی تجدید کروں۔

اللہ تعالیٰ / تجدید دین / مبعوث

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱

وها أنا أشهد بالرب العظيم وأحلف بالله الكريم على أني مؤمن مسلم موحّد متبع لأحكام الله وسنن رسوله وبريء مما تظنون ومن سم الكفر وحلوله وإني لا أرى لغير الشرع عزة ولا لعالمه حجة وآمنت بكتاب الله وأشهد أن خلافه زندقة ومن تفوّه بكلمة ليس له أصل صحيح في الشرع ملهمًا كان أو مجتهدًا فيه الشياطين متلاعبة وآمنت بأن نبينا محمد صلى الله عليه وسلم خاتم الأنبياء وأن كتابنا القرآن

ترجمہ۔ دیکھو میں رب عظیم کو شاہد ٹھیراتا ہوں اور اللہ کریم کی حلف اٹھاتا ہوں کہ میں مومن مسلم موحد ہوں پیروی کرنیوالا اللہ کے احکام اور اسکے رسول کی سنتوں کی بری ہوں اس سے جو تم گمان کرتے ہو اور کفر کے زہر اور اس کے حلول سے اور میں سوائے شرع کے کوئی عزت نہیں دیکھتا اور نہ اس کے عالم کیلئے کوئی درجہ بلکہ میں اللہ کی کتاب پر ایمان لایا اور گواہی دیتا ہوں کہ اسکا خلاف زندیقیت ہے اور جو شخص کوئی ایسی بات مونہہ سے نکالے کہ جسکا کوئی اصل صحیح شرع میں نہیں خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد ہو اسکے ساتھ شیاطین کھیلتے ہیں۔ اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے خاتم ہیں اور

حلف۔ مؤکد اقرار

حلفیہ شہادت کہ اس وقت سوائے [illegible] کے نبی نہ [illegible]

علٰی قوم یقولون ان المسیح ابن مریم نازل بعد وفات رسول اللہ ... فمن این یظہر نبی بعدہ ألا تتفکرون یا معشر المسلمین وتتبعون الاوہام۔	اس قوم پر جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیح ابن مریم اترنے والا ہے۔ ..... پھر کس طرح اسکے بعد نبی ظاہر ہو سکتا ہے اے مسلمانوں کے گروہ کیا تم فکر نہیں کرتے اور وہم کی پیروی کر رہے ہو۔

اتمام الحجۃ صفحہ ۳

ہم کو مجدد اور فاضل بنایا گیا۔

وقد علمنی ربی من اسرارہ واخبرنی من اخبارہ وجعلنی مجدد ھذہ المائۃ وخصنی فی علوم بالبسط والسعۃ وجعلنی لرسلہ من الوارثین	ترجمہ۔ اور میرے رب نے مجھے بہت اسرار کا علم اور بہت سی خبروں کی اطلاع دی اور اس صدی کا مجدد کیا اور اپنے علوم میں فراخی اور وسعت کے ساتھ مجھے مخصوص کیا اور اپنے رسولوں کا مجھے وارث کیا

ایضاً صفحہ ۳

میں مسیح موعود ہوں مہدی کامل ہوں

وبشرنی ان المسیح الموعود الذی یرقبونہ والمہدی المسعود الذی ینتظرونہ ھو انت نفعل ما نشاء فلا تکونن من الممترین وقال انا جعلناک المسیح ابن مریم	ترجمہ۔ اور مجھے بشارت دی کہ مسیح موعود جسکا وہ انتظار کرتے ہیں اور وہ مہدی مسعود جس کے منتظر ہیں وہ تو ہی ہے ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو اور فرمایا ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا۔

اتمام الحجۃ صفحہ ۱۳

آپ مجدد ہیں اسلئے مبعوث ہوئے

وقد بعثت علٰی راس المائۃ لاجدد الدین وانور وجہ الملۃ واللہ علٰی ذالک شہید	ترجمہ۔ اور میں صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا تاکہ میں دین کی تجدید کروں اور مذہب کا چہرہ روشن کروں اور اللہ اسپر گواہ ہے۔

اتمام الحجۃ صفحہ ۱۷

مسیح نبی ہونگے

عیسٰے ایسی حالت میں نازل ہوگا جو اس شریعت کے مطابق حکم کریگا نہ نبی ہوکر۔

اتمام الحجۃ صفحہ ۳۲

اولیا اللہ کا مخالف ہے

ایھا العجول اتق اللہ وخف اولیاء اللہ الوحدۃ ولا خوفک من الاسو	ترجمہ۔ اے جلدباز اللہ سے ڈر اور اللہ کے اولیاء سے خوف کر اور شیروں سے تجھ کوئی

اسلام کے کسی متفق علیہ عقیدہ سے انحراف نہیں۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۱

چنانچہ سب سے پہلے کافر اور مرتد ٹھہرانے میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی نے قلم اٹھائی۔ اور بٹالوی صاحب کے استفتاء کو اپنی کفر کی شہادت سے مزین کیا۔ اور میاں نذیر حسین نے جو اس عاجز کو بلاتوقف و تامل کافر ٹھہرا لیا۔ باوجود اس کے جو میں پہلے اس سے ان کی طرف صاف تحریر کر چکا تھا کہ میں کسی عقیدہ متفق علیہ اسلام سے منحرف نہیں ہوں۔

آنحضرت کی بعثت کا زمانہ قیامت تک ہے۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۰

اور ہمارے سید و مقتدا خاتم المرسلین کے زمانہ کی ضرورتیں درحقیقت کسی ایک نوع میں محدود نہ تھیں۔ اور یہ زمانہ بھی کوئی محدود زمانہ نہ تھا۔ بلکہ ایسا وسیع تھا جس کا دامن قیامت تک پھیل رہا ہے +

مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد آنحضرت کے حق میں نص صریح ہے +

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۲

مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح پر لکھی ہے کہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ یعنے میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد یعنے میرے مرنے کے بعد آئے گا۔ اور نام اس کا احمد ہوگا۔ پس اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی سے گذر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے۔ کیونکہ نص اپنے کھلے کھلے الفاظ سے بتلا رہی ہے کہ جب مسیح اس عالم جسمانی سے رخصت ہو جائیگا تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس عالم جسمانی میں تشریف لائیں گے۔ وجہ یہ کہ آیت میں آنے کے مقابل پر جانا بیان کیا گیا ہے +

نبیوں رسولوں اور محدثوں کا ضرورت ...

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۰

یہی سنت اللہ [illegible] کی [illegible] جیسے بارش کی طرح قدیم سے اپنے موسموں پر برستی [illegible] ہے۔ یعنے اس طرح پر کہ جب کسی [illegible] کے ایام میں جبکہ خشک سالی اپنے کمال اور انتہا کو پہنچ جاتی ہے تب وہ مستعد دلوں کی گرمی اور طلب اور خواہش کی حرارت نہایت جوش میں آجاتی ہے تب وہ کریمی رحمت کے دریا تک جو ایک سمندر ناپیدا کنار ہے اپنے التہاب اور سوزش کو پہنچا دیتی ہے۔ تب دریائے رحمت اس کے تدارک کے لئے توجہ فرماتا ہے۔ اور وقتی [illegible] علت کے [illegible] باران نکلنے شروع ہو جاتے ہیں تب وہ مقرب فرشتے جو ایسے لوگوں کی تحریک اور جوش سے [illegible] ہوتے اور [illegible] لطیف

فعل خدا تعالیٰ کے اُن افعال سے کم رتبہ پر رہے گا جو خود خدا تعالیٰ علانیہ طور پر اپنی قوت کاملہ سے ظہور میں لاتا ہے۔ یعنے ایسا اقتداری معجزہ بہ نسبت دوسرے الٰہی کاموں کے جو بلاواسطہ اللہ شانہ سے ظہور میں آتے ہیں۔ ضرور کچھ نقص اور کمزوری اپنے اندر موجود رکھتا ہوگا تا سرسری نگاہ والوں کی نظر میں تشابہ فی الخلق واقع نہ ہو۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۰۴

جبرئیل کا غیر نبی کے پاس آنا جائز ہے مگر وحی نبوت لانا نہیں۔

اب ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت جبرائیل حسان کے ساتھ رہتے تھے۔ اور ہر دم ان کے رفیق تھے۔ اور ایسا ہی یہ آیت کریمہ بھی کہ ایدھم بروح منہ صاف اور کھلے کھلے طور پر بتلا رہی ہے کہ روح القدس مومنوں کے ساتھ رہتا تھا۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۰۶

انبیاء پر وحی بتوسط جبرئیل نازل ہوتی ہے

بخاری نے اپنی صحیح میں اور ایسا ہی ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی مسلم نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے کہ نزول جبرئیل کا وحی کے ساتھ انبیاء پر وقتاً فوقتاً آسمان سے ہوتا ہے (یعنی وہ تجلی جس کی ہم تصریح کر آئے ہیں) اور اس کی تائید میں ابن جریر اور ابن کثیر نے یہ حدیث بھی لکھی ہے۔ عن النواس بن سمعان رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد اللہ تبارک وتعالےٰ ان یوحی بامرہ تکلم بالوحی فاذا تکلم اخذت السموات منہ رجفۃ او قال رعدۃ شدیدۃ من خوف اللہ تعالےٰ فاذا سمع بذالک اھل السموات صعقوا وخروا للہ سجدا فیکون اول من یرفع راسہ جبرئیل علیہ الصلوات والسلام فکلمہ اللہ من وحیہ بما اراد فیمضی بہ جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام علی الملئکۃ کلھا من سماء الی سماء فیسئلہ ملائکتھا ماذا قال ربنا یا جبرئیل فیقول علیہ السلام قال الحق وھو العلی الکبیر۔ فیقولون کلھم مثل ما قال جبرئیل فینتھی جبرئیل بالوحی الی حیث امر اللہ تعالیٰ من السماء والارض۔ ترجمہ۔ یعنی نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت خدا تعالےٰ ارادہ فرماتا ہے کہ کوئی امر وحی اپنی طرف سے نازل کرے تو بطور وحی متکلم ہوتا ہے۔ یعنی ایسا کلام کرتا ہے جو ابھی اجمال پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ایک چادر پوشیدگی کی اس پر ہوتی ہے۔ تب اس محجوب المفہوم کلام سے ایک لرزہ آسمانوں پر پڑ جاتا ہے

اور یفعلون ما یؤمرون کا مصداق ہیں۔ اُن فیوض کو قبول کر لیتے ہیں پھر اُن فرشتوں سے تعلق رکھنے والی طبیعتیں جو انبیاء اور رسل اور محدثین ہیں اپنے حقانی جوشوں سے اُن کو حرکت میں لاتی ہیں۔ اور خود واسطہ بن کر ایسے محل مناسب پر برسا دیتی ہیں جو استعداد اور طلب کی گرمی اپنے اندر رکھتا ہے۔ یہ صورت ہمیشہ اس عالم میں بوقت ضرورت ہوتی ہی رہتی ہے۔ ہاں اس بھاری برسات کے بعد جو عہد مقدس نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں ہو چکی ہے۔ بڑی بڑی بارشوں کی ضرورت نہیں رہی۔ اور وہ مصفا پانی اب تک ضائع بھی نہیں ہوا۔ مگر چھوٹی چھوٹی بارشوں کی ضرورت ہے تا زمین کی عام سرسبزی میں فرق نہ آجائے۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۶

حال کے برہمو اور فلسفی اور نیچری اگر ان معجزات سے انکار کریں تو وہ معذور ہیں۔ کیونکہ اس مرتبہ کو شناخت نہیں کر سکتے جس میں ظلی طور پر الٰہی طاقت انسان کو ملتی ہے۔ پس اگر وہ ایسی باتوں پر ہنسیں تو وہ اپنے جہل میں بھی معذور ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بجز طفلانہ حالت کے اور کسی درجہ روحانی بلوغ کو طے نہیں کیا۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۷

" اور ہمارے ہادی اور مقتدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ اقتداری خوارق نہ صرف آپ ہی دکھلائے بلکہ ان خوارق کا ایک لمبا سلسلہ روز قیامت تک اپنی امت میں چھوڑ دیا۔ جو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں حسب ضرورت زمانہ ظہور میں آتا رہا ہے۔ اور اس دنیا کے آخری دنوں تک اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا۔ اور الٰہی طاقت کا پرتوہ جس قدر اس امت کے مقدس روحوں پر پڑا ہے اس کی نظیر دوسری امتوں میں ملنی مشکل ہے "

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۷

لیکن یہ بات اس جگہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس قسم کے اقتداری خوارق گو خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی ہوتے ہیں مگر پھر بھی خدا تعالےٰ کے ان خاص افعال سے جو بلا توسط ارادہ بشری ظہور میں آتے ہیں کسی طور سے برابری نہیں کر سکتے اور نہ برابر ہونا ان کا مناسب ہے اسی وجہ سے جب کوئی نبی یا ولی اقتداری طور پر بغیر توسط کسی دعا کے کوئی ایسا امر خارق عادت دکھلا دے جو انسان کو کسی حیلہ اور تدبیر اور علاج سے اس کی قوت نہیں دی گئی تو بھی کا وہ

دوسری وجہ یہ کہ ان انبیاء علیہم السلام کو ایسی شریعت ملتی تھی جو ایک خاص زمانہ تک محدود ہوتی تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کتابوں میں یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ دنیا کے اخیر تک وہ ہدایتیں جاری رہیں۔ اس لئے وہ کتابیں قانون قدرت کی طرح ہو کر صرف اس زمانہ کی حد تک ہدایت دیتی تھیں جو ان کتابوں کی پابندی کا زمانہ حکمت الٰہی نے اندازہ کر رکھا تھا۔

یہ دونوں قسم کے نقص جو ہم نے بیان کئے ہیں قرآن کریم بکلی ان سے مبرا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے نازل کرنے سے اللہ جل شانہ کا یہ مقصد تھا کہ وہ تمام بنی آدم اور تمام زمانوں اور تمام استعدادوں کی حالت اور تکمیل اور تربیت کر سکے۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰ و ۱۶۱

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا...... انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولا سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا۔ اور حسب مراتب اسکے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔

آنحضرت کا نور ان لوگوں کو دیا گیا جو کسی قدر آپ کا رنگ رکھتے ہیں

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۲ و ۱۶۳

آنحضرت فرماتے ہیں میں اول المسلمین ہوں یعنی دنیا کی ابتداء سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو جو خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو۔

از ابتدا تا آخر آنحضرت جیسا کامل انسان کوئی نہیں۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۷۸

اسی مقام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بڑی اعلیٰ درجہ کی کرامت جو اولیاء اللہ کو دی جاتی ہے جن کو قوت میں کمال ہوتا ہے وہ یہی دی جاتی ہے کہ ان کے تمام حواس اور عقل اور فہم اور قیاس میں نور رکھا جاتا ہے۔ اور ان کی قوت کشفی نور کے پانیوں سے ایسی صفائی حاصل کر لیتی ہے جو دوسرے کو نصیب نہیں ہوتی۔

اولیاء کا قوت میں کمال اور ان کی بڑی کرامت کشف نور کی عطا

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۸۶

القا اور الہام بھی جو فرشتے کرتے ہیں وہ بھی برعایت فطرت ہی ہوتا ہے مثلاً وہ الہام جو خدا کے برگزیدہ بندوں پر وہ نازل کرتے ہیں دوسروں پر نہیں کر سکتے۔

القا اور الہام برعایت فطرت ہوتا ہے۔

جب سے وہ ہولناک کلام تمام آسمانوں میں پھیل جاتا ہے۔ اور کوئی نہیں سمجھتا کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ اور خوف الٰہی سے ہر ایک فرشتہ کانپنے لگتا ہے کہ خدا جانے کیا ہونے والا ہے۔ اور اس ہولناک آواز کو سن کر ہر ایک فرشتہ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ اور وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ پھر سب سے پہلے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ سے سر اٹھاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس وحی کے تمام تفصیلات اس کو سمجھا دیتا ہے۔ اور اپنی مراد اور منشاء سے مطلع کر دیتا ہے۔ تب جبرئیل اس وحی کو لے کر تمام فرشتوں کے پاس جاتا ہے جو مختلف آسمانوں میں ہیں۔ اور ہر ایک فرشتہ اس سے پوچھتا ہے کہ یہ آواز ہولناک کیسی تھی۔ اور اس سے کیا مراد تھی۔ تب جبرائیل اُس کو یہ جواب دیتا ہے کہ یہ ایک امر حق ہے۔ اور خدا تعالیٰ نہایت بلند اور بزرگ ہے۔ یعنی یہ وحی ان حقائق میں سے ہے جن کا ظاہر کرنا اس العلی الکبیر نے قرین مصلحت سمجھا ہے۔ تب وہ سب اس کے ہم کلام ہو جاتے ہیں۔ پھر جبرئیل اس وحی کو اس جگہ پہنچا دیتا ہے جس جگہ پہنچانے کے لئے اس کو حکم تھا خواہ آسمان یا زمین۔
(اس سارے مضمون کا خلاصہ اس کتاب آئینہ کمالات اسلام میں حاشیہ پر صفحہ ۱۰۸ پر ان الفاظ دیا گیا ہے۔ وحی کس طور سے پیدا ہوتی اور پھر کیونکر انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔) ٭

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۱۲

آنحضرت کے سارے اقوال و افعال میں خدا کا جلوہ

پس جس حالت میں ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس لاکھ کے قریب قول و فعل میں سراسر خدائی کا ہی جلوہ نظر آتا ہے۔ اور ہر بات میں حرکات میں سکنات میں اقوال میں افعال میں روح القدس کے چمکتے ہوئے انوار نظر آتے ہیں ٭

آئینہ کمالات اسلام ٹائیٹل صفحہ ۳۸

پہلی کتابیں مختص القوم و مختص الزمان تھیں

اول یہ کہ پہلے نبی اپنے زمانہ کے تمام آدمیوں کے لئے مبعوث نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ صرف اپنی ایک خاص قوم کے لئے بھیجے جاتے تھے جو خاص استعداد میں محدود اور خاص طور کے عادات اور عقاید اور اخلاق اور روش میں قابل اصلاح ہوتے تھے۔ پس اسی وجہ سے وہ کتابیں قانون مختص القوم کی طرح ہو کر صرف اسی حد تک اپنے ساتھ ہدایت لاتی تھیں جو اس خاص قوم کے مناسب حال اور ان کے پیمانہ استعداد کے موافق ہوتی تھی ٭

جاری وساری ہوگا۔ اور صحابہ سے وہ ملیں گے۔ یعنی اپنے کمالات کے رو سے اُن کے مشابہ ہو جائیں گے۔ اور ان کو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے وہی موقع ثواب حاصل کرنے کے حاصل ہو جائیں گے جو صحابہ کو حاصل ہوئے تھے۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲

مسیح موعود بھی آنحضرت کے فیوض کی ایک مثال ہے۔

جو شخص اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلا شبہ قبروں سے اٹھایا جاتا ہے۔ اور ایک روحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے نہ صرف خیالی طور پر۔ بلکہ آثار صحیحہ صادقہ اس کے ظاہر ہوتے ہیں اور آسمانی مددیں اور سماوی برکتیں اور روح القدس کی خارق عادت تائیدیں اس کے شامل حال ہو جاتی ہیں۔ اور وہ تمام دنیا کے انسانوں میں سے ایک منفرد انسان ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ خدا تعالےٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اپنے اسرار خاصہ اس پر ظاہر کرتا ہے۔ اور اپنے حقائق و معارف کھولتا ہے اور اپنی محبت اور عنایت کے چمکتے ہوئے علامات اس میں نمودار کر دیتا ہے اور اپنی نصرتیں اس پر اتارتا ہے۔ اور اپنی برکات اس میں رکھ دیتا ہے۔ اور اپنی ربوبیت کا آئینہ اس کو بنا دیتا ہے۔ اس کی زبان پر حکمت جاری ہوتی ہے۔ اور اس کے دل سے نکات لطیفہ کے چشمے نکلتے ہیں اور پوشیدہ بھید اس پر آشکار کئے جاتے ہیں اور خدا تعالےٰ ایک عظیم الشان تجلی اس پر فرماتا ہے۔ اور اس سے نہایت قریب ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنی استجابت دعاؤں میں اور اپنی قبولیتوں میں اور فتح ابواب معرفت میں اور انکشاف اسرار غیبیہ میں اور نزول برکات میں سب سے اوپر اور سب پر غالب رہتا ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے خدا تعالےٰ سے مامور ہو کر انہیں امور کی نسبت اور اپنی اتمام حجت کی غرض سے کئی ہزار رجسٹری شدہ خط دیگر ممالک میں لکھے۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۴

اس امت کے کاملین نبی اور رسول نہیں مگر نبیوں اور رسولوں کی مانند ہیں۔

تمام جاودانی چشمے محض حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل دنیا میں آئے ہیں۔ یہی امت ہے کہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہو جاتی ہے۔ اور اگرچہ رسول نہیں مگر رسولوں کی مانند خدا تعالےٰ کے روشن نشان ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور روحانی زندگی کے دریا اس میں بہتے ہیں۔ اور کوئی نہیں کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔

آئینہ کمالات اسلام حاشیہ صفحہ ۲۲۶

وحی بعد نبیہ جبرئیل نبیا کو ملتی ہے

سر سید احمد خان سی ایس آئی کو اس بات سے انکار ہے کہ سچ مچ کسی کو مخاطبہ اور مکالمہ الٰہیہ

نجات صرف آنحضرت کی غلامی میں ہے

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱

قل یا عبادی یعنی کہہ اے میرے غلامو ... جو شخص نجات چاہتا ہے وہ اس کا یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو جاوے۔ یعنی ایسا اس کی اطاعت میں محو ہو جاوے کہ گویا اس کا غلام ہے۔ تب وہ گو کیسا ہی گنہگار تھا بخشا جائے گا۔

صحابہ کا مقام قرب تک پہنچایا جانا

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۹۵

وایدھم بروح منہ یعنی ان کو (صحابہ کو) روح القدس کے ساتھ مدد دی اور روح القدس کی مدد یہ ہے کہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور روحانی موت سے نجات بخشتا ہے۔ اور پاکیزہ قوتیں اور پاکیزہ حواس اور پاک علم عطا فرماتا ہے۔ اور علوم یقینیہ و براہین قطعیہ سے خدا تعالے کے مقام قرب تک پہنچا دیتا ہے۔

آخرین منہم کا گروہ صحابہ سے مشابہت رکھتا ہے

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۰۰ سے ۲۱۰

پھر اس قیامت کا نمونہ صحابہ تک ہی محدود نہ رہا بلکہ اس خداوند قدیر نے جس نے ہر قوم اور ہر زمانہ اور ہر ملک کے لئے اس بشیر و نذیر کو مبعوث کیا تھا ہمیشہ کے لئے جاودانی برکتیں اس کے سچے تابعداروں میں رکھ دیں اور وعدہ کیا کہ وہ لوازمات روح القدس جو اس کامل انسان کے صحابہ کو دیا گیا تھا۔ آنے والے متبعین اور صادق الاخلاص لوگوں کو بھی ملیگا جیسا کہ اس نے فرمایا۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وآخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم یعنی [illegible] اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا اور جیسے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی۔ ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے۔ یعنی وہ لوگ ایسے زمانہ میں آئیں گے کہ جس زمانہ میں ظاہری افادہ اور استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو جائیگا۔ اور مذہب اسلام بہت سی غلطیوں اور بدعتوں سے پر ہو جائیگا۔ اور فقراء کے دلوں سے بھی باطنی روشنی جاتی رہے گی۔ تب خدا تعالے کسی نفس سعید کو بغیر وسیلہ ظاہری سلسلوں اور طریقوں کے صرف نبی کریم کی روحانیت کی تربیت سے کمال روحانی تک پہنچا دیگا۔ اور اس کو ایک گروہ بنائیگا اور وہ گروہ صحابہ کے گروہ سے نہایت شدید مشابہت پیدا کرے گا۔ کیونکہ وہ تمام و کمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی زراعت ہوگی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فیضان اُن

پڑ گئی ہے۔ اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے۔ ایک قائم مقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جس کے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے۔ اور وہ قائم مقام نبی متبوع کے کمالات کو اپنے وجود کے توسط سے لوگوں کو دکھلاتا ہے۔ اور تمام مخالفوں کو سچائی اور حقیقت نمائی اور پردہ دری کے رو سے ملزم کرتا ہے سچائی کے رو سے اس طرح کہ وہ نبی پر ایمان نہ لائے پس وہ دکھلاتا ہے کہ وہ نبی سچا تھا۔ اور اس کی سچائی پر آسمانی نشان یہ ہیں اور حقیقت نمائی کی رو سے اس طرح کہ اس نبی متبوع کے تمام مغلقات دین کا حل کر کے دکھلا دیتا ہے۔ اور تمام شبہات اور اعتراضات کا استیصال کر دیتا ہے۔ اور پردہ دری کی رو سے اس طرح کہ وہ مخالفوں کے پردے پھاڑ دیتا ہے۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵

مجدد وقت کے نام پر آ ضروری تھا بنیاد فساد

یہ تمام ضلالت وہی سخت دجالیت ہے۔ جس سے ہر ایک نبی ڈراتا آیا ہے۔ جس کی بنیاد اس دنیا میں عیسائی مذہب اور عیسائی قوم نے ڈالی جس کے لئے ضرور تھا کہ مجدد وقت مسیح کے نام پر آوے کیونکہ بنیاد فساد مسیح کی اُمت ہے اور میرے پر کشفاً ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی۔ حضرت عیسیٰ کو اس کی خبر دی گئی۔ تب ان کی روح روحانی نزول کے لئے حرکت میں آئی اور اس نے جوش میں آکر اور اپنی اُمت کو ہلاکت کا مفسدہ پرداز پاکر زمین پر اپنا قائم مقام اور شبیہ چاہا جو اس کا ایسا ہم طبع ہو کہ گویا وہی ہو سو اس کو خدا تعالےٰ نے وعدہ کے موافق ایک شبیہ عطا کی اور اس میں مسیح کی ہمت اور سیرت اور روحانیت نازل ہوئی اور اس میں اور مسیح میں بشدت اتصال کیا گیا گویا وہ ایک ہی جوہر

حضرت مسیح سدرۃ فساد

کے دو ٹکڑے بنائے گئے اور مسیح کی توجہات نے اس کے دل کو اپنا قرارگاہ بنایا۔ اور اس میں ہو کر اپنا تقاضا پورا کرنا چاہا پس ان معنوں سے اس کا وجود مسیح کا وجود ٹھیرا اور مسیح کے پرجوش ارادات اس میں نازل ہوئے جن کا نزول الہامی استعارات میں مسیح کا نزول قرار دیا گیا۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۲۲

لایظہر علی غیبہ آیت میں محدث بھی داخل ہے

اللہ جل شانہ خود مدعی صادق کے لئے یہ علامت قرار دیکر فرماتا ہے وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم اور فرماتا ہے ولا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں ۔۔۔۔۔۔

غیب ہو سکے ...... اور اسی ہی سے مشکل ہیں جو بذریعہ جبرئیل علیہ السلام انبیاء کو ملتی ہے۔ اور الٰہی طاقتوں غیب گوئی اور دیگر خوارق کو اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور خالصاً آسمان سے نازل ہوتی ہے نہ کہ کوئی فطرتی قوت۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۷

محدثین کامل ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو اسی طرح پر پا لیتے ہیں جو پہلے ... وارث انبیاء ہوتا ہے

اگر وہ اعلیٰ حوادث میں پیسا بھی جائے۔ اور ضبط رسا کیا جائے تب بھی بجز انی مع اللہ کے اور کوئی آواز اس کے اندر سے نہیں آتی۔ جب کسی کی عاشقانہ محبت تک پہنچ جائے تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے۔ اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر لیتا ہے جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے۔ اور انبیاء اور رسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے۔

وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کا نام پاتی ہے ... محدثیت کا نام پاتی ہے

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۸

اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر محدث نبی ہوتا۔

اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔ اور اسی قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبی۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۹

اولیاء پر کلام الٰہی کا نزول

اور اس سوال کا جواب کہ جس شخص کو شرف مکالمہ الٰہیہ کا نصیب ہو وہ کب اور کن حالات میں افاضہ کلام الٰہی کا خصوصیت سے مستحق ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ شدائد اور مصائب کے نزول کے وقت اولیاء اللہ پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے تا اُن کی تسلی اور تقویت کا موجب ہو۔ جب وہ نزول آفات اور حوادث فوق الطاقت سے نہایت شکستہ اور دردمند اور کوفتہ ہو جاتے ہیں اور حزن اور قلق انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ کی صفت کلام ان کے دل پر تجلی ہوتی ہے۔ اور کلمات طیبہ الہیہ سے ان کو سکینت اور تسلی بخشی جاتی ہے۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۴۰

مجدد ہر صدی کے سر پر ...

ہر ایک صدی کے سر پر اور خاص کر ایسی صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۰ و ۳۴۱

چودھویں صدی کا مجدد ہونے کے لئے بجز اس احقر کے اور کس نے دعویٰ کیا ہے۔ اور کس نے منجانب اللہ آنے کی خبر دی ہے۔ اور ملہم ہونے اور مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو اس کے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں۔ اور کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے جس نے ایسا دعویٰ کیا ہو اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعویٰ سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ رتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کا ہم کلام ہو اس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح اور خواہ مثیل موسیٰ ہو یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں۔ مثیل مسیح ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں۔ اصلی اور حقیقی فضیلت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے پھر جس شخص کو مکالمہ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہو گئی اور کسی خدمت دین کے لئے مامور من اللہ ہو گیا تو اللہ جلّ شانہ وقت کے مناسب حال اس کا کوئی نام رکھ سکتا ہے یہ نام رکھنا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اسلام میں موسیٰ عیسیٰ داؤد سلیمان۔ یعقوب وغیرہ بہت سے نام نبیوں کے نام پر لوگ رکھ لیتے ہیں اس تفاؤل کی نیت سے کہ ان کے اخلاق انہیں حاصل ہو جائیں پھر اگر خدا تعالیٰ کسی کو اپنے مکالمہ کا شرف دیکر کسی موجودہ مصلحت کے موافق اس کا کوئی نام بھی رکھ دے تو اس میں کیا استبعاد ہے۔ اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور اُن کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی آفت اس زمانہ میں اسلام کے لئے جو بغیر تائید الٰہی دور نہیں ہو سکتی عیسائیوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی نکتہ چینیاں ہیں جن کے دور کرنے کے لئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آوے۔ اور جیسا کہ میرے پر کشفاً کھولا گیا ہے حضرت مسیح کی روح ان افتراؤں کی وجہ سے جو ان پر اس زمانہ میں کئے گئے اپنے مثالی نزول کے لئے شدت جوش میں تھی اور خدا تعالیٰ سے درخواست کرتی تھی کہ اس وقت مثالی طور پر اس کا نزول ہو سو خدا تعالیٰ نے اس کے جوش کے موافق اس کی مثال کو دنیا میں بھیجا تا وہ وعدہ پورا ہو جو پہلے سے کیا گیا تھا یہ ایک سر اسرار الٰہیہ میں سے ہے کہ جب کسی رسول یا نبی کی شریعت اس کے فوت ہونے کے بعد بگڑ جاتی ہے۔ اور اس کی اصل تعلیموں اور ہدایتوں کو بدلا کر بیہودہ اور بے جا باتیں اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ اور ناحق کا جھوٹ

مسیح موعود کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد کے دعویٰ سے بڑا نہیں

مثیل مسیح ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں

میں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور مجدد وقت اور مسیح موعود ہوں ۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۳

کبھی دنیا میں یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالیٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ ۱۱ برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کی رگ جان نہ کاٹی بلکہ اس کی پیشگوئیوں کو پورا کر کے آپ جیسے دشمنوں کو منفعل اور شرمندہ اور لاجواب کرے ۔

آپ پر وحی ولایت اور وحی محدثیت نازل ہوتی ہے

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹

سوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کی آزمائش انبیاء کی طرح کرنا ایک قسم کی نادانی ہے کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں ۔ اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لاویں لیکن اس جگہ تو یہ انقلاب کا دعوےٰ نہیں ہے وہی اسلام ہے جو پہلے تھا ۔ وہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں ۔ وہی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا ۔ اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی ۔ اصل دین میں سے کوئی ایسی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو ۔ مسیح موعود کا دعوےٰ اس حالت میں گراں اور قابل احتیاط ہوتا کہ جبکہ اس دعوےٰ کے ساتھ نعوذ باللہ کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی ۔ اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں صرف مابہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے ۔ اور مسیح موعود کا دعوےٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے ۔ اور اس دعوےٰ سے مراد کوئی عملی انقلاب نہیں اور نہ اسلامی اعتقادات پر اس کا کچھ مخالفانہ اثر ہے ۔ تو کیا اس دعوےٰ کے تسلیم کرنے کے لئے کسی بڑے معجزہ یا کرامت کی حاجت ہے جس کا مانگنا رسالت کے دعوےٰ میں عوام کا قدیم شیوہ ہے ۔ ایک مسلمان جسے تائید اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے بھیجا جس کے مقاصد یہ ہیں کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے ۔ اور آج کل کے فلسفی وغیرہ الزاموں سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے ۔ اور مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی محبت کی طرف رجوع دلا دے ۔ کیا اس کا قبول کرنا ایک منصف مزاج اور خدا ترس آدمی پر کوئی مشکل امر ہے ۔

انبیاء نئے دین پر چلاتے اور بعض احکام منسوخ کرتے اور بعض نئے احکام لاتے ہیں

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۴

مسیح کا دوسرا نزول

پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اس وقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں دجالیت کی صفت اتم اور اکمل طور پر آگئی اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوت کا دعوےٰ بھی کریگا ۔ اور خدائی کا بھی ۔ ایسا ہی انہوں نے کیا ۔ نبوت کا دعوےٰ اس طرح پر کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دیئے وہ قواعد مرتب کئے اور وہ تنسیخ ترمیم کی جو ایک نبی کا کام تھا جس حکم کو چاہا قایم کر دیا ۔ اور اپنی طرف سے عقاید نامے اور عبادت کے طریقے گھڑ لئے

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۴

نبوت کے دعوے میں ضروری ہے کہ اسکی وحی نازل ہو اور ایک کتاب ہو۔

جو شخص نبوت کا دعوےٰ کریگا ۔ اس دعوے میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے ۔ اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سناوے جو اس پر خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے ۔ اور ایک امت بناوے جو اس کو نبی سمجھتے اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے ✦

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۶

حقیقت محمدیہ کا حلول کامل متبعین میں ہوتا رہتا ہے مثلاً ایسے لوگ گذرے ہیں جنکا ظلی طور پر نام محمد یا احمد تھا۔

اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لایق ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے ۔ اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل تبع میں ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے ۔ اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اسکا نام میرا ہی نام ہوگا اور اسکا خلق میرا ہی خلق ہوگا اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہے ۔ لیکن وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں کہ جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی ۔ اور عند اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا ✦

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۲

محدث یعنی ادنیٰ درجہ کی وحی میں دخل شیطان کا ہوتا ہے اور دوسری وحی متلو وحی اکبر ہے اور اسکی غلطی کو دور کرتی ہے

اللہ جل شانہٗ آیت موصوفہ ممدوحہ میں فرماتا ہے ۔ کہ اس ادنیٰ درجہ کی وحی میں جو حدیث کہلاتی ہے بعض صورتوں میں شیطان کا دخل بھی ہو جاتا ہے ۔ اور وہ اس وقت کہ جب نبی کا نفس ایک بات کے لئے تمنا کرتا ہے تو اس کا اجتہاد غلطی کر جاتا ہے ۔ اور یہی کی اجتہادی غلطی بھی درحقیقت وحی کی غلطی ہے ۔ کیونکہ نبی تو کسی حالت میں وحی سے خالی نہیں ہوتا ۔ وہ اپنے نفس سے کھویا جاتا ہے اور خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے ...... جس پر نبی مستقل رائے قایم کرنے کے لئے ارادہ کر لیتا ہے ۔ تب فی الفور وحی اکبر

افترا کرکے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ تمام کفر اور بدکاری کی باتیں اس نبی سے ہی سکھلائی تھیں تو اس نبی کے دل میں ان فسادوں اور تہمتوں کے دور کرنے کے لئے ایک اشد توجہ اور اعلیٰ درجہ کا جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ تب اس نبی کی روحانیت تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قائم مقام اس کا زمین پر پیدا ہو۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۲

حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ موقع پیش آیا کہ ان کی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا۔ اول جب کہ ان کے فوت ہونے پر چھ سو برس گذر گئے۔ اور یہودیوں نے اس بات پر حد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ مکار اور کاذب تھا اور اس کا ناجائز طور پر تولد تھا .... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ہیں ان کی بعثت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہ بھی غرض تھی کہ ان تمام بے جا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک کریں .... اس کے حق میں صداقت کی گواہی دیں یہی وجہ ہے کہ خود حضرت مسیح نے یوحنا کی انجیل ۱۶ باب میں کہا ہے کہ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم پاس نہ آئے گا پھر اگر میں جاؤں تو اسے تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہرائے گا۔ گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ جب وہ روح حق آئیگی تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دیگی۔ وہ روح حق میری بزرگی کرے گی اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پائیگی ۱۴۔ وہ تسلی دینے والا جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں سب چیزیں سکھائے گا۔ لوقا ۱۳ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ مجھ کو نہ دیکھو گے اس وقت تک کہ تم کہو گے مبارک ہے وہ جو خدا کے نام پر یعنے مسیح علیہ السلام کے نام پر آتا ہے۔ ان آیات میں مسیح کا یہ فقرہ کہ میں اسے تم پاس بھیج دونگا اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کی روحانیت اس کے آنے کے لئے تقاضا کرے گی۔ اور یہ فقرہ کہ باپ اس کو میرے نام سے بھیجیگا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آنے والا مسیح کی تمام روحانیت پائے گا اور اپنے کمالات کی ایک شاخ کے رو سے وہ مسیح ہوگا۔

یوحنا ۱۶ باب آنحضرت کے حق میں ہے

بعض الانبیاء فمن بعث علیٰ قدم نبی لیسمّٰی فی الملاء الاعلیٰ باسم ذالک النبی الذی ۔

جو شخص کسی نبی کے قدم پر مبعوث ہوتا ہے وہ ملاء اعلیٰ میں اسی نبی کے نام سے پکارا جاتا ہے ؛

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۷۷

ماکان اللہ ان یرسل نبیًّا بعد نبینا خاتم النبیین و ماکان ان یحدث سلسلۃ النبوۃ ثانیًا بعد انقطاعھا و ینسخ بعض احکام القرآن و یزید علیھا ۔

اللہ کو یہ شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں اس کو کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سرِ نو شروع کر دے بعد اسکے کہ اسے قطع کر چکا ہے اور بعض احکام قرآن کے منسوخ کر دے اور ان پر بڑھا دے ؛

اللہ تعالیٰ سلسلہ نبوت کو ختم کر چکنے کے بعد دوبارہ شروع نہیں کریگا۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۸۳

لست نبیا و لکن محدث اللہ و کلیم اللہ لاجدد دین المصطفٰی و بعثنی علیٰ راس المائتہ ۔

میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کیطرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفٰے کی تجدید کروں اور اسنے مجھے صدی کے سر پر بھیجا ؛

میں نبی نہیں اللہ کا محدث ہوں

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۴

ومن اعظم المنن انہ جعلنی لھذا العصر و لھذا الزمان امامًا وخلیفۃً و بعثنی علیٰ راس ھذہ المائتہ مجددًا ۔

اور اس کے بڑے سے بڑے احسانوں میں سے یہ ہے کہ اس نے مجھے اس زمانہ اور اس وقت کیلئے امام اور خلیفہ بنایا۔ اور مجھے اس صدی کے سر پر مجدد مبعوث کیا ؛

امام زمانہ اور خلیفہ بنانا اسکا سب سے بڑا احسان ہے

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۷

فانا النائب الذی ارسلنی اللہ فی زمان غلبتہ التنصر غیرۃً من عندہ

سو میں وہ نائب ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی غیرت کی وجہ سے نصرانیت کے غلبہ کے زمانہ میں بھیجا ؛

میں نائب رسول ہوں

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۴۴

وظھور نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی المھدی خلقًا و سیرۃً و ما من

اور ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور مہدی میں خلق اور سیرت کے لحاظ

مہدی میں محمد ... کے خلق و سیرت ... کا ظہور ...

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۱

والصلوٰۃ والسلام علی السید
الکریم الجلیل الطیب خاتم الانبیاء
وفخر المرسلین الذی سبق الاولین
والاخرین فی الاهتداء
والاصطفاء والاجتباء والترحم علی
عباد اللہ حتی سمی ببعض اسماء
رب العالمین لاشرف الا وهو
الاول فیه ولا خیر الا وهو الدال
علیه ولا هدایت الا وهو منبعها
ومن ابتغی الهدی من سواه
فهو من الهالکین۔

اور صلوٰۃ اور سلام ہو سید جلیل طیب
نبیوں کے خاتم اور مرسلوں کے فخر پر جو
سبقت لیگیا پہلوں اور پچھلوں پر
ہدایت میں اور اصطفا میں اور برگزیدگی میں
اور اللہ کے بندوں پر رحم کرنے میں یہانتک
کہ رب العالمین کے بعض نام اس کے
نام رکھے گئے۔ کوئی بزرگی نہیں جس میں وہ
سب سے اول نہ ہوں۔ اور کوئی نیکی نہیں
جس کی طرف وہ رہنمائی کرنے والے نہ ہوں
اور کوئی ہدایت نہیں جسکی آپ نے پیروی نہ کی ہو اور جو کوئی
شخص اسکے سوائے ہدایت تلاش کرے وہ ہلاک ہونیوالوں میں سے ہے

آنحضرت کی فضیلت کل مخلوق پر

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۷

اذا اصطفانی ربی لتجدید دینه
واظهار عظمة نبیه ولنشر ریاحینه
صلی اللہ علیه وسلم امرنی لدعوة
الخلق الی دین الاسلام وملة
خیر الانام ورزقنی من الالهامات
والمکالمات والمخاطبات والمکاشفات
رزقا حسنا وجعلنی من المحدثین

جب چن لیا میرے رب نے مجھے اپنے دین کی
تجدید کیلئے اور اپنے نبی کی عظمت کے اظہار کیلئے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاحین کی خوشبو کے
پھیلانے کیلئے اور مجھکو حکم دیا دین اور ملت خیر الانام
کیطرف لوگونکو بلانیکا اور مجھکو حصہ دیا الہامات
اور مکالمات اور مکاشفات سے اچھا حصہ اور
مجھے محدثوں میں سے بنایا۔

خدا نے تجدید دین کے لئے مجھے برگزیدہ کیا۔

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴

فبعث عبدا من عباده لیؤید
دینه ویجدد تلقینه ولیسر
لاهیه ویفسر ما تیسر ویجز وعده
ولیعز حبیبه وامینه ویجعل الاعدا

پس اللہ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندہ کو مبعوث
فرمایا تاکہ اپنے دین کی تائید اور اپنی تلقین کی تجدید
اور اپنے براہین کی تنویر اور اپنے باتوں کو تازہ اور
اپنے وعدہ کو پورا کرے اور اپنے حبیب اور امین کی

تجدید دین کیلئے مبعوث کیا۔

محدث الا لہ نصیب من تدلیات الانبیاء قلیلاً کان او اکثر	ہے بجز اور کوئی محدث نہیں مگر اسکو انبیاء کے کمالات میں سے حصہ دیا جاتا ہے تھوڑا ہو یا بہت

آئینہ کمالات صفحہ ۴۴۴

انبیاء کے ارواح عکسی طور پر نازل ہوتے ہیں

ومن اقسام نزول ارواح الانبیاء والرسل نزول الانعکاسی علی کل من یناسب فطرتھم ویشابہ جوھرھم وخلقتھم فی الخلق والصدق والصفاء۔	اور نبیوں اور رسولوں کی روحوں کے نزول کی قسموں میں سے ایک نزول ہے عکس کے رنگ میں ان لوگوں پر ہوتا ہے جو انکی فطرت سے مناسبت رکھتے ہیں اور انکے جوہر سے اور خلق اور صدق اور صفا میں انکی صفت رکھتے ہیں

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۵۸

انبیاء کا کلام استعارات

اتعجبون من ھذہ الاستعارہ ولا تقاسون ان الاستعارات حلل کلام الانبیاء فھم فی حلل ینطقون۔	کیا تم اس استعارہ سے تعجب کرتے ہو اور نہیں جانتے کہ استعارات نبیوں کے کلام کا زیور ہوتے ہیں سو وہ حلل میں کلام کرتے ہیں۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۹۰

خدا نے مجھے ولایت کا لباس پہنایا

وواللہ انی مامور من اللہ الذی ارسل نبینا وسیدنا محمد ن المصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم لھدایۃ کافۃ الناس واعلم من اللہ انہ لا یضیعنی وقد خلع علیّ حلل الولایۃ	اور اللہ کی قسم میں مامور ہوں اللہ کی طرف سے جس نے بھیجا ہمارے نبی اور سید محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کی ہدایت کیلئے اور میں اللہ کیطرف سے یہ جانتا ہوں کہ وہ مجھے ضائع نہیں کریگا اور اسنے مجھے ولایت کا لباس پہنایا

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۰

محدثین وارث انبیاء ہیں

الحمد للہ الذی جعل العلماء الروحانیین المحدثین ورثۃ النبیین وادبھم فاحسن تادیبھم وازال کدورات نفسہم کالماء المعین۔	سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے علماء روحانی یعنی محدثین کو نبیوں کے وارث بنایا اور انکی تادیب کی سو بہت اچھی تادیب کی اور ان کی سب کدورتوں کو دور کیا اور ان کو صاف پانی کیطرح بنایا

المسیح وعدم نزولہ وقیامی مقامتہ الا بعد الالہام المتواتر المتتابع النازل کالوابل وبعد مکاشفات صریحۃ بینۃ مبیرۃ کفلق الصبح وبعد عرض الالہام علی القرآن الکریم والاحادیث الصحیحۃ النبویۃ وبعد استخارات وتضرعات وابتہالات فی حضرۃ رب العلمین۔

نزول اور بذات خود ان کے قائم مقام ہونیکے متعلق زبان اس وقت تک نہیں کھولی جبتک پے درپے بارش کی طرح الہام اور صبح روشن کی طرح صریح اور بیّن مکاشفے نہیں ہوئے اور باوجود اس کے جب تک الہامات کو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ پر عرض نہیں کیا اور جبتک بدرگاہ رب العالمین استخارہ اور تضرع اور زاری نہیں کی اس امر کو زبان پر نہیں لایا ٭

مسیح موعود کا الہام متواتر ہوا اور اسے قرآن پر پیش کرنے کے بعد دعویٰ کیا

حمامة البشریٰ سے صفحہ ۱۸

واما السلف الصالح فما تکلموا فی ھذہ المسئلۃ تفصیلا بل اٰمنوا مجملا بان المسیح عیسیٰ بن مریم قد توفی کما ورد فی القرآن وان مجددا یاتی من ھذہ الامۃ فی اٰخر الزمان عند غلبۃ النصاریٰ علی وجہ الارض اسمہ عیسیٰ بن مریم

لیکن سلف صالحین نے تو اس مسئلہ میں تفصیلاً کلام نہیں کی بلکہ مجمل طور سے اس امر پر ایمان رکھتے رہے کہ مسیح عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے اور اس امر پر ان کا ایمان رہا کہ آخری زمانہ میں ایک مجدد مسیح ابن مریم کے نام پر آئے گا جبکہ روئے زمین پر قوم نصاریٰ کا غلبہ ہو جائے گا ٭

سلف صالح مذہب یہی تھا کہ مسیح محمدی ہے

حمامة البشریٰ سے صفحہ ۲۰

لانہ یخالف قول اللہ عزوجل ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین الا تعلم ان الرب الرحیم۔ المتفضل سمی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینا فی قولہ لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظہور نبی بعد نبینا صلی

کیونکہ یہ بات اللہ عزوجل کے اس قول کے مخالف ہے جو آیت ذیل میں ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی ایک شخص کے باپ تو نہیں مگر اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ خدا رحیم وکریم نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثنا کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی سے تفسیر آیہ مذکور فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور

آنحضرت کی تعلیم نبوت کے ختم ہونے میں کوئی استثنا نہیں

باب ہی نبوت بند ہے اب کھل نہیں سکتا

من الخاسرین ۔

ذلت ظاہر کرے اور دشمنوں کو خائب خاسر کرے

حمامۃ البشرےٰ صفحہ ۸

ودعزۃ اللہ وجلالہ انی مؤمن مسلم واؤمن باللہ وکتبہ ورسلہ وملائکتہ والبعث بعد الموت وبان رسولنا محمد ن المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل وخاتم النبیین وان ھؤلاء قد افتروا علی وقالوا ان ھذا الرجل یدعی انہ نبیٌ ویقول فی شان عیسی ابن مریم کلمات الاستخفاف

اور اللہ تعالےٰ کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں مومن و مسلمان ہوں اور میں اللہ پر اسکی کتابوں اور رسولوں اور ملائکہ اور بعث بعد الموت پر ایمان رکھتا ہوں اور یہ بھی مانتا ہوں کہ ہمارے رسول محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم افضل الرسل خاتم النبیین ہیں۔ اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوے کرتا ہے اور عیسے بن مریم کی تحقیر کلمات حقارت کے استخفاف کرتا ہے ۔

میری طرف دعوئے نبوت منسوب کرنا افترا ہے۔

حمامۃ البشرےٰ صفحہ ۹

ویقولون ان ھذا الرجل لا یؤمن بالملائکۃ ونزولھم وصعودھم ویحسب الشمس والقمر والنجوم اجسام الملائکۃ ولا یعتقد بان محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ومنتھی المرسلین لا نبی بعدہ الا ھو خاتم النبیین فھذہ کلھا مفتریات وتحریفات سبحان ربی ما تکلمت مثل ھذا ان ھو الا کذب واللہ یعلم انھم من الدجالین ۔

اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ملائکہ اور انکے نزول و صعود کو نہیں مانتا۔ اور شمس و قمر و ستاروں کو فرشتوں کے اجسام مانتا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور ختم المرسلین نہیں مانتا۔ حالانکہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور وہی خاتم الانبیاء ہیں۔ یہ سب باتیں افترا اور تحریفات ہیں۔ پاک ذات ہے میرا رب میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی اور یہ سراسر جھوٹ اور کذب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ دجال ہیں ۔

رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں مانتا

حمامۃ البشرےٰ صفحہ ۱۲

ووالله ما قلت قولاً فی وفات

اور خدا کی قسم میں نے وفات مسیح اور ان کے عدم

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۹

وجعلها آية لامة آخر الزمان فهذا هو الدليل الصريح على ان هذه الالفاظ غير محمولة على الحقيقة والمراد منها في الاحاديث مجدد عظيم ياتي على قدم المسيح ويكون نظيره ومثيله واطلق اسم المسيح عليه كما يطلق اسم البعض على البعض في عالم الرؤيا وهذه سنة جارية في الوحي والرؤيا وتجد نظيرها بكثرة في كتب الاحاديث وكتب تاويل الرؤيا فالمراد منه مثيل يكون للمسيح كوجود بمنزلة ذاته من شدة المماثلة

تاکہ اس کو امت آخر زمان کے لئے ایک نشان قرار دے پس یہ ایک صریح دلیل ہے اس بات کی کہ یہ الفاظ حقیقت پر محمول نہیں۔ اور اس سے مراد احادیث میں ایک عظیم الشان مجدد ہے جو مسیح کے قدم پر آئیگا اور وہ اسکا نظیر اور مثیل ہوگا اور مسیح کا نام اس پر اس طرح اطلاق پایا ہے کہ عالم رویا میں ایک شخص کا نام دوسرے پر اطلاق پاتا ہے۔ اور یہی سنت وحی اور رویا میں جاری ہے اور آپ کو اس کی بکثرت نظیریں کتب احادیث اور کتب تاویل الرویا میں مل سکتی ہیں پس اس سے مراد یہ ہے کہ وہ مسیح کا مثیل ہوگا اور بوجہ شدت مماثلت اسکی ذات کی طرح نزول کریگا

قدم مسیح پر ایک مجدد ہی آنیوالا ہے

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۰

واقامته في مقام عيسى وتسميته باسمه لله وجهين الاول ان المجدد لا ياتي الا بمناسبة حال قوم يريد الله ان يتم حجته عليهم فلما كانت الاعداء قوم النصارى اقتضت الحكمة الالهية ان يسمي المجدد مسيحا والثاني ان المجدد لا ياتي الا على قدم نبي يشابه زمان المجدد زمانه فهذا تشابه زمان قومنا بزمان المسيح

اور اس کا عیسیٰ کے قائم مقام ہونے اور اسکے نام سے موسوم ہونے کی دو وجہیں ہیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جس قوم پر حجت پوری کرنا چاہتا ہے اس قوم کے مناسب حال ہی مجدد آتا ہے پس بنا بر علیہ جب دشمنان دین قوم نصاریٰ سے تھے تو حکمت الہیہ کا اقتضاء یہی تھا کہ وہ مجدد کو مسیح کے نام سے موسوم کرے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ مجدد اسی نبی کے قدم پر آتا ہے کہ جس کا زمانہ اس مجدد کے زمانہ کے مشابہ ہو۔ پس یہی وجہ ہے کہ ہماری قوم کا زمانہ مسیح کے زمانہ کے مشابہ ہے +

مناسب حال قوم اور مناسب زمانہ کی وجہ سے اس مجدد کا نام مسیح رکھا گیا۔

رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

الله عليه وسلم لجوزنا انفتاح باب وحي النبوة بعد تغليقها وهذا خلف كما لا يخفى على المسلمين وكيف يجيئ نبي بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحي بعد وفاته وختم الله به النبيين۔

...ہیں حق کیلئے۔ یہ بات واضح ہے اور اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنیکا جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول لیا حالانکہ وہ بند ہو چکا ہے اور یہ خلاف ہے جیسے مسلمانوں پر یہ بات مخفی نہیں۔ اور ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کس طرح کوئی نبی آسکتا ہے جبکہ انکی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔

حمامۃ البشریٰ حاشیہ صفحہ ۲۰

بخاری وغیرہ کا عقیدہ ہے آنحضرت کے بعد نبی نہیں آسکتا۔

والعجب من قومنا انهم كانوا يقرؤن في البخاري وغيره من الصحاح ان المسيح الموعود من هذه الامة وامامهم منهم ولا يجيئ نبي بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو خاتم النبيين۔

اور مجھے اپنی قوم پر تعجب آتا ہے کہ وہ بخاری اور کتب صحاح میں پڑھتے ہیں کہ مسیح موعود اس امت میں سے ہوگا اور انہیں میں کا ایک امام ہوگا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا کیونکہ وہ خاتم النبیین ہیں۔

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۲

آنحضرت کے بعد محدث ملہم ہی تصدیق کریں گے

وجاعل اتباعه فوق الذين كفروا الى يوم القيامة بارسال رسوله الكريم صلى الله عليه وسلم وبارسال عباد محدثين ملهمين الذين يصدقون المسيح

اور میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور محدثین ملہمین کے ذریعہ سے جو مسیح کی تصدیق کریں گے قیامت تک اسکے تابعداروں کو کافروں پر غالب کروں گا۔

حمامۃ البشریٰ حاشیہ صفحہ ۲۳

وحی نبوت منقطع ہونیکا عقیدہ علماء کا تھا۔

والعجب ان هذه العلماء آمنوا بان الله تعالى يوحي الى المسيح الى اربعين سنة وكانوا يعتقدون من قبل بان وحي النبوة قد انقطع فيا حسرة عليهم انهم يعلمون مضادة عقايدهم ثم لا يتركونها۔

اور تعجب کہ یہ علماء ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مسیح پر چالیس سال تک وحی کریگا حالانکہ پیشتر ازیں ان کا یہ اعتقاد تھا کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پس ہائے افسوس ان لوگوں پر کہ اپنے عقاید متضاد کو جانتے ہیں اور چھوڑتے نہیں۔

کلھم وان لم یعلموا انھا فائضۃ منہ فلہ المنۃ العظمیٰ علی الناس اجمعین۔

صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان عظیم تمام لوگوں پر ہے۔

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۹

واعلم انہ خاتم الانبیاء ولا یطلع بعد شمسہ الا نجم التابعین الذین یستفیضون من نورہ ھو منبع الانوار وکاد یحل نورہ بساحۃ قوم منکرین۔

اور جان لو کہ وہ خاتم الانبیاء ہے اور اسکے سورج کے سوائے ستاروں کے جو اسی کے تابع اور اسی کے نور سے مستفیض ہوتے ہیں کوئی سورج طلوع نہیں کر سکتا وہی منبع الانوار ہے۔ اور قریب ہے کہ اس کا نور قوم منکرین کے میدان پر اترے۔

خاتم الانبیاء کے سورج کے بعد صرف ستارے طلوع کرینگے جو اسکے پیرو ہیں

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۵۔

وکم من لطائف ونکات تخفی من اھل زمان ثم یاتی وقت اظہارھا فی زمان اٰخر فیبعث اللہ مجددا فی ذلک الوقت وینطق مجددیت الوقت بتلک النکات فیفصل مجملات اقتضت حالت الزمان تفصیلھا وتلقی علی لسانہ معارف کتاب اللہ التی قد جاء وقت تبینھا۔

اور کتنے لطائف اور نکات ہیں جو اہل زمانہ سے مخفی ہیں پھر ایک وقت آتا ہے کہ ان کا اظہار دوسرے زمانہ میں ہو جاتا ہے اور اسی وقت پھر اللہ تعالیٰ ایک مجدد کو بھیج دیتا ہے جو نکات لیکر آتا ہے۔ اور حالت زمانہ کے مقتضا کے موجب مجملات کی تفصیل کر دیتا ہے اور کتاب اللہ کے ان معارف کی تفصیل زبان سے کر دیتا ہے کہ جن کے بیان کرنے کا وقت آجاتا ہے۔

مجدد وقت

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۷

وما تحکمت علی المسیح وما استھزئت معجزاتہ بل کان مرادی من کلماتی کلھا انا اوتینا دیناً ونبیاً کاملاً ولا شک انا نحن خیر امۃ اخرجت للناس فکم من کمال یوجد فی الانبیاء بالاصالۃ ویحصل لنا افضل منہ و

میں نے نہ تو مسیح پر ٹھٹھا اڑایا اور نہ اس کے معجزات پر استہزا کیا بلکہ میری کل کلام کی مراد یہ تھی کہ ہمیں کامل دین دیا گیا ہے اور بلاشک ہم اعلےٰ درجہ کی امت ہیں جو لوگوں کی بھلائی کے لئے کھڑے کئے گئے ہیں اور کتنے کمال ہیں جو نبیوں میں اصالتاً پائے جاتے ہیں اور ہمیں

پہلے انبیاء کے مقابل اصلی ہیں استمالی طور پر ان سے بہتر ہو سکتی ہے

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۱

فکنت افکر فی ھذا حتٰی کشف اللہ علیّ ھذا السر فعلمت ان اللہ تبارک وتعالیٰ لا یرسل مصلحا رسولا کان او مجددا الا باصلاحات تقتضیہا کوائف مفاسد الزمان واھل الارضین۔

اور میں اسی فکر میں لگا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس راز سربستہ کو کھولا اور میں نے جان لیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب بھی کسی مصلح کو رسول یا مجدد بنا کر بھیجتا ہے تو مفاسد زمانہ اور اہل زمین کے حالات کے تقاضے کے بموجب اصلاح بھیجتا ہے۔ اور کوئی صورت نہیں ہوتی۔

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۳

وکذلک ارسلت مجددا محدثا لآخر الزمان ووجدت اعداء دین الاسلام لا یتقون تلون المسلمین للدین۔

اور اسیطرح میں آخری زمانہ کیلئے مجدد و محدث بنا کر بھیجا گیا ہوں اور میں نے دیکھا کہ دین اسلام کے دشمن دین کے لئے مسلمانوں سے متعارض نہیں کرتے۔

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۹

والی ھذا الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فلو لم یکن لرسولنا صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب اللہ القرآن مناسبۃ لجمیع الازمنۃ الآتیۃ واھلہا علاجا ومداواۃ لما ارسل ذلک النبی العظیم الکریم للاصلاح ومداواتھم الی دوام لی یوم القیامۃ فلا حاجۃ لنا الی نبی بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقد احاطت برکاتہ کل ازمنۃ وفیوضہ واردۃ علی قلوب الاولیاء والاقطاب والمحدثین بل علی الخلق

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں بھی یہ اشارہ ہے پس اگر ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں اور ان زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کے رو سے مناسبت نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو انکے علاج کیلئے قیامت تک ہمیشہ کیلئے ہرگز نہ بھیجتا سو ہمیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ کی برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیوض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہو رہے ہیں خواہ انکو اسکا بھی علم نہ ہو کہ انہیں فیض

حمامۃ البشرٰے صفحہ ۷۹

ومن اعتراضات المکفرین انھم قالوا ان ھذا الرجل ادعی النبوۃ وقال انی من النبیین. اما الجواب فاعلم یا اخی انی ما ادعیت النبوۃ وما قلت لھم انی نبی ولکن تعجلوا واخطأوا فی فہم قولی

اور مکفرین کے اعتراضوں میں سے ایک اعتراض ہے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ میں نبی ہوں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اسے بھائی معلوم ہو کہ میں نے نبوت کا دعوے نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی +

میں نے کبھی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔

حمامۃ البشرٰے صفحہ ۷۹

وما قلت للناس الا ما کتبت فی کتبی من انی محدث ویکلمنی اللہ کما یکلم المحدثین واللہ یعلم انہ اعطانی ھذہ المرتبۃ فکیف ارد ما اعطانی اللہ ورزقنی من رزق اعرض عن فیض رب العالمین وما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین وھا انی لا اصدق الھاماتی من الھاماتی الا بعد ان اعرضہ علی کتاب اللہ واعلم انہ کلما یخالف القرآن فھو کذب والحاد وزندقۃ فکیف ادعی النبوۃ وانا من المسلمین واحمد اللہ علی انی ما وجدت الھاما من الھاماتی یخالف کتاب اللہ بل وجدت کلھا موافقا بکتاب رب العلمین۔

میں نے لوگوں سے سوائے اسکے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالےٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جسطرح محدثین سے اور اللہ جانتا ہے کہ اس نے مجھے یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے اور میں اس بات کو جو اللہ نے مجھے عطا کی اور رحمت فرمائی کس طرح رد کر دوں کیا میں رب العالمین کے فیض سے اعراض کروں اور یہ مجھے کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں ادعائے نبوت کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں۔ اور میں تو اپنے الہاموں کو جب تک کتاب اللہ پر عرض نہیں کر لیتا ہوں انکو سچا نہیں سمجھتا اور میں جانتا ہوں کہ جب کبھی الہام قرآن کریم کے مخالف ہو تو وہ جھوٹ اور الحاد اور زندقہ ہے اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعا کروں اور خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے اپنے الہاموں سے کوئی الہام ایسا نہیں پایا جو کتاب اللہ کے مخالف ہو بلکہ میں نے ان الہاموں کو کل کا کل موافق کتاب اللہ پایا

میں نے صرف محدث ہونیکا دعوےٰ کیا ہے

جب تک کتاب اللہ پر اپنے الہام کو پیش نہ کر لوں اسے سچا نہیں جانتا۔

اولی منه بالطریق الظلی وهذا فضل الله یؤتیه من یشاء

ان سے بہتر اور افضل ظلی طریق سے مل جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے

حمامۃ البشریٰ سے صفحہ ۱۰۰

الا تری الی قول رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ قال ان فی الجنة مکانا لاینالها الا رجل واحد وارجو ان اکون انا هو فبکی رجل من سماع هذا الکلام وقال یا رسول الله صلی الله علیه وسلم لا اصبر علی فراقك ولا استطیع ان تکون فی مکان وانا فی مکان بعید عنك محجوبا عن رؤیة وجهك فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم انت تکون معی فی مکانی فانظر کیف فضله علی الانبیاء الذین لا یجدون ذلك المکان

کیا تو نہیں دیکھتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی طرف کہ فرمایا جنت میں ایک مکان ہے جسکو صرف ایک ہی آدمی پائیگا۔ اور امید کرتا ہوں کہ پانیوالا میں ہی ہونگا۔ ایک شخص اس بات کو سنکر رونے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تیرے فراق کی طاقت نہیں رکھتا اور مجھ سے یہ روا نہیں ہو سکتی ہے کہ آپ ایک مکان میں ہوں اور میں آپ سے دور دوسرے مکان میں رہ کر آپکے دیدار سے محروم ہوں۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میرے ساتھ میرے ہی مکان میں ہوگا۔ پس دیکھو اس شخص کو انبیاء پر فضیلت دی کہ وہ مکان نہیں پا سکتا

اس امت کا ایک معمولی آدمی جنت میں ایسے مکان کو پائیگا جسکو انبیاء نہیں پا سکتے۔

حمامۃ البشریٰ سے صفحہ ۸۲۔

ولما کانت کمالات الانبیاء کاجزاء متفرقة وامرنا ان نطلبها کلها لیجمع مجموع تلك الاجزاء فی انفسنا فلزم ان یحصل لنا شیء بالظلیة ومتابعة رسول الله صلی الله علیه وسلم ما لم یحصل لفرد من الانبیاء وقد اتفق علماء الاسلام انه قد یوجد فضیلة جزئیة فی غیر نبی لا توجد فی نبی۔

اور چونکہ انبیاء کے کمالات اجزاء متفرقہ کیطرح ہیں اور ہمیں حکم ہے کہ ہم سب کے سب طلب کریں اور ان تمام اجزاء کے مجموعہ کو اپنے نفوس میں جمع کریں پس لازم ہوا کہ وہ شے ہمیں ظلی طور سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے حاصل ہو جسکو تمام انبیاء سے فرداً فرداً حاصل نہیں کر سکتے اور علماء اسلام نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ بعض جزئی فضیلت غیر نبی میں پائی جاتی ہے جو نبی میں نہیں پائی جاتی۔

کمالات انبیاء متفرق تھے ہم ان سب کو آنحضرت کی پیروی سے پا سکتے ہیں

قبلهم كل نعمت الهداية على طريق الاصالة فانظر كيف من الله علينا وامرنا في ام الكتاب لنطلب فيه هدايات الانبياء كلها ليكشف علينا كلما كشف عليهم ولكن بالاتباع والطلب وعلى قدر ظروف الاستعدادات والهمم فكيف نرد نعمت الله التي اعدت لنا ان لنا طلباء الهدى اينه وكيف ننكرها بعد ما اخبرنا عن اصدق الصادقين

الانبیاء یعنی جن انبیاء کو ان سے پہلے ہدایت کی کل نعمت بطریق اصلی ملی تھی۔ پس نگاہ کرو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں ام الکتاب میں حکم دیا کہ ہم کل ہدایات انبیاء طلب کریں تاکہ وہ ان پر منکشف ہو جاویں مگر بذریعہ اتباع اور طلب اور حسب مقدار ظروف استعداد اور ہمت کے طلب کرنا چاہئے۔ پس ہم کسطرح اللہ کی نعمت کو پھینکدیں جو ہمارے لئے مہیا کیگئی ہیں بشرطیکہ ہم انکے طالب ہوں اور جبکہ اصدق الصادقین نے اس بارہ میں ہمیں خبر کردی ہے تو کیونکر ان کا انکار کریں۔

حمامۃ البشرٰی صفحہ ۸۱

واما ما ثبت من سنت رسول الله واثاره في هذا الباب فاعلم انه قال صلى الله عليه وسلم لقد كان فيمن كان قبلكم من بني اسرائيل رجال يكلمون من غير ان يكونوا انبياء فان يك في امتي منهم احد فعمر وقال قد كان فيما مضى قبلكم من الامم محدثون فانه ان كان في امتي هذه منهم فانه عمر بن الخطاب وجاء في البخاري في انه وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى الاية. عن ابن عباس انه كان يزيد فيه

محدثوا ثابت

اور وہ اس بارہ میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت و آثار سے ثابت ہے وہ یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوتے تھے جو خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھتے تھے حالانکہ وہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی اس قسم کا ہے تو منجملہ انکے ایک عمر بھی ہے اور فرمایا کہ ان امتوں میں جو تم سے پہلے گذرچکی ہیں محدث ہوتے تھے اور اگر میری اس امت میں کوئی محدث ہے تو منجملہ ان کے ایک عمر بن خطاب ہے۔ اور بخاری میں اس آیت میں وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی الآیہ یوں آیا ابن عباس سے روایت ہے کہ آیت مذکور میں

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۰۔۸۱

وكذلك علم الله عباده دعاء اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين ـ ومعلوم ان من انواع الهداية كشف والهام ورؤيا صالحة ومكالمات ومخاطبات وتحديث لينكشف بها غوامض القرآن ويزداد اليقين ـ بل لا معنى لانعام من غير هذه الفيوض السماوية فانها اصل المقاصد للسالكين الذين يريدون ان ينكشف عليهم دقائق المعرفة ويعرفوا ربهم في هذه الدنيا ويزدادوا اخباتا وايمانا ويصلوا محبوبهم متبتلين فلاجل ذالك حث الله عباده على ان يطلبوا هذا الانعام من حضرته فانه كان عليما بما في قلوبهم من عطش الوصال واليقين والمعرفة فرحمهم واعد كل معرفة للطالبين ثم امرهم ليطلبوها في الصباح والمساء والليل والنهار وما امرهم الا بعد ما رضي باعطاء هذا النعماء بل بعد ما قدر لهم ان يرزقوا منها وبعد ما جعلهم ورثاء الانبياء الذين خلوا من

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین سکھلائی اور معلوم ہے کہ ہدایت کے انواع میں سے کشف اور الہام اور رؤیا صالحہ اور مکالمات اور مخاطبات اور تحدیث ہیں۔ تاکہ ان سے قرآن کے دقائق کھلیں اور یقین بڑھے بلکہ ان آسمانی فیوض کے سوائے انعام کے کوئی معنے نہیں کیونکہ ان سالکوں کے لئے جو دقائق معرفت کے انکشاف کے خواہشمند ہیں اور اسی دنیا میں اپنے رب کی معرفت اور زیادہ محبت اور ایمان اور اپنے محبوب سے وصل چاہتے ہیں یہی اصل مقصد ہیں۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ترغیب دلائی ہے کہ اس انعام کو اس کی حضرت سے طلب کریں کیونکہ وہ علیم تھا لوگوں کے وصال اور یقین اور معرفت کی پیاس کو جو ان میں تھی۔ پس اس لئے اس نے ان پر رحم فرمایا اور طالبوں کو ہر ایک قسم کی معرفت مہیا فرمائی۔ پھر ان کو حکم دیا کہ ان امور کو صبح اور شام اور رات اور دن کو طلب کرو۔ اور یہ امر تب ہی دیا جبکہ اس کی پہلے ہی سے مرضی تھی کہ یہ نعمتیں ان کو دیجاویں بلکہ جبھی ان امور کو مقدر کیا جبکہ اس نے پہلے ہی سے دیدینے کا ارادہ ٹھان لیا تھا۔ انہاں کو ورثا

امت کے کاملوں کو بھی انعام دیئے جاتے ہیں وہ وارث انبیا کہلاتے ہیں

وما حسن ظهورها وخروجها الى الفعل لانسداد باب النبوة والى ذالك اشار النبي صلى الله عليه وسلم في قوله لو كان بعدي نبي لكان عمر. وما قال هذا الا بناءً على ان عمر كان محدثاً فاشار الى ان مادة النبوة وبذرها يكون موجوداً في المحدث

محدث میں مخفی اور مضمر ہوتے ہیں۔ اور باب نبوت کے بند ہونے کی وجہ سے اس کا ظہور اور خروج فعل تک ہی محبوس ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی طرف اپنے قول میں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا اشارہ کیا ہے اور یہ بات صرف اس بنا پر کہی ہے کہ عمر محدث تھا پس یہ اشارہ پایا گیا کہ مادہ نبوت و تخم نبوت محدث میں موجود ہوتا ہے ۔

آنحضرتؐ کے بعد اگر کوئی ہوتا تو عمرؓ

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۲

ولا شك ان المحدث موهبة مجردة لا تنال بكسب البتة كما هو شأن النبوة ويكلم الله المحدثين كما يكلم النبيين ويرسل المحدثين كما يرسل المرسلين ويشرب المحدث من عين يشرب منها النبي فلا شك انه نبي لولا سد الباب وهذا هو السر في ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سمّى الفاروق محدثاً اشار في قوله لو كان بعدي نبي لكان عمر وما كان هذا الاشارة الا الى ان المحدث يجمع كمالات النبوة في نفسه ولا فرق الا الذي في الظاهر والباطن والقوة والفعل فالنبوة شجرة موجودة في الخارج مثمرة ثمرة كاملة الى حدها والمحدثية كمثل بذر

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ محدثیت محض ایک موہبت ہے جو کسب سے ہرگز نہیں ملتی جیسے کہ شان نبوت ہے اور محدثوں سے اسی طرح اللہ ہمکلام ہوتا ہے جس طرح نبی ہمکلام ہوتے ہیں اور محدث اسی طرح بھیجے جاتے ہیں جس طرح رسول بھیجے جاتے ہیں اور محدث اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس سے نبی پیتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ نبی ہوتا اور اس میں یہ سِر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق کو محدث ٹھہرایا اور ان کی اس حدیث پر کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا غور کرو اور یہاں سوائے اس کے اور کوئی اشارہ نہیں کہ محدث کے نفس میں کمالات نبوت جمع ہوتے ہیں اور سوائے فرق ظاہر و باطن اور قوت اور فعل کے اور کوئی فرق نہیں پس نبوت ایک درخت ہے جو خارج میں موجود ہے اور ثمردار ہے اور اپنی

محدث کا مرتبہ موہبت ہے اس سے کلام اور اسکی بعثت نبی کی طرح ہوتی ہے۔

محدث کمالات نبوت کو اپنے نفس میں جمع رکھتا ہے۔

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۲

مجدد اعظم کا ظہور

ویکون الناس کان اللہ بدل مزاجہم وطبیعتہم وشحذ اذھانہم وافکارہم فاذا ظہرت واجتمعت ھذہ العلامات کلہا فتدل بدلالۃ قطعیۃ علی ان المجدد الاعظم قد ظہر والنور النازل قد نزل

اور لوگ ایسے ہو گئے ہیں کہ گویا اللہ تعالےٰ نے انکے مزاجوں انکی طبایع کو بدل دیا ہے اور انکے ذہنوں اور انکے فکروں کو تیز کردیا ہے جب اس قسم کی یہ کل علامتیں ظاہر اور جمع ہو گئیں تو قطعی دلیل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مجدد اعظم بھی ظاہر ہو گیا اور جو نور نازل ہونے والا تھا وہ نازل ہو گیا ◆

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۳

لیلۃ القدر میں مجدد مبعوث کیا جاتا ہے

ففی سورۃ القدر اشارۃ الی ان اللہ تعالیٰ قد وعد لھذہ الامۃ انہ لا یضیعہم ابدا بل اذا ما ضلوا وسقطوا فی ظلمات یاتی علیہم لیلۃ القدر ویتنزل الروح الی الارض یعنی یلقیہ اللہ علی من یشاء من عبادہ ویبعثہ مجددا ویتنزل مع الروح ملائکۃ یجذبون قلوب الناس الی الحق والھدایۃ فلا تنقطع ھذہ السلسلۃ الی یوم القیامۃ

اور سورہ قدر میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس امت کو وعدہ دیا کہ وہ اس کو ہرگز ضایع نہیں کریگا۔ بلکہ جب وہ گمراہ ہونگے اور ظلمات میں گرجائیں گے تو ان پر ایک لیلۃ القدر آئیگی اور روح زمین پر نازل ہو گی یعنی اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیگا نازل کریگا اور اس کو مجدد بنا کر مبعوث کریگا۔ اور روح کیساتھ ملایکہ بھی نازل ہونگے جو لوگوں کے دلوں کو حق اور ہدایت کیطرف پھیرینگے۔ اور یہ سلسلہ قیامت کے روز تک منقطع نہیں ہوگا ◆

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۰۹

مجدد بنا کر بھیجے گئے

اکان لکم عجبا ببعث مجدد ھلم انظروا فتن الزمان وفکروا

مجدد کے مبعوث ہونے پر آپ لوگوں کو تعجب ہے آؤ زمانہ کے فتنوں کو دیکھو اور فکر کرو۔

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۱۱

رد اللہ الیّ جئت منہ مجدد بوقت اضل الناس غول مسخر

اور مجھے اللہ نے ازل ہی سے اسی کیطرف سے مجدد بنکر آیا ہوں جبکہ شیطان نے لوگوں کو گمراہ کردیا ◆

مراتب الارتقاء والعرفان ويدخله
في الذين خلوا من قبله من الصلحاء
والاولياء والرسل والنبيين فيعطى
كمالا كمثل كمالهم وجمالا كمثل جمالهم
وجلالا كمثل جلالهم وقد يقتضي
الزمان والمصلحة ان يرسل هذا
الرجل على قدم نبي خاص فيعطى
له علما كعلمه وعقلا كعقله ونورا
كنوره واسما كاسمه ويجعل
الله ارواحهما كمرايا متقابلة فيكون
النبي كالاصل والولي كالظل

اور معرفت کے اعلیٰ مراتب کی طرف ترقی دیتا
ہے اور اسے ان لوگوں میں داخل کرتا ہے جو گذر چکے
اس سے پہلے صلحاء سے اور اولیاء سے اور رسولوں سے
اور نبیوں سے پس اسے انکے کمال جیسا کمال عطا
کرتا ہے اور انکے جمال جیسا جمال اور انکے جلال جیسا
جلال اور زمانہ اور مصلحت اس بات کا اقتضا کرتے
ہیں کہ اس آدمی کو ایک خاص نبی کے قدم پر بھیجا جائے
سو اسے دیا جاتا ہے اس کے علم جیسا علم اور اسکی
عقل جیسی عقل اور اسکے نور جیسا نور اور اسکے نام
جیسا نام اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ارواح
کو دو مقابل آئینوں کی طرح رکھ دیتا ہے پس نبی
مثل اصل کے ہوتا ہے اور ولی مثل ظل کے +

نبی اصل ہوتا ہے
اور ولی ظل کمالات
سب یہی رکھتا ہے

کرامات الصادقین صفحہ ۸۹

ان كمالات النبيين ليست ككمالات
رب العلمين وان الله احد صمد
وحده لا شريك له في ذاته ولا
في صفاته واما الانبياء فليسوا
كذالك بل جعل الله لهم وارثين
من المتبعين الصادقين فامتهم
ورثاؤهم يجدون ما وجد انبياؤهم
ان كانوا لهم متبعين

نبیوں کے کمالات رب العالمین کے
کمالات کی طرح نہیں اور اللہ ایک صمد لاشریک ہے
اپنی ذات میں اور صفات میں مگر نبی ایسے نہیں
ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے سچے پیرو ان
میں انکے وارث بنائے ہیں پس انکی امت انکی
وارث ہوتی ہے۔ وہ پاتے ہیں وہی
جو ان کے نبیوں نے پایا اگر وہ ان کے
پیرو ہوں +

نبیوں کے وارث
وہی کچھ پاتے
ہیں جو نبیوں
نے پایا

کرامات الصادقین صفحہ ۸۹

وتدل اية اهدنا الصراط المستقيم
صراط الذين انعمت عليهم ان تراث
السابقين من المرسلين والصديقين

اور آیت اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیہم اس بات پر دلالت کرتی ہے
کہ پہلوں کی وراثت جو مرسلین اور صدیقوں

نبیوں اور صدیقوں
کے سارے انعامات کے
وارثوں کو ملتے ہیں

کرامات الصادقین صفحہ ۳

ح تجدید دین کرتا رہے کہ ہر ایک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ نے اس امت کی
توجہ فرماتا ہے۔ اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص کر کے تجدید
کے مامور فرما دیتا ہے۔ یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف
ب پاک مبعوث ہوا اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے
دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس عاجز کو عطا کئے گئے ۔

کرامات الصادقین صفحہ ۵

ں کہ بٹالوی صاحب نے یہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیا
معصوم ہونے کا دعوے ہے ۔

کرامات الصادقین صفحہ ۲۵

میں عامہ ناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے۔ اور لکن رسول اللہ و
ء پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس
راس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں۔ اور جس
کے حرف ہیں۔ اور جس قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ
مالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے خلاف

کرامات الصادقین صفحہ ۵۰

وا اسلمنی ربی لتایید دینہ
فجئت لہذا القرن عبداً مجددا

کرامات الصادقین صفحہ ۶۱

رسول اللہ شمس منیرٌ ۔۔۔ اور کہ رسول اللہ صلعم شمس منیر ہیں
رسول اللہ بدرٌ و کوکبٌ ۔۔۔ اور رسول اللہ کے بعد چاند اور ستارے

کرامات الصادقین صفحہ ۵۸

یداً دیرقیہ الی الاعلیٰ ۔۔۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑتا ہے اور اسے ارتقا

مراتب الارتقاء والعرفان ويدخله في الذين خلوا من قبله من الصلحاء والاولياء والرسل والنبيين فيعطى كمالا كمثل كمالهم وجمالا كمثل جمالهم وجلالا كمثل جلالهم وقد يقتضي الزمان والمصلحة ان يرسل هذا الرجل على قدم نبي خاص فيعطى له علما كعلمه وعقلا كعقله ونورا كنوره واسما كاسمه ويجعل الله ارواحهما كمرايا متقابلة فيكون النبي كالاصل والولي كالظل

اور معرفت کے اعلےٰ مراتب کی طرف ترقی دیتا ہے اور اسے ان لوگوں میں داخل کرتا ہے جو گذر چکے اس سے پہلے صلحا سے اور اولیاء سے اور رسولوں سے اور نبیوں سے پس اسے انکے کمال جیسا کمال عطا کرتا ہے اور انکے جمال جیسا جمال اور انکے جلال جیسا جلال اور زمانہ اور مصلحت اس بات کا اقتضا کرتے ہیں کہ اس آدمی کو ایک خاص نبی کے قدم پر بھیجا جائے سو اسے دیا جاتا ہے اس کے علم جیسا علم اور اسکی عقل جیسی عقل اور اسکے نور جیسا نور اور اسکے نام جیسا نام اور اللہ تعالےٰ ان دونوں کے ارواح کو دو متقابل آئینوں کی طرح رکھ دیتا ہے پس نبی مثل اصل کے ہوتا ہے اور ولی مثل ظل کے +

نبی اصل ہوتا ہے اور ولی ظل کمالات سب ہی رکھتا ہے

کرامات الصادقین صفحہ ۸۹

ان كمالات النبيين ليست ككمالات رب العالمين وان الله احد صمد لا شريك له في ذاته وصفاته واما الانبياء فليسوا كذلك بل جعل الله لهم وارثين من المتبعين الصادقين فانهم ورثاؤهم يجدون ما وجد انبياؤهم ان كانوا لهم متبعين

نبیوں کے کمالات رب العالمین کے کمالات کی طرح نہیں اور اللہ ایک صمد لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں مگر نبی ایسے نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے انکے لئے سچے پیرو انکے وارث بنائے ہیں پس انکی امت انکی وارث ہوتی ہے۔ وہ پاتے ہیں وہی جو ان کے نبیوں نے پایا اگر وہ ان کے پیرو ہوں +

نبیوں کے وارث وہی کچھ پاتے ہیں جو نبیوں نے پایا

کرامات الصادقین صفحہ ۸۹

يدل آية اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم ان تراث النبيين من المرسلين والصدقين

اور آیت اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبیوں کی وراثت جو مرسلین اور صدیقوں

نبیوں کے انعام انکے وارثوں کو ملتے ہیں

کرامات الصادقین صفحہ ۳۰

واضح ہو کہ سوانح سنت قدیمہ تبدیلہ کے کہ ہر ایک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ نے اس امت مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے۔ اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ خاص کو کسی تجدید دین متین کے لئے مامور فرما دیتا ہے۔ یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد کا خطاب پاکر مبعوث ہوا اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے ان کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس عاجز کو عطا کئے گئے۔

کرامات الصادقین صفحہ ۵

"لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔

کرامات الصادقین صفحہ ۲۳

بالآخر میں عامہ ناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے۔ اور لکن رسول اللہ و خاتم النبیین پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں۔ اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں۔ اور جس قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے خلاف نہیں۔

کرامات الصادقین صفحہ ۵۰

وارسلنی ربی لتائید دینہ
فجئت لہذا القرن عبداً مجددا

کرامات الصادقین صفحہ ۶۱

وان رسول اللہ شمس منیرۃ	اور کہ رسول اللہ صلعم شمس منیر ہیں
وبعد رسول اللہ بدر وکوکب	اور رسول اللہ کے بعد چاند اور ستارے

کرامات الصادقین صفحہ ۸۵

ثم یاخذ یدہ ویرقیہ الی الاعلیٰ — پھر اس کا ہاتھ پکڑتا ہے اور اسے ارتقا

مجدد ہونا سنت قدیمہ ہے

مجدد کا خطاب خدا کی طرف سے

انبیاء کے سوا کوئی معصوم نہیں

ختم نبوت کے عقیدہ پر ایمان

مجدد

آنحضرت صلعم کے بعد ظلی سورج

المبالغۃ ۔ بل ھو الحقیقۃ التی ظہرت علی من حضرۃ العزۃ "۔۔ ...... وکان کظل لرسولنا سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم فی جمیع الاٰداب

جو حضرت عزت کی طرف سے ظاہر ہوئی ہے اور وہ ہمارے رسول اور سید صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح سارے آداب میں ظل کی مانند تھے۔

سر الخلافۃ صفحہ ۵۶

وقال ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاٰخرین ولکل ثلۃ امام ولیس فیہ کلام فہذہ اشارۃ الی خاتم الائمۃ وھو المہدی الموعود اللاحق بالصحابۃ کما قال عز وجل واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم

اور فرمایا ایک گروہ پہلوں سے اور ایک گروہ پچھلوں سے اور ہر ایک گروہ کا ایک امام ہوتا ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں پس یہ اشارہ ہے خاتم الائمہ کیطرف اور وہ مہدی موعود ہے جو صحابہ سے ملنے والا ہے۔ جیسے کہ فرمایا اللہ عزوجل نے اور انہیں سے آخریں جو ابھی ان سے نہیں ملے۔

مہدی خاتم الائمہ ہے اور صحابہ سے ملتا ہے۔

خاتم الخلفاء کے معنے

جنگ مقدس صفحہ ۵۸

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون ۔ الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لہم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ لاتبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم س ۔ یعنی خبردار رہو وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے دوست ہیں ان پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے وہ وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے یعنے اللہ اور رسول کے تابع ہوگئے اور پھر پرہیزگاری اختیار کی ان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے اس دنیا کی زندگی اور نیز آخرت میں بشارت ہے یعنی خدا تعالیٰ خواب اور الہام کے ذریعے سے اور نیز مکاشفات سے ان کو بشارتیں دیتا رہیگا خدا تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف نہیں اور یہ بڑی کامیابی ہے جو ان کے لئے مقرر ہو گئی ۔ یعنے اس کامیابی کے ذریعہ سے ان میں اور غیروں میں فرق ہو جائے گا ۔ اور جو سچے نجات یافتہ نہیں اُن کے مقابل میں دم نہیں مار سکیں گے ۔ الخ

اولیاء اللہ کو بشارتیں دی جاتی ہیں۔

جنگ مقدس صفحہ ۶۷

اسی طرح میں بھی وہ بات پیش کرتا ہوں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو معلوم ہے میرا دعوٰے نہ خدائی کا اور نہ افتدار کا اور میں ایک مسلمان آدمی ہوں جو قرآن شریف کی پیروی کرتا ہوں اور قرآن شریف کی تعلیم کے رو سے اس موجودہ نجات کا مدعی ہوں۔

دعوے نبوت کا انکار

شہادت القرآن صفحہ ۲۶ (دوسرا ایڈیشن)

"اب چونکہ مماثلت فی الانعامات ہونا از بس ضروری ہے۔ اور مماثلت تامہ تبھی متحقق ہوسکتی تھی کہ جب مماثلت فی الانعامات متحقق ہو پس اسی لئے یہ ظہور میں آیا کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قریباً چودہ سو برس تک ایسے خدام شریعت عطا کئے گئے کہ وہ رسول اور ملہم من اللہ تھے۔ اور اختتام اس سلسلہ کا ایک ایسے رسول پر ہوا جس نے تلوار سے نہیں بلکہ فقط رحمت اور خلق سے حق کی طرف دعوت کی اسی طرح ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ خدام شریعت عطا کئے گئے جو برطبق حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ملہم اور محدث تھے"

اس امت کے محدث بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثیل اور قائمقام ہیں اور مماثلت فی الانعامات ہے

شہادت القرآن صفحہ ۴۳ (دوسرا ایڈیشن)

لیکن وہ نبی جو افضل الرسل اور خیر الانبیاء کہلاتا ہے۔ اور جس کی شریعت کا دامن قیامت تک ممتد ہے۔ اس کی برکات گویا اس کے زمانہ تک ہی محدود رہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے نہ چاہا کہ کچھ بہت مدت تک اس کی برکات کے نمونے اس کی روحانی خلیفوں کے ذریعے سے ظاہر ہوں۔ ایسی باتوں کو سن کر تو ہمارا بدن کانپ جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ وہ لوگ بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں کہ جو سراسر چالاکی اور بیباکی کی راہ سے ایسے بے ادبانہ الفاظ مونہہ پر لے آتے ہیں کہ گویا اسلام کی برکات آگے نہیں۔ بلکہ مدت ہوئی کہ ان کا خاتمہ ہو چکا ہے ٭

برکات نبوی کا ظہور خلفاء کے ذریعہ ہوتا ہے

شہادۃ القرآن صفحہ ۴۱ (دوسرا ایڈیشن)

پس یہ آیت درحقیقت اس دوسری آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے لئے بطور تفسیر کے واقع ہے۔ اور اس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ حفاظت قرآن کیونکر اور کس طور سے ہوگی سو خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہوں گا اور خلیفہ کے لفظ کو اس اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کریم کے جانشین ہوں گے اور اس کی برکتوں میں سے حصہ پاویں گے ٭

خلفاء قرآن کی حفاظت کیلئے بھیجے گئے اور نبی کی برکات سے حصہ پایا

شہادۃ القرآن۔ صفحہ ۴۲

لیکن افسوس کہ معترض نے بے خبر ناحق آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو پیش کردیا ہم کب کہتے ہیں کہ مجدد اور محدث دنیا میں آکر دین میں سے کچھ کم کرتے ہیں یا زیادہ کرتے

مجددوں محدثوں روحانی خلیفوں کا کام کیا ہے

میرا نبوت کا کوئی دعوے نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعوے کرتا ہے وہ نبی ہو جاتا ہے میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ و رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمارے مذہب کے رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ رسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں ✦

جنگ مقدس صفحہ ۱۰۸

مدت ہائے دراز تک خلیفے اور بادشاہ بھیجتا رہا ایسا ہی اس جگہ بھی کریگا۔ اور اس کو معدوم ہونے نہیں دیگا ✦

(شہادت القرآن صفحہ ۲۳ دوسرا ایڈیشن)

واذا الرسل اقتت میں الف لام عہد خارجی پر دلالت کرتا ہے یعنی وہ مجدد جس کا بھیجنا بزبان رسول کریم معہود ہو چکا ہے اس عیسائی تاریکی کے وقت میں بھیجا جائیگا ✦

(شہادت القرآن صفحہ ۲۴ دوسرا ایڈیشن)

مسیح موعود نے بھی چودھویں صدی کے سر پر ظہور کیا اور محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے انطباق کلی پا گیا اور اگر یہ کہا جائے کہ موسوی سلسلہ میں توحمایت دین کے لئے نبی آتے رہے۔ اور حضرت مسیح بھی نبی تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا ایسا ہی محدثین کا نام بھی مرسل رکھا۔ اسی اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں وقفینا من بعدہ بالرسل آیا ہے۔ اور یہ نہیں آیا کہ قفینا من بعدہ بالانبیاء پس یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں۔ خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں۔ چونکہ ہمارے سید و رسول صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائمقام محدث رکھے گئے۔ اور اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ ثلۃ من الاولین ثلۃ من الاخرین چونکہ ثلہ کا لفظ دونوں فقروں میں برابر آیا ہے اس لئے قطعی طور پر بیان سے ثابت ہوا کہ اس امت کے محدث اپنی تعداد میں اور اپنے طولانی سلسلہ میں موسوی امت کے مرسلوں کے برابر ہیں ✦

ہمیشہ الہام ہونے سے نبی نہیں بن گیا

میرے نشان کرامات ہیں

خلیفے ہمیشہ رہیں گے

رسول کے مجدد مراد ہیں

رسل جو ہیں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں

خدا نے محدث کا نام مرسل رکھا ہے

خاتم الانبیاء کے بعد نبی کے قائمقام محدث رکھے گئے

ہے کہ یہ منع کرنا سراسر حماقت ہے۔ افسوس کہ ایسے اعتراضات کرنے والے نہیں سوچتے کہ تکمیل شئے دیگر ہے اور وقتاً فوقتاً ایک مکمل عمارت کی صفائی کرنا یہ اور بات ہے۔ یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے۔ ہاں گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قایم کرتے ہیں۔ اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالےٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں۔ پھر جو شخص ان کا منکر ہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔

مجددوں کا منکر فاسق ہے۔

شہادت القرآن صفحہ ۵۰

ماسوا اس کے اسلئے کہ ہر ایک زمانہ میں نئی مشکلات بھی تو پیش آتی ہیں اور قرآن جامع جمیع علوم تو ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی زمانہ میں اسکے تمام علوم ظاہر ہو جائیں۔ بلکہ جیسی جیسی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ویسے ویسے قرآنی علوم کھلتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے روحانی معلم بھیجے جاتے ہیں۔ جو وارث رسل ہوتے ہیں اور ظلی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں اور جس مجدد کی کارروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کارروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عند اللہ اسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

مجدد وارث رسل ہیں ظلی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں
جو مجدد جس نبی سے مشابہ ہو اس نبی کا نام پاتا ہے

شہادت القرآن صفحہ ۳۰

اللہ جل شانہ فرماتا ہے واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض الجزو نمبر ۱۳ یعنے جو چیز انسانوں کو نفع پہنچاتی ہے وہ زمین پر باقی رہتی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ دنیا میں زیادہ تر انسانوں کو نفع پہنچانے والے گروہ انبیا ہیں کہ جو خوارق سے معجزات سے پیشگوئیوں سے حقایق سے معارف سے اپنی راستبازی کے نمونہ سے انسانوں کے ایمان کو قوی کرتے ہیں اور حق کے طالبوں کو دینی نفع پہنچاتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ دنیا میں کچھ بہت مدت تک نہیں رہتے۔ بلکہ تھوڑی سی زندگی بسر کر کے اس عالم سے اٹھائے جاتے ہیں۔ لیکن آیت کے مضمون میں خلاف نہیں اور ممکن نہیں کہ خدا تعالےٰ کا کلام خلاف واقع ہو۔ پس انبیاء کی طرف نسبت دیکر معنے آیت کے یوں ہونگے کہ انبیاء من حیث الظل باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالےٰ ظلی طور پر ہر ایک ضرورت کے وقت میں کسی اپنے بندہ کو ان کی نظیر اور مثیل پیدا کر دیتا ہے جو انہیں کے رنگ میں ہو کر ان کی دائمی زندگی کا موجب ہوتا ہے۔ اور اسی ظلی وجود کے قایم رکھنے کے لئے خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کو یہ

انبیا من حیث الظل باقی رکھے جاتے ہیں۔

ہیں۔ بلکہ ہمارا تو یہ قول ہے کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے۔ اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے۔ تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں۔ نہ معلوم کہ بیچارہ معترض نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ مجدد اور روحانی خلیفے دنیا میں آکر دین کی کچھ ترمیم و تنسیخ کرتے ہیں۔ نہیں وہ دین کو منسوخ کرنے نہیں آتے۔ بلکہ دین کی چمک اور روشنی دکھانے کو آتے ہیں۔

شہادت القرآن صفحہ ۴۴۔

اور درحقیقت سوچنے والے کے لئے یہ بات نہایت صاف اور روشن ہے کہ وہ خدا جس کا نام رحمٰن اور رحیم ہے۔ اتنی بڑی سزا دینے کے لئے کیونکر یہ قانون اختیار کر سکتا ہے کہ بغیر پورے طور پر اتمام حجت کے مختلف بلاد کے ایسے لوگوں کو جنہوں نے صدہا برس کے بعد قرآن اور رسول کا نام سنا اور پھر وہ عربی سمجھ نہیں سکتے قرآن کی خوبیوں کو دیکھ نہیں سکتے دائمی جہنم میں ڈال دے اور کس انسان کی کانشنس اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ بغیر اس کے کہ قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا اس پر ثابت کیا جائے یونہی اس پر جبری پیروی جائے پس یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلی طور پر انوار نبوت پا کر دنیا کو ملزم کریں۔ اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کی پاک برکات لوگوں کو دکھلاویں یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک زمانہ کے لئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے۔ اور مجدد وقت ان قوتوں اور ملکوں اور کمالات کے ساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے۔ سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اسی طرح کرتا رہیگا۔

خلیفہ ہمیشہ [illegible] ظلی اور بروزی نبوت پاتے تھے۔

شہادت القرآن صفحہ ۴۶۔

اور اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ دین کی تکمیل اس بات کو مستلزم نہیں جو اس کی مناسب حفاظت سے بکلی دست بردار ہو جائے۔ مثلاً اگر کوئی گھر بنا دے اور اس کے تمام کمرے سلیقے سے تیار کرے۔ اور اس کی تمام ضرورتیں جو عمارت کے متعلق ہیں باحسن وجہ پوری کر دیوے اور پھر مدت کے بعد آندھیاں چلیں اور بارشیں ہوں اور اس گھر کے نقش و نگار پر گرد و غبار بیٹھ جائے اور اس کی خوبصورتی چھپ جاوے اور اس کا کوئی وارث اس گھر کو صاف اور سفید کرنا چاہے مگر اس کو منع کر دیا جاوے کہ گھر تو مکمل ہو چکا ہے تو ظاہر

مجدد تکمیل دین کے لئے نہیں آتے تجدید کے لئے آتے ہیں۔

شہادت القرآن صفحہ ۶۰

ہاں مجدد بن کی بشارت ہیں توریت کی پیشگوئی اور قرآن کی پیشگوئی میں صرف پیرایہ بیان کا فرق ہے یعنے توریت میں تو اسرائیلی قوت کے ٹوٹنے اور عصا کے جاتے رہنے کے وقت میں جس سے مراد زوال سلطنت تھا سیلا کے آنے کی بشارت دی گئی ہے۔ مگر قرآن میں اسلامی طاقت کے کم ہونے اور امواج فتن کے اٹھنے کے وقت جو عیسائی واعظوں کی دجالیت سے مراد ہے نفخ صور کی خوشخبری دی گئی ہے اور نفخ صور سے مراد قیامت نہیں ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے امواج فتن کے پیدا ہونے پر تو سو برس سے زیادہ گذر گیا ہے۔ مگر کوئی قیامت برپا نہیں ہوئی بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ کسی مہدی اور مجدد کو بھیجکر ہدایت کی صور پھونکی جائے +

نفخ صور سے مراد کسی مہدی اور مجدد کی بعثت ہے +

شہادت القرآن صفحہ ۶۱

اور جیسا کہ قرآن میں نفخ صور سے کسی مجدد کا بھیجنا مراد ہے تا عیسائی مذہب کے غلبہ کو توڑ سے ایسا ہی امواج فتن سے وہ دجالیت مراد ہے جو حدیثوں میں دجال معہود کے نام پر بیان کی گئی ہے

نفخ صور سے مجدد مراد ہے

شہادت القرآن صفحہ ۶۱

اس صدی کا مجدد حضرت مسیح کے رنگ میں آیا اور بوجہ قوی مشابہت کے مسیح موعود کہلایا اور یہ نام کچھ بناوٹی نہیں بلکہ حالات موجودہ کے مطابقت کی وجہ سے اسی نام کی ضرورت پڑی +

صدی کا مجدد مسیح موعود کے رنگ میں

شہادت القرآن صفحہ ۶۲

ایک مجدد حضرت مسیح کے نام پر چودھویں صدی میں آنا ضروری ہے +

مسیح موعود کے نام پر مجدد کا آنا ضروری ہے

شہادت القرآن صفحہ ۶۷

باوجود اس کے تمام لوازم موجودہ بلند آواز سے یہی پکار رہے ہیں کہ اس صدی کا مجدد مسیح موعود ہو +

اس صدی کا مجدد مسیح موعود ہے

شہادت القرآن صفحہ ۶۸

اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالے کسی مخالف کے مقابل پر مجھے مغلوب نہیں کریگا کیونکہ میں اس کی طرف سے ہوں اور اس کے دین کی تجدید کے لئے اس کے حکم سے آیا ہوں +

خدا کے حکم سے مجدد ہوا ہوں

شہادت القرآن صفحہ ۷۶

اور مجھے تعجب ہے کہ جس حالت میں مسلمانوں کو کسی مجدد کے ظاہر ہونے کے وقت خوش ہونا چاہئے

میں مجدد ہوں

دعا سکھلائی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم یعنے اے خدا ہمکو ہمیں وہ سیدھی راہ دکھا جو تیرے اُن بندوں کی راہ ہے جنپر تیرا انعام ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کا انعام جو انبیاء پر ہوا تھا جس کے مانگنے کے لئے اس دعا میں حکم ہے وہ درم اور دینار کی قسم میں سے نہیں بلکہ وہ انوار اور برکات اور محبت اور یقین اور خوارق اور تائید سماوی اور قبولیت اور معرفت تامہ کاملہ اور وحی اور کشف کا انعام ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے اس امت کو اس انعام کے مانگنے کے لئے تبھی حکم فرمایا کہ اول اس انعام کے عطا کرنے کا ارادہ بھی کر لیا۔ پس اس آیت سے بھی کھلے کھلے طور پر یہی ثابت ہوا کہ خدا تعالےٰ نے اس امت کو ظلی طور پر تمام انبیاء کا وارث ٹھیراتا ہے تا انبیاء کا وجود ظلی طور پر ہمیشہ باقی رہے۔ اور دنیا ان کے وجود سے کبھی خالی نہ ہو۔

شہادت القرآن صفحہ ۴۷

پھر بعض اور آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور خداوند کریم نے یہی ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلم جو انبیاء کے وارث ہیں ہمیشہ ہوتے رہیں۔

شہادت القرآن صفحہ ۴۸

خلیفہ کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبر سے نہیں سوچتے۔ کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو۔ کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔

شہادت القرآن صفحہ ۵۵

ایسا ہی اس امت میں بھی ہزاروں نبی کے مرتبہ کے، بلاشبہ محدث ایسے وقت میں پیدا ہونا ضروری ہے کہ جب امت بھی اسی طور پر بگڑ جائے کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودی بگڑ گئے ہوئے تھے۔

شہادت القرآن صفحہ ۵۵ (دوسرا ایڈیشن)

اب جبکہ قرآن شریف کے رو سے بھی ثابت ہوا کہ اس امت مرحومہ میں سلسلہ خلافت دائمی اسی طور پر اور اسی کی مانند قایم کیا گیا ہے جو حضرت موسیٰ کی شریعت میں قایم کیا گیا تھا اور صرف اس قدر لفظی فرق رہا کہ اس وقت تائید دین موسوی کے لئے نبی آتے تھے۔ اور اب محدث آتے ہیں۔

روحانی معلم وارث انبیاء

خلیفہ ظل رسول ہوتا ہے اور اس کے کمالات پاتا ہے۔

ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے ◆

برکات الدعا صفحہ ۲۷

اور مصنف کو دیکھئے براہین احمدیہ کے مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پہ اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں ◆

مجدد وقت خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر اکابر اولیاء سے بہتوں پر فضیلت

نور الحق حصہ اول صفحہ ۵۱

فلا شك ان هذه العقيدة اعني عقيدة نزول المسيح من السماء مبتلاة بامراض لا بمرض واحد يخالف بينات القران ويكذب امر ختم النبوة ويبائن محاورات القوم

پس کچھ شک نہیں کہ اس عقیدہ کو نہ ایک بیماری بلکہ کئی بیماریاں لگی ہوئی ہیں۔ قرآن کی بینات کے مخالف ہے۔ ختم نبوت کے امر کی تکذیب کرتا ہے اور قوم عرب کے محاورات کے مغایر پڑا ہوا ہے ◆

عقیدہ نزول مسیح از آسمان ختم نبوت کے منافی ہے

نور الحق حصہ اول صفحہ ۳۷

يوم يقوم الروح والملائكة صفًا لا يتكلمون الا من اذن له الرحمن وقال صوابًا واشير في اية عسى ان يبعثك ربك مقامًا محمودًا الا انه تعالى لا يعطي هذا المقام المحمود الانبياء وصفيه محمد المصطفى خير الرسل وخاتم النبيين والقي في روعي ان المراد من لفظ الروح في اية يوم يقوم الروح جماعة الرسل والنبيين والمحدثين اجمعين الذين يلقى الروح عليهم

اس روز یعنی قیامت کے دن روح اور فرشتے کھڑے ہونگے اور شفاعت کے بارے میں کوئی بول نہیں سکیگا۔ مگر وہی جس کو خدا کی طرف سے اجازت ملے اور کوئی نالائق شفاعت نہ کرے اور آیۃ عسیٰ ان یبعثک میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ مقام محمود بجز اپنے برگزیدہ نبی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو عنایت نہیں کریگا اور میرے دل میں ڈالا گیا اس آیت میں لفظ روح سے مراد رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کی جماعت مراد ہے جن پر روح القدس ڈالا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ

روح سے مراد رسولوں نبیوں محدثوں کی جماعت ہے جن پر القائے روح ہوتا ہے اور وہ سب متکلم ہوتے ہیں۔

یہ ہیچ دتا ب کیوں ہے ۔

برکات الدعا صفحہ ۱۰

صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت کے نوروں کو حاصل کرنے والے علم نبوت کے پہلے وارث تھے۔ اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا۔ اور نصرت الٰہی ان کی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی کیونکہ ان کا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔

علم نبوت کے پہلے وارث صحابہ تھے

برکات الدعا صفحہ ۱۲۔

صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے۔ اور بغیر نبوت اور تجدید احکام کے وہ سب باتیں اس کو دی جاتی ہیں جو نبی کو دی جاتی ہیں ...... اور یہ راہ اس امت کے لئے کھلی ہے ...... خدا تعالیٰ نے وعدہ کر چکا ہے کہ بجز مطہرین کے علم نبوت کسی کو نہیں دیا جائے گا۔

محدث نبی متبوع کا پورا ہمرنگ بغیر نبوت اور تجدید احکام سب کچھ پاتا ہے

برکات الدعا صفحہ ۱۳ و ۱۴

اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت اور ثبوت کی یقینی حقیقت جو ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں منکرین دین کو ساکت کر سکے اسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے کہ سلسلہ وحی بر رنگ محدثیت ہمیشہ کے لئے جاری رہے۔ سو اس نے ایسا ہی کیا۔ محدث وہ لوگ ہیں جو شرف مکالمہ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں اور ان کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے اور وہ خواص عجیبہ نبوت کے لئے بطور آیات باقیہ کے ہوتے ہیں تا یہ دقیق مسئلہ نزول وحی کا کسی زمانہ میں بے ثبوت ہو کر صرف بطور قصہ کے نہ ہو جائے اور یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام دنیا سے بے وارث ہی گذر گئے اور اب ان کی نسبت کچھ ماننے ظاہر کرنا بجز قصہ خوانی کے اور کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک صدی میں ضرورت کے وقت ان کے وارث پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس صدی میں یہ عاجز ہے۔

محدث مکالمہ الٰہیہ سے مشرف اور انبیاء سے مشابہت رکھتے ہیں

ہر صدی میں وارث انبیاء پیدا ہوتے رہے ہیں

برکات الدعا صفحہ ۱۵

اور یہ کہنا کہ اب وحی ولایت کی راہ مسدود ہے اور نشان ظاہر نہیں ہو سکتے اور دعائیں قبول نہیں ہوتیں یہ ہلاکت کی راہ ہے۔

وحی ولایت مسدود نہیں ہوئی

برکات الدعا صفحہ ۱۷

میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو برنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے

مجھ پر جو وحی نازل ہوتی ہے وحی ولایت ہے

ہر کہ در راہ محمد زد قدم
انبیاء را شد مثیل آں محترم

نورالقرآن حصہ دوم صفحہ ۲۷

کہ جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ ظلی طور پر بقدر اپنی استعداد کے اس نور کو حاصل کر لیتا ہے جو خدا تعالےٰ کی ذات میں ہے ✦

مومن خدا کا ... کر لیتا

ضیاءالحق صفحہ ۳۳ و ۳۴

اگر کوئی بات کسی مجدد وقت کی کسی کو سمجھ نہ آوے تو کچھ مضائقہ نہیں کہ ڈرتے ڈرتے نیک نیتی اور پاک دل کے ساتھ اس مسئلہ میں بحث کرے مگر عداوت اور بدزبانی تک اس معاملہ کو نہ پہنچاوے ✦

مجدد ...

ست بچن صفحہ ۶۶ و ۶۷

ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کے مقدس اور پاک لوگ ابتدا سے ہوتے رہے ہیں جو اس سے الہام پاکر اس کی خبر لوگوں کو دیتے رہے مگر سب سے بڑے اُن میں سے وہی ہیں جن کی بڑی تاثیریں دنیا میں پیدا ہوئیں ۔ اور جن کی متابعت سے بڑے بڑے اولیا ہر ایک زمانہ میں ہوتے رہے ۔ سو وہ جناب سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ جن کی امت کی تعداد انگریزوں نے سرسری مردم شماری میں بیس کروڑ لکھی تھی مگر جدید تحقیقات کی رو سے معلوم ہوا ہے کہ دراصل مسلمان روئے زمین پر ۴۰ کروڑ ہیں ✦

آنحضرت ... مقدس ... سردار ... انکی پیروی ... جن کی متابعت ... اولیا پیدا ...

ست بچن صفحہ ۸۶

اسی طرح جو لوگ خدا تعالےٰ کے ہی ہو جاتے ہیں ۔ اور اس کے پیچھے فرمانبردار بن کر دریائے رحمت الٰہی میں داخل ہو جاتے ہیں ۔ بلاشبہ وہ بھی پاک ہو جاتے ہیں مگر ایک اور قوم بھی ہے جو مچھلیوں کی طرح اس دریا میں ہی پیدا ہوتی ہے اور اس دریا میں ہی ہمیشہ رہتی ہے ۔ اور ایک دم بھی اس دریا کے بغیر جی نہیں سکتی ۔ وہ وہی لوگ ہیں جو پیدائشی پاک ہیں اور ان کی فطرت میں عصمت ہے انہیں کا نام نبی اور رسول اور پیغمبر ہے

انبیا دفطرتاً پاک ہوتے ہیں ... نہ کہ کسبی ...

.... جو لوگ ذکر اور عبادت اور محبت سے اس کی یاد میں مصروف رہتے ہیں خدا تعالےٰ اپنی صفت ان پر بھی ڈال دیتا ہے تب وہ بھی اس پاکی سے ظلی طور پر حصہ پا لیتے ہیں ۔ جو خدا تعالےٰ کی ذات میں حقیقی طور پر ...

خدا میں جو صفت حقیقی ہے مومن اسے ظلی طور پر پاتا ہے ...

وحیید دنی مکالمات — کے ہمکلام ہوتے ہیں"

نورالحق صفحہ ۰ ۴ (جلد دوم)

مجھے راستبازوں کا وارث بنایا

وہ میرا رب ہے اس نے اپنے پاس سے میری مدد کی اور مجھے دوست پکڑا اور اس نے مجھ پر ان راستبازوں کے علوم کھول دیئے جو پہلے گذرے ہیں اور مجھے وارثوں میں سے کیا۔

نورالحق صفحہ ۴ ۲ و ۲۵ (جلد دوم)

میں امام الآخرین ہوں

مگر تم جانتے ہو کہ میں کئی برس سے بار بار رب العلمین کہہ رہا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوں اور تم مجھے کافر ٹھیراتے اور لعنت کرتے اور جھٹلاتے ہو۔ .... آنے والے امام کی قرآن کریم میں خبر دی ہے اور کہا کہ ایک گروہ پہلوں میں سے اور ایک گروہ پچھلوں میں سے ہوگا اور ہر ایک گروہ کے لئے ایک امام ہوتا ہے سو سوچ کیا اس میں کوئی کلام ہے۔ سو تم امام الآخرین سے کہاں بھاگتے ہو۔

نورالحق صفحہ ۷۴ (حصہ دوم)

زمانہ مجدد کو چاہتا ہے

الوقت یدعو مصلحا ومجددا	فادنوا بقلب طاهر وجنان
وقت ایک مصلح اور مجدد کو بلا رہا ہے۔	سو تم ایک نظر اور پاک دل کیساتھ دیکھو

انوار الاسلام صفحہ ۴ ۳

میرا اعتراض کہ نبوت کا دعویٰ کیا جواب لعنت اللہ

اور اگر یہ اعتراض ہے کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین المفترین۔ اور اگر یہ اعتراض ہے کہ کسی نبی کی توہین کی ہے۔ اور وہ کلمہ کفر ہے تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین .... خدا تعالےٰ کے ساتھ بھی لڑنے سے نہیں ڈرتے عجب بات ہے کہ خدا تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ جو السلام علیکم کہے اسکو کافر مت سمجھو۔

ضیاء الحق صفحہ ۴ ۵

آنحضرت صلعم کا تابع مثیل انبیاء ہو جاتا ہے

سید شاں آنکہ نامش مصطفےٰ است	رہبر ہر زمرۂ صدق و صفا است
مے درخشد روئے حق در روئے او	بوئے حق آید ز بام و کوئے او
ہر کمال رہبری بر وے تمام	پاک روئے و پاک رویاں را امام
تابعش بحر معانی مے شود	از زمینی آسمانی میشود

مکالمہ کے طور پر ایک کلام روشن لذیذ پُر معنی پُر حکمت پوری شوکت کے ساتھ اس کو سنا ئی دے اور کم سے کم بارہا اس کو ایسا اتفاق ہوا ہو کہ خدا میں اور اس میں عین بیداری میں دس مرتبہ سوال و جواب ہوا ہو اس نے سوال کیا خدا نے جواب دیا۔ پھر اسی وقت عین بیداری میں اس نے کوئی اور عرض کی اور خدا نے اس کا بھی جواب دیا۔ پھر گذارش عاجزانہ کی خدا نے اس کا بھی جواب عطا فرمایا۔ ایسا ہی دس مرتبہ تک خدا میں اور اس میں باتیں ہوتی رہیں اور خدا نے بارہا ان مکالمات میں اس کی دعائیں منظور کی ہوں عمدہ عمدہ معارف پر اس کو اطلاع دی ہو آنے والے واقعات کی اس کو خبر دی ہو اور اپنے برہنہ مکالمہ سے بار بار کے سوال و جواب میں اس کو مشرف کیا ہو تو ایسے شخص کو خدا تعالے کا بہت شکر کرنا چاہئے اور سب سے زیادہ خدا کی راہ میں فدا ہونا چاہئے۔ کیونکہ خدا نے محض اپنے کرم سے اپنے تمام بندوں میں سے اسے چُن لیا اور ان صدیقوں کا اس کو وارث بنا دیا جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں یہ نعمت بہت ہی نادر الوقوع اور خوش قسمتی کی بات ہے جس کو ملے۔ اس کے بعد جو کچھ ہے وہ ہیچ ہے۔ اس مرتبہ اور اس مقام کے لوگ اسلام میں ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں .... ؁

مکالمہ الٰہی جو نادر الوقوع اور صدیقوں کا ورثہ ہے اسلام میں لوگ ہمیشہ پاتے رہے

اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۳۱

میں بنی نوع پر ظلم کرونگا۔ اگر میں اس وقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے ؁

یہی مقام مکالمہ و مخاطبہ کا خدا نے مجھے دیا ہے

تحفہ قیصریہ صفحہ ۔ ۴

مجھے خدا نے جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ اپنی خدمت میں لے لیا۔ اور جیسا کہ وہ اپنے بندوں سے قدیم سے کلام کرتا آیا ہے۔ مجھے بھی اس نے اپنے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف بخشا۔ اور مجھے اس نے نہایت پاک اصولوں پر جو نوع انسان کے لئے مفید ہیں قائم کیا

خدا نے مجھے مکالمہ مخاطبہ کا شرف دیا جیسا پہلوں کو دیتا رہا ہے ؁

تحفہ قیصریہ صفحہ ۔ ۲۱

میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے ؁

میری روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح

موجود ہے مگر بعض کے لئے رحمت الٰہی ابتدا سے ہی سبقت کرتی ہے۔ اور وہ مادر زاد مورد عنایت ہوتے ہیں ✦

(لیکچر آریہ دھرم۔ صفحہ ۶)

تمام نبوتیں اور کمالات آنحضرت پر ختم ہو گئے

جس کو ہم اپنی پوری تحقیق کی رو سے سید المعصومین اور ان تمام پاکوں کا سردار سمجھتے ہیں جو عورت کے پیٹ سے نکلے اور اس کو خاتم الانبیاء جانتے ہیں کیونکہ اس پر تمام نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کمالات ختم ہو گئے ✦

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۵۹۔ دیپج بار چہارم طبع میگزین قادیان)

چونکہ تمام نبوتیں آنحضرت میں کمال کو پہنچیں اس لئے آنحضرت آخری نبی کی نبوت آئی

ہم اس کے کلام اور مخاطبات پر کسی زمانہ تک مہر نہیں لگاتے۔ بے شک وہ اب بھی ڈھونڈنے والوں کو الہامی چشمہ سے مالا مال کرنے کو طیار ہے۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ اور اب بھی اس کے فیضان کے دروازے ایسے کھلے ہیں جیسے کہ پہلے تھے۔ ہاں ضرورتوں کے ختم ہونے پر شریعتیں اور حدود ختم ہو گئیں۔ اور تمام رسالتیں اور نبوتیں آپ نے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سید و مولےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا۔ کمال کو پہنچ گئیں۔ …… اس لئے آخر میں اس کی نوبت آئی۔ اور اس کی نبوت عام ٹھہری تا تمام ملکوں کو دوبارہ برکات کا حصہ دیوے۔ اور جو غلطی پڑ گئی تھی اس کو نکال دے۔ پس ایسی کامل کتاب کے بعد کس کتاب کا انتظار کریں جس نے سارا کام انسانی اصلاح کا اپنے ہاتھ میں لے لیا ✦

قرآن کامل ہے جس نے تمام انسانی اصلاح کا کام اپنے ہاتھ میں لیا

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۹)

انبیاء کی وحی کا صفائی میں پہلا درجہ

کروڑ ہا نیک بندوں کو الہام ہوتا رہا ہے۔ مگر ان کا مرتبہ خدا کے نزدیک ایک درجہ کا نہیں۔ بلکہ خدا کے پاک نبی جو پہلے درجہ پر کمال صفائی سے خدا کا الہام پانے والے ہیں وہ بھی مرتبہ میں برابر نہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضہم علےٰ بعض یعنی نبیوں کو بعض نبیوں پر فضیلت ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ الہام محض فضل ہے اور فضیلت کے وجوہ میں اسکو دخل نہیں بلکہ فضیلت اس صدق اور اخلاص اور وفاداری کے قدر پر ہے جس کو خدا جانتا ہے۔ ہاں الہام بھی اگر اپنی بابرکت شرائط کے ساتھ ہو تو وہ بھی ان کا ایک پھل ہے ✦

الہام محض فضل سے ملتا ہے فضیلت کے وجوہ میں اسکو دخل نہیں

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۳۰)

اگر ایک صالح اور نیک بندہ کو بے حجاب مکالمہ الٰہی شروع ہو جائے اور مخاطبہ اور

اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔ ہم اس بات کے قایل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے ...... عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں سے تقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا۔ انصافاً دیکھو کیا یہی تکفیر کی بنا ہے۔ اگر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ تو بتاؤ کہ میرے کافر ٹھیرانے کے لئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے۔ بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں۔ لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔ مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کے لئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائے گی یا کچھ اور

سراج منیر صفحہ ۴

تم تو قایل ہو کہ جزئی فضیلت ایک ادنےٰ شہید کو ایک بڑے نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور یہ سچ ہے۔ کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا ....
اس کو کیا کہو گے جو کہا گیا ہو افضل من بعض الانبیاء ؛

سراج منیر صفحہ ۴

توبہ کرو اور خدا سے ڈرو اور حد سے مت بڑھو اگر دل سخت نہیں ہو گئے تو اس قدر کیوں

نبی اور رسول اور مرسل کا لفظ بحبر الہام میں بکثرت موجود ہے لیکن حقیقی معنوں میں نہیں

آنحضرت صلعم کے بعد نہ نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا مجاز کے طور پر نبی یا مرسل کہنا جایز ہے

خدا پر ایسا مجازی استعمال حرام نہیں

حدیثوں میں نبی کا لفظ میرے متعلق حقیقی معنی پر محمول نہیں

یہ علم مجھے خدا نے دیا ہے

میرے پر کھولا گیا ہے کہ نبوت کے دروازے بکلی بند ہیں

مسیح حقیقی نبی آئے

جزئی فضیلت خدا کا فضل مجھے مسیح سے کم نہیں ایک قول کہ مسیح موعود بعض انبیاء سے افضل

تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۲۔

میں حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں

یسوع کی طرف سے سچا سفیر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۱۵

اسلام نے ہزاروں لوگوں کو اس درجہ کی پاک زندگی تک پہنچایا ہے جس میں کہہ سکتے ہیں کہ گویا خدا کی روح ان کے اندر سکونت رکھتی ہے۔ قبولیت کی روشنی ان کے اندر ایسی پیدا ہو گئی ہے کہ گویا وہ خدا کی تجلیات کے مظہر ہیں۔ یہ لوگ ہر ایک صدی میں ہوتے رہے ہیں اور ان کی پاک زندگی بے ثبوت نہیں اور نرا اپنے منہ کا دعوےٰ نہیں بلکہ خدا گواہی دیتا رہا ہے کہ ان کی پاک زندگی ہے۔

اسلام میں ہزاروں لوگوں سے خدا ظاہر ہوتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا

یاد رہے کہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اعلیٰ درجہ کی پاک زندگی کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ ایسے شخص سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالےٰ ایسے شخصوں کی دعا سنتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور پیش از وقت ان کو غیب کی خبریں بتلاتا ہے اور ان کی تائید کرتا ہے۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں اسلام میں ایسے ہوتے آئے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں یہ نمونہ دکھلانے کے لئے یہ عاجز موجود ہے۔

اس زمانہ میں یہ نمونہ میں دکھا رہا

سراج الدین کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۲۴

یسوع ناصری نے اپنا قدم قرآن کی تعلیم کے موافق رکھا ہے اس لئے اس نے خدا سے انعام پایا ایسا ہی جو شخص اس پاک تعلیم کو اپنا رہبر بنائے گا۔ وہ بھی یسوع کی مانند ہو جائے گا۔ یہ پاک تعلیم ہزاروں کو یسوع مسیح بنانے کے لئے تیار ہے اور لاکھوں کو بنا چکی ہے۔

قرآن کی تعلیم یسوع بنا دیتا

سراج منیر صفحہ ۳۰۲

مجھ پر یہ الزام لگانا کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ کیا قرأت و ما محدث کی یاد نہیں۔ پھر کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعوےٰ کیا ہے! اے نادانو! بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے۔ یا اور کچھ کہیں گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنے مراد نہیں۔ جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں

حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ نہیں کیا محدث بھی مرسل ہوتا ہے۔

حجۃ اللہ صفحہ ۱۷

الحمد للہ الذی جعلنی مظہر الآیات ۔ وصیّرنی ظل سید الکائنات ۔ ....

اس خدا کو تمام تعریف ہے جس نے مجھے نشانوں کا جائے ظہور بنایا اور سرور کائنات کا ظل مجھے ٹھیرایا....

سرور کائنات کا ظل ہوں۔

فنصلی ونسلم علی ھذا النبی الامی الذی تنعکس انوارہا فی الصالحین والصالحات

پس ہم اس نبی امی پر درود اور سلام بھیجتے ہیں جس کے انوار نیک مردوں اور نیک عورتوں میں چمکتے ہیں

آنحضرت کا صالح مرد اور صالح عورتوں میں عکس پڑتا ہے

ولفتح باسمہ ابواب البرکات دنتم نورہا ۔

اور اس کے نام کے ساتھ برکتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں +

حجۃ اللہ صفحہ ۹۳

علیٰ راس مائۃ بعث رجل مجدد	حدیث صحیح لا بقول ملفّق
صدی کے سر پر ایک مجدد آیا	یہ حدیث صحیح کوئی بناوٹی قول نہیں

مجدد ہو کر آیا ہوں

حاشیہ انجام آتھم کا صفحہ ۲۷

کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوے کرتا ہے ۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے ۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے ۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں ۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوے نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں ۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے ۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جل شانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں ۔ جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا ۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے لفظ نایاب سے بلکہ سولہ برس سے میرے الہامات میں درج ہیں ۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں ایسے کئی مخاطبات الہیہ میری نسبت پاؤ گے ۔ وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے ۔ اور اصل حقیقت جس کی میں علے رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں اور آپ کے بعد

مجدد ہو کر رسالت و نبوت کا دعوے کرنے والا وہ مفتری ہے قرآن پر ایمان نہیں رکھتا

خاتم النبیین پر ایمان رکھ کر نبی نہیں کہلا سکتا حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ نہیں غیر حقیقی طور پر لغت کے لحاظ سے لفظ استعمال کیا ہے

لفظ نبی حقیقی معنوں میں مستعمل نہیں

حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت خاتم الانبیاء ہیں۔

دلیری ہے کہ خواہ مخواہ ایسے شخص کو کافر بنایا جاتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں کے رو سے خاتم الانبیاء سمجھتا ہے۔ اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہے تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ ہے اور شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے۔

سراج منیر صفحہ ۲۲

نبی اور رسول گذرے ہیں یا مامور و محدث ہوں گے۔

جس قدر دنیا میں نبی اور رسول گذرے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں کوئی شخص ان کے مریدوں میں اس حالت میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ ہوگا۔ جبکہ ان کو مکار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو۔

سراج منیر صفحہ ۳۳

چودھویں پیشگوئی جو براہین کے اسی صفحہ ۲۳۹ میں ہے یہ ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔ لا مبدل لکلمات اللہ ظلموا و ان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ یعنے خدا وہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے ان پر ظلم ہوا اور خدا ان کی مدد کریگا۔ یہ آیات قرآنی الہامی پیرایہ میں اس عاجز کے حق میں ہیں۔ اور رسول سے مراد مامور اور فرستادہ ہے جو دین اسلام کی تائید کیلئے ظاہر ہوا۔

سراج منیر صفحہ ۷۰

چونتیسویں پیشگوئی یہ پیشگوئی کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۰ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ وہ مجھے بہت عجب دکھایا گیا تھا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور اسکے متعلق ایک کشف ہے اور وہ یہ ہے کہ عالم کشف میں مجھے دکھایا گیا کہ زمین نے مجھ سے گفتگو کی۔ اور کہا یا ولی اللہ کنت لا اعرفک یعنی اے خدا کے ولی میں تجھ کو پہچانتی نہ تھی۔

سراج منیر صفحہ ۷۳

جو شخص نبی کی پیروی کریگا وہ بھی پائیگا۔

سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی رسول نبی امی کی پیروی میں پاؤ گے اور جو شخص پیروی کریگا وہ بھی پائیگا۔ اور ایسی قبولیت اسکو ملیگی کہ کوئی بات اسکے آگے انہونی نہیں رہیگی۔ وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الہی قوتیں اسکے ساتھ ہونگی۔

حجۃ اللہ صفحہ ۴۱

میں نے تو ان کتابوں کی تالیف سے صرف خدا کا نشان پیش کیا تھا۔ کیونکہ یہ ولایت کامل طور پر ظل نبوت ہے۔ خدا نے نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اثبات کے لیئے پیشگوئیاں دکھلائیں۔

است و مرا آں علوم و معارف بخشید کہ برائے اصلاح ایں امت از واجبات اند

انجام آتھم صفحہ ۷۶

و از بزرگترین نعمت ہائے او کہ بر من ارزانی داشت آں راز لیست کہ در دل من امانت نہاد آں رازے کہ بر اولیاء منکشوف میگردد در روحے کہ رسید مے شود۔ مگر در برگزیدگان او

مجھے اولیا اور برگزیدہ لوگوں والی نعمت عطا کی۔

انجام آتھم صفحہ ۸۰

مرا خبر داد کہ عیسیٰ نبی اللہ وفات یافتہ است و از ایں دنیا برداشتہ شدہ و باناں پیوستہ کہ فوت شدہ اند و باز در دنیا نخواہد آمد بلکہ خدا بر وے حکم موت نافذ کرد و از باز آمدن نگہ داشت و آمد او را اجل مقدر پس نماند برائے او ایں گنجائیش کہ باز در دنیا آید مگر بطور بروز چنانچہ پیشینیاں آمدند و گفت مراد سبحانہ کہ تو ئی مسیح در پیرایہ بروز۔ و ایں ہماں وعدہ حقہ است کہ بطور راز و اشارہ گفتہ شدہ بود

بیرایہ بروز میں مسیح ہوں

انجام آتھم صفحہ ۱۲۹

مگر آنچہ در حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ذکر دمشق وغیرہ آمدہ است پس اکثر آں از قبیل استعارات و مجازات است و زیر آں اسرار اند چنانچہ در صحف سابقین ہمیں سنت گذشتہ است۔ باز از ممکنات کہ ما وقتے بدمشق نزول کنیم یا احدی از اتباع ما داخل شود

دمشقی حدیث استعارہ و مجاز سے پھر ممکن ہے ہم یا ہمارا کوئی پیرو وہاں داخل ہو

انجام آتھم صفحہ ۱۴۲

و من از فضل خدا تعالےٰ بکشوف صادقہ و رؤیا ر صالحہ و مکالمات الٰہیہ۔ و کلمات الہامیہ و علوم نافعہ مخصوصم و خداے من در علم دین مرا سعہ یات وسیع داد۔ و برائے ایں امت مرا مجدد فرستاد۔ و نام من بلحاظ مفاسد موجودہ عیسیٰ نہاد۔ زیرا کہ اکثر مفسدان از مسیحیان ہستند ۔

انجام آتھم صفحہ ۱۴۳

و من برائے ایں آمدم کہ از اخلاق بد منع کنم و طریق اخلاص و توحید بنمائم۔ و ہیچ دینے نداریم بجز دین اسلام و ہیچ کتابے نداریم بجز قرآن شریف و ہیچ پیغمبرے نداریم بجز حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ خاتم الانبیاء است ۔

میرا کوئی پیغمبر نہیں سوائے آنحضرت کے

انجام آتھم صفحہ ۱۴۴

مگر ایں است کہ من برائے تازہ کردن دین و اصلاح امت بر سر ایں صدی فرستادہ شدہ ام

کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال بعد رسولنا و سیدنا انی نبی او رسول علی وجہ الحقیقت والافتراء وترک القرآن واحکام الشریعت الغراء وھو کافر کذاب

[illegible]

حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۸

لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے۔ وہ انہی مجازی معنوں سے رو سے ہے جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا ؛

یہ الفاظ مجاز اور استعارہ کے طور پر ہیں

حدیث میں بھی نبی اللہ مجازی معنوں میں ہے

انجام آتھم صفحہ ۲۵

ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اس مالائق نذیر حسین اور اس کے ناسعادتمند شاگرد محمد حسین کا یہ سراسر افترا ہے کہ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ گویا ہمیں معجزات انبیاء علیہم السلام سے انکار ہے یا ہم خود دعوے نبوت کرتے ہیں یا نعوذ باللہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء نہیں سمجھتے .... اگر ہمیں ہمارے دعوے کے موافق قبول کرنے کے لئے یہی باب النزاع ہے تو ہم بلند آواز سے یا ر بار کہتے ہیں کہ ہمارے یہی عقاید ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ ہاں ایک بات ضروری ہے جس کے لئے یہ اشتہار سیاہ لکھا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف فرما کر اس صدی چہاردہم کا مجدد قرار دیا ہے۔ اور ہر ایک مجدد کا بلحاظ حالت موجودہ زمانہ کے ایک خاص کام ہوتا ہے جس کے لئے وہ مامور کیا جاتا ہے۔ سو اس سنت اللہ کے موافق یہ عاجز صلیبی شوکت کے توڑنے کے لئے مامور ہے ؛

[illegible]

مجدد چودھویں صدی [illegible] اور کسر صلیب کرتا ہے۔

انجام آتھم صفحہ ۵۵

پس بدانید اے گروہ بزرگان وجماعت ہائے صاحبان بصیرت وفہم کہ خدائے عزوجل مرا بسر این صدی مجدد مبعوث فرمودہ است وبندہ را برائے مصلحت عامہ خاص گردانید

خدا نے مجدد مبعوث کیا ہے۔

اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے اور اس کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ کیفیت اور کمیت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور ان کے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں اور دینی عقدے اور معضلات حل ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی پیشگوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتی ہیں۔ غرض جو لوگ امام الزمان ہوں ان کے کشوف اور الہام ذاتیات تک محدود نہیں ہوتے بلکہ نصرت دین اور تقویت ایمان کے لئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے۔ اور ان کی دعا کا جواب دیتا ہے۔ اور بسا اوقات سوال اور جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب ایسے صفا اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک کلوخ انداز درپردہ ایک کلوخ پھینک جائے اور بھاگ جائے اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا اور کہاں گیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ ان سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے۔ اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی۔ بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں کہ گویا ان سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے۔ اور امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو اپنے قبضہ میں کرتا ہے۔ اور یہ قوت اور انکشاف اس لئے ان کے الہام کو دیا جاتا ہے کہ تا ان کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں۔ اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔

امام الزمان کا سلسلہ الہام بے نظیر ہوتا ہے

امام الزمان کو اظہار علی الغیب پاتا ہے

ضرورۃ الامام صفحہ ۴۴

یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی رسول محدث مجدد سب داخل ہیں مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کے لئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات ان کو دیئے گئے۔ وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے .... امام الزمان میں ہوں۔ اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں

امام الزمان میں نبی رسول مجدد سب داخل ہیں

سارے ولی و ابدال امام الزمان نہیں کہلا سکتے صرف [illegible] جو [illegible] مسیح موعود ہے

پس ایشان را بعض آں امور از علوم حکمیہ و واقعات صحیحہ دادے تا ہم گر آنہا فراموش کردہ باشند مرا پروردگار من بطریق بروزات روحانیہ عیسے بن مریم گردانید۔

انجام آتھم صفحہ ۱۰۲

و از نشانہائے خدا یکے این است کہ او در عدد نام من عدد زمانہ مرا پوشیدہ داشتہ است و اگر خواہی در عدد غلام احمد قادیانی فکر کن پس بر ہمیں عدد ہست و ہمیں اشارہ است کہ او تعالےٰ مرا مجدد ایں صدی گردانیدہ است۔

ضمیمہ رسالہ انجام آتھم صفحہ - ۱۹

مکالمہ الٰہیہ کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے نبیوں کی طرح اس شخص کو جو فنا فی النبی ہے اپنے کامل مکالمہ کا شرف بخشے اور اس مکالمہ میں وہ بندہ جو کلیم اللہ ہو خدا سے گویا آمنے سامنے باتیں کرتا ہے وہ سوال کرتا ہے خدا اس کا جواب دیتا ہے گو ایسا سوال جواب پچاس دفعہ واقع ہو یا اس سے زیادہ بھی خدا تعالےٰ نے اپنے مکالمہ کے ذریعہ سے تین نعمتیں اپنے کامل بندہ کو عطا فرماتا ہے۔ اول ان کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور قبولیت سے اطلاع دی جاتی ہے۔ دوم اس کو خدا تعالےٰ بہت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔ سوم اس پر قرآن شریف کے بہت سے علوم حکمیہ بذریعہ الہام کھولے جاتے ہیں۔ پس جو شخص اس عاجز کا مکذب ہو کر پھر یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ یہ ہنر مجھ میں پایا جاتا ہے میں اس کو خدا تعالےٰ کی قسم دیتا ہوں کہ ان تینوں باتوں میں میرے ساتھ مقابلہ کرے ......

...... مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت ہے۔ خدا ان کو نہ قرآن کا نور دکھلائیگا نہ بالمقابل دعا کی استجابت جو اعلام قبل از وقت کے ساتھ ہو اور نہ امور غیبیہ پر اطلاع دیگا لا یظہر علےٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول

ضرورۃ الامام صفحہ ۳

جبکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کے لئے قائم کی ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالےٰ کی طرف آئیگا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت مریگا

ضرورت الامام صفحہ ۱۰

پہلے کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہوتا ہے امام الزمان

کتاب البریہ صفحہ ۴۸

اصل وارث ان نشانوں کے انبیاء علیہم السلام ہیں پھر جب ان کے معجزات اور نشان مدت مدید کے بعد منقول کے رنگ میں ہو کر ضعیف التاثیر ہو جاتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ ان کے قدم پر کسی اور کو پیدا کرتا ہے ٭

انبیا کے قدم پر نشان دکھانے والا کوئی ہمیشہ بھیجا جاتا ہے

کتاب البریہ صفحہ ۶۷

اور قرآن میں وہ انواع و اقسام کی خوبیاں جمع کیں کہ وہ انسانی طاقتوں سے بڑھکر معجزہ کی حد تک پہنچ گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے بشارت دی کہ اس دین کی کامل طور پر پیروی کرنے والے ہمیشہ آسمانی نشان پاتے رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ہم یقینی اور قطعی طور پر ایک طالب حق کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر ان کو ہدایت دیتا رہا ہے۔ جیسا کہ سید عبد القادر جیلانی اور ابو الحسن خرقانی اور ابو یزید بسطامی۔ اور جنید بغدادی۔ اور محی الدین ابن العربی اور ذو النون مصری۔ اور معین الدین چشتی اجمیری اور قطب الدین بختیار کاکی۔ اور فرید الدین پاک پٹنی اور نظام الدین دہلوی۔ اور شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اسلام میں گذرے ہیں۔ اور ان لوگوں کا ہزارہا تک عدد پہنچا ہے۔ اور اس قدر ان لوگوں کے خوارق علماء و فضلاء کی کتابوں میں منقول ہیں کہ ایک متعصب کو باوجود سخت تعصب کے آخر ماننا پڑتا ہے کہ یہ لوگ صاحب خوارق و کرامات تھے ٭

کامل پیروی کرنے والے ہر صدی میں صاحب خوارق و کرامات ہوتے رہتے ہیں

کتاب البریہ صفحہ ۶۷

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے نہایت صحیح تحقیقات سے دریافت کیا ہے کہ جہانتک بنی آدم کے سلسلہ کا پتہ لگتا ہے۔ سب پر غور کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر اسلام میں اور اسلام کی تائید میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی گواہی میں آسمانی نشان بذریعہ اس امت کے اولیاء کے ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ ان کی نظیر دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی ترقی آسمانی نشانوں کے ذریعے سے ہمیشہ ہوتی رہی ہے ٭

اس امت کے ذریعہ جو نشان ظاہر ہوئے انکی نظیر کسی مذہب میں

ضرورۃ الامام صفحہ ۲۵

نزول کے اجمالی معنوں میں یہ گروہ اہل سنت کا سچا ہے کیونکہ مسیح کا بروزی طور پر نزول ہونا ضروری تھا ۔ ہاں نزول کی کیفیت بیان کرنے میں لوگوں نے غلطی کھائی نزول صفت بروزی تھی نہ کہ حقیقی ۔

ضرورۃ الامام صفحہ ۲۹ کا نوٹ

ہم انکار نہیں کرتے کہ آپ پر لدنی علم کے چشمے کھل جائیں ۔ مگر ابھی تو نہیں خوابوں اور کشفوں پر استعارات اور مجازات غالب ہوتے ہیں ۔ مگر آپ نے اپنے خواب کو حقیقت پر حمل کر لیا ۔ مجدد صاحب سرہندی نے ایک کشف میں دیکھا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کی طفیل خلیل اللہ کا مرتبہ ملا اور اس سے بڑھ کر شاہ ولی اللہ صاحب نے دیکھا تھا کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے مگر انہوں نے بباعث بسطت علم کے وہ خیال نہ کیا جو آپ نے کیا ۔ بلکہ تاویل کی ۔

راز حقیقت کے صفحہ ۱۶ کا نوٹ

نبی کا لفظ صرف دو زبانوں سے مخصوص ہے ۔ اور دنیا کی کسی اور زبان میں یہ لفظ مستعمل نہیں ہوا یعنے ایک تو عبرانی میں یہ لفظ نبی آتا ہے اور دوسرے عربی میں اس کے سوا تمام دنیا کی اور زبانیں اس لفظ سے کچھ تعلق نہیں رکھتیں ۔ لہذا یہ لفظ جو یوز آسف پر بولا گیا کتبہ کی طرح گواہی دیتا ہے کہ یہ شخص یا اسرائیلی نبی ہے یا اسلامی نبی ۔ مگر ختم نبوت کے بعد اسلام میں کوئی اور نبی نہیں آسکتا ۔ لہذا متعین ہوا کہ یہ اسرائیلی نبی ہے ۔

راز حقیقت صفحہ ۱۶

نبی کا لفظ صرف دو ہی قوموں کے نبیوں میں مشترک تھا ۔ یعنے مسلمانوں اور بنی اسرائیل کے نبیوں میں اور اسلام میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ۔

کتاب البریہ صفحہ ۲۰۸

تیسرا سلسلہ آسمانی نشانوں کا جس کا سر حلقہ نبیوں کے بعد ہمیشہ امام الزمان اور مجدد الوقت ہوتا ہے ۔ الخ

سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نزول کا حقیقی طور پر انتظار کرتے ہیں۔ اور ہم بروزی طور پر جیسا کہ تمام متصوفین کا مذہب ہے۔ اور ہم مانتے ہیں کہ نزول مسیح کی پیشگوئی پوری ہوگئی ۔

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۳

آثار صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص عیسائیت کے فتنہ کے وقت عیسےٰ پرستی کے فتنہ کو دور کرنے کے لئے صدی کے سر پر بطور مجدد کے ظاہر ہوگا اسی مجدد کا نام مسیح ہے

آثار صحیحہ سے ثابت ہے کہ ایک مجدد کا نام ہی مسیح ہے

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۳ و ۱۸۴

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فصیح اور پرحکمت بیان میں یہ غیر موزون اور بے تعلق اور غیر معقول بات ہرگز مقصود نہ تھی کہ ایک نبی جو اپنی زندگی کے دن پورے کرکے عادت اللہ کے موافق خدا تعالے اور بہشت آخرت کی طرف بلایا گیا۔ پھر وہ اس دار تکالیف اور دار الفتن میں بھیجا جائے گا۔ اور وہ نبوت جس پر مہر لگ چکی ہے۔ اور وہ کتاب جو خاتم الکتب ہے فضیلت ختمیت سے محروم رہ جائے

نبوت پر مہر لگ چکی ہے

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۴۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حدیث لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا۔ کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے ۔

آنحضرت کا بار بار فرمانا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں

لانبی بعدی کی صحت میں کوئی کلام نہیں۔ قرآن شریف کی قطعی شہادت کہ نبوت آنحضرت پر ختم ہو چکی

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۵

غرض قرآن شریف میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھکر اور حدیث میں خود آنحضرت نے لانبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا۔ کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا ۔

کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے نہیں آ سکتا

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۲۵۶

مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا۔ بعد اس کے کہ بہت دور ہو گیا تھا سو میں انہیں باتوں کا مجدد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اور منجملہ ان

میں مجدد ہوں

نام مسیح موعود رکھا۔ بلکہ زمانہ کے فتن موجودہ نے بھی بزبان حال یہی فتوے دیا کہ اس کا نام مسیح موعود چاہئے۔

ایام الصلح صفحہ ۲۷

آنحضرت نے اس مجدد کا نام مسیح رکھا

اس مجدد کا کیا نام ہونا چاہئے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے مجدد کا نام مسیح موعود رکھا ہے؟ پس جبکہ زمانہ کی حالت موجودہ یہی بتلا رہی ہے کہ چودہویں صدی کے مجدد کا نام مسیح موعود ہونا چاہئے۔ یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ ایسی صدی کا مسیح موعود ہی مجدد ہوگا۔

ایام الصلح صفحہ ۳۴

نبی رسول محدث کے متعلق پیشگوئیاں اور انکی تاویل

یہ بات نہایت کارآمد اور یاد رکھنے کے لائق تھی کہ جو لوگ اللہ تعالے سے مامور ہو کر آتے ہیں۔ خواہ وہ رسول ہوں یا نبی یا محدث اور مجدد ان کی نسبت جو پہلی کتابوں میں یا رسولوں کی معرفت پیشگوئیاں کی جاتی ہیں ان کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک وہ علامات جو ظاہری طور پر وقوع میں آتی ہیں۔ اور بینات کا حکم رکھتی ہیں۔ اور ایک وہ متشابہات جو استعارات اور مجازات کے رنگ میں ہوتی ہیں۔

ایام الصلح صفحہ ۳۵

حضرت عمر کا وجود ظلی طور پر آنحضرت کا وجود تھا

جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کہ قیصر و کسرے کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ پر رکھی گئی ہیں حالانکہ ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے ظہور سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے تھے۔ اور آنجناب نے نہ قیصر اور کسرے کے خزانوں کو دیکھا اور نہ کنجیاں دیکھیں۔ مگر چونکہ مقدر تھا کہ وہ کنجیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملیں۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔ اس لئے عالم وحی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ قرار دیا گیا۔

ایام الصلح صفحہ ۴۱

توفی کے معنے میں براہین پر غلطی بشریت کی وجہ سے ہے

اس جگہ یاد رہے کہ میں نے براہین احمدیہ میں غلطی سے توفی کے معنے ایک جگہ پورا دینے کے کئے ہیں۔ جس کو بعض مولوی صاحبان بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ امر جائے اعتراض نہیں میں مانتا ہوں کہ وہ میری غلطی ہے الہامی غلطی نہیں۔

امور کے جو بہت سا مسموعہ ہونے کی صحت خالی ہیں مسلمانوں کے ایمان کو قوی کرتا ہے۔ اور ان کو خدا اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کی نسبت ایک تازہ یقین بخشتا۔

حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۲۴۳

(حاشیہ: مجددوں کے ظہور کی پیشگوئی والی حدیث صحت دعویٰ کو ثابت کرتی ہے)

اور منجملہ ان دلائل کے کہ جو بخصوص حدیثیہ سے صحت و صدق دعوی اس راقم پر قائم ہوتے ہیں وہ حدیث بھی ہے جو مجددوں کے ظہور کے بارہ میں ابوداؤد اور مستدرک میں موجود ہے۔ یعنی یہ کہ اس امت کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر مجدد پیدا ہوگا جو اس کی ضرورتوں کے موافق تجدید دین کرے گا اور حقیقۃ یہ دعویٰ جو حدیث میں موجود ہے یہ صاف بتلا رہا ہے کہ ہر ایک صدی پر ایسا مجدد آئے گا جو مفاسد موجودہ کی تجدید کرے گا۔

حقیقۃ المہدی اشتہار عربی صفحہ ۳۰

(حاشیہ: نبی یا محدث)

فالحاصل ان العنایۃ الالہیۃ	وحاصل کلام یہ کہ عنایت الٰہی فضل اور احسان کی
تقتضی بالفضل والاحسان ان	مقتضی ہوئے اس زمانہ میں ایک
یبعث نبیا او محدثا فی ذالک الزمان	نبی یا محدث کو مبعوث کرے۔

کشف الغطا صفحہ ۱۳

(حاشیہ: مسیح موعود کے معنے ۱۹ برس پہلے بھی یہی کئے)

غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے معنے اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کہ مجھے تمام اخلاقی حالتوں میں خدائے قیوم نے حضرت مسیح کا نمونہ ٹھہرایا ہے...... اور یہ صرف اس نام کے معنے یعنی مسیح موعود کے آج ہی اس طور سے نہیں کئے بلکہ آج سے ۱۹ برس پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں بھی یہی معنے کئے ہیں

کشف الغطا صفحہ ۴۶

(حاشیہ: مسلمانوں کا اعتقاد کہ آنحضرت کے بعد کبھی نبی نہیں آئے گا)

اور اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی نبی نہیں آئے گا۔

ایام الصلح صفحہ ۲۰۴

(حاشیہ: چودھویں صدی پر مجدد کا انتظار)

اور تیرھویں صدی میں جابجا خود وہ لوگ یہ وعظ کرتے تھے۔ کہ چودھویں صدی میں امام مہدی یا مسیح موعود آئے گا۔ اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدد پیدا ہوگا۔ لیکن جب چودھویں صدی کے سر پر وہ مجدد پیدا ہوا اور نہ صرف خدا تعالیٰ کے الہام نے اس کا

پہلو پر مخالفوں کی طرف سے زیادہ زور دیا گیا تھا۔ اسی کے مطابق خدا تعالیٰ کی غیرت اور حمایت نے مدافعت کرنے والا پیدا کیا ہے ؎

ایام الصلح صفحہ ۵۶

[حاشیہ: خدا نے اس مجدد کا نام مسیح رکھا۔]

اس لئے خدا نے چودھویں صدی کے سر پر اپنے وعدہ کے موافق جو انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہے اس فتنہ کی اصلاح کے لئے ایک مجدد بھیجا۔ مگر چونکہ ہر ایک مجدد کا خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک خاص نام ہے۔ اور جیسا کہ ایک شخص جب ایک کتاب تالیف کرتا ہے تو اس کے مضامین کے مناسب حال اس کتاب کا نام رکھ دیتا ہے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اس مجدد کا نام خدمات مفوضہ کے مناسب حال مسیح رکھا۔ کیونکہ یہ بات مقرر ہو چکی تھی کہ آخر الزمان کے صلیبی فتنوں کی مسیح اصلاح کرے گا۔ پس جس شخص کو یہ اصلاح سپرد ہوئی۔ ضرور تھا کہ اس کا نام مسیح موعود رکھا جائے ؎

ایام الصلح صفحہ ۷۳

[حاشیہ: آپ کی ظلی طور سے آنحضرتؐ سے مشابہت]

اور آیت آخرین منھم میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جیسا کہ یہ جماعت مسیح موعود کی صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مشابہ ہے۔ ایسا ہی جو شخص اس جماعت کا امام ہے وہ بھی ظلی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتا ہے ؎

ایام الصلح صفحہ ۷۴

[حاشیہ: نبوت ختم ہے صرف محدثیت کا سلسلہ جاری ہے]

اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسٰے نبی اللہ ہو کر توریت کی تصدیق کے لئے آئے۔ پس ان کے مقابل پر تمہاری گواہی کیا قدر رکھتی ہے۔ اس جگہ بھی تصدیق جدید کے لئے کوئی نبی ہی چاہئے تھا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں اس نبوت کا دروازہ تو بند ہے جو اپنا سکہ جماتی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث میں ہے کہ لا نبی بعدی اور باینہمہ حضرت مسیح کی وفات نصوص قطعیہ سے ثابت ہو چکی۔ لہٰذا دنیا میں ان کے دوبارہ آنے کی امید طمع خام اور اگر کوئی اور نبیا یا پرانا آوے تو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء رہیں۔ ہاں وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں ہے ....

ایام الصلح صفحہ ۷۵

حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ محدث بھی نبیوں اور رسولوں کی طرح خدا کے مرسلوں

میں بشر ہوں اور بشریت کے عوارض جیسا کہ سہو اور نسیان اور غلطی یہ تمام انسانوں کی طرح مجھ میں بھی ہیں۔ گو میں جانتا ہوں کہ کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا۔ مگر یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں اپنے اجتہاد میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خدا کا الہام غلطی سے پاک ہوتا ہے۔ مگر انسان کا کلام غلطی کا احتمال رکھتا ہے۔ کیونکہ سہو و نسیان لازمہ بشریت ہے۔ الخ۔

ایام الصلح صفحہ ۴۷

علاوہ ان باتوں کے کہ مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کو آنحضرت ہی روکتی ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور ایسا ہی یہ حدیث بھی لا نبی بعدی کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں پھر کسی وقت دوسرا نبی آجائے اور وحی نبوت شروع ہو جائے۔ کیا یہ سب امور حکم نہیں رکھتے کہ اس حدیث کے معنے کرنے کے وقت دوسرے کہ الفاظ کو ظاہر سے پھیرا جائے۔

ایام الصلح صفحہ ۴۹

لیکن افسوس کہ ایک استعارہ کو حقیقت پر حمل کر کے اور ایک مبارک والیت کا پیرایہ بنا کر ان حدیثوں کو ایسے بیہودہ طور کی طرح بنایا گیا جس کی نقل معقول پسند کا قدم ٹھہر نہ سکے۔

ایام الصلح صفحہ ۵۵

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ خدا تعالیٰ نے بموجب اس وعدہ کے چار قسم کی حفاظت اپنی کلام کی کی۔

اول۔ حافظوں کے ذریعہ سے ....

دوم۔ ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے۔ ....

تیسرے متکلمین کے ذریعہ سے .. ....

چوتھے روحانی انعام پانے والوں کے ذریعہ سے جنہوں نے خدا کی پاک کلام کو ہر ایک زمانہ میں معجزات اور معارف کے منکروں کے حملہ سے بچایا ہے۔ سو یہ پیشگوئی کسی نہ کسی پہلو کی وجہ سے ہر ایک زمانہ میں پوری ہوتی رہی ہے۔ اور جس زمانہ میں کسی

اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے۔ وہ تقوٰے اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے ۔

ایام الصلح صفحہ ۱۳۸

بروز کے معنے

روحانیت کمل گا ہے برار باب ریاضت چنان تصرف مے فرماید کہ فاعل افعال شان میگردد وایں مرتبہ را صوفیا بروز مے گویند .... ودر شرح فصوص الحکم مے نویسد یعنے بغرض بیان کردن نظیر بروز میگوید کہ محمد بود کہ بصورت آدم در مبدء ظہور نمود یعنے بطور بروز در ابتدائے عالم روحانیت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم در آدم متجلی شد وہم او باشد کہ در آخر بصورت خاتم ظاہر گردد یعنے در خاتم الولایت کہ مہدی است نیز روحانیت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم بروز و ظہور خواہد کرد و تصرفہا خواہد نمود وایں را بروزات کمل گویند ۔

ایام الصلح صفحہ ۱۴۶

آنحضرتؐ کے بعد اگر نبی آجائے تو صریح نص قرآنی کی تکذیب ہے

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا بھی حضرت عیسٰے علیہ السلام کی موت کو ہی چاہتا ہے۔ کیونکہ آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھیر سکتے اور نہ سلسلہ وحی نبوت کا منقطع متصور ہو سکتا ہے۔ اور اگر فرض بھی کر لیں کہ حضرت عیسٰے امتی ہو کر آئیں گے تو شان نبوت تو ان سے منقطع نہیں ہو گی۔ گو امتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی بھی کریں۔ مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت وہ خداتعالےٰ کے علم میں نبی نہیں ہونگے۔ اور اگر خداتعالےٰ کے علم میں وہ نبی ہونگے تو وہی اعتراض لازم آیا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی نیا آگیا اور اس میں آنحضرت صلعم کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔ لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے۔ اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے۔ اور حدیث لانبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرات اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہو گی ۔

حدیث علماء امتی کی صحت پر شہادت

میں داخل ہے۔ بخاری میں وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث کی قرأت غور سے پڑھو۔ اور نیز ایک دوسری حدیث میں ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل صوفیہ نے اپنے مکاشفات سے بھی اس حدیث کی رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے تصحیح کی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنے بطور مجاز اور استعارہ کے۔

مسلم میں مسیح موعود کے لیے نبی کا لفظ استعارہ ہے

ایام الصلح صفحہ ۸۶ و ۸۷

جو سلف صالح کا اعتقاد تھا اور جس پر اہل سنت کی اجماعی رائے ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔

جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے۔ وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کے کلام یعنے قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اور جو کچھ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب

ایام الصلح

ہے اور مسیح کی گواہی کی محتاج ہے؟ اور اگر فرض کریں کہ مسیح نہ آوے اور گواہی نہ دے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت شکی اور مشتبہ رہے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات والکفریات یہ کس قدر بیہودہ خیال ہے اور قریب ہے کہ کفر ہو جائے۔ مسیح موعود کا آنا اس لئے نہیں کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ابھی ثابت نہیں اس کی گواہی سے ثابت ہوگی۔ بلکہ اس لئے کہ تا وہ مجددوں کے رنگ میں ظاہر ہو اور فتنہ صلیب کو دور کر کے دنیا میں توحید اور توحیدی ایمان کا جلال ظاہر کرے +

محتاج ہے بلکہ اس لئے کہ وہ مجددوں کے رنگ میں ظاہر ہو

ایام الصلح صفحہ ۱۶۳ و ۱۶۴

قولہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے لئے ایک نبی شاہد کی ضرورت ہے +

آنحضرت کی نبوت کو مسیح موعود شہادت کی نہیں۔

اقول۔ ایسا ہی اس نبی شاہد کی نبوت کے لئے کسی اور نبی کی ضرورت ہے۔ وقس علےٰ ہذا اور ہزار حیف ہے ان لوگوں کے ایمان پر جن کے نزدیک ابھی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ جب مسیح آئے گا اور گواہی دے گا تب ثابت ہوگی +

قولہ۔ مسیح نبی ہو کر نہیں آئے گا امتی ہو کر آئے گا۔ مگر نبوت اس کی شان میں مضمر ہوگی +

مسیح موعود میں شان نبوت کا ہونا ختم نبوت کے منافی ہے

اقول۔ جبکہ شان نبوت اس کے ساتھ ہوگی۔ اور خدا کے علم میں وہ نبی ہوگا تو بلا شبہ اس کا دنیا میں آنا ختم نبوت کے منافی ہوگا۔ کیونکہ درحقیقت وہ نبی ہے۔ اور قرآن کے رو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا ممنوع ہے +

قولہ۔ نبی کا مثیل نبی ہوتا ہے +

نبی کا مثیل نبی ہوا کرتا نہیں۔

اقول۔ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائمقام نبی ہو جاتا ہے یہی معنے اس حدیث کے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علما مثیل انبیا ہیں۔ دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علما کو مثیل انبیا قرار دیا اور ایک حدیث میں ہے کہ علماء انبیا کے وارث ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ ہمیشہ میری امت میں سے چالیس آدمی ابراہیم کے قلب پر ہونگے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو مثیل ابراہیم قرار دیا۔ اور اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لهذا

ایام الصلح صفحہ ۱۴۶

ختم نبوت قائم رکھنے کے لئے مسیح کو امتی فرمایا

مسلم اور بخاری میں فقرہ امامکم منکم اور امکم منکم صاف موجود ہے۔ یہ جواب سوال مقدر کا ہے یعنے جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں مسیح ابن مریم حکم عدل ہو کر آئے گا۔ تو بعض لوگوں کو یہ وسوسہ دامنگیر ہو سکتا تھا کہ پھر ختم نبوت کیونکر رہیگا اس کے جواب میں یہ ارشاد ہوا کہ وہ تم میں سے ایک امتی ہوگا۔ اور بروز کے طور پر مسیح بھی کہلائے گا۔ چنانچہ مسیح کے مقابل پر جو مہدی کا نام ہے اس میں بھی یہ اشارات موجود ہیں کہ مہدی بروز کے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کا مورد ہوگا۔

ایام الصلح صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲

مسیح موعود کا نام احمد رکھنے سے آنحضرت کا دوبارہ آنا نہیں سمجھا جاتا

اور جس طرح بعض صفات کے لحاظ سے امام موعود کا نام احمد اور محمد رکھا گیا اسی طرح بعض دوسری صفات کے لحاظ سے عیسےٰ اور مسیح ابن مریم رکھا گیا۔ اب ظاہر ہے کہ احمد کے نام سے کوئی شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ حقیقت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ آجائیں گے اسی طرح عیسےٰ کے نام سے یہ سمجھنا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آجائیں گے یہ ایک غلطی ہے کہ اس پیشگوئی کے مراد نہ سمجھنے سے پیدا ہوئی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ دونوں ناموں میں بروزی ظہور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

دونوں ناموں میں بروزی ظہور کی طرف اشارہ ہے۔

ایام الصلح صفحہ ۱۵۲

لانبی بعدی نے دروازہ نبوت بند کر دیا

ایسا ہی آپ نے لانبی بعدی کہکر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا۔

ایام الصلح صفحہ ۱۶۰

آدھا حصہ عیسوی آدھا شان احمدی کا ہے

ان دونوں شانوں کا جامع ایک ہی شخص ہوگا جو آخری زمانہ میں پیدا ہوگا۔ اور اور اس کے وجود کا آدھا حصہ عیسوی شان کا ہوگا۔ اور آدھا حصہ محمدی شان کا سو وہی میں ہوں۔

ایام الصلح صفحہ ۱۶۲ و ۱۶۳

مسیح کا آنا علامت ہے آنحضرت کی نبوت کی

پھر یہ بھی سوچو کہ کیا دنیا میں کسی مسلمان کا اعتقاد ہو سکتا ہے کہ جب تک مسیح موعود نہیں آئے گا اس وقت تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت معرض شک میں

شخص نے وحی من اللہ پانے کے دعوے میں تئیس برس کی مدت حاصل کر لی اور اسی مدت میں اخیر تک کبھی خاموش نہیں رہا۔ اور نہ اس دعوے سے دست بردار ہوا +

حاشیہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۵

رسول اور نبی لفظ میرے مجاز اور استعارہ

اور اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے۔ یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے +

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ و ۷

آنحضرت خاتم الانبیاء اور قرآن خاتم الکتب ہے بطور تجدید کوئی قرآنی حکم نازل ہوسکتا ہے

ہمارا یہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالٰے نے اپنے لئے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے +

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۴

احمد کے رنگ میں آیا ہوں

احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے یعنے جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے +

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۶

چار صفتوں کو ظلی طور پر لینے والا احمد ہے

خدا کی اصل اخلاقی صفات چار ہی ہیں جو سورہ فاتحہ میں مذکور ہیں۔ (۱) رب العالمین سب کا پالنے والا (۲) رحمان۔ بغیر عوض کسی خدمت کے خود بخود رحمت کرنے والا (۳) رحیم کسی خدمت پر حق سے زیادہ انعام اکرام کرنے والا اور خدمت قبول کرنے والا اور ضائع نہ کرنے والا (۴) اپنے بندوں کی عدالت کرنیوالا سو احمد وہ ہے جو ان چاروں صفتوں کو ظلی طور پر اپنے اندر جمع کرلے

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹

اپنی وحی پر ایمان

مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲۴

تجدید اور اصلاح کیلئے خدا نے بھیجا ہے

عین صدی کے سر پر خدا تعالٰے نے تجدید اور اصلاح کے لئے اور خدمات ضروریہ کے مناسب حال ایک بندہ بھیجا۔ اور اس کا نام مسیح موعود رکھا +

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲۶ تا ۲۷

مجدد

مولوی عبداللہ صاحب غزنوی نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور آسمان سے قادیان پر گرا

الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اس جگہ تمام مفسر قائل ہیں کہ صراط الذین انعمت علیھم کی ہدایت سے غرض تشبہ بالانبیاء ہے۔ جو اصل حقیقت اتباع ہے۔ اور صوفیوں کا مذہب ہے کہ جب تک انسان ایمان اور اعمال اور اخلاق میں انبیا علیہم السلام سے ایسی مشابہت پیدا نہ کرے کہ خود وہی ہو جاوے۔ تب تک اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ اور نہ مرد صالح ہو سکتا ہے۔ پس نہایت ظلم اور خیانت ہے کہ قبل اس کے کہ دین کی کتابوں کو دیکھا جاوے دنیاداروں کے مقدمہ بازی کی طرح ایک خود تراشیدہ بات پیش کی جاوے خدا نے انبیاء علیہم السلام کو اسی لئے دنیا میں بھیجا ہے کہ تا دنیا میں ان کے مثیل قائم کرے۔ اگر یہ بات نہیں تو پھر نبوت لغو طریق ہے۔ نبی اس لئے نہیں آتے کہ ان کی پرستش کی جاوے۔ بلکہ اس لئے آتے ہیں کہ لوگ ان کے نمونہ پر چلیں اور ان سے تشبہ حاصل کریں اور ان میں فنا ہو کر گویا وہی بن جائیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ پس خدا جس سے محبت کریگا کونسی نعمت ہے جو اس سے اٹھا رکھیگا اور اتباع سے مراد بھی مرتبہ فنا ہے جو مثیل کے درجہ تک پہنچاتا ہے اور یہ مسئلہ سب کا مانا ہوا ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کریگا۔ مگر وہی جو جاہل سفیہ یا محض بیدین ہو گا۔

نبی اس لئے آتے ہیں تا کہ پیرو ان میں فنا ہو کر وہی بن جائیں

حاشیہ ایام الصلح ۔ صفحہ ۱۶۱

قرآن شریف میں ہے فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنے کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے۔ دوسرے کو یہ مرتبہ نہیں عطا ہوتا۔ رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔

آیت لا یظہر علی غیبہ ... [illegible]

اربعین نمبر ۳ ۔ صفحہ ۲۲

اے مومنو! اگر تم ایک ایسے شخص کو پاؤ جو مامور من اللہ ہونے کا دعوے کرتا ہے اور تم پر ثابت ہو جائے کہ وحی اللہ پانے کے دعوے پر تئیس برس کا عرصہ گذر گیا۔ اور وہ متواتر اس عرصہ تک وحی اللہ پانے کا دعوے کرتا رہا اور وہ دعوے اس کی شایع کردہ تحریروں سے ثابت ہوتا رہا تو یقیناً سمجھو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی اللہ پانے کی مدت اس شخص کو مل سکے جس شخص کو خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔ ہاں اس بات کا واقعی طور پر ثبوت ضروری ہے کہ درحقیقت اس

[illegible]

فی حلل الانبیاء (یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۴ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسٰے علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں۔ اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے۔ اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے لیکن ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے۔ جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰے اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔ اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے۔ اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے۔ جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں۔ بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے۔ اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے۔ اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو پس یہ آیت کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن ھو اب لرجال الاخرۃ لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے۔ نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ لیکن عیسٰے کے اترنے سے ضرور

وحی نبوت کا سلسلہ اب جاری نہیں ہو سکتا

قرآن و حدیث مسیح لانبی بعدی نبی کے آنے سے مانع ہیں

نبوت بذریعہ فنا فی الرسول مل سکتی ہے ظلی طور پر

جسے ظلی نبوت ملتی ہے اس کا آسمان پر محمد نام ہوتا ہے

نبوت باعتبار محمد ہونے کے

انکار نہیں ہے۔ اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی
خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام
محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں
ہے۔ مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے۔ اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی
کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔ اور نبی کے لئے
شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس میں جبکہ
اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف
طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جبکہ
خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کردوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے
سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس
نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا
ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی
اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا
ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ
اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لئے زمین
نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ
اللہ ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں
وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید
کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں اور جس
جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی
شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول
مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے
علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے
میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو
اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ

غیب کی خبریں پانے والا نبی کہلا سکتا ہے

تحدیث کے لغوی معنے نبوت نہیں

نبی کے لغوی معنے اظہار غیب ہے

ڈیڑھ سو پیشگوئی پوری ہو چکی ہے

مستقل نبوت اور رسالت کا انکار اور فنا فی الرسول کی نبوت کا اقرار

میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلے اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنے بہرحال نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا۔ یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کے اہلبیت میں سے ہوگا* اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے۔ کہ وہ روحانیت کے رو سے * اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا۔ اور اسی کی روح کا روپ ہوگا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا۔ یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسےٰ کا یشوع بروز تھا۔ اور بروز کے لئے یہ ضرور نہیں۔ کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد

ظل اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا

علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ نہیں

مہدی کا نام محمد اور احمد لکھا ہے

مہدی آنحضرت کا بروز ہے

* حاشیہ۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اس کی تصدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کی ہے اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منا اھل البیت علی مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا یعنے دو سلم۔ اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی۔ ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض اور شحنا کو دور کرے گی۔ دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت دکھلا کر غیر مذاہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں ہی مراد ہوں۔ ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں۔ اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ منہ

سلمان کے معنے

کیونکہ دنیا میں آ سکتے ہیں۔ غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں۔ اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وآخرین منھم لما یلحقوا بھم اور انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہیں کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی۔ تو پھر جس حالت میں خدا تو فرمائے کہ تیرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیج دے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری کا موجب ہوگا۔ غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مہر ٹوٹتی ہے۔ لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخ کنی ہو جاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشان کام دجال کشی کا عیسیٰ سے ہوا نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔ اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہے وہ ختمیت کی مہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا تو قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے۔ لیکن ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا

آنحضرت ہزار دفعہ بروزی رنگ میں آ سکتے ہیں اور اپنی نبوت کا بھی اظہار کر سکتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا وعدہ آنحضرت سے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئیگا۔

چونکہ بروز محمدی ہوں اس لئے بروزی نبوت پائی۔

بروزی نبوت سے ختمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی

بروز صاحب بروز میں ظاہر ہو اور اصل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو سو یہ خیال آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی شان معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اخفا رخنہ
بروز کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ حسین پیدا ہوگا۔ بھلا نواسہ ہونے
سے بروز کو کیا تعلق۔ اور اگر بروز کے لئے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص
نسبت کیوں اختیار کی گئی۔ بیٹا ہونا چاہئے۔ لیکن اللہ تعالے نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے۔ لیکن بروز کی خبر دی ہے۔ اگر بروز
صحیح نہ ہوتا۔ تو پھر آیت وآخرین منھم میں اس موعود کے رفیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
صحابی کیوں ٹھہرتے۔ اور نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جسمانی خیال کے لوگوں نے
کبھی اس موعود کو حسن کی اولاد بنایا اور کبھی حسین کی اور کبھی عباس کی۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث اس کے
خلق کا وارث اس کے علم کا وارث۔ اس کی روحانیت کا وارث۔ اور ہر ایک پہلو سے اپنے
اندر اس کی تصویر دکھلائے گا۔ اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لیگا۔ اور اس
میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھلائے گا۔ پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لیگا۔ اس کا خلق لیگا
اس کا علم لے گا۔ ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی
جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ
نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار
ہو تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی
ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی
طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود
بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ اس طرح پر تو محمد کے نام کی نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک
ہی محدود رہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ
بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری۔

لیکن اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے۔ تو بغیر خاتم النبیین کی مہر توڑنے کے

واتی نبینا کلما اوتی موسٰی وزیادہ واتاہ من الکتاب والخلفاء کمثلہ واھان بہ قلوب الذین ظلموا واستکبرا لعلھم یرجعون فکما انہ خلق الانواج کلھا کان اللہ جعل السلسلۃ الاسماعیلیۃ زوجًا للسلسلۃ الاسرائیلیۃ وذالک امر نطق بہ القرآن ولا ینکرہ الا العمون الا تری قولہ تعالیٰ فی سورۃ الجاثیہ ولقد اٰتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ ورزقناھم من الطیبات وفضلناھم علی العلمین واٰتیناھم بینات من الامر فما اختلفوا الا بعد ما جاءھم العلم بغیًا بینھم ان ربک یقضی بینھم یوم القیامۃ فیما کانوا فیہ یختلفون (۳) ثم جعلناک علی شریعۃ من الامر فاتبعھا ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون۔ فانظر کیف ذکر اللہ تعالیٰ ھھنا سلسلتین متقابلتین سلسلۃ موسٰی الی عیسٰی وسلسلۃ نبینا خیر الورٰی الی المسیح الموعود الذی جاء فی زمنکم ھذا۔

توڑا بہ سبب اسکے کہ وہ تکبر کرتے تھے اور جو کچھ اسنے موسٰی کو دیا وہ ہمارے نبی صلعم کو بھی دیا بلکہ زیادہ دیا اور اسکو کتاب بخشی دیا اور اس کی مانند خلفا بخشے اور اسنے ان لوگوں کے دلوں کو جلایا جنہوں نے ظلم کیا اور تکبر کیا تا کہ وہ رجوع کریں۔ پس ایسا ہی اسنے سب کچھ جوڑے جوڑے پیدا کیا اسیطرح اسنے اسماعیلیہ کے سلسلہ کو اسرائیلیہ کے سلسلہ کیلئے جوڑا بنایا۔ اور یہ وہ بات ہے جو قرآن شریف بھی بیان کرتا ہے اور اس کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جو اندھے ہوتے ہیں کیا تو خدا تعالیٰ کے اس قول کو جو سورہ جاثیہ میں ہے نہیں دیکھتا وہ یہ ہے اور ضرور بالضرور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکم اور نبوت دی اور پاکیزہ چیزیں انکو دیں اور انکو سب جہانوں پر بزرگی دی اور انکو دین کی کھلی کھلی باتیں دیں پھر انہوں نے علم کے آنیکے بعد آپس کی سرکشی کے باعث اختلاف کیا تحقیق تیرا رب قیامت کے دن انکے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کریگا جنمیں وہ اختلاف کرتے تھے پھر ہم نے تجھکو دین کی شریعت پر قائم کیا پس تو اسکی اتباع کر اور وہ لوگ جو بیعلم ہیں انکی خواہشوں کی پیروی نہ کریں پس دیکھو کہ کیونکر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سلسلوں کا ذکر ایک دوسرے کے مقابل رکھکر کیا یعنے حضرت موسٰی کا سلسلہ حضرت عیسٰی تک اور ہمارے نبی خیر الورٰی کا سلسلہ حضرت مسیح موعود تک جو کہ تمہارے اس زمانہ میں آیا +

خطبہ الہامیہ الاعلان صفحہ (ج)

ومن فضل اللہ واحسانہ انہ

اور اللہ کا فضل اور اسکے احسان سے یہ ہے کہ

قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ سے ظاہر ہے۔ اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اس میں کیا گیا جو صحابہ میں سے ٹھہرائے گئے۔ لیکن اس جگہ اس مورد بروز کا بتصریح ذکر نہیں کیا یعنے مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہ کی طرح زیر تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔ اس ترک ذکر سے یہ اشارہ مطلوب ہے کہ مورد بروز حکم نہیں رکھتا۔ اس لئے اس کی بروزی نبوت اور رسالت سے ختمیت میں فرق نہیں آیا۔ پس آیت میں اس کو ایک وجود منفی کی طرح سمجھ دیا اور اس کے عوض میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا ہے۔ اور اسی طرح آیت اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئے گا یعنی دینی برکات کے چشمے بہ نکلیں گے اور بکثرت دنیا میں سچے اہل اسلام ہو جائیں گے۔ اس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظر تحقیر سے دیکھا اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی۔ اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی اور دونوں خونوں سے حصہ رکھتا ہوں لیکن میں روحانیت کی نسبت کو مقدم سمجھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے۔ اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعوے نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

خطبہ الہامیہ۔ الاعلان صفحہ ب

فبعث مثیل موسیٰ من قوم بنی اسمٰعیل	پس مثیل موسیٰ کو بنی اسمٰعیل کی قوم سے بھیجا
وجعل علماء امته کانبیاء سلسلة الکلیم	گیا اور اس کی امت کے علماء کو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے
وکسر عود الیهود بما کانوا یستکبرون	سلسلہ انبیاء کی مانند کیا اور اس یہود کے غرور

رسول کا دعویٰ نہیں

بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا۔

احمد اکرم کا مظہر بنایا تاکہ لوگوں کو فائدہ پہنچاوے اور درایت اور ہدایت کی بارش کو دوبارہ اتارے۔

خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵

سلسلہ ولایت ختم کرنے والا خاتم الاولیاء

میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں۔ جیسا کہ ہمارے سیدنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔

خطبہ الہامیہ صفحہ ۹۵ تا ۹۶

مسیح موعود اس امت کے خلیفوں میں آخری خلیفہ ہے

خدا نے سورۂ نور میں ہم کو بشارت دی ہے کہ خلیفے اس امت سے ہونگے۔ پس ضرور [illegible] اسی طرح پر خاتم الخلفاء مسلمانوں میں سے پیدا ہوا۔ اور وہی بغیر کسی شک کے مسیح موعود ہے۔

خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۲

اس امت کے انعام یافتہ گروہ میں سے آخری اینٹ میں ہوں

اور اس امت کے یہود [illegible] کی سرشت کو بھی دیکھا اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیہم۔ پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچاوے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔

خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۱۴

ترقیات میں بعض اس امت میں سے نبی ہو سکتے ہیں

[illegible] ترقیات کے لئے بڑی استعداد رکھی ہے کہ ممکن ہے کہ بعض لوگ ان میں سے انبیاء ہو جائیں

خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۶۷ و ۱۶۸

بروز خاتم النبیین

اور خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔ اور [illegible] خدا نے ابتداء سے ارادہ فرمایا تھا کہ اس آدم کو پیدا کرے گا کہ آخری زمانہ میں خاتم الخلفاء ہوگا۔

خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۰

آنحضرت کے ساتھ شاگردی کی نسبت

در حقیقت [illegible] نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور میری نسبت اس کی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے۔

خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۳

آنحضرت آدم کی [illegible] کے سردار ہیں

بعد اس کے اس آدم کو [illegible] جن کا نام محمد اور احمد ہے صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ

حقیقت میں خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے ۔

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۱

سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں ۲۳ برس کی مدت دی گئی۔ اور ۲۳ برس تک برابر یہ سلسلہ وحی کا جاری رکھا گیا ۔

نبی کریم کے نمونہ پر مجھے بھی ۲۳ برس وحی پانے کی مدت دی گئی

حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۴۔

اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔ کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزون نہیں ہے بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیئیل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے ۔ اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے ۔ اور دانیئیل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے ۔ اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں خدا کی مانند ۔

رسول اور نبی کا لفظ میری نسبت مجاز اور استعارہ ہے

فرشتہ کا لفظ میرے لئے بطور استعارہ بولا گیا ہے اور میکائیل بھی۔

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۱

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا۔ گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا۔ اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا۔ ایسا ہی یہ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے۔ تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں سے وہ فرقہ نجات پائیگا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا ۔

اسم احمد میں اشارہ ہے آخری مظہر کی طرف جس کا نام آسمان پر احمد ہے

آخری زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔

یاد رہے کہ جیسا کہ خدا تعالےٰ کے دو ہاتھ جلالی و جمالی ہیں۔ اسی نمونہ پر چونکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ کے مظہر اتم ہیں۔ لہٰذا خدا تعالےٰ نے آپ کو بھی وہ دونوں ہاتھ رحمت اور شوکت کے عطا فرمائے۔ جمالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ قرآن شریف میں ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنے ہم نے تمام دنیا پر رحمت کر کے تجھے بھیجا ہے ۔ اور جلالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وما رمیت

آنحضرت اللہ جل شانہ کا مظہر اتم ہیں۔

صحابہ آنحضرت کی صفت جلالی کا ظہور ہیں

صفت جمالی کا

آدم کی اولاد کا سردار اور خلقت کا امام اور سب سے زیادہ متقی اور سعید ہے ۔

ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ (ب)

فقد ختمت النبوۃ علیٰ نبینا صلی اللہ	اور نبوت ختم کی گئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم فلا نبی بعدہ الا الذی	پس کوئی نبی نہیں آپکے بعد مگر وہی جو اس کے
نوّر بنورہ وجعل وارثہ من	نور سے منور کیا گیا اور حضرت کبریا کی طرف سے
حضرت الکبریاء اعلموا ان الفتحیۃ	اس کا وارث بنایا گیا ۔ جان لو کہ فتحیت اول
اعطیت من الاوّل لمحمد صلی اللہ	سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی پھر دی گئی
علیہ وسلم ثم اعطیت لمن علّمہ ربہ	اسے جسکو اس کی روح نے سکھایا ۔ اور اس کو اپنا
وجعلہ ظلہ فتبارک من علّم و	ظل بنایا سو بابرکت ہے وہ جس نے سکھایا اور
تعلّم	وہ جو شاگرد ہوا ۔

اشتہار منارۃ المسیح ملحقہ خطبہ الہامیہ صفحہ (ج)

اور پھر تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانی سیر کے طور پر اوپر کی طرف گیا اور مرتبہ قاب قوسین کا پایا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر صفات الٰہیہ اتم اور اکمل طور پر تھے ۔

ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ ۷ دوم

اور اس کا نام اسی طور سے مسیح رکھا جیسا کہ پانی یا آئینہ میں ایک شخص کا جو عکس پڑتا ہے ۔ اس عکس کو مجازاً کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے ....

سو میں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح کی روحانی شکل اور خو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں ۔

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ دوسری ایڈیشن صفحہ ۱

لیکن میری مخالفت کے لئے اب وہ قرآن شریف کے اس اصول کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا دعوے کرے کہ میں خدا کا نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہوں جس سے خدا ہمکلام ہو کر اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً راہ راست کی حقیقتیں اس پر ظاہر کرتا ہے ۔ اور اس دعوے پر ۲۳ یا ۲۵ برس گذر جائیں یعنی وہ میعاد گذر جاوے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی میعاد تھی ۔ اور وہ شخص اس مدت تک فوت نہ ہو اور نہ قتل کیا جائے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ شخص سچا نبی یا سچا رسول یا خدا کی طرف سے سچا مصلح اور مجدد ہے بلکہ

نبوت آنحضرت پر ختم ہوگئی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جو آپ کے نور سے منور ہو اور آپ کا وارث ہو

جاری ہے استاد اور شاگرد ۔

آنحضرت کامل مظہر صفات الٰہیہ

عکس یک ہے مسیح ثانی

مدعی کاذب کی مہلت کی میعاد کے متعلق

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۷

قرآن شریف میں حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ بن مریم کے درمیان بارہ خلیفوں کا ذکر فرمایا گیا۔ اور ان کا عدد بارہ ظاہر کیا گیا۔ اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ تمام بارہ کے بارہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھے مگر تیرھواں خلیفہ جو آخری خلیفہ ہے یعنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام اپنے باپ کی رو سے اس قوم میں سے نہیں تھا۔ کیونکہ باپ نہ تھا جس کی وجہ سے وہ حضرت موسےٰ سے اپنی شاخ ملا سکتا۔ یہی تمام باتیں سلسلہ خلافت محمدیہ میں پائی جاتی ہیں۔ یعنے حدیث متفق علیہ سے ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں بھی درمیانی خلیفے بارہ ہیں۔ اور تیرھواں جو خاتم ولایت محمدیہ ہے وہ محمدی قوم میں سے نہیں۔ یعنے قریش میں سے نہیں۔ اور یہی چاہئے تھا کہ بارہ خلیفے تو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم میں سے ہوتے۔ اور آخری خلیفہ اپنے آباؤاجداد کے رو سے اس قوم میں سے نہ ہوتا۔ تا مشابہت اکمل اور اتم طور پر ہو جاتا سو الحمد للہ والمنۃ ایسا ہی ظہور میں آیا۔

سلسلہ موسویہ اور محمدیہ میں درمیانی خلیفوں کی تعداد بارہ ہے

تیرھواں خلیفہ خاتم ولایت محمدیہ ہے

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹

آخری خلیفہ سلسلہ محمدیہ کا جو تقابل کے لحاظ سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مقابل پر واقع ہوا ہے جس کی نسبت یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ اس امت کا خاتم الاولیاء ہے

خاتم الاولیاء مسیح کے مقابلہ پر ہے۔

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۰

اس جگہ بھی سلسلہ خلفاء اقدس کے لئے کمال التزام موجود ہے اور یہ نص قطعی کلام الٰہی کی آفتاب کی طرح چمک کر بتلا رہی ہے کہ سلسلہ خلافت محمدی کے تمام خلیفے خلفاء موسوی کے مثیل ہیں۔ اسی طرح آخری خلیفہ جو خاتم ولایت محمدیہ ہے جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے وہ حضرت عیسےٰ سے جو خاتم سلسلہ نبوت موسویہ ہے مماثلت اور مشابہت رکھتا ہے۔ الخ

سلسلہ محمدیہ کے تمام خلیفے خلفاء موسویہ کے مثیل ہیں

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۱

پھر جب اللہ تعالےٰ اپنے رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کو دنیا میں بھیجتا۔ اور وہ بڑے بڑے پوشیدہ واقعات اور عالم مجازات اور غیب کی خبریں دیتے تو لوگوں کے دل میں یہ گمان گذر سکتا تھا کہ شاید وہ جھوٹے ہیں۔ یا بعض امور میں نجوم وغیرہ سے مدد لیتے

محدث غیب کی خبریں دیتے ہیں۔

استخلف الذین من قبلھم الخ یعنے خدا نے ان ایمانداروں سے جو نیک کام بجالاتے ہیں وعدہ کیا ہے جو ان میں سے زمین پر خلیفے مقرر کریگا۔ انہی خلیفوں کی مانند جو ان سے پہلے گئے تھے۔ اب جب ہم مانند کے لفظ کو پیش نظر رکھکر دیکھتے ہیں کہ جو محمدی خلیفوں کی موسوی خلیفوں سے مماثلت واجب کرتا ہے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے جو ان دو سلسلوں کے خلیفوں میں مماثلت ضروری ہے اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم الخلفاء محمدیہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے ۔

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۵

ابوبکر اور یو... میں ایسی مشا... کہ دونوں ایک... ہیں۔

مثلاً یشوع اور ابوبکر میں وہ مشابہت درمیان رکھدی کہ گویا وہ دونوں ایک ہی وجود ہے یا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں اور جس طرح بنی اسرائیل حضرت موسےٰ کی وفات کے بعد یوشع بن نون کی باتوں کے شنوا ہو گئے اور کوئی اختلاف نہ کیا اور سب نے اپنی اطاعت ظاہر کی یہی واقعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیش آیا اور سب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں آنسو بہا کر دلی رغبت سے حضرت ابوبکر کی خلافت کو قبول کیا۔ غرض ہر ایک پہلو سے حضرت ابوبکر صدیق کی مشابہت یشوع بن نون علیہ السلام سے ثابت ہوئی خدا نے جس طرح حضرت یشوع بن نون کو اپنی وہ تائیدیں دکھلائیں کہ جو حضرت موسےٰ کو دکھلایا کرتا تھا۔ ایسا ہی خدا نے تمام صحابہ کے سامنے حضرت ابوبکر کے کاموں میں برکت دی اور نبیوں کی طرح اس کا اقبال چمکا ۔

حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۷

پس جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو یشوع بن نون سے مشابہت تھی یہانتک کہ نام بھی متشابہ تھا ایسا ہی حضرت ابوبکر اور مسیح موعود کو بعض واقعات کے رو سے اشد مشابہت ہے ۔

حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۸

ابوبکر اور مسیح موعود ...

ایسا ہی اس پیشگوئی سے جو مسیح موعود اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں مشترک ہے یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ جس طرح شیعہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور ان کے مرتبہ اور بزرگی سے منکر ہیں۔ ایسا ہی مسیح موعود کی تکفیر کیجائیگی اور

آخری صورتوں میں سے پہلی صورت ہے جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موذی دشمنوں پر دلالت کرتی ہے۔ ایسا ہی بطور اشارۃ النص اسلام کے مسیح موعود کے ایذا دہندہ دشمنوں پر اس کی دلالت ہے۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ آیت مثلاً ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علے الدین کلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔ اور پھر یہی آیت مسیح موعود کے حق میں بھی ہے۔ جیسا کہ تمام مفسر اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں +

لیظہرہ علے الدین کلہ اشارۃ النص میں مسیح موعود کے حق میں

حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۰

اس جگہ منّی کے لفظ سے قریشی ہونا مراد نہیں۔ ورنہ یہ حدیث صرف مہدی کا قریشی ہونا ظاہر کرتی اور کسی عالی مفہوم پر مشتمل نہ ہوتی۔ لیکن جس طرز سے ہم نے لفظ منّی کے معنی مراد لئے ہیں یعنی آنحضرت کے اخلاق اور کمالات اور معجزات اور کلام معجز نظام کا ظلی طور پر وارث ہونا اس سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ مہدی افراد کاملہ میں سے اور اپنے کمالات اخلاق میں ظل النبی ہے۔ اور یہی عظیم الشان اشارہ ہے جو منّی کے لفظ سے نکلتا ہے +

مہدی ظلی طور پر آنحضرت کا وارث ہے

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۲

ایک پہلوں کی جماعت یعنے صحابہ کی جماعت جو زیر تربیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے دوسری پچھلوں کی جماعت جو بوجہ تربیت روحانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جیسا کہ آیت وآخرین منھم سے سمجھا جاتا ہے صحابہ کے رنگ میں ہیں یہی دو جماعتیں اسلام میں حقیقی طور پر منعم علیہم ہیں۔ اور خدا تعالے کا انعام ان پر یہ ہے کہ ان کو انواع اقسام کی غلطیوں اور بدعات سے نجات دی ہے۔ اور ہر ایک قسم کے شرک سے ان کو پاک کیا ہے۔ اور خالص اور روشن توحید ان کو عطا فرمائی ہے جس میں نہ دجّال کو خدا بنایا جاتا ہے اور نہ ابن مریم کو خدائی صفات کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے اور اپنے نشانوں سے اس جماعت کے ایمان کو قوی کیا ہے اور اپنے ہاتھ سے ان کو ایک پاک گروہ بنایا ہے۔ ان میں سے جو لوگ خدا کا الہام پانے والے اور خدا کے خاص جذبہ سے اس کی طرف کھینچے ہوئے ہیں نبیوں کے رنگ میں ہیں۔ اور جو لوگ ان میں سے بذریعہ اپنے اعمال کے صدق اور اخلاص دکھلانے والے اور ذاتی محبت سے بغیر کسی غرض کے اللہ تعالے کی عبادت کرنے والے ہیں وہ صدیقوں کے رنگ میں ہیں۔ اور جو لوگ ان میں سے آخری فتنوں

صحابہ کے رنگ میں دوسری جماعت

ان کے مخالف ان کے مرتبہ ولایت سے انکار کر بیٹھے کیونکہ اس پیشگوئی کے اخیر میں یہ آیت ہے ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون ۔

حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۹

ابوبکر اور مسیح موعود میں اتصال ہے

بعض گمراہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقام بلند سے منکر ہو جائیں گے اور ان کی تکفیر کریں گے پس اس آیت سے سمجھا جاتا ہے کہ مسیح موعود کی بھی تکفیر ہوگی کیونکہ وہ خلافت کے آخری نقطہ پر ہے جو خلافت کے پہلے نقطہ سے ملا ہوا ہے ۔ یہ بات بہت عظمت کی اور یاد رکھنے کے لایق ہے کہ ہر ایک دایرہ کا عام قاعدہ یہی ہے کہ اس کا آخری نکتہ پہلے نکتہ سے اتصال رکھتا ہے ۔ لہذا اس عام قاعدہ کے موافق خلافت محمدیہ کے دایرہ میں بھی ایسا ہی ہونا ضروری ہے یعنی یہ لازمی امر ہے کہ آخری نقطہ اس دائرہ کا جس سے مراد مسیح موعود ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا خاتم ہے وہ اس دایرہ کے پہلے نقطہ سے جو خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نقطہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کے دایرہ کا پہلا نقطہ جو ابوبکر ہے وہ اس دایرہ کے انتہائی نقطہ سے جو مسیح موعود ہے اتصال تام رکھتا ہے جیسا کہ مشاہدہ اس بات پر گواہ ہے کہ آخر نقطہ ہر ایک دایرہ کا اس کے پہلے نقطہ سے جا ملتا ہے ۔ اب جبکہ اول اور آخر کے دونوں نقطوں کا اتصال ماننا پڑا تو اس سے پتا بت ہوا کہ جو قرآنی پیشگوئیاں خلافت کے پہلے نقطہ کے حق میں ہیں یعنی حضرت ابوبکر کے حق میں وہی خلافت کے آخری نقطہ کے حق میں بھی ہیں ۔ یعنے مسیح موعود کے حق میں ۔ اور یہی ثابت کرنا تھا ۔

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۱

یہ ممکن نہیں ہوتا

پس جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسے کے مثیل ہو کر ان کے عین نہیں ہو سکتے ایسا ہی تمام محمدی خلیفے جن میں سے آخری خلیفہ مسیح موعود ہے وہ موسوی خلیفوں کے جن میں سے آخری خلیفہ حضرت عیسے علیہ السلام ہیں کسی طرح عین نہیں ہو سکتے ۔

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۳

اسلام کا مرکز مکہ و مدینہ ہیں

اور سچ تو یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی ریل کا تیار ہو جانا گویا تمام اسلامی دنیا میں ریل کا پھر جانا ہے ۔ کیونکہ اسلام کا مرکز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہے ۔

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۲

غرض آیت تبت یدا ابی لھب وتب جو قرآن شریف کے آخری سیپارہ میں چار

ذلت ثابت ہو گئی تو گویا ان کی ذلت پیچھے رہ گئی۔ سایہ اصل کا ہمیشہ تابع ہوتا ہے +

اعجاز احمدی صفحہ ۲۴

نبی اور محدث کا غلطی کرنا

اور بعض کا یہ خیال ہے کہ اگر کسی الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو جائے تو امان اٹھ جاتا ہے۔ اور شک پڑ جاتا ہے کہ شاید اس نبی یا رسول یا محدث نے اپنے دعوے میں بھی دھوکا کھایا ہو۔ یہ خیال سراسر سفسطہ ہے اور جو لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں +

اعجاز احمدی صفحہ ۲۶

نبی کے نبوت کا کامل ہونا

کہ جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلایل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ اور پھر بعض دوسری جزئیات میں اگر اجتہاد کی غلطی ہو بھی تو وہ اس یقین کو مضر نہیں ہوتی ......

دعوے میں دھوکا کھانا

نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعوے کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے۔ اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا لیکن بعض جزوی امور جو اہم مقاصد میں سے نہیں ہوتے انکو نظر کشفی دور سے دیکھتی ہے اور ان میں کچھ تواتر نہیں ہوتا۔ اس لئے کبھی ان کی تشخیص میں دھوکا بھی کھا لیتی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو اپنی پیشگوئیوں میں دھوکے کھائے وہ اسی رنگ میں کھائے تھے مگر نبوت کے دعوے میں انہوں نے دھوکا نہیں کھایا کیونکہ وہ حقیقت نبوت قریب سے دکھائی گئی۔ اور بار بار دکھائی گئی +

اعجاز احمدی صفحہ ۷۰

ختم نبوت آنحضرت بھی زندہ

فلا والذی خلق السماء لاجله لہ مثلنا و لن الی یوم یبعثوا

مجھے اسکی قسم کہ جسنے آسمان بنایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میری طرح اور بھی بیٹے اٹھائے جائینگے قیامت تک

اعجاز احمدی صفحہ ۷۱

اذا القوم قالوا یدعی الوحی عامدا عجبت فانی ظل بدر منور

جب قوم نے کہا کہ یہ تو عمداً وحی کا دعوے کرتا ہے میں نے تعجب کیا کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہوں

وانی لظل ان یخالف اصله تلالیہ فی وجهی یلوح ویزهر

اور ظل کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہو سکتا ہے پس وہ روشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے

کی امید پر گھر سے نکلنے والے اور جزا کے دن کا چشم دل سے مشاہدہ کر کے جان کو ہتھیلی پر رکھنے والے ہیں۔ وہ شہیدوں کے رنگ میں ہیں اور جو لوگ ان میں سے ہر ایک فساد سے باز رہنے والے ہیں وہ صلحاء کے رنگ میں ہیں ۔

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۴۸

سورہ مرسلات میں ایک آیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب قیامت کی ایک بھاری علامت یہ ہے کہ جب تمام رسولوں کی حد بست ہو جائے یعنی سلسلہ [illegible] کہ آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود اور مہدی معہود ظاہر ہو جائے اور وہ آیت یہ ہے واذا الرسل اقتت۔

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۰

چونکہ تکمیل ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہوئی اب یہ تکمیل اشاعت ہدایت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو کیونکہ یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبی کام تھے لیکن سنت اللہ کے لحاظ سے اس قدر عمر درازی آپ کے لئے غیر ممکن تھا کہ آپ اس آخری زمانہ کو پاتے اور نیز ایسا خلود شرک کے پھیلنے کا ایک ذریعہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خدمت منصبی کو ایک ایسے امتی کے ہاتھ سے پورا کیا جو اپنی خو اور روحانیت کے رو سے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ایک ٹکڑا تھا یا یوں کہو کہ وہی تھا اور آسمان پر ظلی طور پر آپ کے نام کا شریک تھا ۔

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۳

ایسا ہی آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا۔ مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو منہم کا لفظ ہے۔ وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے [illegible] سے مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا اور اس کے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے ۔

اعجاز احمدی صفحہ ۱۳

یہ سب مولوی محمد حسین کے سایہ میں دو ان کا ایڈوکیٹ جو ہوا۔ جبکہ ان کے ایڈوکیٹ کی

اس کام کو کریں گے اور بعض نہیں پس یہ سورت پیشگوئی کر رہی ہے کہ کوئی فرد اس امت میں سے کامل طور پر نبیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا تا وہ پیشگوئی جو آیت صراط الذین انعمت علیہم سے مستنبط ہوتی ہے وہ اکمل اور اتم طور پر پوری ہو جائے

کشتی نوح صفحہ ۴۹

اس امت کے کامل فرد وارث انبیاء بنی اسرائیل ہیں

قرآنی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹھہرائے گئے اور دراصل مسیح موعود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اس دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے۔ مگر اس امت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ آ جائے ✦

مخفی طور پر حصہ مماثلت بہتوں کو ملا کھلا کھلا مسیح موعود کو ملا

کشتی نوح صفحہ ۵۶

غلامی کا دعوے

اب سوچو کہ کیا یہ تعجب سے اس پاک رسول کا جس کی غلامی کی طرف میں منسوب کیا گیا ✦

تحفة الندوہ صفحہ ۴

مجھے مسیح موعود ماننا واجب ہے جسے تبلیغ پہنچی اور نہیں مانا وہ مسلمان ہے مگر قابل مواخذہ

میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا۔ اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے۔ کیونکہ جس امر کو اس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اس کو رد کر دیا ✦

محمد حسین بٹالوی اور عبداللہ چکڑالوی کے مباحثہ پر حضرت اقدس کا ریویو صفحہ ۶-۵

نبوت براہ راست منقطع ہے ✦

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور خاتم الانبیاء ہے۔ اب ظاہر ہے کہ لکن کا لفظ زبان عرب میں استدراک کے لئے آتا ہے۔ یعنے تدارک مافات کے لئے سو اس آیت کے پہلے حصہ میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا تھا یعنے جس کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نفی کی گئی تھی وہ جسمانی طور سے کسی مرد کا باپ ہونا تھا۔ سو لکن کے لفظ کے ساتھ ایسے فوت شدہ امر کا اس طرح تدارک کیا گیا کہ

وان لذو نسب کامل الطیبه ؛ ومن طینة المعصوم اولی معطیٰ

اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت ذو نسب ہوں ؛ اور اس کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے

کشتی نوح صفحہ ۱۳

نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ .... اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے ...... اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔

محمد رسول اللہ کے سوا اب کوئی رسول نہیں

محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے شان میں بڑھ کر ہے۔

کشتی نوح صفحہ ۱۵

عقیدہ کے رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے۔ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔

خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی نہیں سوائے بروزی کا تعلق ہے جیسا کہ شاخ کا بیخ سے

کشتی نوح صفحہ ۱۶

اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں۔ گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں۔

مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے

کشتی نوح صفحہ ۴۴

ان تمام کتابوں میں خدا تعالیٰ کی یہ قدیم سنت ہے کہ جب وہ ایک قوم کو ایک کام سے منع کرتا ہے یا ایک کام کی رغبت دیتا ہے تو اس کے علم میں یہ مقدر ہوتا ہے کہ بعض

[illegible]

اولیا آنحضرت کے عکس ہوتے ہیں

نبوت کے فیض بالکل باطل ہوجاتے ۔ اس لئے یہ ذرت نقش ہوتے ہیں اس اصل کے جو گذر چکی ہوئی اور گویا عکس ہوتے ہیں ایک صورت کے جو شیشہ میں نظر آتا ہے ان لوگوں نے فنا کی سلائیوں سے سرمہ آنکھ میں ڈالا ہوتا ہے اور ریاکاری کے انگن سے کوچ کر چکے ہوتے ہیں .... سو ان لوگوں سے جو کچھ خارق عادت افعال یا اقوال پاک نوشتوں سے مشابہ تم دیکھتے ہو وہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ وہ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتے ہیں تاثیر ظلیت کے لباسوں میں ہوتے ہیں ۔ اور تمہیں اولیاء الرحمن کی نسبت ایسی بزرگی اور شان میں شک ہے تو پڑھو آیت صراط الذین انعمت علیہم غور اور فکر سے

الہدیٰ صفحہ ۳۲

قرآن کے بعد کوئی وحی اسکی مانند نہیں

اولیار کی وحی کی شان وہ نہیں جو شان قرآن ہے

سنو خدا کی لعنت ان پر جو دعوےٰ کریں کہ وہ قرآن کی مثل لا سکتے ہیں ۔ قرآن شریف معجزہ ہے جس کی مثل کوئی انس و جن نہیں لا سکتا .... بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی وحی بھی نہیں اگرچہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد اور کوئی وحی بھی ہو اس لئے کہ وحی رسانی میں خدا کی تجلیات ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالےٰ کی تجلی جیسی کہ خاتم الانبیاء پر ہوئی ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور کبھی پیچھے ہوگی ۔ اور جو شان قرآن کی وحی کی ہے وہ اولیار کی وحی کی شان نہیں ۔ اگرچہ قرآن کے کلمات کی مانند کوئی کلمہ انہیں وحی کیا جائے ۔

دافع البلاء صفحہ ۵

خدا کا رسول بمعنی فرستادہ

(۳) قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا ۔ تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا ....

دافع البلاء صفحہ ۶

ایمان مسیح موعود ہونے پر ہو

پس اس بیماری کے دفع کے لئے وہ پیغام جو خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لیں ۔

دافع البلاء صفحہ ۷

رسول کا لفظ

اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیرا اکرام مد نظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا ۔ میں رحمان ہوں جو دکھ کو دور کرنے والا ہے ۔ میرے رسولوں کو میرے پاس کچھ خوف اور غم نہیں ۔ میں نگہ رکھنے والا ہوں میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا اور اس کو ملامت کروں گا جو میرے رسول کو ملامت کرتا ہے ۔

بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہے۔

تریاق القلوب صفحہ ۲

(مجدد ہونیکا دعویٰ)

(ابدال ہونیکا دعویٰ)

(مسیح ہونیکا دعویٰ)

رسید مژدہ زغیبم کہ من ہماں مردم — کہ او مجدد ایں دین و رہنما باشد
زآہ زمرۂ ابدال باید ترسید — علی الخصوص اگر آہ میرزا باشد
منم مسیح بہ بانگ بلند مے گویم — منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

تریاق القلوب صفحہ ۳

(محمد احمد ہونیکا دعویٰ)

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا — منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

تریاق القلوب صفحہ ۷

(آنحضرت کی پیروی سے روح القدس ملتی ہے)

میں اس زندگی میں سے نور لیتا ہوں جو پیغمبر ہی متبوع کو ملی ہے۔۔۔۔۔۔ اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو۔ میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔

تریاق القلوب صفحہ ۱۶

(مجدد)

اور جس نے دعوے کیا اس کا نام بھی غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کرتا ہے۔ یعنے ۱۳۰۰ تیرہ سو عدد جو اس نام سے نکلتا ہے۔ وہ بتلا رہا ہے کہ تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر یہی مجدد آیا جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے۔

تریاق القلوب صفحہ ۲۰

(اس صدی کے مجدد کا کام صلیب ہے)

وہ مجدد جو اس چودھویں صدی کے سر پر بموجب حدیث نبوی کے آنا چاہئے تھا وہ یہی راقم ہے۔ یہ بات جلد عقلمند اور منصف مزاج کو سمجھ آ سکتی ہے کہ ہر ایک مجدد ان مفاسد کے دور کرنے کے لئے مبعوث ہوتا ہے جو زمین پر سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ موجب ہلاکت اور نیز سب سے زیادہ کثرت میں ہوتے ہیں۔ اور انہی خدمات کے مناسب

دافع البلاء صفحہ ۹

پس خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے اس لئے اس نے آسمان اور زمین دونوں کو اس کی سچائی کا گواہ بنا دیا........ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں آخری دنوں میں طاعون بھیجوں گا تاکہ میں اُن خبیثوں اور شریروں کا منہ بند کر دوں جو میرے رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ محض انکار اس بات کا موجب نہیں ہوتا کہ ایک رسول کے انکار سے دنیا میں کوئی تباہی بھیجی جاوے۔ بلکہ اگر لوگ شرافت اور تہذیب سے خدا کے رسولوں کا انکار کریں اور دست درازی اور بدزبانی نہ کریں تو ان کی سزا قیامت میں مقرر ہے۔ اور جس قدر دنیا میں رسولوں کے وقت میں مرض بھیجی گئی ہے وہ محض انکار سے نہیں بلکہ شرارتوں کی سزا ہے ؏

دافع البلاء صفحہ ۱۰

رسول کا تخت

بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے ؏

دافع البلاء صفحہ ۱۱

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا ؏

دافع البلاء صفحہ ۱۳

دعویٰ شفیع کے ظل کے طور پر

سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا........ خدا نے اس امت سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یعنے وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے ؏

پہلے مسیح کی شان سے بڑھ کر ہوں

دافع البلاء صفحہ ۱۴

مسیح احمد کے ادنیٰ غلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے........ گو پہلے زمانوں میں

بعض لوگ نبی یا رسول یا محدث کہلاتے ہیں

اور وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لیکر آتے ہیں۔ اور لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام اور سردار اور پیشوا سمجھ لیں۔ اور جیسا کہ وہ خدا تعالےٰ کی اطاعت کرتے ہیں اس کے بعد خدا کے ان نائبوں کی اطاعت کریں ؀

تریاق القلوب صفحہ ۶۸

خدا نے الہام کیا کہ تو مجدد ہے

جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالےٰ نے الہام کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے اور یہ اس طرف اشارہ تھا کہ تو ہی مسیح موعود ہے ؀

تریاق القلوب صفحہ ۷۷

رسالت کا دعویٰ افترا ہے

(از خط راجہ جہانداد خان مصدقہ حضرت مسیح موعود مندرجہ کتاب ہذا)

(۱) رسالت کے دعوے کے بارے میں مجھ کو خود ازالہ اوہام کے دیکھنے سے ونیز آپ کی وہ روحانی اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے والی تقریر سے جو جلسہ مذاہب لاہور میں پیش ہوئی۔ میری تسلی ہوگئی۔ جو محض افترا و بہتان ذات والا پر کسی نے باندھا ؀

تریاق القلوب صفحہ ۱۲۲

خلعت ولایت کے ساتھ چار نشان بطور معجزہ لائے جاتے ہیں۔

یہ بات یاد رکھنے کے لایق ہے۔ کہ جبکہ خدا تعالےٰ اپنے فضل عظیم اور کرم عمیم سے کسی شخص کو اپنی خلعت ولایت اور رتبہ کرامت سے مشرف اور سرافراز فرماتا ہے تو چار چیزوں میں اس کو جمیع اس کے ابنائے جنس اور تمام ہمعصر لوگوں سے امتیاز کلی بخشتا ہے۔ اور ہر ایک شخص جو وہ امتیاز اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اس کی نسبت قطعی اور یقینی طور پر ایمان رکھنا لازم ہو جاتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے ان کامل بندوں اور اعلیٰ درجے کے اولیاء میں سے ہے جن کو اس نے اپنے ہاتھ سے چنا ہے اور اپنی نظر خاص سے ان کی تربیت فرمائی ہے۔ اور وہ چار چیزیں جو کامل اولیاء اور مردان خدا کی نشانی ہے چار کمال ہیں جو بطور نشان اور خارق عادت کے ان میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کمال میں وہ دوسروں سے بین اور صریح طور پر ممتاز ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ چاروں کمال معجزہ کی حد تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور ایسا آدمی کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے۔ اور اس مرتبے پر وہی شخص پہنچتا ہے جس کو عنایت ازلی نے

حال اس مجدد کا نام آسمان پر ہوتا ہے۔ اور جبکہ یہ حدیث نبی اور صحیح ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ لوگ چاروں طرف عیسائیت کی پر زہر شیم سے ہلاک ہوتے جاتے تھے بڑا کام مجدد کا یہ ہونا چاہئے کہ اہل اسلام کی ذریت کو اس زہر سے بچاوے اور صلیبی فتنوں پر اسلام کو فتح بخشے اور جبکہ اس صدی کے مجدد کا یہ کام ہوا تو بلاشبہ آسمان پر اس کا نام کاسر الصلیب ہوا اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ چودہویں صدی کے مجدد کی یہ خدمت ہوئی کہ وہ صلیب کو شکست دے تو اس سے یہ نتیجہ ہوا کہ چودہویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہونا چاہئے کیونکہ یہی منصب مسیح موعود کا ہے اس لئے چودھویں صدی کا مجدد حق رکھتا ہے کہ اس کو مسیح موعود کہا جائے کیونکہ وہ اس زمانہ کا مجدد ہے۔ اور اس زمانہ میں مجدد کی خاص خدمت کسر شوکت صلیب ہے۔

تریاق القلوب صفحہ ۹۱

اس رسول کو علوم دیئے گئے

حق بات یہ ہے کہ خدا نے اس رسول کو یعنے مجھکو بھیجا ہے۔ اور اور اس کے ساتھ زمانہ کی ضرورت کے موافق ہدایت یعنے راہ دکھلانے کے علم اور تسلی دینے کے علم اور ایمان قوی کرنے کے علم اور دشمن پر حجت پوری کرنے کے علم بھیجے ہیں اور اس کے ساتھ دین کو ایسی چمکتی ہوئی شکل کے ساتھ بھیجا ہے جس کا حق ہونا اور خدا کی طرف سے ہونا بدیہی طور پر معلوم ہو رہا ہے۔ خدا نے اس رسول کو بھیجنے کا اصل مدعا یہی ہے کہ تا خدا اس زمانہ میں ثابت کر کے دکھلاوے کہ اسلام کے مقابل پر سب دین اور تمام تعلیمیں ہیچ ہیں اور اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو تمام دینوں پر ہر ایک برکت اور دقیقہ معرفت اور آسمانی نشانوں میں غالب ہے۔ یہ خدا کا ارادہ ہے کہ اس رسول کے ہاتھ پر ہر ایک طرح پر اسلام کی چمک دکھلاوے۔ کون ہے جو خدا کے ارادوں کو بدل سکے۔

تریاق القلوب صفحہ ۹۳

ہر ایک طرح کی نعمتیں دیں

پھر ایک فقرہ ان پیشگوئیوں میں سے یہ ہے کہ خدا ہر ایک قسم کی نعمت مجھ پر پوری کریگا اب بتلاؤ کہ اس طریق پر جو خدا تعالیٰ نے نبیوں سے معاملہ ہے۔ کون سی نعمت باقی رہی ہے کہ خدا نے مجھ پر پوری نہیں کی۔

تریاق القلوب صفحہ ۹۹

لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسری قسم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں

کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو بھی مل سکتی ہے اور تمام اہل علم اور معرفت اس فضیلت کے قایل ہیں اور اس سے کوئی محذور لازم نہیں آتا اور نہیں اکیلا اس کا قایل ہوں جس قدر اکابر اور عارف مجھ سے پہلے گذرے ہیں وہ تمام آخری دم کو ولایت عامہ کا خاتم سمجھتے ہیں اور حقیقت آدمیہ کی بروزات کا تمام دایرہ اس پر ختم کرتے ہیں۔ اور اپنے کشوف صحیحہ کے رو سے اسی کا نام آخری آدم رکھتے ہیں اور اسی کا نام مہدی معہود اور اسی کا نام مسیح موعود رکھتے ہیں ❖

تریاق القلوب ضمیمہ (۵) صفحہ (۴۳)

میری یہ دعا بدعت نہیں ہے۔ بلکہ ایسی دعا کرنا اسلام کی عبادات میں سے ہے جو نمازوں میں ہمیشہ پانچ وقت مانگی جاتی ہے۔ کیونکہ ہم نماز میں یہ دعا کرتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنی ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں۔ نبیوں کا کمال۔ صدیقوں کا کمال۔ شہیدوں کا کمال۔ صلحا کا کمال ❖

ہر مسلمان نبیوں کے کمال لئے دعا کرتا ہے

تریاق القلوب اشتہار واجب الاظہار صفحہ (۴۲)

اور اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلعم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلے اللہ علیہ وسلم دوسرا احمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی و صلح پھیلائیں گے سو خدا نے ان دونوں ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے صبر و شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کریگا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعے سے احمدی صفات یعنے جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے ❖

محمد اور احمد نبی صلعم کے دو نام ہیں۔

قدیم سے دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے منتخب کیا ہوا ہے اور وہ چار کمال جو بطور چار نشان
اور چار معجزہ کے ہیں جو ولی اعظم اور قطب الاقطاب اور سید الاولیاء کی شان ہے
یہ ہیں۔

تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰

انبیاء صاحب شریعت جدیدہ کے ماسوا محدث وغیرہ کا منکر کافر نہیں ہوتا

ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا .... میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کر کے اپنے تئیں خود کافر نہ بنا لیوے۔

حاشیہ در حاشیہ تریاق القلوب صفحہ ۱۴۲

نبی و رسول و محدث پر الزام لگانا ضروری ہے

ہر ایک رسول و نبی و محدث مامور من اللہ کے لئے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ شریر اور خبیث آدمی اپنے افترا و افتراء کے الزام لگایا کرتے ہیں۔ اور محدثین کے لئے ان کو الزام لگانے کا موقعہ بھی دیا جاتا ہے۔

تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷

مسیح موعود کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے گا

جیسا کہ الہام یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ میں اس کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے۔ اور بعض گذشتہ اکابر نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ وہ انسانی آدم جو مہدی کامل اور خاتم ولایت ہے بلحاظ جسمانی خلقت کے رو سے جوڑا پیدا ہوگا یعنی آدم صفی اللہ کی طرح مذکر و مونث کی صورت پر پیدا ہوگا اور خاتم الاولاد ہوگا۔ کیونکہ آدم نوع انسانی میں سے پہلا مولود تھا۔ سو ضرور ہوا کہ وہ شخص کہ جس پر بطلان دور تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔

تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷-۱۵۸

مسیح پر جزئی فضیلت

اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے

پس ہلاک شد و نفس خود را بکافران و بدکاران ملحق کرد و ہر کہ دعوائے نبوت کند و این اعتقاد ندارد کہ او از است آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم است و ہر چہ یافت از فیضان او یافت و او یک ثمرہ ایست از باغ او و یک قطرہ از بارش او و سایہ ننگ از روشنی او۔ پس و لعنتی است ولعنت خدا بر و و بر انصار او و بر اتباع او و بر اعوان او۔ برائے ما بجز حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ پیغمبرے زیر آسمان نیست و ہیچ کتابے بجز قرآن نداریم پس ہر کہ مخالفت قرآن کند او بسوئے جہنم خویش را کشیدہ است و ہر کہ انکار از حدیث پیغمبر ما کند آن حدیث ہا کہ تنقید آں شدہ و مخالفت قرآن ندارند و برادر شیطان است و او حمید برائے نفس خود لعنتے وایمان را ضایع کرد و قرآن مقدم بر ہر چیز است و وحی حکم یعنے مسیح موعود مقدم است بر احادیث ظنیہ بشرط اینکہ آن وحی مسیح موعود بقرآن مطابقت کلی دارد۔ و بشرط اینکہ قصہ ہائے آن حدیث بقصہ ہائے قرآن مطابقت ندارد یعنے در قصہ ہائے آن احادیث و قرآن شریف باہم مخالفت باشد۔ این اعتقاد برائے این ضروری است کہ وحی مسیح موعود ثمرۂ تازہ است کہ از درخت یقینی چیدہ شدہ است پس ہر کہ وحی امام موعود را قبول نکرد و برائے روایات غیر مشہودآں را از دست انداخت بہے او در گمراہی واضح افتاد و بموت جاہلیت بمرد *

تذکرۃ الشہادتین صفحہ (و)

اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں ۔۔۔۔۔۔ اور پھر جب اس پر چند سال گذرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا۔ کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتدا سے موعود تھا۔ اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ میں ہی ہوں *

ہمارا پیغمبر ایک ہی ہے یعنی آنحضرت صلعم

قرآن ہر چیز پر مقدم ہے وحی مسیح موعود ظنی حدیثوں پر مقدم ہے

پہلے مجدد پر کھولا گیا کہ تو مجدد ہے پھر کہ تو مسیح موعود ہے

ایسا ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے پہلے کوئی نبی موعود نہ تھا۔ صرف مسیح موعود تھا +

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۳۷ و ۳۸

خلفاء اور نبی موعود صرف آخری ہے

اور اگر بفرض محال قرآن کریم کے مخالف ایک لاکھ حدیث بھی ہو وہ سب باطل اور جھوٹ اور کسی باطل پرست کی بناوٹ ہے۔ حق وہی ہے جو قرآن نے فرمایا اور حدیثیں وہ ماننے کے لایق ہیں جو اپنے قصوں میں قرآن کے بیان کردہ قصوں سے مخالف نہیں پھر بعد اس کے یہ پیشگوئی بھی قرآن شریف نے ہی سورہ نور میں لفظ منکم کے ساتھ ہی کر دیا ہے کہ اس دین کے تمام خلیفے اسی امت میں سے پیدا ہونگے۔ اور وہ خلفاء سلسلہ موسوی کے مثیل ہونگے اور صرف ایک ان میں سے سلسلہ کے آخر میں موعود ہوگا جو عیسےٰ بن مریم کے مشابہ ہوگا باقی موعود نہیں ہونگے۔ یعنے نام لیکر ان کے لئے کوئی پیشگوئی نہیں ہوگی۔ اور یہ منکم کا لفظ بخاری میں بھی موجود ہے اور مسلم میں بھی ہے جس کے یہی معنے ہیں کہ وہ مسیح موعود اسی امت میں سے پیدا ہوگا +

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۲ و ۴۳

نبی و ولی کی پیشگوئی

اب سوچ لو کہ ہر ایک بلا جو خدا کے علم میں ہے اگر کسی نبی یا ولی کو اس کی اطلاع دی جائے تو اس کا نام اس وقت پیشگوئی ہوگا جب وہ نبی یا ولی دوسروں کو اس بلا سے اطلاع دے۔ اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ بلا ٹل سکتی ہے پس ضرور تا یہ نتیجہ نکلا کہ ایسی پیشگوئی کے ظہور میں تاخیر ہو سکتی ہے جو کسی بلا کی پیش خبری کرے +

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳

آنحضرت صلعم کے بعد کسی کو نبی نہیں ایک کو صرف مماثلت کے لحاظ سے نبی کہا گیا

میں نے ایک موقع پر ایک اعتراض کا جواب بھی ان کو دیا تھا صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کو سمجھایا تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے تھے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسےٰ ہیں اور آپ کے خلفاء مثیل انبیاء بنی اسرائیل ہیں تو پھر کیا وجہ کہ مسیح موعود کا نام احادیث میں نبی کرکے پکارا گیا ہے مگر دوسرے تمام خلفاء کو یہ نام نہیں دیا گیا سو میں نے ان کو یہ جواب دیا کہ جس حالت میں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تھا اس لئے اگر تمام خلفاء کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا اور اگر کسی فرد کو بھی نبی کے نام سے پکارا نہ جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا کیونکہ موسیٰ کے خلفاء نبی ہیں اس لئے حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو رعایت ختم نبوت نہ بھیجا جائے اور ان کا نام نبی نہ

بنی اھاتان صفتان توحدان فی عیسیٰ ◆ انکے پاس ہے کہ وہ تم میں سے ہے اور وہ بھی ہے کیا یہ دونوں صفتیں عیسے میں پائی جاتی ہیں ◆

لیکچر اسلام سیالکوٹ ۔ صفحہ ۔ ۶

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم روحانیت قایم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے ۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے ۔ جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضایل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی ۔ اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کی تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہوگئے ۔ اور چونکہ آپ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کی شریعت صفات جلالیہ وجمالیہ دونوں کی حامل تھی ۔ اور آپ کے دو نام محمدؐ اور احمد صلے اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے ہیں ۔ اور آپ کی نبوت عامہ میں کوئی حصہ بخل کا نہیں ۔ بلکہ وہ ابتدا سے تمام دنیا کے لئے ہے ◆

ختم نبوت ...
وجہ سے ہو ...
یعنی تاخر ...
اور جمع کمالا ...

آنحضرت صلے ...
الٰہیہ کے ...
اتم تھے

لیکچر اسلام سیالکوٹ صفحہ ۷

چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح ۔ مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو ۔ . . . . اور یہ امام جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی ◆

... کے ظل ہو

لیکچر اسلام سیالکوٹ صفحہ ۳۳

ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں مسیح ابن مریم کے رنگ اور صفت میں اس راقم کو مبعوث فرمایا ◆

لیکچر اسلام سیالکوٹ صفحہ ۳۰

ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالےٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے ۔ اور دوسری طرف نبی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے ۔ اسی وجہ سے ایک طرف تو خدا کے ساتھ اس کا ایسا رابطہ ہوتا ہے کہ جو اس کی طرف ہر وقت کھینچا چلا جاتا ہے اور دوسری طرف نوع انسان کے ساتھ بھی اس کو ایسا تعلق ہوتا ہے ۔ جو ان مستعد طبایع کو اپنی طرف کھینچتا ہے جیسا کہ آفتاب زمین کے تمام طبقات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے ۔ اور خود بھی ایک طرف

نبی ہمدرد ...
محدث خدا ...
کامل تعلق ...
مخلوق سے
کامل ہمدرد
رکھتے ہیں

یہ تینوں علامتیں سچے مامور من اللہ کی شناخت کے لئے قدیم سے مقرر ہیں۔ اب اے دوستو خدا نے تم پر رحم کر کے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں اب چاہو تم قبول کرو یا نہ کرو ٭

تجلیات الٰہیہ صفحہ ۸ و ۹

وما کنا معذبین حتے نبعث رسولا۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے٭ جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔ اب ہجری صدی کا بھی چوبیسواں سال ہے۔ بغیر قائم ہونے کسی مرسل الٰہی کے یہ وبال تم پر کیوں آ گیا جو ہر سال تمہارے دوستوں کو تم سے جدا کرتا اور تمہارے پیاروں کو تم سے علیحدہ کر کے داغ جدائی تمہارے دلوں پر لگاتا ہے۔ آخر کچھ بات تو ہے کیوں تلاش نہیں کرتے۔ اور تم کیوں اس آیت موصوفہ بالا میں غور نہیں کرتے جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما کنا معذبین حتے نبعث رسولا یعنے ہم کسی بستی پر غیر معمولی عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم ان پر اتمام حجت کے لئے ایک رسول نہ بھیج دیں

تجلیات الٰہیہ صفحہ ۱۲

خدا کسی قوم پر ایسے سخت عذاب نازل نہیں کرتا۔ اور نہ کبھی اس نے کئے جب تک اس قوم میں اس کی طرف سے کوئی رسول نہ آیا ہو یعنے جب تک اس کا بھیجا ہوا ان میں ظاہر نہ ہوا ہو ٭

تجلیات الٰہیہ صفحہ ۱۳

انت منی بمنزلۃ بروزی وعد اللہ ان وعد اللہ لا یبدل یعنے خدا ......

٭ حاشیہ:۔ نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو یہ نہیں کہ وہ کوئی دوسری شریعت لاوے کیونکہ شریعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں۔ جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت کی پیروی سے پایا ہے۔ نہ براہ راست ۱۲ منہ ٭

نبی سے مراد اس زمانہ میں کامل طور سے شرف مکالمہ پانا اور تجدید دین کے لئے مامور ہونا ہے

عذاب سے قبل خدا کا فرستادہ ہونا ضروری ہے

مسیح موعود اللہ کا بھی بروز ہے

آگے کوئی مرتبہ نہیں مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔ مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعوے کیا مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسٰے سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں کہ یہ کفر ہے میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو۔ پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے کفر تمہارے اندر ہے اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنی ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔ اور تم صرف ایک ہی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو ٭

آنحضرت کی پیروی سے تمام نبیوں کے کمالات انسان کے اندر جمع ہو سکتے ہیں۔ صرف ایک کے کمالات حاصل کرنا کفر سمجھے

چشمہ مسیحی۔ صفحہ ۳۸

فبھدٰھم اقتدہ یعنے تمام نبیوں کو جو ہدایتیں ملی تھیں ان سب کا اقتدا کر۔ پس ظاہر ہے کہ جو شخص تمام متفرق ہدایتوں کو اپنے اندر جمع کریگا اس کا وجود ایک جامع وجود ہو جائے گا۔ اور تمام نبیوں سے افضل ہوگا۔ پھر جو شخص اس ہی جامع الکمالات کی پیروی کریگا ضرور ہے کہ ظلی طور پر وہ بھی جامع الکمالات ہو۔ پس اس دعا کے سکھلانے میں جو سورہ فاتحہ میں ہے یہی راز ہے کہ تا کاملین امت جو ہی جامع الکمالات کے پیرو ہیں وہ بھی جامع الکمالات ہو جائیں۔

جامع کمالات نبی کی پیروی سے ظلی طور پر جامع کمالات ہو کر نبیوں سے افضل ہو سکتا ہے

حاشیہ چشمہ مسیحی۔ صفحہ ۴۴

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی کیونکہ وہ امتی ہے اور اس کا اپنا وجود کچھ نہیں۔ اور اس کا کمال نبی متبوع کا کمال ہے۔ اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا بلکہ نبی بھی اور امتی بھی مگر کسی ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو امتی نہیں ہے ختم نبوت کے منافی ہے ٭

نبی کا نام لغزازاً کمال پیروی والے کو دیا جا سکتا ہے مگر وہ صرف نبی نہیں کہلا سکتا

چشمہ مسیحی صفحہ ۴۵

نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلا وے۔ اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں۔ اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لیکر خدا شناسی کا دودھ پلاتے ہیں۔ پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو نعوذ باللہ آپ کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی مگر خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں آپ کا نام سراج منیر

نبی کا کمال یہ ہے کہ ظلی طور پر دوسروں کو کمالات نبوت سے متمتع کرے

مکالمہ الٰہی جب کیفیت اور کمیت کے رو سے کمال کو پہنچ جائے تو اسکا نام نبوت

کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک نہیں۔ بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی۔ اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے۔ بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آنحضرت صلعم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا۔ اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی۔ اور ساتھ اس کے وہ دعا جس کا پانچ وقت نماز میں پڑھنا تعلیم کیا گیا تھا۔ اس کا سکھلانا بھی عبث ٹھہرتا تھا۔ مگر اس کی دوسری طرف یہ خرابی بھی تھی۔ کہ اگر یہ کمال کسی فرد امت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا تو ختم نبوت کے معنے باطل ہوتے تھے۔ پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے۔ اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا۔ اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلعم کا وجود منعکس ہو گیا۔ دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔ کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔ یہی معنی اس فقرہ کے ہیں۔ جو آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا۔ کہ نبی اللہ و امامکم منکم یعنی وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی ہے ؀

بعض افراد امت محمدیہ نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا

رکھا ہے جو دوسروں کو روشن کرتا ہے .... گذشتہ مذہبوں میں عورتوں کو بھی الہام ہوا۔ جیسا کہ موسیٰ کی ماں اور مریم کو مگر تم مرد ہوکر ان عورتوں کے برابر بھی نہیں۔

سیرۃ الابدال صفحہ ۲

وللاتقیاء علامات یعرفون بہا	اور اتقیا کیلئے علامتیں ہیں جن سے وہ پہچانے
وفی الاتقیاء منہم قوم یرسلون	جاتے ہیں اور متقی ہی ولی ہوتا ہے۔ اور
لاصلاح الناس عند مفاسد	ان میں سے ایک قوم ہے جو شیطان کے فساد کے
الخناس	وقت لوگوں کی اصلاح کیلئے رسول ہوتے ہیں۔

سیرۃ الابدال صفحہ ۵

وبینہم وبین الانبیاء اخوۃ لا یشعر بہا	اور ان کے اور نبیوں کے درمیان رشتہ قریبی ہے
کما کانوا یشربون	وہ اس چشمہ سے پانی پیتے ہیں جس سے وہ پیتے ہیں

سیرۃ الابدال صفحہ ۹

ثم یرسلون الی الناس فیدعون	جو لوگوں کی اصلاح کے لئے بھیجے جاتے ہیں
الناس الی الصلاح	اور لوگوں کو صلاحیت کی طرف بلاتے ہیں۔

الوصیت صفحہ ۱۰

تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔ اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔ لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔ اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ اور مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت تامہ

کہ ان کی نظیر پیش کر سکے +

حقیقت الوحی صفحہ ۲۱ و ۲۲

پھر تیسری قسم کے ملہم اور خواب بین وہ لوگ ہیں جن کے خوابوں اور الہاموں کی حالت اس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے۔ جبکہ ایک شخص اندھیری اور شدید البرد رات میں نہ صرف آگ کی کامل روشنی ہی پاتا ہے۔ اور اس میں چلتا ہے۔ بلکہ اس کے گرم حلقے میں داخل ہو کر بکلی سردی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس مرتبہ تک وہ لوگ پہنچتے ہیں جو شہوات نفسانیہ کا چولہ آتش محبت الٰہی میں جلا دیتے ہیں۔ ...

تیسری قسم میں دوسرے ملہمین کو بھی داخل کیا

حقیقت الوحی صفحہ ۲۳

وہ وحی کامل جو اقسام ثلاثہ میں سے تیسری قسم کی وحی ہے جو کامل فرد پر نازل ہوتی ہے

تیسری قسم کی وحی کامل فرد پر نازل ہوتی ہے۔

حقیقت الوحی صفحہ ۲۳

اور اس نفس پر صفات الٰہیہ کا انعکاس پورے طور پر ہو جاتا ہے۔ اور پورے طور پر چہرہ حضرت احدیت ظاہر ہوتا ہے +

اور یا رہ صفات الٰہیہ کا پورا انعکاس اور چہرہ حضرت احدیت کا ظہور۔

حقیقت الوحی صفحہ ۲۴

مگر تاہم وہ لوگ جو اپنی نفسانی حیات سے مر کر خدا تعالےٰ کی ذات کا مظہر اتم ہو جاتے ہیں۔ اور ظلی طور پر خدا تعالےٰ ان کے اندر داخل ہو جاتا ہے ان کی حالت سب سے الگ ہے +

خدا کی ذات کا مظہر اتم اور خدا ظلی طور پر ان کے اندر داخل ہوتا

حقیقت الوحی صفحہ ۲۵

پس روحانی طور پر انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کرے کہ خدا تعالےٰ کی تصویر اس میں کھینچی جائے +

خدا کا عکس ان کے وجود میں

حقیقت الوحی صفحہ ۲۵

یہ ظاہر ہے کہ تصویر ایک چیز کی اصل صورت کی خلیفہ ہوتی ہے۔ یعنی جانشین +

ظل یا تصویر خلیفہ ہے

حقیقت الوحی صفحہ ۲۵

تیسری قسم کے لوگ بھی جن کا خدا تعالےٰ سے کامل تعلق ہوتا ہے۔ کامل اور مصفا الہام پاتے ہیں۔ قبول فیوض الٰہیہ میں برابر نہیں ہوتے۔ اور ان سب کا دائرہ

تیسری قسم کے لوگوں کے مراتب میں فرق مگر قسم ایک ہے

بہت سے نبی گذرے ہیں۔ پس اس حالت میں موسٰے کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا حضرت موسٰے کا اس میں کچھ بھی دخل نہ تھا۔ لیکن اس امت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیا ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔ اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسوی امت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسٰے سے کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے۔ مگر امت محمدیہ میں سے ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے +

حقیقت الوحی صفحہ ۲۹

اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے۔ تو وہ (یعنی حضرت عیسٰے) انجیل کھول بیٹھیگا +

حقیقت الوحی صفحہ ۲۹

کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دیگا۔ اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیا ہونے کی چھین لیگا۔ اور آپکی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہوگا۔ اور اسکی عملی حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی۔ اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالیگا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا۔ بیشک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے۔ مگر ساتھ اس کے امتی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو صفا سد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے۔ کیونکہ ایسے شخص کا نام مسیح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے +

حقیقت الوحی صفحہ ۳۲

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس عقیدہ سے رجوع کر لیا کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں آئیں گے . . . .

بعض صحابہ کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حقیقت میں

پہلے تمام انبیاء کا تعلق اللہ تعالٰے سے براہ راست تھا

اس امت میں ہزارہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہے جو امتی بھی ہے اور نبی بھی

پہلے انبیاء کا افاضہ کمال کم درجہ پر تھا

مسیح آکر بجائے قرآن شریف کے انجیل پڑھیگا

مستقل نبوت آنحضرت کے بعد نہیں

صحابہ کا رجوع آنحضرت کے دوبارہ آنیکے عقیدہ سے

استعداد فطرت باہم برابر نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی کا دائرہ استعداد فطرت کم درجہ پر وسعت رکھتا ہے۔ اور کسی کا زیادہ وسیع ہوتا ہے کسی کا بہت زیادہ اور کسی کا اس قدر جو خیال اور گمان سے برتر ہے۔

حقیقت الوحی صفحہ ۲۹، ۳۰

مگر جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اس کی نظر محدود نہ تھی اور اس کی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا۔ بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اس کو ملا اور وہ خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے۔ اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ مگر ظلی نبوت جس کے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے۔ کہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں۔

ظلی نبوت قیامت تک باقی ہے اور مکالمہ مخاطبہ

حاشیہ۔ اس جگہ یہ سوال طبعاً ہو سکتا ہے کہ حضرت موسے کی امت میں

حقیقت الوحی صفحہ ۵۲

یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں

خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دیکر اس کی پرستش کرنا یہی ولایت ہے۔ جس سے آگے کوئی درجہ نہیں۔ مگر یہ درجہ بغیر اس کی مدد کے حاصل نہیں ہو سکتا۔

حقیقت الوحی صفحہ ۵۲ و ۵۳

مرتبہ صدیقیت پر انعام مکالمہ

یہ وہ مرتبہ ہے۔ کہ بجز صدیقوں کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ عبادت ہے جس کے ادا کرنے کے لئے انسان مامور ہے۔ اور جو شخص یہ عبادت بجالاتا ہے تب اس کے اس فعل پر خدا کی طرف سے بھی ایک فعل مترتب ہوتا ہے۔ جس کا نام انعام ہے ......

....

خوارق اور نشان بھی انعام ہیں

حضرت احدیت میں یہ قاعدہ ہے کہ جب حدمت مقبول ہو جاتی ہے تو اس پر ضرور کوئی انعام مترتب ہوتا ہے۔ چنانچہ خوارق اور نشان جن کی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کر سکتے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کے انعام ہیں۔ جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں ....

....

اب خلاصہ اس تمام کلام کا یہ ہے۔ کہ کسی کو بجز درجہ ثالثہ کے پاک اور مطہر وحی کا انعام نہیں مل سکتا۔ اور اس انعام کو پانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی ہستی سے مرجاتے ہیں۔

حقیقت الوحی صفحہ ۵۴

فرد کامل کی نظیر کسی میں پائی نہیں جاتی

ان کے ساتھ کسی کا اشتباہ واقع نہیں ہو سکتا۔ اور ان کی نظیر کسی فرد میں پائی نہیں جاتی۔

حقیقت الوحی صفحہ ۵۵

اور پیارکی پیشگوئیاں اہم امور کے متعلق اور اس کثرت کے سمندر کی طرح ہوتی ہیں۔

اور یاد رہے کہ جیسا کہ تیسری قسم کے لوگوں کی خوابیں نہایت صاف ہوتی ہیں۔ اور پیشگوئیاں ان کی تمام دنیا سے بڑھکر صحیح نکلتی ہیں اور نیز وہ عظیم الشان امور کے متعلق ہوتی ہیں۔ اور اس قدر ان کی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے۔ ایسا ہی اس کے معارف اور حقایق بھی کیفیت اور کمیت میں تمام بنی نوع سے بڑھکر ہوتے ہیں۔

حقیقت الوحی صفحہ ۵۹ و ۶۰

معرفت الٰہی نبی کی معرفت ملتی ہے

مگر سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے۔ کہ وہ معرفت عام لوگوں کو نبیوں کی معرفت ملتی ہے اور ان کی روشنی سے وہ روشنی حاصل کرتے ہیں۔ جو کچھ ان کو دیا گیا۔ اس کی پیروی سے سب کچھ پالیتے ہیں۔

معمولی جواب نبیوں اور کاملین میں امتیاز کے چار نشان ۱۔ نہایت صاف ۲۔ خارق عادت کثرت ۳۔ عظیم الشان آیتیں ۴۔ قبولیت کے ہوئے

لوگ عام لوگوں کی خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ اکثر اس کے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں۔ اور شاذ و نادر مشتبہ ہوتا ہے۔ مگر دوسرے لوگوں کے مکاشفات اکثر مکدر اور مشتبہ ہوتے ہیں۔ اور شاذ و نادر کوئی صاف ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عام لوگوں کی نسبت اس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے۔ جیسا کہ ایک بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے۔ تیسرے ان سے ایسے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ کوئی دوسرا شخص ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا چوتھے ان کے نشانوں میں قبولیت کے نور اور علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار ان میں نمودار ہوتے ہیں +

حقیقت الوحی صفحہ ۶۷

نشان تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں

میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء ہے۔ اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں +

حقیقت الوحی صفحہ ۶۷

میرا نام رسل رکھا کیونکہ سب رسولوں کے نام مجھ میں ہیں

کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی وھم من بعد غلبھم سیغلبون۔ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے اور وہ مغلوب ہونے کے بعد جلد غالب ہو جائیں گے*

حاشیہ*۔ اس وحی الٰہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا۔ کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحٰق ہوں میں اسمٰعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسٰے ہوں میں داؤد ہوں میں عیسٰے ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں +

حقیقت الوحی صفحہ ۴۷ و ۴۸

الہام میں گالی بھی آتا ہے۔

فتح الولی فتح و قربناہ نجیا — من عادٰی لی فقد اذنتہ للحرب

حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ ۷۸

آپکو ابناء الفارس کہا گیا۔

خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس یعنے توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو

حقیقت الوحی صفحہ ۱۱۰

مگر یہ بات کسی ادنےٰ عقل والے پر بھی پوشیدہ نہیں۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک تمام اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ اسلام کی حقیقت یہی ہے۔ کہ جیسا کہ ایک شخص خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے۔ اور اس کی ہستی وجود اور وحدانیت پر ایمان لاتا ہے۔ ایسا ہی اس کے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاوے اور جو کچھ قرآن شریف میں مذکور و مسطور ہے۔ سب پر ایمان رکھے۔

آنحضرت پر ایمان لانا حقیقت اسلام ہے

حقیقت الوحی صفحہ ۱۱۱

اور اگر خدا تعالےٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جاوے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ تمام نبی یہی سکھلاتے آئے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک مانو۔ اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ۔ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام امت کو سکھلایا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

نبی اپنے پر ایمان لانا ضروری قرار دیتے ہیں اسی لئے آنحضرت نے مسلمانوں کو محمد رسول اللہ سکھایا

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶

میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے ہزار ہزار درود اور سلام اس پر یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے۔ اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔ اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم [illegible] کیا ہے ہم کافر نعمت ہونگے اگر اس بات کا اقرار [illegible] دفعہ اس کی شناخت ہم اس کامل نبی کے ذریعہ اور اسکے نور سے ملی اور خدا [illegible] جس سے ہم اسکا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت ہے

مرزا صاحب نے توحید محمد رسول اللہ سے پائی۔ (اور یہی وہ ہے جس سے توحید ملی)

فقد ضل ضلالاً بعیداً الجزو ۵ ..... وہ حق سے بہت دور جا پڑا یعنی نجات سے محروم رہا
وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ
من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً الجزو ۲۲ ..... رسول
سے قطع تعلق کرتے ہیں اس سے بڑھکر اور کیا وعید ہوگا کہ خدا ئے عزوجل فرماتا ہے کہ جو شخص رسول
کی نافرمانی کرے اس کے لئے دائمی جہنم کا وعدہ ہے۔ مگر میاں عبد الحکیم کہتے ہیں کہ جو شخص نبی
کریم کا مکذب اور نافرمان ہو اگر وہ توحید پہ قایم ہو تو وہ بلاشبہ بہشت میں جائے گا۔ مجھے معلوم
نہیں کہ ان کے بیٹ میں کس قسم کی توحید ہے کہ باوجود نبی کریم کی مخالفت اور نافرمانی کے جو
توحید کا سرچشمہ ہے بہشت تک پہنچا سکتی ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔
وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ الجزو ۵ ..... یعنی اس آیت کے
نبی واجب الاطاعت ہے۔ پس جو شخص نبی کی اطاعت سے باہر ہو۔ وہ کیونکر نجات
پاسکتا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور
رحیم۔ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین الجزو ۳ .....
گناہوں کی مغفرت اور خدا تعالے کا پیار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے
وابستہ ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں۔

حقیقت الوحی صفحہ ۱۳۳

خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے پر نجات کا حصر کر دیا

اور نجات پانا صرف اسی بات میں حصر کر دیا ہے کہ لوگ خدا تعالے کی کتابوں پر ایمان لائیں
اور اس کی بندگی کریں۔

حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۳

خدا تعالے کے نبی پر ایمان لانا ضروری ہے

جو لوگ محض خدا تعالے پر ایمان لاتے ہیں ان کا ایمان معتبر نہیں ہے جبتک خدا کے رسول
پر ایمان نہ لاویں یا جب تک اس ایمان کو کامل نہ کریں۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن
شریف میں اختلاف نہیں ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ صدہا آیتوں میں تو خدا تعالے یہ
فرماوے کہ صرف توحید کافی نہیں ہے بلکہ اس کے نبی پر ایمان لانا نجات کے لئے ضروری ہے
بجز اس صورت کے کوئی اس نبی سے بےخبر رہا ہو۔

اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے ؎

حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۰

میں خدا تعالےٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں۔ جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسےٰ علیہ السلام کا ہے۔ اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے ؎

یہ مارش کیطرح وحی تئیس سال برابر ہوتی رہی ہے

سراسر مرتبہ خدا نے سے کم نہیں رکھا

آسمان پر خدا تعالےٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابلہ پر بڑا جوش مار رہی ہے۔ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کہ قریب ہے۔ کہ ان سے آسمان پھٹ جائیں۔ پس خدا دکھلاتا ہے۔ اس رسول کے ادنےٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھکر ہیں ؎

آنحضرت کے ادنےٰ خادم مسیح سے بڑھکر ہیں۔

حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۱

لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے۔ اور وہ توریت کیطرح کسی انجیل کا محتاج نہیں ؎

توریت محتاج انجیل ہے قرآن کسی کا محتاج نہیں

حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۲

پس اس امت مرحومہ کی فطرت عالیہ کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس کو حکم ہوا ہے کہ تمام گذشتہ متفرق کمالات کو اپنے اندر جمع کرو۔ یہ تو عام طور پر حکم ہے۔ اور خواص کے مدارج خاصہ اسی سے معلوم ہو سکتے ہیں ؎

خواص کے مدارج

حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۲

پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جائیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر سکیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ملتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا جیسا کہ خود فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ

ہم آنحضرت کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر سکتے ہیں۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳

پھر خدا نے اس کو نابینا رکھا ایسا اندھا رہا کہ خدا کے پاک نشان اس کو نظر نہ آئے۔ اسی کی موید یہ حدیث ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ جس شخص نے سچے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مر گیا اور صراط مستقیم سے بے نصیب رہا۔

جو امام کی شناخت نہیں کرتا وہ صراط مستقیم نہیں پاتا

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹

اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے۔

براہین احمدیہ کے بعد بارش کی طرح وحی کہ مسیح موعود تو ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰

اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔

مسیح ابن مریم پر فضیلت

حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰

یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی

ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے نہیں۔ تھا۔ کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ خدا کا افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھکر ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا او کذب بایاتہ

حقیقت الوحی صفحہ ۱۶۴

اگر میں مفتری نہیں اور مومن ہوں۔ تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے۔ اور مجھ کو کافر ٹھہرا کر اپنے کفر پر مہر لگا دی +

اصل وجہ کفر تکفیر اور تکذیب ہے

حقیقت الوحی صفحہ ۱۶۵

اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے۔ کہ ما زنا زانٍ وھو مومن۔ ما سرق سارق وھو مومن۔ یعنی کوئی زانی زنا کی حالت میں۔ اور کوئی چور چوری کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔ پھر منافق نفاق کی حالت میں کیونکر مومن ہو سکتا ہے +

کفر اسی قسم کا ہے جیسے سارق اور زانی کا

حقیقت الوحی صفحہ ۱۷۰ و ۱۷۱

نبیوں کی کتابوں میں جس طرح خدا پر ایمان لانے کی تاکید ہے۔ ایسا ہی اس کے رسول پر بھی ایمان لانے کی تاکید ہے۔ اور متشابہات کی یہ علامت ہے کہ ان کے ایسے معنے ماننے سے جو مخالف محکمات کے ہیں فساد لازم آتا ہے۔ اور نیز دوسری آیات سے جو کثرت کے ساتھ ہیں مخالفت پڑتی ہے۔ خدا تعالےٰ کے کلام میں تناقض ممکن نہیں۔ اس لئے جو قلیل ہے ہر حال کثیر کے تابع کرنا پڑتا ہے +

محکمات و متشابہات میں فیصلہ؟ کثیر کو مقدم کر

حقیقت الوحی صفحہ ۱۷۲

اور اگر بالفرض وہ دو تین آیتیں ان صد ہا آیتوں کے مخالف ہوتیں۔ تب بھی چاہئے تھا۔ کہ قلیل کو کثیر کے تابع کیا جاتا +

مخالف بھی ہو کثیر کو مقدم کرو

حقیقت الوحی صفحہ ۱۷۸

از انجملہ ایک یہ کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام دیتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائیگا اور دوزخ میں پڑیگا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے

بیخبر سارے کے کافر ہیں اور دوزخ میں پڑینگے

حقیقت الوحی صفحہ ۳۴۴

احمد ظلی نام ہے

یا احمد بارک اللہ فیک۔ یعنی اے احمد یہ ظلی طور پر اس عاجز کا نام ہے، خدا نے تجھ میں برکت رکھدی۔

حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ ۳۸۹

نبی رسول محدث پیشگوئی کرتے ہیں

جس بلا سے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ کسی نبی یا رسول یا محدث کے اطلاع دیتا ہے وہ ایسی بلا سے زیادہ رد ہونے کے لائق ہوتی ہے جس کی اطلاع نہیں دی جاتی۔ کیونکہ اطلاع دینے سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ اگر کوئی شخص توبہ استغفار یا دعا کرے۔ یا صدقہ خیرات دے تو وہ بلا رد کی جائے اور اگر وعید کی پیشگوئی رد نہیں ہو سکتی تو یہ کہنا پڑیگا کہ بلا رد نہیں ہو سکتی اور یہ خلاف معتقدات دین ہے۔ اور بجز اس صورت میں یہ اعتقاد رکھنا پڑیگا کہ بروقت نزول بلا صدقہ و خیرات اور توبہ و دعا سب لاحاصل ہے۔

حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۰

جس نبوت کا دعوےٰ قرآن شریف کے رو سے منع ہے وہ نہیں کیا

نبوت سے مراد صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ

قول مجدد سرہندی کہ جس کو کثرت مکالمہ و مخاطبہ ہو وہ نبی ہے

اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ انکا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعوےٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعوےٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔ اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔

حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱

تیرہ سو برس میں تجھ سے پہلے کسی کو کثرت مکالمہ و مخاطبہ نہیں ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط

مجھے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا اسپر فرض ہے کہ جو ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے ؛

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۳

آخری مجدد مسیح موعود

اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے ؛

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۶

دعا لا تذرنی وارثا روحانی اولاد کی

رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین۔ یعنے خدا کی وحی میں میری طرف سے یہ دعا کی گئی ہے کہ اے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ جیسا کہ اب میں اکیلا ہوں۔ اور تجھ سے بہتر کوئی وارث نہیں یعنے اگرچہ میں اس وقت اولاد بھی رکھتا ہوں۔ والد بھی اور بھائی بھی لیکن روحانی طور پر ابھی میں اکیلا ہی ہوں۔ اور تجھ سے ایسے لوگ چاہتا ہوں جو روحانی طور پر میرے وارث ہوں یہ دعا اس آئندہ امر کے لئے پیشگوئی تھی کہ خدا روحانی تعلق والوں کی ایک جماعت میرے ساتھ کر دیگا جو میرے ہاتھ پر توبہ کریں گے ؛

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۴۴

اپنے آپ کو محمد صلعم کا غلام کہا

وہ رسول مقبول جس کو گالیاں دی گئیں جس کے نام کی بے عزتی کی گئی جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے اس کے قبول کرنے میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا مگر آخر اسی رسول کو تاج عزت پہنایا گیا* اس کے غلاموں اور خادموں میں سے ایک میں ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور جس پر خدا کے غیبوں اور نشانوں کا دروازہ کھولا گیا ہے ؛

---

* حاشیہ۔ اس کے متعلق ایک الہام بھی ہے ۔۔۔

زندگانی دو ہم سے احمد کی شان ہے

جس کا قدم دیکھو مسیح الزماں ہے

وہ خدا جو مریم کے بیٹے کے اوپر اترا تھا وہی میرے دل پر بھی اترا ہے۔ مگر یہ تجلی پہلی اس سے زیادہ ہے وہ بھی بشر تھا اور میں بھی بشر ہوں۔ اور جس طرح دھوپ دیوار پر پڑتی ہے اور دیوار نہیں کہہ سکتی کہ میں سورج ہوں۔ اسی طرح ہم دونوں ان تجلیات سے اپنے نفس کی کوئی الوہیت نہیں نکال سکتے ؛

دعویٰ سے کیا اور اس کے ساتھ وہ کھلے کھلے معجزات وتائیدات شامل نہیں۔ اس کو خدا سے ڈرنا چاہئے۔ اور یہ دعوے ترک کرنا چاہئے اور پھر یہ دعویٰ صرف اس قدر بات سے صادق نہیں ٹھہر سکتا کہ ایک دو نشان جو سچ ہو گئے ہیں پیش کرے۔ بلکہ کم سے کم دو تین سو خدا کے کھلے کھلے نشان چاہئے جو اس کی تصدیق کریں اور پھر علاوہ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔

تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔

تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷

مسیح موعود کی جماعت آنحضرت کے اصحاب کا ایک فرقہ

وہ آنحضرت صلعم کا بروز ہوگا۔ اس لئے محمد اور احمد میرا نام رکھا

اگر رجل فارسی مسیح موعود نہیں تو کیوں مسیح موعود کا منصبی کام رجل فارسی کے سپرد کیا گیا۔ اس سے ثابت ہے کہ رجل فارسی اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور وہ یہ کہ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم یعنے آنحضرت صلعم کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے ...... اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔

تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸

کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا نام نبوت رکھتا ہوں

نبوت کی بحث صرف لفظی نزاع ہے

اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعوے کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعوے کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ ومخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنے آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت

کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ جو کلام وہ پیش کرتے ہیں وہ کلام الٰہی ہے۔ اگر الہام کا دعویٰ کرنے والے اس علامت کو مد نظر رکھتے تو وہ اس فتنہ سے بچ جاتے ۔

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۳۶

کثرت سے معجزات

اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھلائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھلائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثنا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے ۔

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹

میری اتنی تائید کی ہے جو بہت کم نبیوں کی ہوئی

خدا نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے ۔

الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۶

ولا یقول ھذا العبد الا ما قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ولا یخرج قدما من الھدیٰ ویقول ان اللہ سمانی نبیًا بوحیہ وکذالک سمیت من قبل علیٰ لسان رسولنا المصطفیٰ ولیس مرادہ من النبوۃ الا کثرۃ مکالمۃ اللہ وکثرۃ انباء من اللہ وکثرۃ ما یوحیٰ ویقول ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ ۔ بل ھی درجۃ لا تعطی الا من اتباع نبینا خیر الوریٰ وکل من حصلت لہ ھذہ الدرجۃ یکلمہ اللہ ذالک الرجل بکلام اکثر واجلیٰ

نبوت سے مراد کثرت مکالمہ ومخاطبہ ہے

پہلے صحیفوں والی نبوت نہیں

کامل اتباع جسے حاصل ہوا اسکے ساتھ مکالمہ کثرت سے ہوتا ہے

یہ بندہ وہی کہتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور ایک قدم بھی اس ہدایت سے باہر نہیں ہوتا۔ اور کہتا ہے کہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے اپنی وحی میں میرا نام نبی رکھا اور ایسا ہی پہلے سے ہمارے رسول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام نبی رکھا ہے اور نبوت سے اسکی مراد سوائے کثرت مکالمات الٰہیہ اور کثرت اخبار الٰہیہ اور کثرت وحی کے اور کچھ نہیں۔ اور کہتا ہے کہ اس نبوت سے وہ نبوت مراد نہیں جو پہلے صحیفوں میں گذر چکی ہے بلکہ یہ ایک درجہ ہے جو ہمارے نبی خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر کسی کو نہیں ملتا اور ہر ایک شخص جس کو یہ درجہ حاصل ہو اس شخص سے اللہ تعالےٰ کثرت سے اور نہایت صفائی سے کلام کرتا ہے

الاستفتاء صفحہ ۱۷

والنبي الذي ليس فيه صفة الافاضة لا يقوم دليل على صدقه ولا يعرف من اي دليل مثله الا كمثل ماء لا يهش عطشه ولا يسقي ويبعدها عن الماء وانتم تعلمون ان نبينا دين الحق ونبينا يحيي الموتى وانه جاء كصيب من السماء بحركات عظمى وليس لدين ان نبيا ليس معه نبي من الصفات العليا۔

اور وہ نبی جس میں افاضہ کی صفت نہیں ہے اسکی سچائی پر کوئی دلیل قایم نہیں ہوتی اور جو شخص اسکے پاس آئیگا اسکو نہیں پہچانیگا۔ اس کی مثال صرف ایک گڑہیا کی ہے جو کہ اپنے ریوڑ پر پیتے نہیں بجھاتا اور نہ ہی پانی پلاتا ہے اور اس کو پانی اور چارے سے دور رکھتا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ تحقیق [illegible] دین ہے اور ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] کرتا ہے اور تحقیق وہ بارش کی مانند آیا جو بڑی بڑی برکتیں لیکر آئی اور وہ دین نہیں ہے جسمیں یہ اعلےٰ صفات نہ ہوں +

جس نبی میں صفت افاضہ نہ ہو وہ نبی نہیں

الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ۲۳

وان نبينا خاتم الانبياء لا نبي بعده الا الذي ينور بنوره ويكون ظهوره ظل ظهوره فالوحي لنا حق وملك بعد الاتباع۔ وهو ضالة فطرتنا وجدناه من هذا النبي المطاع فاعطينا مجانا من غير الاستراء والمؤمن الكامل هو الذي رزق من هذه النعمة على سبيل الموهبة والذي لم يرزق منه شيئا يخاف عليه سوء الخاتمة۔

اور تحقیق ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں۔ انکے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جو انکے نور سے منور کیا جائے اور اسکا ظہور اسکے ظل کا ظہور ہوگا پس وحی ہمارے لئے حق ہے اور اتباع کے بعد ہماری ملک ہے۔ اور یہ ہماری فطرت کی کھوئی ہوئی چیز ہے جسکو ہم نے اس نبی مطاع سے پایا پس بغیر خرید نیکے ہم نے اس کو مفت پالیا۔ اور مومن کامل وہ ہے جو بطور موہبت اس نعمت سے رزق دیا جاتا ہے اور جو شخص اس نعمت سے کچھ بھی نہیں دیا جاتا اسکے برے خاتمہ کا اندیشہ ہے +

ایسا ہی جو آنحضرت کے نور سے منور کیا جاتا ہے

نبی مطاع آنحضرت ہی ہیں۔

مومن کامل اس نعمت سے حصہ پاتا ہے

الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۶۴

والنبوة قد انقطعت بعد نبينا صلى الله عليه وسلم ولا كتاب

اور نبوت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تحقیق منقطع ہوگئی اور قرآن شریف کے

نبوت منقطع ہوگئی

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۴۴

مسیح موعود مجدد ہے

گر درمیانی زمانے میں یہ غلطیاں نہ پڑتیں تو پھر مسیح موعود کا آنا فضول اور انتظار کرنا بھی فضول تھا۔ کیونکہ مسیح موعود مجدد ہے۔ اور مجدد غلطیوں کی اصلاح کے لئے ہی آیا کرتے ہیں +

براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ حاشیہ صفحہ ۵۲

قرآن کی تین تجلیات

قرآن شریف کے لئے تین تجلیات ہیں۔ وہ سیدنا حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے نازل ہوا۔ اور صحابہ کے ذریعے سے اس نے زمین پر اشاعت پائی اور مسیح موعود کے ذریعے بہت پوشیدہ اسرار اس کے کھلے ولکل امر وقت معلوم۔ اور جیسا کہ آسمان سے نازل ہوا تھا ویسا ہی آسمان تک اس کا نور پہنچا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس کے تمام احکام کی تکمیل ہوئی۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں اس کے ہر ایک پہلو کی اشاعت کی تکمیل ہوئی۔ اور مسیح موعود کے وقت میں اس کے روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل ہوئی +

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۳

قوم بعد آنحضرت وحی غیر تشریعی کو منقطع خیال کرتی ہے

اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی۔ کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں۔ کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔ اور قیامت تک باقی ہے۔ بلکہ صریح معلوم ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے وحی کے دعوے پر تکفیر کا انعام ملیگا۔ اور سب علماء متفق ہو کر در پے ایذا و بیخ کنی ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان کے نزدیک بعد سیدنا جناب ختمی پناہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وحی الہٰی پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے۔ اور بالکل غیر ممکن ہے کہ اب کسی سے مکالمہ و مخاطبہ الہیہ ہو +

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۹

مسیح موعود خاتم ولایت

ایسا ہی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالے نے میرا نام احمدؐ اور محمدؐ بھی رکھا۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم نبوت ہیں۔ ویسے ہی یہ عاجز خاتم ولایت ہے +

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۸

دس لاکھ کس حساب ہیں

یہ بات قسم کے نشان ہیں جن میں سے ہر ایک نشان ہزار ہا نشانوں کا جامع ہے مثلاً یہ پیشگوئی کہ یاتیک من کل فج عمیق جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک جگہ سے اور دور دراز

کامل مومن الوہیت کے

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۵

اس مومن سے الوہیت کے آثار اور افعال ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ لوہا بھی اس درجہ پر آگ کے آثار اور افعال ظاہر کرتا ہے مگر یہ نہیں کہ وہ مومن خدا ہو گیا ہے۔ بلکہ محبت الٰہیہ کا کچھ ایسا ہی خاصہ ہے جو اپنے رنگ میں ظاہر وجود کو لے آتی ہے اور باطن میں عبودیت اور اس کا ضعف موجود ہوتا ہے۔

صفات الٰہی مومن ظلی طور لیتا ہے

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۰

اور جیسا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ آئینہ جو ایک سامنے کھڑے ہونے والے شخص کے تمام نقوش اپنے اندر رکھتا ہے اس کا خلیفہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن بھی ظلی طور پر اخلاق اور صفات الٰہیہ کو اپنے اندر لے کر خلافت کا درجہ اپنے اندر حاصل کرتا ہے۔ اور ظلی طور پر الٰہی صورت کا مظہر ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ خدا غیب الغیب ہے۔ اور اپنی ذات میں وراء الورا ہے۔ ایسا ہی یہ مومن کامل اپنی ذات میں غیب الغیب اور وراء الورا ہوتا ہے دنیا اس کی حقیقت تک پہنچ نہیں سکتی۔

احکام الٰہی کی تبلیغ ضروری ہوتی ہے پیشگوئی کی نہیں

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۱

پھر اس نادان مولوی کے اس قول پر مجھے تعجب آتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ سچے نبی یا ملہم کا یہ نشان نہیں ہے کہ جس بات کی تبلیغ کا خدا اس کو حکم دے وہ دانستہ اور عمداً پچیس برس تک اس کو چھپائے رکھے۔ اس نادان کو اب تک یہ بھی معلوم نہیں کہ تبلیغ الٰہی احکام کے متعلق ہوتی ہے۔ نہ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق جن کی اشاعت کے لئے ملہم مامور بھی نہیں بلکہ اختیار رکھتا ہے چاہے ان کو شائع کرے یا نہ کرے۔

خدا کا معاملہ مسیح موعود سے وہی ہے جو امت کے دو کاملین سے

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳

جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ خدا میری دعائیں سنتا اور بڑے بڑے نشان میرے لئے ظاہر کرتا اور مجھ سے ہمکلام ہوتا اور اپنے غیب کے اسرار پر مجھے اطلاع دیتا ہے اور دشمنوں کے مقابل پر اپنے قوی ہاتھ کے ساتھ میری مدد کرتا ہے اور ہر میدان میں مجھے فتح بخشتا ہے۔ اور قرآن شریف کے معارف اور حقائق کا مجھے علم دیتا ہے تو میں ایسے قادر اور غالب خدا کو چھوڑ کر اس کی جگہ کس کو قبول کر لوں۔

پر بند ہوتا تو کیوں قرآن میں یہ دعا سکھلائی جاتی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۳

اور آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیا فرمایا گیا ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا بند ہے۔ اگر یہ معنے ہوتے یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی جو شیطان کی طرح ہمیشہ سے خدا تعالےٰ سے دور و مہجور ہوتی۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ براہ راست خدا تعالےٰ سے فیض وحی بند ہے۔ اور یہ نعمت بغیر اتباع آنحضرت صلعم کے کسی کو ملنا محال اور ممتنع اور یہ خود آنحضرت صلعم کا فخر ہے کہ ان کی اتباع میں یہ برکت ہے کہ جب ایک شخص پورے طور پر آپ کی پیروی کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالےٰ کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہو جاتا ہے +

خاتم الانبیاء سے مراد ہے کہ نعمت مکالمہ صرف آنحضرت کی پیروی سے مل سکتی ہے

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۴

یاد رہے کہ خدا تعالےٰ کے صفات کبھی معطل نہیں ہوئی ہیں جیسا کہ وہ ہمیشہ سنتا رہیگا ایسا ہی وہ ہمیشہ بولتا بھی رہیگا۔ اس دلیل سے زیادہ تر صاف اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے کہ خدا تعالےٰ کے سننے کی طرح بولنے کا سلسلہ بھی کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہیگا جن سے خدا تعالےٰ مکالمات و مخاطبات کرتا رہیگا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ نبی کے نام پر اکثر لوگ کیوں چڑ جاتے ہیں جس حالت میں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت میں سے ہوگا پھر اگر خدا تعالےٰ نے اس کا نام نبی رکھدیا تو ہرج کیا ہوا۔ ایسے لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ اسی کا نام امتی بھی تو رکھا گیا ہے اور امتیوں کے تمام صفات اس میں رکھے گئے ہیں پس یہ مرکب نام ایک الگ نام ہے۔ اور کبھی حضرت عیسےٰ اسرائیلی اس نام سے موسوم نہیں ہوئے اور مجھے خدا تعالےٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے +

اس امت میں مکالمہ پانیوالا ایک گروہ ہمیشہ رہیگا۔

امتی اور نبی کا مرکب نام ہے جو پہلے مسیح پر نہیں ہوا

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۴

اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے۔ کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ اس حدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک طرف امتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے +

علماء کو نبیوں سے مشابہت

بھی مہر لگادی گئی ہے کہ اس شرط کے لحاظ سے کوئی بھی نہیں کہ اس نبی سے مراد حضرت عیسیٰ کو لیا جائے کیونکہ یا وجودیکہ نبی نام رکھنے کے اس بیٹے کو انہیں حدیثوں میں امتی بھی قرار دیا ہے اور جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر غور ڈالیگا وہ بیداہت سمجھ لیگا کہ حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے کیونکہ امتی اس کو کہتے ہیں کہ جو بغیر اتباع آنحضرت صلعم اور بغیر اتباع قرآن شریف محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو اور پھر آنحضرت صلعم کی پیروی اور قرآن شریف کی پیروی سے اس کو ایمان اور کمال نصیب ہو ۔ ۔ ۔ ۔ پس میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ امتی ہرگز نہیں ہیں گو وہ مع تمام انبیاء آنحضرت صلعم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں ۔ اور براہ راست خدا نے ان پر تجلی فرمائی تھی یہ ہرگز نہیں تھا کہ آنحضرت صلعم کی پیروی اور آنحضرت صلعم کی روحانی تعلیم سے وہ نبی بنے تھے تا امتی کہلاتے ان کو خدا تعالے نے الگ کتابیں دی تھیں اور ان کو ہدایت تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کراویں جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے ۔

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ب

اور نیز یہ امر بھی کہ اخیر سلسلہ بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے اور اس امت کے خاتم الانبیاء کا نام جو احمد اور محمد ہے (صلعم) یہ دونوں نام بھی میرے نام کیوں رکھدیئے ۔ ان تمام چھپی ہوئی حقیقتوں کا بھی انکشاف ہو گیا ۔

عیسیٰ بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء ہیں

نزول المسیح ۔ صفحہ ۲ و ۳

کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی یعنے خدا نے ابتدا سے لکھ چھوڑا ہے اور قانون اور اپنی سنت قرار دیدیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے ۔ پس چونکہ میں اس کا رسول یعنے فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں ۔

خدا کا رسول

حاشیہ ۔ یہ قول اس حدیث کے مطابق ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی اور مسیح موعود میرا اسم پائیگا اور کوئی نیا اسم نہیں لائیگا یعنے اسکی طرف سے کوئی نیا دعوے نبوت اور رسالت کا نہیں ہوگا ۔ بلکہ جیسا کہ ابتدا سے قرار پا چکا ہے وہ محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے اوپر لیگا ۔ اور اپنی زندگی اسی کے نام پر ظاہر کریگا ۔ اور مرکر بھی اسی کی قبر میں جائیگا تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے اور یا علیحدہ رسول آیا بلکہ

ٹھہرایا ہے وہ مجھے اسی طرح افضل سمجھے گا۔ جس طرح خدا اور رسول نے مجھے فضیلت دی ہے ؁

نزول المسیح صفحہ ۸۹

جس حالت میں موسیٰ کی ماں کو بھی یقینی الہام ہوا۔ جس پر پورا یقین رکھکر اس نے اپنے بچے کو سمندر میں ہلاکت میں ڈال دیا ....

پھر اس طرح مریم کو بھی یقینی الہام ہوا جس پر بھروسہ کرکے اس نے قوم کی کچھ پرواہ نہیں کی ....

اسی طرح خضر جو نبی نہیں تھا اور اس کو علم لدنی دیا گیا تو کیا اس کا الہام ظنی تھا۔ یقینی نہیں تھا۔ تو کیوں اس نے ناحق ایک بچے کو قتل کر دیا۔ اور اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ الہام کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینا چاہیے یقینی اور قطعی نہ تھا تو کیوں انہوں نے اس پر عمل کیا ....

پس اگر ایک شخص اپنی نابینائی سے میری وحی سے منکر ہے تاہم اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے اور پوشیدہ دہریہ نہیں تو اس کے ایمان میں یہ بات داخل ہونی چاہیے کہ یقینی قطعی مکالمہ الٰہیہ ہو سکتا ہے۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کے وحی یقینی پہلی امتوں میں اکثر مردوں اور عورتوں کو ہوئی رہی ہے۔ اور وہ نبی بھی نہ تھے۔ اس امت میں بھی اس یقینی اور قطعی وحی کا وجود ضروری ہے تا یہ امت بجائے افضل الامم ہونے کے اخزل الامم نہ ٹھہر جائے

نزول المسیح صفحہ ۹۴

اور پھر اس کے ساتھ نشانوں کی بارش اور معجزات اور تائیدوں کا سلسلہ کیا یہ ایسا امر ہے کہ اس قدر مسلسل مکالمات اور مخاطبات اور آیات بینات کے بعد پھر خدا کے کلام میں شک رہے ؁

نزول المسیح صفحہ ۱۰۸

لا یمسہ الا المطہرون۔ پس وہ ناپاکوں کے دلوں پر معجزہ کے طور اثر نہیں کر سکتا بجز اس کے کہ اس کا اثر دکھلانے والا بھی قوم میں ایک موجود ہو۔ اور وہ وہی ہوگا جس کو یقینی طور پر نبیوں کی طرح خدا تعالیٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ نصیب ہوگا غرض تمام برکات اور یقین کے حصول کا ذریعہ خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ ہے ؁

نزول المسیح صفحہ ۱۰۹

کیونکہ وہ یہ دعا سکھلاتا ہے کہ: اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم

غیر نبیوں کو یقینی الہام

پہلی امتوں میں بعض وحی پانے والے [illegible] اس امت میں بھی [illegible] ہیں

خدا کے کلام میں شک نہیں

اس امت میں ایک قوم ہوگی جو نبیوں کی طرح مکالمہ الہیہ پاتی ہوگی

لاہور ... صفحہ ...

بالعیان کہ کلام اصفیا ہست کلام انبیا مرھم سا یا ست مثل اشکال منعکسہ آئینہ ہائے باہم مقابل وسیجو لاف یک چہرہ ہا کہ آئینہ دو سہ چہار سے اصل ثابت است ہماں سے شکل نیز ثابت دمعقول باشد نیست ✦

مجموعہ اشتہارات حصہ اول صفحہ ...

اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت اور مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں ✦

مجموعہ اشتہارات حصہ اول صفحہ ۱۴۲

تو یہ ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے (حاشیہ) امتی کا کمال یہی ہے کہ اپنے نبی متبوع سے بلکہ تمام انبیاء و متبوعین علیہم السلام سے مشابہت پیدا کرے یہی کامل اتباع کی حقیقت اور علت غائی ہے جس کے لئے سورہ فاتحہ میں دعا کرنے کے لئے ہم لوگ مامور ہیں بلکہ یہی انسان کی فطرت میں تقاضا پایا جاتا ہے اور اسی وجہ سے مسلمان لوگ اپنی اولاد کے نام بطور تفاؤل عیسیٰ۔ داؤد۔ موسیٰ۔ یعقوب محمد وغیرہ انبیاء علیہم السلام کے نام پر رکھتے ہیں۔ اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ تا وہی اخلاق و برکات بطور ظلی ان میں بھی پیدا ہو جائیں فتدبر۔

مجموعہ اشتہارات حصہ اول صفحہ ۲۹

سو اے سچائی کے ساتھ جان و دل پیار کرنے والو! اور اے صداقت کے بھوکو اور پیاسو یقیناً سمجھو کہ ایمان کو اس آشوب خانہ سے سلامت لیجانے کے لئے ولایت اور اس کے لوازم کا یقین نہایت ضروریات سے ہے ولایت نبوت کے اعتقاد کی پناہ ہے اور نبوت اقرار وجود باری تعالیٰ کے لئے پناہ۔ پس اولیاء انبیاء کے وجود میخوں کی مانند ہیں۔ اور انبیاء خدا تعالیٰ کا وجود قائم کرنے کے لئے نہایت مستحکم کیلوں کے مشابہ ہیں ✦

کلام اولیاء کلام انبیاء کا ظل ہے

مجدد وقت اور اکابر اولیاء میں سے بہتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

ظلی طور پر انبیاء سے ...

اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر کریں۔

مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۲۳

ان کا یہ کہنا سچ نہیں ہے کہ گویا مجھ پر مولوی غلام دستگیر کا کہ میں تو نبوت کا مدعی نہیں کرتا فوری عذاب نازل کروں۔ ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے .... غرض چونکہ نبوت کا دعوے اس طرف بھی نہیں۔ صرف ولایت اور مجددیت کا دعوے ہے۔ اپریل ۱۸۹۷ء

نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتا ہوں

میری دعویٰ بھی نبوت نہیں بلکہ ولایت ہے

نبوت کا دعوے نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا ہے

مجموعہ اشتہارات حصہ چہارم صفحہ ۲۲۳

اور دوسرے الزامات جو میرے پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت سے انکاری ہے۔ یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے .... اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء مقام دہلی

نبوت اور ختم نبوت بارہ میں میرا مذہب وہی ہے جو اہل سنت و جماعت کا

ختم نبوت کے منکر کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں

مجموعہ اشتہارات حصہ چہارم صفحہ ۲۷۳

بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ ایک شخص کو تو خدا تعالیٰ یہ الہام کرے کہ تو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور اس زمانہ کے تمام مومنوں سے بہتر اور افضل اور مثیل الانبیاء اور مسیح موعود اور مجدد چودھویں صدی اور خدا کا پیارا اور اپنے مرتبہ میں نبیوں کی مانند اور خدا کا مرسل ہے۔ اور اس کی درگاہ میں وجیہ اور مقرب اور مسیح ابن مریم کی مانند ہے اور ادھر دوسرے کو یہ الہام کرے کہ یہ شخص فرعون اور کذاب اور مسرف اور فاسق اور کافر اور ایسا اور ایسا ہے۔

نبیوں کی مانند اور خدا کا مرسل

چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴ و ۳۲۵

اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء

فرماتا ہے لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا یعنی مومنوں کے لئے مبشر الہام باقی رہ گئے ہیں مگر شریعت ختم ہو گئی ہے۔ کیونکہ عمر دنیا ختم ہونے کو ہے پس خدا کا کلام بشارتوں کے رنگ میں قیامت تک باقی ہے ٭

چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۴

انجیل ہاتھ میں ہے جس کی تعلیم سے ثابت ہے کہ خدا کی پرستش چھوڑ کر ایک عاجز انسان کی پرستش کی گئی یعنی حضرت عیسیٰ خدا بنائے گئے اور تمام نیک اعمال کو چھوڑ کر وسیلہ معافی گناہ یہ ٹھیرا دیا گیا ان کے مصلوب ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان لایا جاوے ٭

چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۶

توریت کی تعلیم یہ تھی کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور انجیل کی یہ تعلیم تھی کہ شر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو ٭

حاشیہ چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۶

ایک بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ وہ کامل پیروی کرنے والے کو خدا سے ایسا نزدیک کر دیتا ہے کہ وہ مکالمہ الٰہیہ کا شرف پا لیتا ہے۔ اور کھلے کھلے نشان اس سے ظاہر ہوتے ہیں اور تزکیہ نفس اور ایمانی استقامت اس کو حاصل ہوتی ہے ٭

چشمہ معرفت صفحہ ۲۸۸

دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گذرے ہیں اور آگے بھی ہونگے۔ لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مرد خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

چشمہ معرفت صفحہ ۲۹۲

یاد رہے کہ گناہ کی رغبت کا جذام نہایت خطرناک جذام ہے۔ اور یہ جذام کسی طرح دور ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ خدا کی زندہ معرفت کی تجلیات اور اس کی ہیبت اور عظمت اور قدرت کے نشان بارش کی طرح وارد نہ ہوں ٭

چشمہ معرفت صفحہ ۲۹۹

ہم ایسی تازہ بتازہ برکتیں اس نبی کے دائمی فیض سے پاتے ہیں کہ گویا اس زمانہ میں بھی وہ نبی

چشمہ معرفت صفحہ [illegible]

[illegible] اس کا ثابت کرنے کے لئے [illegible] اس کی طرف [illegible]
شیطان [illegible] کہلاتے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنے تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے۔

چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۸

خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا۔ وہ قرنا کیا ہے؟ وہ اس کا نبی ہوگا جو اس کی آواز کو پاکر اسلام اور توحید کی طرف لوگوں کو دعوت کریگا۔

چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۹

اور میری کتابوں کے یہودیوں کی طرح بعض حرف مبدل کرکے اور بہت کچھ اپنی طرف سے ملا کر میرے پر صدہا اعتراض لکھے گئے ہیں۔ کہ گویا میں ایک مستقل نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں اور قرآن کو چھوڑتا ہوں۔ اور گویا میں خدا کے نبیوں کو گالیاں نکالتا ہوں۔ اور گویا میں [illegible] کرتا ہوں اور گویا میں معجزات کا منکر ہوں [illegible] اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے میرے حق میں فیصلہ کریگا۔ کیونکہ میں مظلوم ہوں۔

چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴ و ۳۲۵

اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں۔ یعنے وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنے اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے اور اسی سے فیضیاب ہے۔ خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے۔ اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے۔ اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا بلکہ آپ کچھ بننا چاہتا ہے مگر خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد صلے اللہ

ہم میں موجود ہے۔ اور اس وقت بھی اس کے نمونے ظاہر ہوا کرتے ہیں کہ جیسا اس پہلے زمانہ میں ہوتے تھے۔

چشمہ معرفت صفحہ ۳۰۱، ۳۰۲

اور وہ کلام اکثر امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے اور علاوہ اس کے ایک شوکت اور طاقت اور تاثیر رکھتا ہے اور ایک آہنی میخ کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے۔ اور خدا کی غرض جو اس سے متعلق ہے یہ تمام لوازم اس لئے اس کے ساتھ لگائے گئے ہیں کہ بعض ناپاک طبع انسان شیطانی الہام بھی پا سکتے ہیں۔

اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ خدا کے کلام حق کی یہ نشانی ہے کہ وہ زبردست معجزات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور معجزات کیا باعتبار کثرت اور کیا باعتبار کیفیت اپنے اندر ایسا امتیاز رکھتے ہیں جیسے کثرت مقدار اور صفائی قسم اور کیفیت کی وجہ سے کوئی دوسرا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور جس پر وہ کلام نازل ہوتا ہے اس کو ایک خاص نصرت اور حمایت الٰہی ملتی ہے۔

حاشیہ

جس شخص پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اور سچ مچ وہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف پاتا ہے اس کو اس مکالمہ کے ساتھ اور لوازم نصرت اور مدد بھی عطا کئے جاتے ہیں۔ منجملہ ان کے یہ کہ اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ بلکہ وہ ہر ایک پر خود غالب ہوتا ہے۔

چشمہ معرفت صفحہ ۳۴۴

پس اسی وجہ سے عادت اللہ قدیم سے اس طرح پر جاری ہے کہ جو خدا کی طرف سے رسول آتے ہیں ان کو خدا ایسے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے۔ پس جب ان کی وہ پیشگوئیاں بکثرت پوری ہو جاتی ہیں جو دنیا کے حالات کے متعلق ہیں تو وہی پیشگوئیاں ان مخبروں کے لئے مفید ہو جاتی ہیں۔

چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۵

اور جب چودھویں صدی کا آغاز شروع ہوا تو ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کے موافق موجودہ مفاسد کی اصلاح اور دین کی تجدید کے لئے کوئی پیدا ہوتا سو گو اس امر کو کیسا ہی تحقیر کی نظر سے دیکھا جائے مگر خدا نے اس صدی کا خاتم الخلفاء اسی اپنے بندہ کو ٹھہرایا۔

جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے فضلنا بعضہم علے بعض۔ بعض بعض پر فضیلت رکھتے ہیں۔ بلکہ بعض اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں کہ ادنے درجہ کے صلحا ان کو شناخت نہیں سکتے۔

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۹

پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتا تھا۔ وہ کسی گذشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا۔ اور اس کو سچا جانتا تھا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت انپر ختم ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہیں کے فیض اور انہیں کی وساطت سے ملتا ہے۔ اور وہ امتی کہلاتا ہے۔ نہ کوئی مستقل نبی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے۔ خدا کا اسپر بڑا ہی فضل ہے۔ وہ خدا تو نہیں مگر اس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اس کا مذہب جو ہمیں ملا ہے۔ خدا کی طاقتوں کا آئینہ

پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتا تھا۔ وہ گذشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۳۳

وہ تمام معجزات ایک لاکھ کے قریب ہیں۔ بلکہ غالباً وہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔

میرے معجزات ایک لاکھ کے قریب ہیں

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۳۴

اور جس قدر لوگ بیعت کے لئے آجتک قادیان آئے وہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے۔

جو لوگ بیعت کیلئے آئے وہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہو

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۴۰

غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دئے جاتے ہیں۔ اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ۔ ۔ ۔ لہم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا۔ اور یہ وعدہ ہے کہ ایدھم بروح منہ ویجعل لکم فرقانا۔ ۔ ۔ ۔ ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے ان کو مبشر خوابیں اور الہام دیئے جائینگے۔ یعنے بکثرت دیئے جائینگے۔

قرآن کی پیروی کرنیوالے کو معجزات دئے جاتے ہیں اس کثرت سے کہ دنیا اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۴۱

ایک قطرہ کو ایک دریا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں۔ اور ایک پیسہ کو ایک خزانہ سے کچھ مناسبت نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ کامل پیروی کرنے والے کی روح القدس سے تائید کی جائیگی یعنے آنکے

کامل پیروی کرنے والے کو روح القدس سے [illegible]

خدا اس کی زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے۔ اور خدا اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے طرح طرح کے تصرفات زمین پر ظاہر کر سکتا ہے۔ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا ہے یا خدا کا بیٹا ہے مگر جو شخص قرآن شریف کا پیرو ہو کر محبت اور صدق کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ ظلی طور پر خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔ یہ سب نتیجہ اس زبردست طاقت اور خاصیت کا ہوتا ہے جو خدا کے کلام قرآن شریف میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۶۰

سچا پیرو اس مقام ولایت تک پہنچ جاتا ہے

کہ کس طرح قرآن شریف اور آنحضرت صلعم کی سچی پیروی سے انسان جماعت اولیاء اللہ میں داخل ہو سکتا ہے۔

میں نے قرآن شریف میں ایک زبردست طاقت پائی ہے۔ میں نے آنحضرت صلعم کی پیروی میں ایک عجیب خاصیت دیکھی ہے جو کسی مذہب میں وہ خاصیت اور طاقت نہیں۔ اور وہ یہ کہ سچا پیرو اس کا مقام ولایت تک پہنچ جاتا ہے۔ خدا اس کو نہ صرف اپنے قول سے مشرف کرتا ہے بلکہ اپنے فعل سے اسکو دکھلاتا ہے کہ میں وہی خدا ہوں جس نے زمین و آسمان پیدا کیا تب اس کا ایمان بلندی میں دور دور کے ستاروں سے بھی آگے گذر جاتا ہے۔ چنانچہ میں اس امر میں صاحب مشاہدہ ہوں خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور ایک لاکھ سے بھی زیادہ میرے ہاتھ پر اس نے نشان دکھلائے ہیں۔

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۴۶

قرآن نے ہزارہا عاشق بنائے ہیں میں بھی ان میں سے ایک ناچیز بندہ ہوں

اسی طرح خدا تعالیٰ نے جو کچھ اپنی خوبیوں کا قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ تمام حسن اور صفات اخلاق کے بیان میں ہے اور اس کے پڑھنے سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں کو خدا کا عاشق بنانا چاہتا ہے چنانچہ اس نے ہزارہا عاشق بنا لئے۔ اور میں بھی ان میں سے ایک ناچیز بندہ ہوں۔

خط حضرت مسیح موعود

(از اخبار الحکم نمبر ۲۹ جلد ۳۔ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

رسول اور نبی سے کیا مراد ہے

محبی عزیزی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے۔ اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے۔ جیسا کہ یہ الہام ہو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق ...

اور عقل اور غیب سے ایک روشنی ملے گی اور ان کی کشتی حالت نہایت صفائی پا جائیگی۔ اور ان کے کلام اور کام میں تاثیر رکھی جائیگی۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آتا ہے اور اس زمانہ میں ہم خود شاہد رویت ہیں۔

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۵۱-۵۲

اور خدا وہ معاملات اس سے شروع کر دیتا ہے جو خاص اپنے پیاروں اور مقبولوں سے کرتا آیا ہے۔ یعنے اس کی اکثر دعائیں قبول کر لیتا ہے۔ اور معرفت کی باریک باتیں اس کو سکھلاتا ہے۔ اور بہت سی غیب کی باتوں پر اس کو اطلاع دیتا ہے اور اس کی منشا کے مطابق دنیا میں تصرفات کرتا ہے اور عزت اور قبولیت کے ساتھ دنیا میں اس کو شہرت دیتا ہے۔ اور جو شخص اس کی دشمنی سے باز نہیں آتا اور اس کے ذلیل کرنے کے درپے ہے آخر اس کو ذلیل کر دیتا ہے اور اس کی خارق عادت طور پر تائید کرتا ہے اور لاکھوں انسانوں کے دلوں میں اس کی الفت ڈال دیتا ہے۔ اور عجیب در عجیب کام اس سے ظہور میں آتے ہیں اور بعض خدا کے الہام سے لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف کشش ہو جاتی ہے۔ تب وہ انواع و اقسام کے تحائف اور نقد اور جنس کے ساتھ اس کی خدمت میں دوڑتے ہیں اور خدا اس سے نہایت لذیذ اور پرشوکت کلام کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ کرتا ہے جیسا کہ ایک دوست ایک دوست سے کرتا ہے۔ وہ خدا جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہے وہ اس پر ظاہر ہو جاتا ہے اور ہر ایک غم کے وقت اپنے کلام سے اس کو تسلی دیتا ہے۔ وہ اس سے سوال و جواب کے طور پر اپنی فصیح اور لذیذ اور پرشوکت کلام کے ساتھ باتیں کرتا ہے اور سوال کا جواب دیتا ہے۔

چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۵۵

جو شخص اس خدا کی طرف سچے دل سے رجوع کرتا ہے اور وفاداری اور صدق قدم سے اس کی طرف آتا ہے۔ اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جیسا کہ خدا بے مثل ہے وہ بھی بے مثل ہو جاتا ہے۔ اور آسمانی برکتوں کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں۔ اور جیسا کہ خدا نے آسمان اور زمین میں کئی قسم کی قدرتیں دکھلائی ہیں ایسا ہی اس کے ہاتھ پر بھی کئی قسم کی قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں اور خوارق ظہور میں آتے ہیں جو دوسرے انسان ان پر قادر نہیں ہو سکتے اور آسمانی برکتوں کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور مقابلہ کے وقت کوئی اس پر غالب نہیں ہو سکتا کیونکہ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہئے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوےٰ بالمقابل نہیں۔ اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے۔ ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں۔ اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے۔ ورنہ وہ ہی خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے۔ زیادہ خیریت والسلام۔ مرقومہ ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء

؎ نوٹ۔ ایک قرأت اس الہام میں یہ بھی ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ اور یہی قرأت براہین میں درج ہے۔ اور فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دوسری قرأت درج نہیں کی گئی ؛

خط بنام اخبار عام

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار۔ پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدا اور متابعت سے باہر جاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعوےٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعوےٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے اور جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے۔ اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک

امام ہوا۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ اور جیسا کہ یا امام ہوا۔ دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے
اس کو قبول نہ کیا ایسا ہی بہت سے الہامات ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ
آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے۔ جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی
نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔ بلکہ رسول کے لفظ
سے اسی قدر مراد ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا۔ اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر
مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے
لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت
بد نکلتا ہے۔ اس لیے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ
نہیں آنے چاہئیں۔ اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم
ہو گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیت کا
انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے۔ جو شخص انکار میں
حد سے گذرتا ہے جس طرح کہ ایک خطرناک حالت میں ہے۔ اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح
اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں
کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے۔ اور ہم محض دین اسلام کے خادم
بن کر دنیا میں آئے ہیں۔ اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین
بنا دیں۔ ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے بچتے رہنا چاہئے۔ اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہئے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بھلانا نہیں چاہئے۔ ہم خادم دین اسلام ہیں۔ اور یہی ہمارے
ظہور کی علت غائی ہے۔ اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت
لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں۔ اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقائق اور
معارف کو بیان کرنا۔ سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنی کے موافق اعتقاد
کرنا مذموم نہیں ہے۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل
شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں
کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے
ہوشیار رہنا چاہئے۔ کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے
نہیں ہے۔ اور کوئی ہمارا دین بجز اسلام کے نہیں ہے۔ اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے

نبوت آنحضرت پر ختم ہو گئی

اپنی جماعت کی معمولی بول چال میں نبی کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں

نبی اور رسول مجاز کے رنگ میں ہیں۔ اسلام میں نبی کے معنے

منافی اس کے ساتھ خصوصیت کا ارب نہ ہو۔ اور صرف یہ بعد اس کے نہیں ہوتا۔ ابتداء میں ایسا مکالمہ کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔ مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔ سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقق نہیں ہو سکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا۔ سو خدا نے مجھے اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت علم غیب عطا کیا ہے اور ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں اور کر رہا ہے۔ میں خود ستائی سے نہیں بلکہ خدا کے فضل اور اس کے وعدہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو اور ایک طرف صرف میں کھڑا کیا جاؤں اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دیگا اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں وہ مجھے فتح دیگا۔ بس اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں بعض کو الہام بھی ہوتا ہے اور کسی قدر ملونی کے ساتھ علم غیب سے بھی اطلاع پاتے ہیں مگر وہ الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت کم ہوتی ہیں اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے بلکہ اس کو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے تا کہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو۔ اس لئے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تا کہ ان میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے۔ ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی ہوں تا کہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا ورنہ حضرت عیسیٰ جن کے دوبارہ آنے کے بارے میں ایک جھوٹی امید اور جھوٹی طمع لوگوں کو دامنگیر ہے وہ امتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اتر کر نئے سرے وہ مسلمان ہوں گے اور کیا اس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

الراقم خاکسار المفتقر الی اللہ الصمد غلام احمد المسیح الموعود ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء از لاہور